حضرت حاجی الحرمین مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّل

کے

درس ہائے قرآن کریم، تصانیف اور خطبات سے مرتّبہ

تفسیری نکات

جلد سوم

الفہرست

سُورۃ الکہف ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱
سُورۃ مریم ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۵۷
سُورۃ طٰہٰ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۸۲
سُورۃ الانبیاء ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۱۶
سُورۃ الحج ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۳۸
سُورۃ المؤمنون ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۷۰
سُورۃ النور ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۹۸
سُورۃ الفرقان ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۳۵
سُورۃ الشعراء ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۵۷
سُورۃ النمل ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۷۴
سُورۃ القصص ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۳۰۶
سُورۃ العنکبوت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۳۲۹
سُورۃ الروم ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۳۴۸
سُورۃ لقمٰن ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۳۵۹
سُورۃ السجدۃ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۳۷۶
سُورۃ الاحزاب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۳۸۸
سُورۃ سبا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴۲۷
سُورۃ فاطر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴۴۴
سُورۃ یٰسٓ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴۵۶

سُورۃ الصّٰفّٰت ۴۶۸
سُورۃ صٓ ۴۷۹
سُورۃ الزّمر ۴۹۶
سُورۃ المومن ۵۱۲
سُورۃ حٰمٓ السّجدۃ ۵۳۲
سُورۃ الشّوریٰ ۵۴۴
سُورۃ الزّخرف ۵۵۱
سُورۃ الدّخان ۵۶۸
سُورۃ الجاثیۃ ۵۷۱
سُورۃ الاحقاف ۵۷۶
سُورۃ محمّد ۵۸۰
سُورۃ الفتح ۵۸۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

۲- اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۝۲

سورۂ بنی اسرائیل میں زیادہ تر یہود سے خطاب ہے۔ اور انکی دو شدید تباہیوں کا ذکر کر کے مسلمانوں کو بھی متنبہ کیا ہے۔ اب اس سورۂ شریف میں زیادہ بحث پہلے عیسائیوں سے کی ہے۔ پھر مجوس سے اور درمیان میں کچھ یہود کو بھی خطاب کیا ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ فتنۂ دجال سے بچنے کے واسطے ہر جمعہ کو سورۃ کہف کی پہلی دس آیتیں اور پچھلی دس آیتیں پڑھو۔ ان آیات کے مطالعہ سے واضح ہو سکتا ہے کہ دجال کون ہے اور اس کے کیا صفات ہیں اور اس سے بچنے کی کیا راہ ہے۔

الْكِتٰبَ : کامل جامع کتاب ۔ لکھی ہوئی ۔ ایک لشکر جو شبہات کو دور کرے ۔
اس سے ظاہر ہے کہ قرآن شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں بصورت کتاب موجود تھا۔

عِوَجًا : دو معنے ہیں ۔ ۱- ٹیڑھا پن ۔ اس کتاب میں کوئی غلط تعلیم نہیں ۲ - جو ٹیڑھا رہے وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ر مارچ ۱۹۱۰ء)

۳ تا ۵- قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۝۳ مّٰكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۝۴ وَّ

یُنۡذِرَ الَّذِیۡنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا ۝۵

قَیِّمًا : ۱۔ مُسْتَقِیْمًا۔ بالکل سیدھے راہ پر اور سیدھی راہ بتانے والی ۲۔ مصدق اور صداقتوں کی اور اپنی صداقتوں کی ۳۔ حافظ۔ اس پر عمل کرنے والوں کیلئے شدید کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کے ساتھ سخت مخالفت کے واسطے تیار ہے۔

اَنَّ لَهُمْ : عملِ صالح کا نتیجہ ہے۔ اجرِ حسن

اَبَدًا : بہت لمبا زمانہ

وَّیُنۡذِرَ الَّذِیۡنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا : یہ آیت بتلاتی ہے کہ قوم دجّال کون ہے

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ر مارچ ۱۹۱۰ء)

۶۔ مَا لَهُمۡ بِهٖ مِنۡ عِلۡمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمۡ ؕ كَبُرَتۡ كَلِمَةً تَخۡرُجُ مِنۡ اَفۡوَاهِهِمۡ ؕ اِنۡ يَّقُوۡلُوۡنَ اِلَّا كَذِبًا ۝۶

مِنْ عِلْمٍ : یہ قوم بڑی سائنسدان بن گئی۔ ہر بات پر دلیل پیش کرتی ہے۔ مگر اپنے مذہب کے متعلق صاف اقرار کرتے ہیں کہ مسیحؑ کے ابنِ خدا ہونے اور تثلیث۔ کفارہ وغیرہ کے واسطے دلیل کوئی نہیں۔ قرآن شریف نے پہلے سے پیشگوئی کی ہے کہ یہ ایسا کہیں گے۔

اٰبَآئِهِمْ : ان کے باپ دادوں کو بھی علم نہ تھا۔ یورپ ایک بُت پرست قوم تھی۔ جاہل لوگ تھے۔ پرانے بُتوں کے عوض رفتہ رفتہ سلطنتوں کے اور حکّام کے رُعب میں آکر یسوع کا بُت پوجنے لگ گئے۔ وہ تو خود جاہل تھے ہی۔ اور اب ان کی اولاد گلے پڑا ڈھول بجا رہی ہے۔

كَلِمَةً : تمیز واقع ہوئی ہے اس واسطے منصوب ہے۔

اَفْوَاهِهِمْ : منہ سے نکلتی ہے۔ دل سے نہیں نکلتی۔ دل جانتے ہیں کہ یہ بے دلیل بات ہے صحیح نہیں۔

۷۔ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفۡسَكَ عَلٰۤى اٰثَارِهِمۡ اِنۡ لَّمۡ

يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝

اٰثَارِهِمْ : نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کشف میں اس قوم کا جاہ و حشم دکھایا گیا جس سے آپ کو غم ہوا۔ کہ اتنی بڑی بظاہر معزز قوم اسلام کی نعمت سے بے نصیب رہے گی۔ تو ان کی وجاہت کتنوں کو اسلام سے مرتد کر دے گی۔ اس پر خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ یہ سب اشیاء عارضی اور زمینی ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ر مارچ ۱۹۱۰ء)

۸، ۹۔ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ۝

اَحْسَنُ عَمَلًا : دنیوی زیب و زینت کے معاملہ میں کون بڑا کاریگر ہے۔ یہ بات ظاہر کر دی جائے گی۔

جُرُزًا : لَيْسَ فِيْهَا شَيْءٌ۔ خالی میدان۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ر مارچ ۱۹۱۰ء)

۱۰۔ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝

عَجَبَ : کیا تم خیال کرتے ہو کہ یہ بہت عجیب بات ہے۔ ایسے ایسے لاکھوں نشانات خدا تعالیٰ کے ہیں۔

الرَّقِيْم : رقم کرنا۔ لکھنا۔ کھودنا۔ یہ انکی نشانی ہے۔ تحریر کا کام بہت ہوگا۔ ہر امر ان کے ہاں لکھا جائے گا۔

كَهْف : وہی ہے جس کو انگریزی میں کیپ (CAPE) کہتے ہیں۔ اب تک وہ جگہ اسی نام سے مشہور ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ر مارچ ۱۹۱۰ء)

اَلْکَھْفِ : ملک کی ایک سرحد پر ۔ کنارہ پر (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۴۶۴)
اصحاب کہف جس قوم کا نام ہے ۔ ایک تو ان کا نشان ہے ۔ کہ ہر چیز پر کچھ نہ کچھ لکھا ہوتا ہے
دوم وہ پہلے ایسے ملک میں ہجرت کر کے گئے ۔ جو ایک کنارہ پر ہے اور سورج اس سے ہمیشہ دکن
کی طرف رہتا ہے ۔
میرا دل چاہتا ہے ۔ تمہارے معاملات دنیوی بالکل صاف ہوں اور تم خدا کے حکم کی تعمیل میں
میں چھوٹے سے چھوٹا معاملہ بھی ہو تو اسے لکھ لو ۔ فَاکْتُبُوْہُ صَغِیْرًا اَوْکَبِیْرًا ۔
ایک سفر میں چند بھائی میرے ساتھ تھے ۔ وہ خرچ کرتے تھے ۔ میں نے کہا لکھ لو تو انہوں نے
میری تحقیر کی ۔ اور کہا ہم بھائی بھائی ہیں ۔ تم ہم میں تفرقہ ڈالنا چاہتے ہو ۔ آخر ایک موقعہ پر جا کر وہ
سخت لڑے ۔ تب میری بات کی قدر معلوم ہوئی ۔
تم لوگ جو یہاں رہتے ہو ۔ وہ دوسرے کیلئے نمونہ ہو ۔ پس تمہارا یہاں رہنا بڑا خطرناک ہے
سنبھل کر رہو ۔ اور اپنے تئیں قرآن مجید کے سچے متبع بناؤ ۔ اللہ تم کو قرآن پر عمل کی توفیق دے
(بدر ۷ اراگست ۱۹۱۳ء صفحہ ۳)

۱۱ - اِذْ اَوَی الْفِتْیَۃُ اِلَی الْکَھْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً وَّ ھَیِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ﴿۱۱﴾

اَلْفِتْیَۃُ : نوجوان حضرت مسیحؑ کو صلیبی موت سے بچانے کے معاملہ میں جو موید جماعت
تھی ۔ اس پر بڑا ابتلاء آیا ۔ حاکم پلاطوس اور اسکی بیوی بھی اس مقدمہ میں قید ہوئے ۔ مگر کچھ لوگ
ایسے تھے جو وہاں سے بھاگ نکلے ۔ کچھ مغرب کو گئے ۔ کچھ مشرق کو ۔ یہاں ان لوگوں کا ذکر ہے جنہوں
نے بلاد غربی میں جا کر کہف میں جا پناہ لی ۔ جو کہ انگلستان کے جنوب مغربی گوشہ آرمیتیا میں واقع
ہے ۔ انہیں نوجوانوں میں یوسف آرمیتیا بھی تھا جس نے حضرت مسیحؑ کے بچانے میں بڑا حصہ
لیا تھا ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ / مارچ ۱۹۱۰ء)
رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً وَّ ھَیِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا : اے ہمارے رب ہم کو
اپنے پاس سے رحمت عطا کر اور ہمارے معاملہ میں ہمیں راہ کھول دے ۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۱۶۹)

۱۲، ۱۳- فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ﴿۱۲﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ﴿۱۳﴾

ضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ: کچھ مدت تک باہر کی کوئی خبر اس گروہ کو نہ پہنچی۔
بَعَثْنَا: آخری ترقی دنیوی کی طرف اشارہ ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ مارچ ۱۹۱۰ء)
فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ: دوسرے لوگوں سے بے خبر رہے۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۶۴)

۱۴- نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ﴿۱۴﴾

..... میری طبیعت تو ضعیف ہے۔ مگر دل میں آیا کہ زندگی کا بھروسہ نہیں۔ معلوم نہیں کہ کسی وقت موت آجاوے۔ کچھ قرآن سنا دیا جاوے تو اچھا ہے۔ فرمایا۔ آج مجھے بہت جوش ہوا کہ درس قرآن سننے والوں کے واسطے خصوصیت سے دعا کروں۔ پس جو اس وقت حاضر ہیں۔ ان کے واسطے میں نے بہت بہت دعائیں درس شروع کرنے سے پہلے کی ہیں۔
نَقُصُّ: اصل قصہ کا اب بیان شروع ہوا ہے۔
نَبَا: عظیم الشان بات۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ مارچ ۱۹۱۰ء)

۱۵- وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَاۡ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا ﴿۱۵﴾

شَطَطًا: پراگندہ بات۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ مارچ ۱۹۱۰ء)

۱۶- هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ۭ لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۢ بَيِّنٍ ۭ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۝۱۶

مِنْ دُوْنِہٖ : رومی قوم کی طرف اشارہ ہے جو بُت پرست تھی اور یہودی بھی غیر ممالک میں جا کر ان قوموں کی صحبت کے اثر سے کچھ غلطیوں میں مبتلا ہو چکے تھے۔

یاد رکھو۔ شرک کبھی فی الذّات ہوتا ہے جیسا کہ مجوس نے خالق الظلمت و خالق النور دو (خدا) بنائے ہیں۔ اور جیسے آریہ لوگ پانچ چیزوں کو خدا کے ساتھ غیر مخلوق مانتے ہیں۔ اور جیسے عیسائی تین خدا قرار دیتے ہیں۔ یا صفات میں ہوتا ہے جیسا کہ بعض مسلمانوں میں اس کے آثار پائے جاتے ہیں۔ یہ سب افتراء ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ر مارچ ۱۹۱۰ء)

۱۷- وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ۝۱۷

وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ : جب تم نے ان غیر معبودوں کی پرستش کرنے والوں کو چھوڑ دیا۔ تو اب کہف کو چلے جاؤ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ر مارچ ۱۹۱۰ء)

۱۸- وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۝۱۸

تَّزٰوَرُ : تَمِیْلُ ۔ جُھک جاتا ہے
چونکہ وہ مقام خطِ سرطان سے اوپر ہے اور سورج خطِ سرطان کے اوپر نہیں جاتا بلکہ نیچے رہتا ہے۔ اس واسطے طلوعِ آفتاب کے وقت مشرق کی طرف وہاں سے دیکھا جاوے تو سورج دائیں ہاتھ نظر آئے گا اور وقت غروب مغرب کی طرف دیکھا جاوے تو بائیں ہاتھ نظر آئے گا۔ سورج کبھی ان کے سر پر نہیں آتا۔

فَجْوَۃٍ : وسعت کی جگہ۔ فراخی کی جگہ میں ہیں۔
ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ مقام کہف کے تین پتے ہیں ۱۔ شام و روما سے بہت دُور ہے ۲۔ خطِ سرطان سے شمال کی طرف ہے۔ ۳۔ وہ امن کی جگہ ہے جہاں دشمن کا قابو نہ تھا۔

مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ : سورج کا سرطان تک پہنچنا اور آگے نہ جانا۔ پھر جدی تک جانا اور آگے نہ پہنچنا یہ سب اس کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔

وَمَنْ یُّضْلِلْ : اور جس کو اس کی بدی کے سبب گمراہ کرتا ہے۔ دوسری جگہ قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ وَمَا یُضِلُّ بِہٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ (بقرہ : ۲۷) فاسقوں کے سوائے وہ دوسرے کو گمراہ نہیں کرتا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ مارچ ۱۹۱۰ء)

وَتَرَی الشَّمْسَ : ایسے ملک میں گئے کہ مشرق کی طرف منہ کر کے دیکھو تو آفتاب دائیں رہ جائے۔ مغرب کی طرف تو بائیں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۶۱)

۱۹۔ وَتَحْسَبُھُمْ اَیْقَاظًا وَّھُمْ رُقُوْدٌ ۖ وَّنُقَلِّبُھُمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُھُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَیْهِ بِالْوَصِیْدِ ۭ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَیْھِمْ لَوَلَّیْتَ مِنْھُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْھُمْ رُعْبًا ۝۱۹

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اصحابِ کہف کا حال منکشف ہوا اور آپؐ نے انہیں دیکھا
رُقُوْدٌ : راقد۔ سونے والے۔ سخت ہی ٹھہرے ہوئے۔ دراصل وہ تو ٹھہرے ہوئے تھے

کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے زمانہ میں وہ قوم سُست پڑی تھی۔ مگر آپؐ نے ان کی حالت آئندہ کی دیکھی۔

نُقَلِّبُهُمْ: عنقریب تجارت کے واسطے سب طرف نکلیں گے۔ دائیں بائیں جاویں گے۔ کیا معنی۔ مشرق اور مغرب میں پھیلیں گے۔

كَلْبُهُمْ: یہ انکی شناخت بتلائی گئی کہ ان کے دروازے پر کتّا ضرور ہوگا۔ ممکن ہے کہ ابتدائی اصحاب کہف کے ساتھ بھی کوئی کتا ہو۔

آجکل کتے کی تعریف وفاداری میں بڑی بڑی کتابیں لکھی گئی ہیں حالانکہ اس جانور کے اخلاق نہایت قبیح اور مذموم ہیں۔ شہوت۔ حرص طمع میں بہت رذیل جانور ہے اور ان امور میں گرا ہوا ہے۔

وَلَمُلِئْتَ: یہ بھی ایک شناخت ہے۔ ان کی کوٹھیاں وسیع اور رعب دار ہوں گی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ مارچ ۱۹۱۰ء)

وَنُقَلِّبُهُمْ: ایک وقت آئے گا کہ یہ دور دراز پھیل جائیں گے ان کی نشانیاں یہ ہیں کہ انکی کوٹھیوں میں کتا رہتا ہے۔ اور ان کا رعب ہے۔ (تشحیذالاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۶۲)

۲۰- وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ۚ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۚ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۚ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ۚ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ﴿۲۰﴾

لَبِثْتُمْ: اس حالت میں حالتِ سستی میں کتنی مدّت تم رہے۔

يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ: ہزار۔ نو سو سال۔ اوسط ساڑھے نو سو سال۔ اتنے ہی عرصہ کے بعد یہ قوم باہر نکلی اور انہوں نے کمپنیاں بنائیں اور تجارتیں شروع کیں اور غیر ملکوں کی طرف گئے۔

قرآن کریم میں یوم ہزار سال کا نام بھی آیا ہے۔ اور تاریخ شہادت دیتی ہے۔
فَابْعَثُوْا : ایک مجمع بناؤ۔ کمپنی قائم کرو۔ روپیہ روانہ کرو اور ایک کو افسر بناؤ۔
طَعَامًا : ہمارے ملک میں غلّہ کی کمی ہے۔ یہاں سے روپے لے جاؤ اور وہاں سے غلّہ لے آؤ۔
لْيَتَلَطَّفْ : نرمی سے کام کرو۔
لَا يُشْعِرَنَّ : اپنا بھید کسی کو نہ دو۔ اور دوسرے کا بھید لو۔ مدارات سے کام کرو اور دوسروں کے حالات سے مفصل اطلاع حاصل کرتے رہو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ر مارچ ۱۹۱۰ء)

۲۲۔ وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ اَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ۚ اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ۭ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓي اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ﴿۲۲﴾

اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ : دوسرے لوگوں کو ان کے حالات سے آگاہ کیا اور غیر قومیں ان کے ہاں بھی جانے لگیں۔ ابتدائی اصحاب سے بھی ارد گرد کے لوگ آگاہ ہوئے اور ان کے مطیع ہوئے۔
يَتَنَازَعُوْنَ : ابتدائی لوگوں نے ان کے متعلق جھگڑا کیا اور آخر انکی یادگار بنائی۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ر مارچ ۱۹۱۰ء)
اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ : یہ پیشگوئی ہے۔ اپنے وقت پر ظاہر ہوگی۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۶۲)

۲۳۔ سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًۢا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۭ قُلْ رَّبِّيْٓ

اَعۡلَمُ بِعِدَّتِهِمۡ مَّا يَعۡلَمُهُمۡ اِلَّا قَلِيۡلٌ ۬ فَلَا تُمَارِ فِيۡهِمۡ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا ۖ وَّلَا تَسۡتَفۡتِ فِيۡهِمۡ مِّنۡهُمۡ اَحَدًا ﴿۲۲﴾

سَيَقُوۡلُوۡنَ : اختلاف مؤرخین کا ہے کہ کتنے تھے کتنے نہ تھے۔

سَبۡعَةٌ : حضرت ابنِ عباسؓ کا قول ہے کہ سات والی بات صحیح ہے۔ کیونکہ پہلے اعداد کے ساتھ خدا تعالیٰ نے رَجۡمًاۢ بِالۡغَيۡبِ فرمایا۔ اس کے ساتھ نہیں فرمایا۔ بلکہ یہ امر کہ عیسائیوں کے ہاں سات بڑے کلیسیا مشہور ہیں۔ اس سے صاف صاف پتہ لگتا ہے کہ سات ہی تھے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ مارچ ۱۹۱۰ء)

۲۴، ۲۵- وَلَا تَقُوۡلَنَّ لِشَاۡىۡءٍ اِنِّىۡ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾ اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۚ وَاذۡكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيۡتَ وَقُلۡ عَسٰٓى اَنۡ يَّهۡدِيَنِ رَبِّىۡ لِاَقۡرَبَ مِنۡ هٰذَا رَشَدًا ﴿۲۵﴾

لَا تَقُوۡلَنَّ : کبھی بھی نہ کہو۔

اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ : جہاں کہیں خدا تعالیٰ کی عظمت و جبروت کا خیال نہ ہو۔ نتیجہ اچھا نہیں ہوتا۔ سب سے پہلی مثال حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی ہے۔ جنہوں نے اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ (یوسف : ۱۳) اِنَّا لَهٗ لَنَاصِحُوۡنَ (یوسف : ۱۲) اِنَّا لَفَاعِلُوۡنَ (یوسف : ۶۲) وغیرہ الفاظ کے ساتھ دعویٰ کیا۔ مگر کہیں وفا نہ ہوا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ مارچ ۱۹۱۰ء)

اس سے بڑھ کر دُکھ کی کہانی ایک ہے۔ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما الصلوٰۃ والسلام کے نام سے عام مسلمان واقف ہیں۔ مگر سلیمان علیہ السلام کے بیٹے کے نام کی وہ شہرت نہیں۔ جو باپ دادا کی ہے۔ اور پوتے کا نام تو قریباً معدوم ہے۔ حدیث میں اس راز کا ذکر ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک دفعہ کہا تھا کہ میری بیویاں بہت ہیں۔ ان سے بڑی اولاد اور عظیم الشان لوگ پیدا ہوں گے۔ اس دعویٰ کے ساتھ انشاء اللہ نہ کہا۔ نتیجہ خراب ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنی ہجرت کے ارادے کو ظاہر کرنا چاہتے تھے۔ تب اللہ تعالیٰ نے کہا کہ انشاء اللہ کہہ لو۔

اَقْرَبَ: آئندہ حالت موجودہ سے پُرامن ہوگی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۷ مارچ ۱۹۱۰ء)

ایک عیسائی کا اعتراض:

"اگر پیغمبر علیہ السلام سچے ہوتے تو اصحاب کہف کی بابت انکی تعداد میں غلط بیانی نہ کرتے" کے جواب میں فرمایا۔

نہ قرآن کریم نے اصحاب کہف کی تعداد بیان فرمائی اور نہ رسول کریمؐ نے۔ معلوم نہیں ہوسکتا کہ سائل نے غلط بیانی کا اتہام کیونکر لگایا۔ حضرت رسالت مآبؐ نے تعداد کو بتایا ہی نہیں اور اس کا بیان ہی نہیں کیا۔ تو غلط بیانی کہاں سے آگئی؟ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ سائل کسی کے دھوکہ میں آکر یہ سوال کر بیٹھا ہے۔ کیونکہ قرآنِ مجید میں جہاں اصحابِ کہف کا قصہ لکھا ہے۔ وہاں تعداد کے متعلق یہ آیت ہے۔

سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ. قُل رَّبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِم مَّا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ۔

ترجمہ: لوگ کہیں گے تین ہیں چوتھا ان کا کتّا۔ اور کہتے ہیں پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا ہے۔ بے نشانہ تیر چلاتے ہیں اور کہتے ہیں سات ہیں اور آٹھواں کتا ہے۔ تو کہہ دے (اے محمدؐ) میرا رب ہی اُن کی تعداد جانتا ہے۔ اور ان کو تھوڑے ہی جانتے ہیں۔

اس آیت شریف سے صاف صاف واضح ہے کہ لوگ ایسا ایسا کہیں گے اور لوگ فلاں فلاں تعداد اصحاب کہف کی بیان کریں گے۔ لاکن ان لوگوں کا کہنا "بن نشانہ تیر چلانا ہے" اعتبار کے قابل نہیں۔ غرض حضرت نبی عربؐ نے کوئی تعداد اصحابِ کہف کی نہیں بتائی۔

(ایک عیسائی کے تین سوال اور انکے جوابات صفحہ ۵۸)

۲۶، ۲۷- وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَٰثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا ﴿۲۶﴾ قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا ۖ لَهُ

غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ اَبْصِرْ بِهٖ وَ اَسْمِعْ ۚ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ ۫ وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾

لَبِثُوْا: یہ لوگوں کا قول ہے۔ سَيَقُوْلُوْنَ پر عطف ہے۔ مثال کے واسطے سورۃ لقمان کا دوسرا رکوع دیکھو۔ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ۔ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ (لقمان: ۱۴) سے وعظ شروع ہوا۔ درمیان میں وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ (لقمان: ۱۵) اور دیگر ذکر آگیا۔ پھر يٰبُنَيَّ اِنَّهَاۤ اِنْ تَكُ (لقمان: ۱۷) سے وہی وعظ شروع ہوا۔

اَللّٰهُ اَعْلَمُ: تین سو یا نو سو والی باتیں صحیح نہیں۔ اللہ بہتر جانتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ مارچ ۱۹۱۰ء)

۲۸، ۲۹۔ وَاتْلُ مَاۤ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۚ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۸﴾ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۹﴾

لَا مُبَدِّلَ: یہ پیشگوئیاں ضرور پوری ہوں گی۔ اس آیت پر عیسائی لوگ کہا کرتے ہیں کہ جب خدا تعالیٰ کے کلمات میں تبدیلی نہیں ہو سکتی اور قرآن شریف خود اس امر کو تسلیم کرتا ہے تو پھر انجیل اور توریت بھی محرّف و مبدّل نہیں ہوئیں۔ یہ ایک دھوکہ ہے جو عیسائیوں کو لگا ہے۔ یا وہ دوسروں کو دیتے ہیں۔ اس آیت کے معنے تو صرف یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ نے جو پیشگوئی کی ہے۔ وہ ضرور پوری ہوگی

اس کے ٹالنے والا کوئی اس کے سوا نہیں ۔ اور خدا تعالیٰ نے جو سنّت قائم کر دی ہے ۔ اس کے خلاف ہر گز نہیں ہو سکتا۔ مثلاً یہ قانونِ الٰہی ہے ۔ کہ صادق کامیاب اور بامراد ہوتا ہے ۔ پس اس میں تبدیلی نہیں ۔ اور ایسا کبھی نہ ہوگا ۔ کہ کاذب کے مقابلہ میں صادق نامراد اور ناکام رہے ۔ باقی رہا حروف میں تغیر و تبدّل ۔ یہ تو ظاہر ہے کہ قاری کو بھی سہو ہو جاتا ہے ۔ کاتب بھی غلطیاں کرتا ہے ۔ بعض بائبلوں اور قرآن شریفوں میں لفظی غلطیاں چھاپے کی نکالنے والوں کو انعام دیا جاتا ہے ۔ فی زمانہ خود عیسائیوں کے درمیان رومن کیتھولک فرقہ کی بائبل میں اور پروٹسٹنٹ فرقہ کی بائبل میں بہت جگہ اختلاف لفظی ہے ۔ جس سے ظاہر ہے کہ دونوں میں سے ایک غلط ہے ۔ پس اس آیت سے عیسائیوں کا استدلال ہر گز صحیح نہیں ہے ۔ بلکہ اس اعتراض کی سزا ہے کہ اصل کلام ہی دنیا سے مفقود ہو گیا ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶؍ مارچ ۱۹۱۰ء)

وَاصْبِرْ : یہاں سے ہجرت کے متعلق احکام ہیں کہ اس وقت آپ کو کیا کرنا چاہیئے ۔

اس آیت شریفہ سے صدیقِ اکبر رضؓ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو اپنے ساتھ رکھا ۔ معلوم ہوا کہ وہ غافل قلب والے نہ تھے ۔ وإلّا ان کو ساتھ نہ رکھتے ۔

دُکھوں اور مصیبتوں کے وقت تین علاج حضرت حق سبحانہٗ نے فرمائے ہیں ۔ ۱۔ اللہ کا ذکر کرتے رہنا ۔ ۲۔ وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتٰبِ رَبِّكَ قرآن شریف اکثر پڑھتے رہنا ۔ ۳۔ پاک لوگوں کی صحبت میں رہنا جو مستفاد ہے ۔ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ سے ۔ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ غافلوں کی صحبت و تعلق سے کنارہ کشی رہے ۔ غافل وہ ہے جو یادِ الٰہی نہ کرے اور گری ہوئی خواہشوں کے پیچھے پڑا رہے ۔ (بدر ۱۷؍ اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۳)

۳۲ - اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ يَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّ اِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۭ نِعْمَ الثَّوَابُ ۭ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ۳۲

یُحَلَّوْنَ فِیْھَا مِنْ اَسَاوِرَ : یہ سونے کے کڑے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں دیئے گئے
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۴۶۴)

یُحَلَّوْنَ : زیور دیئے جائیں گے۔ یہ ضروری نہیں کہ خود پہننے کے واسطے۔
دنیوی رنگ میں بھی یہ پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ قیصر و کسریٰ کے خزانے مدینہ میں آئے جن میں اس قسم کے کپڑے اور زیور بھی تھے جو ان آیات میں مذکور ہوئے ہیں۔ عیسائی لوگ بہشت کے متعلق اعتراض کرتے ہیں۔ حالانکہ بائیبل میں خود بہشت کا ذکر ہے۔ اور حضرت مسیحؑ نے باغ کی تمثیل دی۔ جن کو مفصلہ ذیل مقامات میں دیکھنا چاہیئے۔ متی باب ۲۱ آیت ۳۳۔ مرقس باب ۱۲ آیت ۱۔ لوقا باب ۲۰ آیت ۹۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۷ مارچ ۱۹۱۰ء)

۳۳۔ وَاضْرِبْ لَھُمْ مَّثَلًا رَّجُلَیْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِھِمَا جَنَّتَیْنِ مِنْ اَعْنَابٍ وَّ حَفَفْنٰھُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَیْنَھُمَا زَرْعًا ۝۳۳

اس رکوع میں جو تمثیل ہے۔ وہ میں بشرح صدر اور یقین کامل کے ساتھ بیان کرتا ہوں کہ حضرت ابراہیم کی اولاد کی دو قوموں کے متعلق ہے۔ بنی اسرائیل اور بنی اسماعیل۔ اول الذکر کو خدا تعالیٰ نے ملک کنعان کا باغ عطا کیا۔ ان میں انبیاء بھیجے۔ انہیں بادشاہ بنایا اور بڑے بڑے انعام ان پر کئے بجائے اس کے کہ وہ خدا کا شکر کرتے۔ انہوں نے اپنے بھائی بنی اسماعیل اہل عرب کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا۔ اپنے باغوں اور مال اور دولت کے گھمنڈ میں آگئے۔ اللہ تعالیٰ کو بھول گئے اور دنیا کو معبود بنا لیا۔ انبیاء کے قتل کے درپے ہوگئے۔ انجیل میں بھی اس تمثیل کو لکھا ہے۔ چنانچہ متی ۲۱ آیت ۳۳ میں ہے۔ ایک اور تمثیل سنو۔ ایک گھر کا مالک تھا جس نے انگورستان لگایا اور اس کو چاروں طرف روندا اور اس کے بیچ کھود کر کولہو گاڑا اور بُرج بنایا اور باغبانوں کو سونپ کے آپ پردیس گیا۔ اور جب میوے کا موسم قریب آیا۔ اس نے اپنے نوکروں کو باغبانوں کے پاس بھیجا کہ اس کا پھل لاویں۔ پر اُن باغبانوں (بنی اسرائیل) نے اس کے نوکروں (انبیاء) کو پکڑ کے ایک کو پیٹا اور ایک کو مار ڈالا۔ اور ایک کو پتھراؤ کیا۔ پر اس نے اور نوکروں جو پہلوں سے بڑھ کر تھے۔ انہوں نے ان کے ساتھ بھی ویسا ہی کیا۔ آخر اس نے اپنے بیٹے (حضرت مسیحؑ) کو ان کے پاس یہ کہہ کر بھیجا کہ

وے میرے بیٹے سے دبیں گے۔ لیکن جب باغبانوں نے بیٹے کو دیکھا آپس میں کہنے لگے (بنی اسرائیل کی نبوّت کا آخری) وارث یہی ہے۔ آؤ اسے مار ڈالیں کہ وہ میراث ہماری ہو جاوے اور اسے پکڑ کر اور انگورستان کے باہر لے جا کر (اپنی طرف سے تو) قتل (ہی) کیا۔ جب انگورستان کا مالک آوے گا۔ ان باغبانوں کے ساتھ کیا سلوک کریگا۔ وے اسے بولے۔ ان بدوں کو بُری طرح مار ڈالے گا اور انگورستان کو اور باغبانوں کو سونپے گا۔ جو اسے موسم پر میوہ پہنچاویں۔ یسوع نے انہیں کہا کیا تم نے نوشتوں میں کبھی نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو راجگیروں نے ناپسند کیا وہی کونے کا سرا ہوا (عرب کی طرف اشارہ ہے) یہ خداوند کی طرف سے ہے اور ہماری نظروں میں عجیب۔ اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت (نبوّت و نصرتِ الٰہی) تم (بنی اسرائیل) سے لے لی جائے گی اور ایک قوم (بنی اسمٰعیل اہلِ عرب) کو جو اس کیلئے میوے موسم پر (اب بھی ایّامِ حج کو موسم کہتے ہیں) لاوے گی دی جاوے گی۔ جو اس پتھر پر گرے گا چُور ہو جائے گا۔ پر جس پر وہ گرے۔ اُسے پیس ڈالے گا۔"

مذکورہ بالا عبارت انجیل خطوطِ وحدانی کے اندر جو الفاظ ہیں وہ تشریحاً و تفسیراً ہم نے لکھے ہیں اناجیل کے مفسّرین نے بھی اقرار کیا ہے کہ ان آیات میں بیٹے سے مراد حضرت مسیح علیہ السلام اور پہلے باغبانوں سے مراد بنی اسرائیل ہیں۔ دیکھو تفسیر عماد الدین اور تفسیر پادری ہَو صاحب وغیرہ۔

رَجُلَیْنِ: مراد بنی اسرائیل و بنی اسماعیل۔

لِاَحَدِهِمَا: حضرت اسحٰق کی اولاد کی طرف اشارہ ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۶؍ مارچ ۱۹۱۰ء نیز دیکھیں تشحیذ الاذہان جلد ۵ نمبر ۹ صفحہ ۴۶۴، ۴۶۵)

یہ پیشگوئی اور بشارت بہ نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے۔ انجیل میں یہ بشارت نہایت تفصیل سے موجود ہے۔ وہ بڑا باغ اور بنی اسرائیل کا تاکستان یروشلم ہے۔ بنی اسرائیل اپنے ناپاک گھمنڈ میں اپنے بھائی بنی اسمٰعیل کو ہمیشہ حقیر و ذلیل جانتے رہے اور اپنی باغبانی کے (بقول مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِیْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا) لازوال ہونے کا یقین کرتے رہے۔ حضرت مسیحؑ نے ان کو آگاہ کیا اور بتایا تمہاری باغبانی جاتی رہے گی۔ اب نیا افسر اور نئے باغبان آنے والے ہیں۔ اگر تم نے ان نئے باغبانوں پر حملہ کیا تو چُور ہو جاؤ گے۔ اگر وہ تم پر گرے۔ پس جاؤ گے۔ اس بشارت میں حضرت مسیحؑ کی تفصیل سنو متی ۲۱ باب آیت ۳۳۔ مرقس ۱۲ باب آیت ۱۔ لوقا ۲۰ باب آیت ۹۔

پھر لوگوں سے یہ تمثیل کہنے لگا۔ کسی نے انگور کا باغ لگا کے اسے باغبانوں کے سپرد کیا اور مدت تک پردیس جا رہا۔

تفسیر: باغ لگانے والا وہی خداوندِ بنی اسرائیل ہے۔ یسعیاہ ۵ باب ۲-۳۔ انگور بنی اسرائیل کی قوم ہے۔ زبور باب۸۰ آیت۹۔ تاکستان یروشلم ہے۔ غزل الغزلات ۸ باب ۱۳۔ یسعیاہ ۵ باب آیت ۳، ۵، ۷۔ قرآن بھی کہتا ہے۔ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ (الکہف۳۲) یاد رکھو۔ مالک کے آنے تک دیر ہے۔

اور موسم پر ایک نوکر کو باغبانوں کے پاس بھیجا تاکہ وے اس انگور کے باغ کا پھل اس کو دیں لاکن باغبانوں نے اس کو پیٹ کے خالی ہاتھ پھیرا۔

تفسیر دیکھو یرمیاہ ۲۷ باب ۱۵-۳۸

پھر اس نے دوسرے نوکر کو بھیجا۔ انہوں نے اس کو پیٹ کے اور بے عزت کر کے خالی پھیرا

تفسیر۔ یہ شخص اوریا تھا۔ یرمیاہ ۲۶ باب ۲۳۔ یہ اس لئے کہ متی ۲۱ باب ۳۵ میں مار ڈالا لکھا ہے۔

پھر اسی لئے تیسرے کو بھیجا۔ انہوں نے گھائل کر کے نکال دیا۔

تفسیر۔ ۲ تاریخ ۲۴ باب ۲۱

تب باغ کے مالک نے کہا۔ کیا کروں۔ میں اپنے پیارے بیٹے (یہ مسیحؑ ہیں) کو بھیجوں گا۔ شاید اسے دیکھ کر دب جاویں۔ جب باغبانوں نے اسے دیکھا۔ آپس میں صلاح کی اور کہا۔ یہ وارث ہے۔ آؤ اس کو مار ڈالیں۔ میراث ہماری ہو جاوے۔ تب اس کو باغ کے باہر نکال کر مار ڈالا۔ اب باغ کا مالک ان کے ساتھ کیا کریگا۔ وہ آوے گا اور ان باغبانوں کو قتل کرے گا۔ اور باغ اوروں کو سونپے گا۔

تفسیر۔ مرقس ۱۲ باب ۶۔ اب اس کا ایک ہی بیٹا تھا۔ جو اس کا پیارا تھا۔ بیٹے کا لفظ یہاں بمعنی صلح کار کے لیا ہے۔ بیٹے کا لفظ کتب مقدسہ میں وسیع معانی کے ساتھ مستعمل ہے۔ بیٹے کے حقیقی معنے باپ کے نطفے اور اس کی جورو کے رحم سے پیدا ہونے والے کے ہیں۔ عیسائیوں کے نزدیک بھی یہ معنی صحیح نہیں۔ رہے مجازی معنے بیٹے کے۔ وہ وسیع ہیں۔ ہم نے حسب حال صلح کار کے لئے ہیں۔ متی ۵ باب ۹۔ مبارک وے جو صلح کار ہیں کیونکہ خدا کے فرزند کہلائیں گے اور مسیحؑ صلح کا شہزادہ ہے۔ یسعیاہ ۹ باب ۶۔

حسب بیان مرقس ایک ہی بیٹے رہ گئے۔ بنی اسرائیل میں کامل صلح مسیحؑ میں تھی۔ اور اسی سے بنی اسرائیل کے گھرانے کی نبوت و رسالت کا خاتمہ ہو گیا۔ خدا کے فرزند کا محاورہ دیکھنا ہو تو دیکھو "مبحث الوھیت مسیحؑ" وہاں ثابت کیا ہے۔ حسب محاورہ کتب مقدسہ فرشتے خدا کے بیٹے ہیں۔ ایوبؑ باب ۶ اور

انبیاء اس کے بیٹے۔ ایوب ۳۸ باب ۷۔ اور بدکار خدا کے بیٹے۔ یسعیاہ ۳۰ باب ۱۔ سب فرزند یوحنا ۱۱ باب ۲۵۔

اب مار ڈالا کی تحقیق سن لو۔ یہاں سخت ایذا کو مار ڈالنا کہا ہے کیونکہ مکاشفات ۵ باب ۹ میں ہے۔ گویا ذبح کیا۔ یہودی کہتے ہیں ہم نے مسیح کو قتل کر ڈالا۔ قتل کے تو عیسائی بھی منکر ہیں۔ پر قرآن کا مسیحؑ کے قصے میں یہ کہنا مَا قَتَلُوْهُ (نساء: ۱۵۸) بالکل سچ ہوا اور بعض یہود کہتے ہیں کہ ہم نے صلیب دی اور یہ بھی غلط ہے۔ اس زمانے کی سُولی یہ نہ تھی۔ جیسے اس وقت ہوتی ہے۔ بلکہ آدمی کو کسی لکڑی پر ٹانگ دیتے تھے اور مصلوب بھوکا پیاسا ایذائیں پا تا مدت کے بعد مر جاتا تھا۔ اگر جلد اُتارتے تو ہڈیاں توڑ ڈالتے۔ حضرت مسیح جلد اُتارے گئے۔ مسیحؑ کی ہڈیاں توڑی نہیں گئیں۔ پس قرآن کا یہ کہنا وَمَا صَلَبُوْهُ بالکل سچ ہو گیا۔

عربی میں مصلوب اُسی کو کہتے ہیں جس کی پیٹھ کی ہڈی توڑی جاوے۔ دیکھو قاموس لغت صلب اور مسیح ہڈی توڑنے سے محفوظ رہے۔ دیکھو یوحنا ۱۹ باب ۳۳۔ بات یہ ہے حاکم مسیحؑ کا حامی تھا دیکھو اس نے ہاتھ دھوئے اور کہا۔ میں اس راست باز کے خون سے پاک ہوں۔ متی ۲۷ باب ۲۴۔ حاکم کی عورت حامی اور مددگار تھی۔ خصم کو کہتی ہے مجھے اس راستباز سے کام نہ ہو۔ متی ۲۷ باب ۱۹ صوبے دار اور یسوع کے نگہبان بھی حامی اور وہمی تھے۔ اور پھر عیسائی۔ متی ۲۷ باب ۵۴۔ یوسف نام آرمیتیہ کا دولتمند۔ سانڈرم (مجلس شاہی کا ممبر) بھی حامی۔ متی ۲۷ باب ۵۷۔ اور شاگرد منتظر بادشاہت تھا۔ مرقس ۱۵ باب ۴۳۔ لوقا ۲۳ باب ۵۰۔ یہود کے خوف سے خفیہ رہتا یوحنا ۱۹ باب ۳۸ اس شخص نے لٹکانے کے چند گھنٹے بعد جب اندھیرا ہوا۔ بادشاہ سے کہا یسوع مر گیا ہے۔ لاش مجھے مرحمت ہو۔ پلاطس حاکم نے تعجب کیا کہ ایسا جلد کیونکر مرا۔ اور یوسف اور صوبہ دار معتقد گواہ ہیں اور یہود بے چارے سبت کے بکھیڑے میں موجود ہی نہیں۔ قبر میں رکھا اور مٹی کی مُہر کی اور کوئی محافظ اس وقت نہ تھا۔ خیر خواہ اپنے خاکسار کو نکال لے گئے۔ بیشک مسیحؑ مُردہ یہودیوں سے جی اُٹھے۔ ابدی زندگی میں جلال پا گئے۔ ایت ولر کو حفاظت شروع ہوئی۔ پس صاف آشکار ہے وہ بے گناہ بچ گئے اسی واسطے قرآن کا کہنا وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ (نساء: ۱۵۸) بالکل درست ہے۔ یا انجیلی محققوں کے طور پر کہتے ہیں۔ آپ کی ہڈیاں نہیں توڑی گئیں۔ ویسے ہی مر گئے۔ بے ایمان یہودی اسی بات پر یقین رکھتے اور کہے گئے۔ ہم نے مسیحؑ کو مار ڈالا۔

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ

وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ ۚ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۔ بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۔ (نساء: ۱۵۸،۱۵۹)
وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا (نساء: ۱۶۰)

بات دُور چلی گئی۔ ان باغبانوں نے اپنے آخری نبی راست باز۔ صلح کار کو اپنے زعم میں قتل کیا۔ مار ڈالا۔ بنی اسرائیل کے سارے نبی خدا کے پلوٹھے تھے۔ اور مسیح آخری پلوٹھے۔ اب باغ اوروں کے سپرد ہوا۔ باغ یروشلم تھا۔ پہلے اس کے باغبان بنی اسرائیل میں سے رہے۔ ان کی بے ایمانی سے اب وہ باغ بنی اسمٰعیل کے سپرد ہوا۔ ماجوج دراز گوش کہتے ہیں۔ وہ آخری آچکے۔ اب محمدؐ کون ہے۔ عقل والو! سوچو۔ انجیل میں لکھا ہے۔ مالکِ باغ باغ اوروں کو سپرد کریگا۔ آخر کہاں آچکے۔ معاملہ ختم نہیں کبھی پہلے بنی اسماعیل اس کے مالک ہوئے۔ اب تیرہ سو[۱۳۰۰] برس سے مالک ہیں۔ یہود اور عیسائیوں کے لئے عہدۂ باغبانی نہیں رہا۔ باغ کا نام بھی بدل گیا۔ یروشلم سے بیت المقدس بنا۔

متی اس نئی قوم کے حق میں کہتا ہے۔ وہ موسم پر پھل دیں گے۔ متی ۲۱ باب ۴۸۔ اور عرب میں حج کے ایام کو موسم کہتے ہیں۔ پھر لوقا ۲۰ باب ۱۶۔ انہوں (بنی اسرائیل) نے یہ سُن کے کہا۔ ایسا نہ ہو۔ تب اُس نے ان کی طرف دیکھ کے کہا۔ پھر وہ کیا ہے۔ جو لکھا ہے کہ وہ پتھر جسے راجگیروں نے رد کیا۔ وہی کونے کا سرا ہوا۔ ہر ایک جو اس پتھر پر گرے چُور ہوگا۔ اور جس پر وہ گرے اسے پیس ڈالے گا اور متی ۲۱ باب ۴۳۔ اس لئے میں تمہیں کہتا ہوں۔ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جاوے گی اور ایک قوم جو اس کے پھل لادے دی جاوے گی۔ یاد رہے۔ بنی اسرائیل صرف روحانی بادشاہ نہ تھے بلکہ روحانی اور جسمانی عیسائی منصفو! یہ پتھر وہی ہے جس کو دانیال نے دیکھا اور وہ پھر پہاڑ بن گیا۔ دانیال ۲ باب ۳۴۔ جو اس پر گرا چُور ہوا۔ اور جس پر وہ گرا۔ اُسے پیس ڈالا۔ ......

قدیم زمانہ میں تصویری زبان کا بڑا رواج تھا۔ اسی خیال پر عیسائیوں نے موسوی رسومات کو صرف نشان قرار دیا ہے۔ مثلاً کہتے ہیں۔ قربانی توریت مسیحؑ کی قربانی کا نمونہ تھی۔ گو جانور خاموش جان دیتا ہے اور مسیحؑ نے ایلی ایلی پکارتے جان دی۔ ظاہری طہارتیں اصلی طہارت کا نمونہ تھیں۔ پو ہلا[۱] ہلاتا۔ مسیحؑ کا جی اٹھنا تھا[۲]۔ یوشع نے بارہ[۱۲] پتھر اٹھوائے اور بقول عیسائیوں کے وہ بارہ[۱۲] حواریوں کا گویا نشان تھا

---

[۱] احبار۔ ۲۳ باب ۱۰
[۲] ۱۔قرنتی ۱۵ باب ۲۰-۲۱

یوشع ۴ باب ۶ وغیرہ وغیرہ ۔ اب سوچو حجرِ اسود مکے میں کونے کا پتھر تھا۔ اور اسلام سے پہلے سالہاسال کا موجود ۔ لوگ اسے چومتے اور اس کے ساتھ ہاتھ ملاتے تھے ۔ گویا یہ پتھر کونے کا سرا مکے میں تصویری زبان میں کتب مقدسہ کا یہ فقرہ تھا ۔ وہ پتھر جسے معماروں نے رد کیا ۔ وہی کونے کے سرے کا پتھر ہوا عرب اُمّی محض تھے ۔ اور صاحب کتاب نہ تھے ۔ ان کیلئے بجائے کتاب یہی پتھر گویا کلام الٰہی تھا ۔ اس پتھر کو عرب یمین الرحمٰن کہتے تھے ۔ اب جو اصل آگیا اور اس کی منزلہ کتاب میں اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ (الفتح : ۱۱) کا فرمان اترا ۔ عرب چونک اٹھے اور کہنے لگے مَا الرَّحْمٰنُ ؟ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا (الفرقان : ۶۱) اس کے تشریف لاتے باغبانی بنی اسرائیل سے چھن گئی ۔ جو اس پر گرا چور ہوا ۔ جس پر وہ گرا پس گیا ۔ یہ پتھر کونے کا سرا نہ تو مسیحؑ ہیں ۔ کیونکہ مسیحؑ نے اس کے ظہور کیلئے اپنے بعد کا زمانہ بتایا ۔ دیکھو لوقا ۲۰ باب ۱۶ ۔ متی ۲۱ باب ۴۳ ۔ دانیال ۲ باب ۴۴

(فصل الخطاب حصہ دوم طبع ثانی صفحہ ۶۹ تا ۷۴)

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ : میں بنی اسرائیل و بنی اسمٰعیل کا ذکر ہے ۔ بنی اسرائیل نبوت ۔ سلطنت دونوں باغوں کے مالک تھے (بائبل میں بھی اس کی تمثیل ہے) بنی اسمٰعیل کو حقارت سے دیکھتے ۔ خدا نے نبوت بھی چھین لی اور سلطنت بھی ۔

عبرت کا مقام ہے ۔ یہود دنیا میں بالشت بھر زمین کے مالک نہیں اور نہ ان کا کوئی ناصر وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ۔ (الکہف : ۴۴)

(بدر ۱۷ اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۳)

۳۴ تا ۳۶ ۔ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْئًا ۙ وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ﴿۳۴﴾ وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗۤ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ﴿۳۵﴾ وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ قَالَ مَاۤ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖۤ اَبَدًا ﴿۳۶﴾

دونوں باغوں نے دیا میوہ اپنا اور نہ کم کیا اس میں سے کچھ ۔ اور بہادی ہم نے درمیان ان

دونوں کے نہر اور تھا واسطے اس کے میوہ۔ پس کہا اس نے واسطے ہم نشین اپنے کے اور وہ سوال جواب کرتا تھا۔ اُس سے۔ مَیں زیادہ تر ہوں تجھ سے مال میں اور زیادہ عزت والا ہوں آدمیوں کو اور داخل ہوا باغ اپنے میں اور وہ ظلم کرنے والا تھا جان اپنی پر کہ مَیں نہیں گمان کرتا یہ کہ ہلاک ہووے یہ باغ کبھی۔ (فصل الخطاب حصّہ دوم صـ۶۹)

وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۔ قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا۔

ظَالِمٌ : اپنے آپ کو مصیبت میں ڈال دیا تھا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۷؍ مارچ ۱۹۱۰ء)

۴۱۔ فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَ يُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ﴿۴۱﴾

خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ : چنانچہ محمدیوں کو عراق عرب۔ عراق عجم۔ مصر۔ یوروپ۔ ایران ملا (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صـ۴۶۵)

اس رکوع شریف سے یہ سبق ملتا ہے کہ انسان کو نہ چاہیئے کہ کسی کو حقارت کی نظر سے دیکھے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۷؍ مارچ ۱۹۱۰ء)

۴۶۔ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿۴۶﴾

اس رکوع میں مخاطب یہود نہیں ہیں کیونکہ نہ تو وہ کوئی اتنے بڑے دولتمند ہیں۔ اور نہ ملکوں کے مالک ہیں۔

اللہ تعالیٰ یہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور آپؐ کی امت کو مخاطب کرتا ہے۔ بلکہ

خصوصیت سے مسلمان مثلاً بنو اُمیّہ و بنو عباس مخاطب ہیں کہ اب تم اس باغ (ملک کنعان) کے مالک بننے والے ہو۔ دیکھو کوئی ایسا کام نہ کرنا جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہو جائے۔

هَشِيْمًا: چورا چورا۔ دنیاداروں کے پاس جب دنیا بہت جمع ہو جاتی ہے تو وہ غالباً متکبر اور آخرکار غافل ہو جاتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ انہیں ذلیل اور آخر مفلس کر دیتا ہے۔ امراء کا یہ حال ہے کہ جس کے پاس کچھ روپیہ جمع ہو جائے وہ مسجد میں جانا ہتک عزت سمجھتا ہے۔ اور علماء اس کے نزدیک ارذل ترین مخلوق ہوتے ہیں۔ اس میں گو ان علماء دنیا طلب کا بھی قصور ہے۔ مگر امراء چاہیں تو علماء کے گروہ میں بہت اصلاح ہو سکتی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۷؍ مارچ ۱۹۱۰ء)

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا: یہ عیسائی مخاطب ہیں۔ متی ۴ باب ۹ آیت متی ۷ باب ۱۲ آیت۔ متی ۱۹ باب ۲۴ آیت۔ ان میں لکھا ہے۔ کہ دولت مل سکتی ہے شیطان کے سجدہ سے۔ چنانچہ ان لوگوں نے کیا اور دولت مند ہوئے اور لکھا ہے کہ دولت مند خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہوتا۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۶۵)

۴۷۔ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا، وَ الْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴿۴۷﴾

اَلْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ: اعمالِ صالحہ۔ نماز میں سُبْحَانَ اللّٰهِ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اور کل اعمال جو رضائے الٰہی کا موجب ہیں۔

۴۸۔ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً، وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ﴿۴۸﴾

جبال سے مراد بادشاہ اور بڑے بڑے سردار ہیں۔ جو عذاب الٰہی کے باعث ان کا نام و نشان مٹے۔ اور ظاہری پہاڑ بھی ہوں تو کیا عجب ہے۔ آخر تمام مخلوق میں تغیر آ

رہا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۷ مارچ ۱۹۱۰ء)

نُسَیِّرُ الْجِبَالَ : سلطنتیں بڑی بڑی ہوں گی مگر آخر اُڑیں گی۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۴۶۵)

۵۰- وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۗ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۝۵۰

اَلْكِتٰبُ : اعمال نامہ۔

اَلْمُجْرِمِيْنَ : جناب الٰہی سے قطع تعلق کرنے والے لوگ۔

مُشْفِقِيْنَ : ڈرنے والے۔ اس ملک میں چونکہ عربی کا مذاق نہیں رہا۔ اس واسطے عموماً خطوں میں شفیق کی بجائے مشفق کا غلط لفظ استعمال کرتے ہیں۔

صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً : ہر ایک گناہ کا ایک ابتداء ہوتا ہے۔ پھر اس کے مراتب تدریجی ترقی کے ہوتے ہیں۔ وہ صغیرہ ہیں اور ایک بدی کا انتہا ہے۔ وہ کبیرہ ہے۔ مثلاً نظرِ بد صغیرہ ہے اور اسکا آخر نتیجہ زنا کبیرہ ہے۔

صوفیائے کرام نے مشاہدہ سے لکھا ہے کہ ارتکابِ بدی کے بعد دل کے اوپر ایک سیاہ دائرہ نظر آتا ہے۔ جس سے ملائکہ نفرت کرتے ہیں اور شیطان محبّت۔ پھر ایسے شخص کا تعلق آہستہ آہستہ شیاطین کے ساتھ بڑھتا جاتا ہے۔ اور وہ فاسق و فاجر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح نیکی کے بعد ایک نورانی دائرہ دل کے گرد پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اس کو دیکھ کر ملائکہ اس دل والے سے محبّت کرتے ہیں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۷ مارچ ۱۹۱۰ء)

۵۱- وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ۭ

اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۭ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ﴿۵۱﴾

اس سے پہلے رکوعوں میں دنیا کی زیب و زینت ۔ صنعت اور ترقی کا ذکر ہے کہ لوگ اس میں پھنس کر دین سے اکثر غافل ہو جاتے ہیں ۔ اگر دنیا کو بالکل ترک کیا جائے تو بھی دین میں حرج ہوتا ہے ۔ اور رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً (بقرہ : ۲۰۲) اس واسطے میانہ راہ اختیار کرنی چاہیئے ایک روایت میں ابلیس کے متعلق آیا ہے کہ کَانَ مِنْ خُزَّانِ الْجَنَّةِ ۔ اس ملک میں بڑے خزانوں والا تھا ۔ اسی کبریائی نے اسے ہلاک کر دیا ۔ ان آیات میں جو ذکر ہے ۔ اس سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے ۔

اسْجُدُوْا : فرماں برداری کرو ۔ بہت سے فرشتوں کو یہ حکم ہوا تھا ۔ ابلیس کو الگ حکم ہوا ۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ ؍ مارچ ۱۹۱۰ء)

۵۴- وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ﴿۵۴﴾

فَظَنُّوْا : پس انہوں نے یقین کر لیا ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ ؍ مارچ ۱۹۱۰ء)

۵۵- وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ﴿۵۵﴾

عام رواج دنیا میں دیکھا گیا ہے ۔ کہ جو لوگ پڑھے لکھے ہیں ۔ اور اپنے آپ کو عقلمند سمجھتے ہیں ۔ ان کی یہ حالت ہے کہ جب وعظ میں ان کو کوئی نظیر دو ۔ تو اس نظیر کو اپنے پر صادق نہیں آنے دیتے ۔ مثلاً اگر کہا جاوے ۔ فلاں نے بدی کی اور سزا پائی ۔ تو کہتے ہیں ۔ کیا ہم وہ ہیں ۔ اگر نبی ۔ ولی صحابی کا حوالہ دیں کہ انہوں نے ایسا کیا ۔ تم بھی ایسا کرو ۔ تو کہتے ہیں ۔ ہم نبی ہیں یا ولی یا صحابی پھر یا تو واعظ کو نادان قرار دیتے ہیں یا آپ اپنی تحقیق پر خوش و خرم ۔ مگر انبیاء سے بڑھ کر کون قوی مُوَجّہ کے ساتھ سمجھانے والا ہے ۔ آخر وہ بھی ارشاد فرماتے جاتے ہیں کوئی مانے یا نہ مانے ۔

صَرَّفْنَا : ہم نے پھیر پھیر کر بیان کی ہیں۔
مِنْ كُلِّ مَثَلٍ : ہر ایک عمدہ بات۔
جَدَلًا : جھگڑنے میں۔ ایسے ہی لوگوں نے انبیاء علیہم السلام کو اس قسم کے کلمات بولے ہیں کہ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (مومنون : ۲۵) یہ تو ہمارے ہی جیسا ایک انسان ہے۔ اور بس يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ (مومنون : ۲۵) چاہتا ہے کہ تم پر بڑا آدمی بن جائے۔ شاعر ہے۔ ساحر ہے کاہن ہے۔ مجنون ہے وغیرہ۔
بعض لوگ ہدایت سے ایسے بے نصیب ہوتے ہیں کہ جب انہیں کوئی نیکی کی راہ بتلائی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ کیا ہم نبی ہیں یا ولی کہ ایسے کام کریں۔ اور اگر بدی سے روکا جاوے تو کہتے ہیں کہ کیا ہم فرعون ہیں جو ہم کو ایسی نصیحت کی جاتی ہے اور بہر حال اپنی ہی رائے کو بڑا سمجھتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۷؍مارچ ۱۹۱۰ء)

۵۶۔ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى وَيَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ﴿۵۶﴾

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ : کس چیز نے روکا۔ کیا مطلب۔ کسی چیز نے نہیں روکا۔ اگر روکا ہے تو ان کے شامت اعمال نے ہی روکا ہے۔ عذاب جو اُن پر آتا تھا تو اب استغفار کیسے کریں۔
قُبُلًا : اس کے تین معنے ہیں ۱۔ فَجَاءَةً اچانک ۲۔ عِيَانًا۔ ظاہر ۳۔ سامنے

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۷؍مارچ ۱۹۱۰ء)

۵۷۔ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ﴿۵۷﴾

مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ : فرماں برداروں کو بشارت دیتے ہیں اور نافرمانوں کو عذاب سے ڈراتے ہیں۔

لِيُدْحِضُوْا : گرادے۔ باطل کردے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴/۱۷ مارچ ۱۹۱۰ء)

۵۸- وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ﴿۵۸﴾

ذُكِّرَ : یاد دلائی جاتی ہے۔

مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ : ہر شخص اپنے اعمال کا محاسبہ کرے اور انصاف سے سوچے تو وہ اپنی قیمت آپ لگا سکتا ہے۔

اَكِنَّةً : روک (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴/۱۷ مارچ ۱۹۱۰ء)

۵۹- وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ؕ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا ﴿۵۹﴾

مَوْئِلًا : جہاں آخر جانا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴/۱۷ مارچ ۱۹۱۰ء)

۶۱- وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ﴿۶۱﴾

کسی کتاب الٰہی۔ کلام یا عظیم الشان شخص کی کسی بات کے معنے کرنے کے واسطے ضروری ہے

کہ حسب موقعہ کی کلام ہو وہاں کی آب و ہوا اور اس قوم کی عادات اور حالات اور وہاں کے جغرافیے کا مفسر کو علم ہو۔ ورنہ آئندہ آنیوالی نسلوں کے واسطے ایک ابتلاء انگیز غلطی کا اندیشہ اس مفسر کے بیان سے لگ جانے کا احتمال ہے۔ مثلاً ایک کتاب صدائق العشاق میں لکھا ہے کہ ایک شخص جہاز پر سوار تھا۔ کارِ قضاء جہاز ڈوب گیا۔ وہ شخص ایک تختہ پر چمٹا رہا۔ اور تختہ رفتہ رفتہ کشمیر میں جا لگا۔ آج جغرافیہ دان اس بات کو سمجھ سکتے ہیں۔ کہ سمندر میں جہاز کہاں اور کشمیر کہاں۔ ایسا ہی اس رکوع میں مجمع البحرین کے متعلق بھی بعض نے لکھا ہے کہ یہ وہ مقام ہے کہ جہاں روم اور فارس کے دریا ملتے ہیں۔ حالانکہ ایسی کوئی جگہ ان ممالک میں نہیں۔ جہاں تک میں نے اس معاملہ میں غور کیا ہے۔ مجمع البحرین یا تو وہ مقام ہے جہاں نیل ازرق اور نیل ابیض باہم ملتے ہیں۔ مصر میں ایک شہر خرطوم نام مشہور ہے۔ اس کے قریب ایک جگہ سنار نام ہے۔ یہاں دریائے نیل کی دو شاخیں ملتی ہیں اسی مقام کا نام مجمع البحرین ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قیام فرعون کے ساتھ جنگ کرنے سے پہلے مصر میں ہی تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کسی نے پوچھا تھا کہ هَلْ اَعْظَمُ مِنْكَ ؟ کیا تجھ سے بڑا بھی کوئی آدمی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ ایک ہے۔ اس پر حضرت موسیٰؑ نے عرض کی کہ كَيْفَ لِيَ السَّبِيْلِ اِلیٰ لقيه؟ اس سے ملاقات کی کیا راہ ہے۔ حکم ہوا کہ ایک مچھلی لے لو۔ آپ نے جوان مخلص یوشع کو ساتھ لیا اور حکم تھا۔ جہاں مچھلی گم ہو گی۔ وہاں وہ ملے گا۔ یہ ایک نشانی تھی۔

لَآ اَبْرَحُ : نہیں ٹلوں گا۔ نہ رکوں گا۔

حُقُبًا : اس لفظ حقبہ کے تین معنے آئے ہیں۔ ایک برس۔ ستر برس۔ اسّی برس۔ مدت دراز پر بھی بولتے ہیں۔

صوفیاء نے اس سے ایک نکتہ نکالا ہے۔ کہ ایک ہی مدرسہ میں پڑھنے سے انسان کے خیالات میں وسعت نہیں ہوتی۔ میں بھی پسند کرتا ہوں۔ کہ آدمی چل پھر کر دیکھے کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ علم حدیث کے پڑھنے سے بھی بہت سے دینی معلومات بڑھتے ہیں اور مختلف مشائخ کی صحبت سے اس کے فہم میں مدد ملتی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶؍ مارچ ۱۹۱۱ء)

اِذْ قَالَ مُوْسٰى : مجوسی مخاطب ہیں سلطنتیں دو بڑی ہیں۔ حضرت موسیٰ کے وقت کیانی حضرت نبی کریمؐ کے وقت ساسانی تھے۔ دانیال نبی کی پیشگوئی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ دو سینگوں والا مینڈھا۔

مَجْمَعُ الْبَحْرَيْنِ : نیل ابیض اور نیل ازرق مراد ہو سکتے ہیں۔ خرطوم پر میرے نزدیک وہ اصل

مراد ہے۔ جہاں دین و دنیا کی بہتری تھی۔ معراج ہے حضرت موسیٰ کا۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۴۶۵)

۶۲۔ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا

نَسِيَا حُوتَهُمَا: دونوں سے نسبت کی ہے۔ حالانکہ مچھلی صرف یوشع کے پاس تھی۔ عربی میں ایسا آجاتا ہے۔ جیسا کہ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا (تحریم ۵) قَلْبَاكُمَا نہیں فرمایا۔
سَرَبًا: چلا جانا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۷ مارچ ۱۹۱۰ء)
بھونی مچھلی کا پتہ قرآن میں نہیں۔ اور نہ احادیثِ صحیحہ میں اور نہ ہمارا عقیدہ ہے کہ بھونی مچھلی زندہ ہو جاوے۔
اس قصہ میں تین واقعات کا ذکر ہے۔ جو خود موسیٰ علیہ السلام کے کاموں کے قریب قریب تھے قرآن کریم میں ہے۔ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا..... جب وہ ملنے کے موقع پر پہنچے۔ مچھلی کو بھول گئے۔ بتاؤ اس میں بھونی ہوئی مچھلی اور اسکی زندگانی کا ذکر کہاں ہے..... اس میں تو اتنا ہی ذکر ہے کہ مچھلی ان کی یاد سے اتر گئی اور ندی میں چلی گئی۔ اور یہ ان کیلئے مقرر نشان تھا کہ جہاں اُن میں مچھلی کے بھول جانے کا واقعہ پیش آئے گا۔ وہاں مردِ خدا انہیں ملے گا۔ سو ایسا ہی ہوا خدا تعالیٰ نے جو غیب سے انہیں ایک نشان دیا تھا۔ وہ پورا ہوا۔ یہ ایسے واقعات ہیں جو مردانِ خدا کی سوانح زندگی میں ملتے ہیں اور یہ ایسے واقعات ہیں کہ اُن سے سالکانِ منازلِ الٰہیہ کے قلوب و ایمان تازہ ہوتے ہیں۔ (نور الدین طبع سوم صفحہ ۱۷۵)

۶۳۔ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِن سَفَرِنَا هَٰذَا نَصَبًا

آتِنَا غَدَاءَنَا: ایک بات سے دوسری بات یاد آتی ہے۔ کھانے سے مچھلی کا خیال آیا۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۴۶۵)

نَصَبًا : حدیثوں میں آیا ہے کہ مَا وَجدا نصبًا اِلَّآ اِذَا جَاوَزَا تھکان اس وقت معلوم ہوا جبکہ اصل مقصد کی جگہ سے آگے چل پڑے۔ یہ انبیاء علیہم السلام کے نورِ فراست پر دلیل ہے
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۷؍ مارچ ۱۹۱۰ء)

۶۴۔ قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ ۚ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ﴿۶۴﴾

اَرَءَيْتَ : آپ کو خبر بھی ہے۔
عَجَبًا : عجیب بات ہے۔ (جُدا کلمہ ہے) یا یہ کہ مچھلی کا گم ہوجانا ایک عجیب بات ہے
اَنْسٰنِيْهُ : صَرفی نکتہ ہے کہ ضمیر غائب کے ماقبل۔ زیر یا یؔ ہو تو ہ پر زیر ہوتی ہے اور اگر یہ نہ ہو تو پھر پیش !
اس جگہ اعتراض کیا گیا ہے جس کا جواب یہ ہے کہ جہاں توجہ دلانی مقصود ہو یا کسی کی تقبیح وہاں غیر فصیح الفاظ لاتے ہیں۔ چنانچہ یہاں شیطان کی تقبیح مطلوب ہے۔ ...... "
فائدہ : آجکل لوگ نسیان کی بہت شکایت کرتے ہیں۔ امام شافعی صاحب فرماتے ہیں۔ ؎

شکوتُ اِلیٰ وکیعٍ سوءَ حفظی فاوصانی اِلیٰ ترکِ المعاصی
فان الحفظ فضلٌ مِن اِلٰہٍ وَ فضل اللّٰہ لَا یُعطیٰ لعاصی

ترجمہ : میں نے وکیع کے آگے حافظہ کی خرابی کی شکایت کی تو انہوں نے فرمایا۔ کہ گناہوں کو ترک کرو کیونکہ حافظہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے اور فضل گناہ گار کو نہیں ملتا۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۷؍ مارچ ۱۹۱۰ء)

۶۶۔ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿۶۶﴾

عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ : حضرت خضر جو مَلک ہیں بشر نہیں۔ اور اب بھی بعض ولیوں کو ملتے

ہیں۔ نبی کریمؐ کے معراج میں اِنطَلِق اِنطَلِق آتا ہے۔ یہ مناسبت ہے۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۹ ،۹ صفحہ ۴۶۵)

مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا: لدنّی علم جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کے خاص بندوں کو ہے۔ جیسا کہ اس گاؤں میں رہنے والے ایک شخص کو بغیر اس کے کہ اس نے سفر کیا ہو یا کسی استاد کی شاگردی کی ہو یا کسی پیر کی مریدی کی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے خود ہی روحانی علوم پڑھا دئے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ مارچ ۱۹۱۰ء)

۶۷۔ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰۤى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿۶۶﴾

هَلْ اَتَّبِعُكَ: یہ حصولِ علم کے واسطے طریق ادب کے ساتھ سوال کیا گیا۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ مارچ ۱۹۱۰ء)

۶۸۔ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۶۸﴾

لَنْ تَسْتَطِيْعَ: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ آپ نے بادشاہ کے گھر میں پرورش پائی ہے اور مزاج شاہانہ ہے۔ صبر کے رنگ میں میرے ساتھ رہنا مشکل ہوگا۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ مارچ ۱۹۱۰ء)

۷۱۔ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰۤى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿۷۱﴾

لَا تَسْـَٔلْنِيْ: اس میں ایک ادب سکھایا ہے۔ میں نے اس فقرہ سے بہت بڑا فیض پایا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے سامنے کبھی سوال کرنے میں تقدیم نہ کرتا تھا۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ مارچ ۱۹۱۰ء)

۷۲۔ فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰۤى اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ

خَرَقَهَا ۔ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۔ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا اِمْرًا ﴿۷۱﴾

خَرَقَهَا : اُسے توڑ دیا۔
اِمْرًا : بہت بڑی بات خطرناک (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۷؍ مارچ ۱۹۱۰ء)

۷۴۔ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا ﴿۷۳﴾

بِمَا نَسِيْتُ : اس لئے کہ میں بھول گیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۷؍ مارچ ۱۹۱۰ء)

۷۵۔ فَانْطَلَقَا ۔ حَتّٰۤى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۔ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ۔ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُّكْرًا ﴿۷۴﴾

غُلٰمًا : جوان۔ طَرَّ شَارِبُہٗ ۔ جس کی مونچھیں بڑی بڑی ہوا سے ہلتی ہوں۔
زَكِيَّةً : بے قصور۔
قَتَلَهٗ : مار ڈالا اس کو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۷؍ مارچ ۱۹۱۰ء)

۷۸۔ فَانْطَلَقَا ۔ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَيَاۤ اَهْلَ قَرْيَةِ ۣاسْتَطْعَمَاۤ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ۔ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ﴿۷۷﴾

اسْتَطْعَمَاۤ : ایک دفعہ مجھے بھی ایسا موقعہ پیش آیا۔ کسی نے مجھے کہا۔ مانگ لو۔ قرآن مجید میں اسْتَطْعَمَا آیا ہے ! میں نے کہا انہیں کب مل گیا تھا۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ ۸ صفحہ ۴۶۵)

۷۹۔ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ ۚ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ﴿۷۸﴾

تَأْوِيلِ، حقیقت (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ اپریل، ۵ مئی ۱۹۱۰ء)

۸۰۔ اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ﴿۷۹﴾

فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ : فقراء و مساکین میں فرق ہے۔ فقیر کا ترجمہ محتاج۔ محتاجی کی کئی قسم ہیں۔ مثلاً روٹی نہیں۔ سرما میں لحاف نہیں۔ خرچ کم ہو گیا۔ وہ چاہے گھر میں امیر ہی ہو۔
باقی رہا مسکین ؛ قابل ترقی آدمی ہے۔ ترقی کا سامان نہیں۔ مثلاً جلد سازی جانتا ہے سامان نہیں
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صہ ۴۶۵)

۸۱۔ وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ﴿۸۰﴾

يُرْهِقَهُمَا ؛ ان دونوں کے ذمے مڑھ دے۔
اس بیان میں تینوں باتوں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اعتراض کیا ہے۔ ۱۔ کشتی کے توڑنے پر ۲۔ لڑکے کے قتل پر۔ ۳۔ بے مزدوری لینے کے دیوار بنانے پر۔ حالانکہ یہ ہر سہ واقعات خود حضرت موسیٰ علیہ السلام کے گھر میں ہو چکے ہیں۔
لِتُغْرِقَ (کہف: ۷۲) کا اگر کوئی خوف تھا تو کیا موسیٰ کی ماں نے خود موسیٰؑ کو دریا میں نہیں بہا دیا تھا۔ کیا دریا میں بہا دینے سے حضرت موسیٰؑ غرق ہو گئے تھے۔ اس کے بعد فرعون کے وقت خود حضرت موسیٰؑ نے ساری قوم کو دریا میں ڈال دیا تھا۔ جہاں بظاہر غرق آب ہو جانے کا خوف تھا۔ ایسا ہی حضرت موسیٰؑ نے مدین میں کنویں پر عورتوں کے (مویشیوں) کو پانی پلایا اور بغیر کسی مزدوری لینے کے خود ہی ان کا کام کر دیا پھر

قبطی کے قتل کے وقت اور (بعد ازاں قارون کے قتل کے وقت) ایک جان کو بلاوجہ مار دیا تھا۔

دراصل یہ بیان گونہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معراج کا ہے۔ اس معراج میں دو عبد بطور ایک فرشتے کے ساتھ تھے۔ اور راہ کے خضر تھے۔ اور یہ سب باتیں آئندہ واقعات کا بیان کرتی ہیں۔ ان میں سمجھایا گیا کہ تمہیں ایک ظالم بادشاہ کے ساتھ مقابلہ کرنا پڑے گا اور اس سے اور اس کے لشکر سے بچنے کے واسطے تمہیں دریا عبور کرنا پڑے گا اور پھر جنگ کرنی پڑے گی جس میں بہتوں کو قتل کرنا ہوگا۔

دیوار کا معاملہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ البرکات والسلام ایک صالح نبی تھے۔ ان کے دو بیٹے تھے۔ ایک بنی اسحاق۔ ایک بنی اسمٰعیل۔ حضرت ابراہیمؑ کے دین کو لوگوں نے جب خراب کر دیا تو وہ دیوار ان کی گرنے کو تھی۔ اسکی حفاظت کے واسطے اللہ تعالیٰ نے دو نبی بھیج دئے۔ حضرت موسیٰؑ اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ یہ اس دیوار کو اٹھانے والے تھے اور اس طرح وہ پاک تعلیمات کا خزانہ محفوظ رہا۔

اس واقعہ کے معراج ہونے کی اس بات سے بھی تائید ہوتی ہے کہ یہودیوں میں اب تک ایک پرانی کتاب چلی آتی ہے جسکا نام ہے معراجِ موسیٰ۔ اس میں جس فرشتے کو حضرت موسیٰ کا رہبر بتلایا جاتا ہے اسی کا نام خضر لکھا ہے (دیکھو انسائیکلوپیڈیا ببلیکا۔ حروف موسیٰ۔ وایا کے لیس)

فائدہ: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی آئندہ کے واقعات بتلائے گئے تھے۔ مگر حضرت موسیٰؑ تو درمیان میں بول پڑے۔ اس لئے سلسلہ لمبا نہ چلا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صبر سے کام لیا۔ اس واسطے بہت سے نظارہ ہائے قدرت دیکھے۔

نکتۂ معرفت: ان آیات میں جہاں کسی عیب کا ذکر ہے۔ وہاں صیغہ واحد متکلم کا استعمال کیا گیا ہے اور جہاں عیب وصواب ملا ہے۔ وہاں فرمایا اَرَدْنَا۔ اور جہاں پاس خوبی ہی خوبی ہے۔ وہاں کہا ہے۔ اَرَادَ رَبُّكَ۔ تیرے رب نے ایسا ارادہ کیا ہے۔ اس میں ایک طریقِ ادب سکھایا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کا بھی یہی طریقِ عمل ہے۔ چنانچہ فرمایا وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ (شعراء: ۸۱) جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ اللہ تعالیٰ مجھے شفاء دیتا ہے۔ مرض کو اپنی طرف نسبت کی اور شفاء کو اللہ تعالیٰ کی طرف۔ یہ طریقِ ادب طریقِ انبیاء ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ اپریل، ۵ مئی ۱۹۱۰ء)

۸۴- وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِى الْقَرْنَيْنِ ۖ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿۸۴﴾

تجھ سے ذوالقرنین (دو سینگ والے) کی بابت پوچھتے ہیں۔ تو کہہ میں ابھی اس کا قصہ سناتا ہوں۔

(تصدیق براہین احمدیہ صہ ۶۵)

(یہ) قصہ کتاب دانیال کے ایک مشکل مقام کی تفسیر ہے۔ سنئے۔ دانیال کی کتاب میں۔ جو بائیل کے مجموعہ میں ستائیسویں۲۷ کتاب ہے۔ اس کے آٹھ باب ۴ آیت میں حضرت دانیال نبی کا مکاشفہ ہے۔ دانیال کی نبوت اور اس کا مکاشفہ آپ کے نزدیک کیسا ہی ہو اور کچھ ہی وقعت کیوں نہ رکھے۔" الا یہود اور عیسائیوں میں جو قصہ ذوالقرنین کے سائل اور مجیب کے مخاطب تھے۔" یہ مکاشفہ صحیح اور دانیال کی کتاب صحیح اور مسلم ہے۔ اور اس مکاشفہ میں یہ بات مندرج ہے۔

" تب میں نے اپنی آنکھ اٹھا کر نظر کی۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ ندی کے آگے ایک مینڈھا کھڑا ہے جس کے دو۲ سینگ تھے۔ اور وہ دو سینگ اونچے تھے۔ اور ایک دوسرے سے بڑا تھا"

پھر دانیال کو جبرئیل نے اس مکاشفہ اور خواب کی تعبیر بتائی کہ

" مینڈھا جسے تو نے دیکھا کہ اس کے دو سینگ ہیں سو وہ ماد اور فارس کی بادشاہت ہے"

(دانیال ۸۔۲۰)

قرآن نے اسی بادشاہ کا تذکرہ کیا اور نہایت راست اور صاف فرمایا ہے۔ اس میں کوئی دور از قیاس بات مندرج نہیں۔

(تصدیق براہین احمدیہ صہ ۶۵)

میں نے کامل یقین سے بلا کسی تردد کے اصحاب کہف کا ذکر کیا تھا کہ وہ کون ہیں۔ اس سے بھی بڑھ چڑھ کر یقین کے ساتھ میں تمہیں ذوالقرنین کا حال سناتا ہوں۔ ان آیات میں یہود اور مجوسی دونوں کو ملزم ٹھہرایا گیا ہے۔ حضرت نبی کریمؐ کی نبوت کی مفصل پیشگوئی بائیبل۔ دانیال نبی کی کتاب میں ہے۔ اس کے باب ۸ آیت ۴ کو ملاحظہ کرو۔ اس میں دو سینگ والے ایک مینڈھے کا ذکر ہے جو پورب پچھم میں اپنا سر مارتا تھا۔ پھر ایک سینگ والا بکرا آیا ہے جس نے دو سینگ والے کو ٹکر مار کر پاش پاش کر دیا۔ اس کے بعد گیارہ سینگ والے کا ذکر ہے۔ جس میں نبی کریمؐ کی آمد آمد ہے۔ یہ سب حضرت دانیال کا کشف تھا۔ یہود نے اس کے متعلق سوال کیا تھا کہ دو سینگ والے بکرے کا جو ذکر توریت میں ہے اسکے متعلق آپ کیا کہتے ہیں

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ اپریل/۵ مئی ۱۹۱۰ء)

یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ : تجھ سے پوچھتے ہیں ذوالقرنین کو یہ وہی دو۲ سینگ کا مینڈھا ہے۔ جسے دانیال نے خواب میں دیکھا۔ دیکھو دانیال ۸ باب ۴۔ نبی عربؐ نے بتایا۔ دو سینگ والا مینڈھا جسے دانیال نے خواب میں دیکھا۔ وہ ایک بڑا بادشاہ ہے جس کا تسلط ایک خاص زمین کے مشرق اور مغرب میں ہوا

...... اس کا نام کیقباد بھی مشہور ہے جو مشرق اور مغرب میدیہ اور ایلام یعنی ایران و فارس کا مسیح[4] سے پانچ سو پینتیس[535] سال پہلے میں مادی قوم کا بادشاہ تھا۔ (فصل الخطاب (طبع دوم) حصہ اول ص[143])

قرن کے معنے شجاعت و قوت کے ہیں۔ جانوروں کے سینگ کو بھی قرن اس لئے کہتے ہیں کہ وہ سینگ ان کی قوت میں مدد دیتے ہیں۔ مید و فارس کے بادشاہ چونکہ دو مملکتیں اپنے ماتحت رکھتے تھے اور بلاد کی ماتحتی سے بادشاہوں کو قوت ہوتی ہے۔ اس لئے ان کے بادشاہوں کو خصوصًا اُن کے پہلے بادشاہ کو ذوالقرنین کہا ہے۔ دیکھو دانیال باب[8] آیت[3] اور اس کے ساتھ آٹھ باب کی آیت ۲۰ جس میں تفصیل بیان کی ہے اور سکندر رومی کو دانیال کی کتاب میں ایک سینگ کا بکرا کہا ہے۔ دیکھو دانیال باب ۸۔ ۶ اور آیت ۲۱ جس کا ترجمہ یہ ہے وہ بال والا بکرا یونان کا بادشاہ اور وہ بڑا سینگ جو اسکی آنکھوں کے درمیان ہے۔ سو اس کا پہلا بادشاہ ہے۔ یہ وہی منحوار سکندر ہے۔ جس نے تمہارے ملک کو بھی زیر و زبر کر دیا تھا اور مکہ معظمہ اس کی دست برد سے محفوظ رہا۔ گو یہ بد قسمت مسلمانوں کیلئے اس کے مشیر سلطنت ارسطو کی غلط منطق اور اس کا وہی فلسفہ اب تک نوجوانانِ اسلام کا برباد کن اور موجبِ جہالت ہو رہا ہے۔ کاش وہ ردّ المنطقیین شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور تحریم المنطق امام سیوطی کو پڑھیں یا کم سے کم غور کریں کہ ان کو ایسی منطق سے دین و دنیا میں کیا مل رہا ہے جس کو پڑھتے ہیں۔

غرض اس مید و فارس کے بادشاہوں سے پہلے اس بادشاہ نے اپنی حفاظت کے لئے بہت سی تدبیریں کیں ...... اس نے دُور دراز ملکوں کا سفر کیا اور ملک کی دیکھ بھال کی۔ اس کے مغرب کی طرف اس وقت دلدلی کنارہ ملے۔ بحیرہ خزر تھیں۔ اس وقت جہاز رانی کا پورا سامان کہاں تھا اور کناروں پر ایسے عمدہ گھاٹ کہاں تھے۔ جیسے اب روز بروز ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ہاں تم لوگوں کا احمقانہ خیال ہے کہ پرانے زمانہ میں ہی سٹیمر تار و ریل وغیرہ فنون تھے۔ اور ان کے موجد آریہ ورتی تھے۔ جس لفظ کا ترجمہ "تم نے جا کر دیکھا" کیا ہے۔ وہ لفظ وَجَدَهَا تَغْرُبُ ہے۔ اس کے معنے ہیں اس نے سورج کو ایسا معلوم کیا اور اس کی آنکھ سے ایسا معلوم ہو کہ وہ دلدل میں ڈوبتا ہے۔ اب سوچو یہ لفظ ایسا صاف ہے کہ اس میں ذرا اعتراض کا موقعہ نہیں۔ اس نظارہ کو ہر شخص ہر روز اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے کہ سورج اُسے اگر جنگل میں ہو تو درختوں میں ڈوبتا نظر آتا ہے۔ اور اگر سمندر میں ہو تو پانی سے نکلتا اور آخر پانی میں ہی ڈوبتا نظر آتا ہے اور ایسے بدیہی نظاروں پر اعتراض کرنا سوائے اندھے کے اَور کس کا کام ہے۔

ایک قابلِ قدر لطیفہ اور باریک نکتہ : اَلْقَرْنُ مِنَ الْقَوْمِ سَیِّدُھُمْ ۔ قرن

سردار کے معنی میں بھی آتا ہے اور قرن سو برس کو بھی کہتے ہیں۔ یہ امر صاحب قاموس اللغۃ نے بھی لکھا ہے۔ یہ معنی بہ نسبت اور معنوں کے جو زمانہ کے متعلق اہلِ لغت نے کئے ہیں۔ بہت صحیح ہیں۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریمؐ نے ایک غلام (جوان یا لڑکے) کو کہا تھا عِشْ قَرْناً تو ایک قرن زندہ رہ تو وہ ایک سو سال زندہ رہا۔ اور علی رضی اللہ عنہ کو بھی ذوالقرنین کہتے ہیں۔ کیونکہ نبی کریمؐ نے فرمایا ہے اِنَّ لَکَ بَیْتاً فِی الْجَنَّۃِ وَاِنَّکَ لَذُوْ قَرْنَیْھَا کہ تو دونوں طرف جنت کا بڑا بادشاہ ہوگا۔ ظاہر میں تو یہ بات اس طرح صادق ہوگئی کہ آپ اپنے عہدِ مبارک میں عراق کے مالک تھے اور دجلہ و فرات و جیحون و سیحون آپ کے تحتِ حکومت تھے۔ اور اب بھی مدعیان اتباع مولیٰ مرتضیٰ علیہ السلام ہی اس ملک کے اکثر حصّہ کے مالک و حاکم ہیں۔ اور صحیح مسلم میں اس ملک کو جنّت عدن کہا ہے پس ان روایات سے جن کو لغت والوں نے بیان کیا ہے۔ ذوالقرنین کے معنے وسیع ہو گئے۔ یہاں تک کہ اس امت میں بھی ایک ذوالقرنین گزرا۔

اب ہم اپنے عہدِ مبارک میں جو دیکھتے ہیں۔ تو اس میں ایک امام ہمام اور مہدی آخرالزمان عیسیٰ دوران کو پاتے ہیں کہ وہ بلحاظ اس معنے قرن کے جس میں سو برس قرن کے معنی لئے گئے ہیں ذوالقرنین ہے۔ جیسے ہمارے نقشہ سے ظاہر ہے اور اس قدر دونوں صدیوں کو اس ذوالقرنین نے لیا ہے کہ ایک سعادت مند کو اعتراض کا موقعہ نہیں رہتا بلکہ حیرت اور یقین ہوتا ہے۔ کہ یہ کیسی آیتہ بیّنہ اور دلیلِ نیّر اس امام کیلئے ہے۔ اور اس ذوالقرنین نے بھی نہایت مستحکم دیوار دعاؤں اور حجج و دلائلِ نیّرہ کی بلکہ یوں کہیں کہ مسئلہ وفاتِ مسیح اور ابطالِ الوہیت مسیحؑ کی بنا دی ہے کہ اب ممکن ہی نہیں۔ یاجوج ماجوج ہماری جنّت اسلام پر حملہ کر سکے۔ اور کبھی اس میں داخل ہو سکے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء عن الاسلام والمسلمین۔ سعدی نے مال و زر کو بھی سد بنایا تھا مگر وہ سد کیا سد تھی۔ جیسے سعدی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے ؎

تراسد یاجوج کفر از زر است

سنہ پیدائش حضرت صاحب مسیح موعود و مہدی سنہ ۱۸۳۹

عمر حضرت صاحب	سنہ عیسوی	کس سنہ کی ایک صدی کا اختتام اور دوسرے سنہ کا آغاز ہوا	عمر حضرت صاحب	سنہ عیسوی	کس سنہ کی ایک صدی کا اختتام اور دوسرے سنہ کا آغاز ہوا۔
۱	سنہ ۱۸۴۰ء	سنہ ۵۶۰۰ یہود	۸	سنہ ۱۸۴۷ء	سنہ ۲۶۰۰ رومی

عمر حضرت صاحب	سنہ عیسوی	کس سنہ کی ایک صدی کا اختتام اور دوسرے سنہ کا آغاز ہوا	عمر حضرت صاحب	سنہ عیسوی	کس سنہ کی ایک صدی کا اختتام اور دوسرے سنہ کا آغاز ہوا
۹	۱۸۴۸ء	۱۹۰۰ بکرمی	۴۹	۱۸۸۸ء	۲۲۰۰ مقدونی
۱۳	۱۸۵۲ء	۱۹۰۰ عیسوی انطاکیہ	۵۱	۱۸۹۰ء	۲۰۰۰ صدونیہ
۱۴	۱۸۵۳ء	۲۶۰۰ بنونصر	۵۲	۱۸۹۲ء	۵۹۰۰ منڈین
۱۶	۱۸۵۵ء	۱۹۰۰ جولین عیسوی	۵۳	۱۸۹۲ء	۴۷۰۰ قسطنطنیہ ملکی
۲۳	۱۸۶۲ء	۱۹۰۰ ہسپانی	۵۵	۱۸۹۴ء	۱۳۰۰ فصلی
۲۷	۱۸۶۶ء	۱۸۰۰ مکابیز	۵۶	۱۸۹۵ء	۱۶۰۰ صعودی
۲۹	۱۸۶۸ء	۲۳۰۰ مٹانک سائیکل	۵۹	۱۸۹۸ء	۴۷۰۰ سکندری
۳۱	۱۸۷۰ء	۱۹۰۰ اکشن	۶۱	۱۹۰۰ء	۱۹۰۰ عیسوی
۳۴	۱۸۷۳ء	۱۹۰۰ اکتیسی	۶۳	۱۹۰۲ء	۷۵۰۰ یونانی منڈین
۳۶	۱۸۷۵ء	۲۰۰۰ صوریہ	۶۹	۱۹۰۸ء	۴۷۰۰ انطاقیہ مذہبی
۴۰	۱۸۷۹ء	۱۸۰۰ تباہی یروشلم	۵۱	۱۸۹۰ء	۱۳۰۰ فصلی الٰہی
۴۳	۱۸۸۲ء	۱۳۰۰ ہجری علی صاحبہا التحیۃ والسلام	۵۳	۱۸۹۲ء	۱۳۰۰ فصلی
۴۵	۱۸۸۴ء	۱۶۰۰ ڈایوکلیشن	۵۴	۱۸۹۳ء	۱۳۰۰ بنگلہ
۴۶	۱۸۸۵ء	۳۹۰۰ ابراہیمی	۴	۱۸۴۳ء	۱۹۰۰ بروسٹہ
۴۸	۱۸۸۷ء	۶۶۰۰ جوبلین	۶۱	۱۹۰۰ء	۱۹۶۰۸۵۳۰۰ آریہ

(نورالدین طبع ثالث صفحہ ۱۸۹-۱۹۰)

(نوٹ: کتاب نورالدین کے صفحہ ۱۸۹-۱۹۰ سے مندرجہ بالا نقشہ نقل بمطابق اصل ہے۔ بعد کی تحقیق سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سنِ ولادت ۱۸۳۵ء ثابت ہوچکا ہے اس لئے سنِ ولادت ۱۸۳۹ء کی بجائے ۱۸۳۵ء اور اسی کے مطابق دی ہوئی عمر میں ہر جگہ ۴ سال کا اضافہ سمجھا جائے۔ سیّد عبدالحیؒ)

آگ کو لڑائی سے عجیب تعلق ہے۔ پہلے جب لڑائی کے مشورہ کیلئے دعوت ہوتی تھی تو یہی آگ جلائی جاتی تھی۔ پھر پہاڑ پر الاؤ۔ یہ بھی آگ ہی ہے۔ تیر و تلوار کو درست کرنے کیلئے بھی آگ ہی چاہیئے

پھر بندوق توپ یہ سب آگ ہی ہیں۔

خود رائی۔ خود پسندی مسلمانوں میں بہت بڑھ گئی ہے۔ وہ کسی سے مشورہ ہی نہیں کرتے اور اپنے مخالف رائے سننے کی تاب ہی نہیں رکھتے۔ سُستی کاہلی باہمی رنجشیں اس قدر بڑھ گئی ہیں کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

جیسا مجھے ایک اور ایک دو پر یقین ہے اسی طرح مجھے اس بات پر یقین ہے کہ یاجوج ماجوج وہ قومیں ہیں جو کشمیر ایران بخارا کے شمال میں ہیں۔ چین کی دیوار۔ یورال کی آرمینیا اور آذربائیجان کے درمیان کی دیوار ان قوموں کے حملوں کو روکنے کیلئے بنائی گئی۔

(بدر ۲۴/اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۲)

۸۵- اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ﴿۸۵﴾

مَكَّنَّا لَهٗ: طاقت دی تھی۔ قرن کے معنے طاقت کے ہیں۔ سورج کے متعلق حدیث میں آیا ہے فَاِنَّهٗ بَيْنَ قَرْنِ الشَّيْطٰنِ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سورج کے طلوع کے وقت عبادت اس واسطے منع ہے کہ اس وقت سورج کی پرستش کی شیطنت کا زور آتا ہے

میدو فارس کی طاقتوں کے مجموعہ کا نام قرنین ہے۔

مجھے بہت افسوس ہے۔ کہ بہت سے لوگوں نے سینگوں کے متعلق بیہودہ بحث کی ہے۔ کہ وہ سونے کے تھے یا چاندی کے تھے۔ بعض نے ذوالقرنین سکندر اوّل کو قرار دیا ہے۔ یہ غلط ہے اس کے ہاتھ سے میدو فارس کی سلطنتیں تباہ ہوئیں۔ اسے ایک سینگ کا مینڈھا کہا گیا ہے۔

مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا: ہر ایک علم جو اس وقت اس کی سلطنت کے مناسب حال تھا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰/اپریل/۵/مئی ۱۹۱۰ء)

سَبَبًا: سبب کے تین معنے ہیں۔ ۱۔ علم ۲۔ پہاڑ کے رستے ۳۔ مناظرہ۔

(بدر ۲۴/اگست ۱۹۱۱ صفحہ ۲)

فِي الْاَرْضِ کا ترجمہ مَیں نے خاص زمین کیا ہے۔ جاننے والے تو اس کا سِرّ جانتے ہیں۔ مگر ہم کھولے دیتے ہیں کہ الف اور لام عربی لٹریچر میں خصوصیت کے معنے بھی دیتا ہے۔ بلکہ عزرا نبی کی کتاب باب ۱ آیت ۲ سے حسن کا ذکر آگے آتا ہے، اور بھی قرآن کی صداقت ظاہر ہوتی ہے (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۶۵-۲۶۶)

اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ : ہم نے زور دیا اس کو خاص زمین میں اور دیا ہم نے اس کو ہر طرح کا سامان اور وہ تابع ہوا ایک سامان کا۔

...... اسکندر کا نام قرآن میں نہیں ...... سورۃ کہف میں جس بادشاہ کا ذکر ہے۔ اس کی قرآن نے تعریف کی ہے۔ اور رومی سکندر ایک بت پرست کافر تھا جو شراب خوری میں ہلاک ہوا۔ قرآن کہیں شہدوں کی تعریف کرتا ہے؟

ذو کے معنے صاحب یا والا کے ہیں۔ اور قرنین تثنیہ ہے قرن کا۔ قرن کے معنے سینگ۔ قرنین کے معنے دو۲ سینگ۔ ذوالقرنین کے معنے دو۲ سینگ والا۔ ذوالقرنین کے معنی سکندر ہرگز نہیں ادنیٰ عربی دان سے یہ معنے پوچھ لو۔ (فصل الخطاب طبع دوم حصہ اول ص۱۷۱)

۸۶-۸۷۔ فَاَتْبَعَ سَبَبًا ۝۸۶ حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِیْ عَیْنٍ حَمِئَةٍ وَّ وَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ؕ قُلْنَا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِمَّاۤ اَنْ تُعَذِّبَ وَ اِمَّاۤ اَنْ تَتَّخِذَ فِیْهِمْ حُسْنًا ۝۸۷

فَاَتْبَعَ سَبَبًا : منازل الارض۔ پڑاؤ۔ میلوں کے نشان کے مطابق چلا۔

فِیْ عَیْنٍ حَمِئَةٍ : بحیرہ کیسپین میں مشہور دلدلیں ہیں۔

مَغْرِبَ الشَّمْسِ : اس ملک کے لحاظ سے سورج کے ڈوبنے کی وہ جگہ تھی۔ جیسے لکھنؤ وغیرہ کے علاقہ کو ممالک مغربی وشمالی اس واسطے کہتے ہیں کہ جب یہ نام رکھا گیا۔ اس وقت یہ صوبہ علاقہ انگریزی کے مغرب و شمال میں تھا۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ سارے جہان کا مغرب و شمال وہی ہے۔

وَجَدَهَا : اس نے ایسا پایا۔ بشری آنکھ سے اُسے ایسا نظر آیا نہ کہ فی الحقیقت ایسا تھا۔

یٰذَا الْقَرْنَیْنِ : وہی جو میدو فارس کی سلطنتوں کا مورث اعلیٰ تھا۔ اس جگہ مخاطب ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ اپریل/۵ مئی ۱۹۱۰ء)

حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِیْ عَیْنٍ حَمِئَةٍ وَّ وَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا

یہاں تک کہ جب وہ پچھم میں پہنچا۔ اُسے ایسا معلوم ہوا کہ سورج دلدل کے چشمہ میں ڈوبتا ہے۔
تفسیر: یہ بادشاہ جو دانیال کے خواب میں دو سینگ کا مینڈھا دکھائی دیا اور فارس اور ماد کا حکمران ہوا۔ اس کا نام خورس ہے۔ جب وہ بلادِ شام اور شمال مغرب کو فتح کر چکا تو بلیک سی یا بحیرہ اسود کا دوسرا سمندر اور اسکا کالا دلدل آگے آگیا۔ اتنے بڑے سمندر کا کنارہ کیقباد کو کہاں نظر آسکتا تھا۔ وہاں اسے سورج سمندر میں ڈوبتا دکھائی دیا۔ قرآن یہ نہیں فرماتا کہ فی الواقع سورج کالے پانی میں ڈوبتا تھا۔ بلکہ کہتا ہے کہ" اس نے یعنی ذوالقرنین نے سورج کو کالے پانی میں ڈوبتا پایا" لفظ وَجَدَهَا تَغْرُبُ پر غور کیجئے جس کے معنے ہیں "پایا اس نے اس کو کہ ڈوبتا ہے (اور یہ نہیں کہا وَكَانَ هُنَاكَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ کہ وہاں واقعی سورج ڈوبتا تھا۔ یہ ایسا نظارہ ہے جسے ہر ایک بحری سفر کرنے والے کی آنکھ نے دیکھا ہے کہ وسیع اور اتھاہ سمندر میں سورج اسی میں سے نکلتا اور اُسی میں پھر ڈوبتا دکھائی دیتا ہے۔ اس قدرتی منظر کو جو ذوالقرنین کے پیشِ نظر واقع ہوا۔ قدرت کی صحیح نقل یعنی قرآن نے بیان کیا۔ کورس یا خورس کا تسلط پچھم زمین پر ہوا۔ اوّل تو دانیال ۸ باب ۴ میں ہے" میں نے اس مینڈھے کو دیکھا کہ پچھم اتر دکن کو سینگ ملتا ہے" دوم تواریخِ ایران پر نظر ڈالو۔ اس واقعہ کے مفصل حالات اس میں ملیں گے۔ (تصدیق براہین احمدیہ صـ۶۶)

ایک عیسائی کا سوال:۔

" اگر محمدؐ پیغمبر ہوتے تو یہ نہ کہتے کہ سورج چشمہ دلدل میں چھپتا ہے۔ یا غرق ہوتا ہے حالانکہ سورج زمین سے نو کروڑ حصے بڑا ہے۔ وہ کس طرح دلدل میں چھپ سکتا ہے..."

جواب میں تحریر فرمایا:۔

تمام قرآن کریم میں کہیں نہیں لکھا کہ سورج چشمۂ دلدل میں چھپتا ہے یا غرق ہوتا ہے۔ پادریوں کو مدت سے یہ دھوکا لگا ہے کہ قرآن میں ایسا لکھا ہے حالانکہ قرآن میں نہیں لکھا۔ بات یہ ہے کہ اس ذوالقرنین کا قصہ جس کا ذکر دانیال نبی کی کتاب ۸ باب ۴ میں ہے۔ قرآن کریم نے ایک جگہ بیان فرمایا ہے اور اسی میں کہا ہے جب وہ مادہ اور فارس کا بادشاہ اپنی فتوحات کرتا ہوا بلادِ شام کے مغرب کو پہنچا تو اس خاص زمین کے مغرب میں ایک جگہ" سورج دلدل میں ڈوبتا" ذوالقرنین کو معلوم ہوا۔ غالبًا جب ذوالقرنین بلیک سی (بحیرہ اسود) یا ڈینیوب کے کنارے پہنچا تو اس وقت ذوالقرنین کو اس نظارہ کا موقع ملا۔ ہم نے مانا کہ سورج زمین سے بہت بڑا ہے۔ لاکن چونکہ ہم سے بہت ہی دور ہے۔ اس واسطے ہم کو چھوٹا سا دکھائی دیتا ہے اور زمین چونکہ کروی شکل ہے اس واسطے غروب کے وقت ہم کو

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زمین کے فلاں حصہ یا پہاڑ کی فلانی چوٹی کے پیچھے یا ناظر کے افق کے فلاں درخت کے پیچھے۔ یا ہمارے مغرب میں پانی اور دلدل ہو جیسے ذوالقرنین کو موقعہ ملا تو ہم کو مغرب کے وقت سورج اس پانی اور دلدل میں غروب ہوتا ہوا معلوم دے گا۔

(ایک عیسائی کے تین سوال اور اُن کے جوابات صـ۵۸-۵۹)

کسی خاص ملک کی مشرق اور مغرب پر سورج کا نکلنا اور ڈوبنا بتا دینا مقدس کتب عتیق و جدید کا خاص محاورہ ہے جیسے دانیال کی کتاب ۴ باب ۲۲ میں اور ذکریا ۸ باب ۷ میں لکھا ہے۔ نبوکدنضر تیری سلطنت زمین کی انتہاء تک پہنچے اور میں اپنے لوگوں کو سورج کے نکلنے کے ملک اور اس کے غروب ہونے کے ملک سے چھڑا لاؤں گا ..... دیکھو زکریا کی الہامی کتاب میں صاف لکھا ہے۔ سورج کے نکلنے اور غروب ہونے کے ملک سے اور قرآن میں اعلیٰ درجے کی راستی سے کہا ہے ذوالقرنین کو ایسا معلوم ہوا کہ سورج دلدل میں ڈوبتا ہے۔ یہاں فرمایا ہے

وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ

(فصل الخطاب طبع ثانی حصہ اول صـ۱۷۳)

قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ إِمَّآ أَنْ تُعَذِّبَ وَإِمَّآ أَنْ تَتَّخِذَ فِيهِمْ حُسْنًا

ہم نے کہا اے ذوالقرنین تو دو طرح کا برتاؤ کر یا سزا دے روز محشر۔ ورنہ رحم کر یعنی سزا کے لائقوں کو سزا اور رحم کے لائقوں پر رحم کر۔ (تصدیق براہین احمدیہ صـ۶۷)

۸۸، ۸۹ - قَالَ أَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا نُكْرًا ﴿۸۸﴾ وَأَمَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءً الْحُسْنَىٰ ۖ وَسَنَقُولُ لَهُ مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا ﴿۸۹﴾

اس نے کہا ظالموں کو ہم سزا دیں گے پھر اپنے رب کے ہاں جا کر ان پر سخت عذاب ہوگا پر مومن اور نیکو کار کیلئے نیک بدلہ ہے اور ہم بھی اس سے حسنِ سلوک سے پیش آویں گے۔

تفسیر: غرض ماد اور فارس کی سلطنت جب بلاد شام پر فتحیاب ہوئی تو اس کے بادشاہ نے حسب وحی الٰہی اور الہامِ خداوندی بُروں کو سزا اور نیکوں کو انعام دئے۔ اگر کسی کو یہود اور عیسائیوں

سے جو قصے کے مخاطب ہیں۔ اس کی نیکی اور بزرگی بلکہ ملہم ہونے میں کلام ہو تو وہ عزرا کی کتاب کو دیکھے "شاہ فارس خورس یوں فرماتا ہے کہ خداوند خدا نے زمین کی سب مملکتیں مجھے بخشیں اور مجھے حکم کیا ہے" عزرا کی کتاب باب ۱-۲

اس سے ظاہر ہے کہ حسب کتب مقدسہ وہ حکم الٰہی کا پابند اور مملکتوں کا بادشاہ تھا۔
(تصدیق براہین احمدیہ صـــ ۶۷)

۹۰ تا ۹۲- ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۹۰﴾ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ﴿۹۱﴾ كَذٰلِكَ ؕ وَ قَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿۹۲﴾

مَطْلِعَ الشَّمْسِ: مشرقی حدود۔ سلطنت بلوچستان۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ راپریل/۵ رمئی ۱۹۱۰ء)

پھر وہ سازوسامان کر کے روانہ ہوا۔ جب پورب میں پہنچا وہاں سورج کے تلے ایسے لوگ پائے جن پر سورج کے سوا کسی چھت کا سایہ نہ تھا۔ ایسا ہی تھا اور ذوالقرنین کے لاؤ لشکر کا حال ہم کو خوب معلوم ہے۔ جب خورس بلوچستان میں پہنچا تو وہاں کے لوگ بے خانماں پائے۔ جن کی چھت آسمان اور بستر زمین پر تھا۔ یہ لوگ جب بالکل خانہ بدوش جنگلی تھے۔

(تصدیق براہین احمدیہ صـــ ۶۷)

مِنْ دُوْنِهَا سِتْرًا: مکان نہیں بناتے تھے کہ دھوپ سے بچ سکیں۔ یکھی واس لوگ تھے کیقباد ایک شخص گزرا ہے۔ اسکی سرحد میں بلوچستان تھا۔ یہاں اس نے غالباً عمارتوں کا خیال کیا ہے ایک مؤرخ نے لکھا ہے کہ سائبیریا تک پہنچ گیا تھا۔ جہاں لوگ غاروں میں رہتے تھے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ راپریل/۵ رمئی ۱۹۱۰ء)

۹۳، ۹۴- ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۹۳﴾ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ

يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿۹۴﴾

پھر سامان کیا اور وہ دو خاص پہاڑوں کے درمیان پہنچا اور ان پہاڑوں کے ورے ایک ایسی قوم کو پایا جو بات سمجھنے میں کمزور تھی۔

تفسیر: یہ وہ مقام ہے جو ایران کے شمال میں دربند کرکے مشہور ہے اور اس کے قریب اب تک قبہ نام ایک بستی اسی کیقباد خورس کے نام سے قرآن کی تصدیق کیلئے موجود ہے

(تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۶۸)

بَیْنَ السَّدَّیْنِ: پہلے لوگ اپنے شہروں کی حفاظتیں دیواروں سے کرتے ہیں جس کو فصیلِ شہر کہتے ہیں۔ لاہور میں بھی فصیل تھی۔ امرتسر کے گرد بھی فصیل وخندق تھی۔ غرض ایک عام دستور تھا۔ اس کے وسیلے سے دشمن سے بچے رہتے۔ کیونکہ آجکل کے یہ خوفناک ہتھیار ان دنوں میں نہ تھے۔

لَا یَکَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ قَوْلًا: ان کی بولی میدو فارس کے لوگ اچھی طرح نہ سمجھ سکتے تھے

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ اپریل/۵ مئی ۱۹۱۰ء)

۹۵- قَالُوْا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِنَّ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓی اَنْ تَجْعَلَ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمْ سَدًّا ﴿۹۵﴾

انہوں نے عرض کیا۔ اے ذوالقرنین! یاجوج اور ماجوج ہمارے ملک میں آکر فساد کرتے ہیں ہم تجھ کو روپیہ دیتے ہیں جو تو ان کے اور ہمارے درمیان ایک دیوار کھینچ دے۔

تفسیر: یاجوج ماجوج کون ہیں؟ غور کرو۔ روضۃ الصفا کے خاتمہ پر لکھا ہے۔ "اقلیم چہارم مشرق سے شمال چین سے گزر کر تبت اور جبال کشمیر اور بدخشاں کے شمال سے اور بلادِ یاجوج ماجوج کے جنوب سے مغرب کو چلی جاتی ہے۔" یہ تو اقلیم چہارم کا قصہ مختصراً ختم ہوا۔

اب لیجئے اقلیم ششم۔ اس کی بابت لکھا ہے "بلاد یاجوج وماجوج سے یہ اقلیم ششم شمال میں ہے۔"

پس ہر عاقل اب اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ بلاد یاجوج ماجوج اقلیم پنجم میں ہے۔ پس شاہنامہ

میں لکھا ہے کہ باختر کے شمال میں یعنی بخارا کی جانب یاجوج ماجوج کا مسکن ہے۔ غیاث اللغات میں... یہ مضمون صاف لکھا ہے اور تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے" مابین آذربائیجان اور آرمینیہ کے ذوالقرنین نے تیس میل کی دیوار بنائی تھی۔ اور تفسیر معالم میں سُدّی اور قتادہ سے روایت ہے کہ ترک کو ترک اسی واسطے کہتے ہیں کہ ذوالقرنین نے یاجوج اور ماجوج کے بائیس قبیلوں میں سے ان کو چھوڑ کر باقی قوموں کے حملوں کی روک کے واسطے دیوار بنائی تھی اور ضحاک سے روایت کیا ہے" یاجوج ماجوج ترکوں کی قوم سے ہیں۔

یہ کچھ کچھ تذکرہ ایشیائی عام اور مشہور کتابوں کا تھا۔ جن میں کسی الہامی کتاب سے استدلال نہیں کیا۔ اب سنئے۔ حزقیل کے ۳۸ باب میں لکھا ہے (یہ کتاب بائیبل کے مجموعہ میں دانیال سے پہلے ہے) "اے جوج! روس اور مشک (ماسکو) اور طوبال کے سردار میں تیرا مخالف ہوں اور میں تجھے پھرا دوں گا۔ اور تیرے منہ میں بنسیاں ماروں گا" ۳-۴ اور اسی باب کی آیت اوّل و دوم میں ہے۔" اے آدم زاد! تو جوج کے مقابلے میں جو ماج کی سرزمین میں بستا ہے اور روس اور مسک اور طوبل کا سردار ہے منہ کر کے اس کے برخلاف نبوت کر" اس سے ناظرین یقین کریں گے کہ روس بے ریب یاجوج ہے۔ گویا یاجوج کی اور قومیں بھی ہوں۔ یاجوج کی تحقیق ختم ہوئی۔

اب ماجوج کا حال سنئے۔ حزقیل کے ۳۹ باب ۵-۶ میں ہے" اور میں یاجوج پر اور ان پر جو جزیروں میں بے پرواہی سے سکونت کرتے ہیں ایک آگ بھیجوں گا۔"

اُس زمانے میں ایسی دیواروں سے حملوں کی روک ہو جاتی تھی۔ دیکھو چین کی دیوار ایسے حملوں کی روک کے واسطے اہل چین نے بنائی تھی۔ اور ان کیلئے اس وقت کی حالت کے مناسب مفید اور کارگر ہوئی۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۶۸-۶۹)

ماجوج حسب باب دہم پیدائش اور پہلی تاریخ کے باب ۵ کے یافث کا بیٹا ہے اور حسب ۳۸ باب حزقیل نہر یورال کے شرق میں بستا تھا اور یاجوج حسب تاریخ ایام اوّل ۵ باب اور سلاطین اوّل کے ۱۵ باب و ۱۶ یوئیل بن روئن کا بیٹا ہے اور اس کی اولاد حسب فصول مذکورہ ممالک ماجوج بن یافث میں بسائی گئی، یعنی وہی یورال ندی کے شرقی حصے میں اور حسب حزقیل باب ۳۸ و ۵۵ یاجوج رشیہ اور سیبیریہ پر مسلط ہوئے۔ ان کی نسبت یہ بھی لکھا ہے کہ فارس اور جرمن ان کے ساتھ ہوں گے اور اور کوش کی اولاد پر جو جیحون سے متصل بستی ہے اور باب ۳۸ حزقیل میں ہے۔ گومر کی اولاد یعنی مرو اور ہرات والوں پر ان کا تسلط ہوگا۔ اور اسی فصل سے معلوم ہوتا ہے۔ کابل والے یعنی قبط اس

کے ساتھ ہوں گے اور مکاشفات باب ۲۰ سے معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج کا زور اطراف ممالک معتقدین خداوند چاریار نبئ عرب پر ہزار سال ہجری کے بعد ہوگا۔ اور صاف ظاہر ہے کہ یاجوج والی رشیہ ہرات کے قریب پہنچ گیا اور ماجوج جن کے قبائل جرمن اور شمال فرانس نارمنڈے اور انگلینڈ وغیرہ میں ہیں۔ ۱۶۹۱ء میں مطابق ہزار سال ہجری بلادِ اسلام پر مسلط ہونے لگے۔ غرض حسب مکاشفات ۲۰ باب ممتاز یاجوج ماجوج وہ ہیں جو بلادِ اسلام پر مسلط ہوں۔ اور کیقباد اور ذوالقرنین کی دیوار وہ ہے جو مابین آرمینیا اور آذربائیجان بنام بارہ دربند اور یورال کی چوٹیوں پر قریب پانسو پینتیس سال قبل مسیح بنالی گئی اور پلونا کے شمال میں جو قلعہ بنا ہے وہ بھی اسی میں ہے۔ (فصل الخطاب طبع دوم حصہ اول صـ۱۶۴)

سـدّاً: پہلی یہ فصیل آرمینیا اور آذربائیجان کے درمیان بنائی گئی۔ ۳۰ میل کے قریب جگہ ہے جس سے ملک کو بہت امن پہنچا۔ پھر یورال کی چوٹیوں پر ایسی دیوار کھینچی گئی۔ پھر سمرقند کے قریب بھی ایسی دیوار بنی پھر چین کے لوگوں نے وہ بڑی دیوار بنائی۔ جو مشہور ہے۔ سب یاجوج ماجوج کے حملہ سے بچنے کیلئے بنائی گئی تھیں۔

یاجُوجَ وَمَاجُوجَ: خدا نے انشراح صدر سے مجھے یقین دلادیا ہے۔ کہ یہ وہ قوم ہے جو بخارا سے لے کر شمال تک رہتی تھی۔ گاتھ نارمنڈے۔ وزی گاتھ سیکشن۔ یہ لوگ جرمن۔ فرانس۔ انگلینڈ وغیرہ میں جاکر آباد ہوئے۔

ترکوں کی نسبت لکھا ہے۔ اُترُکُ التُّرکَ۔ ان کو ترک اس لئے کہتے ہیں کہ تُرِکُوْا مِنْ یَاجُوجَ وَمَاجُوجَ۔ انہوں نے شاہانِ فارس سے معاہدہ کرلیا تھا کہ تمہارے ساتھ چھیڑ چھاڑ نہ کریں گے ہمیں یہیں رہنے دو۔ بائیبل کی کتاب حزقیل باب ۳۸ میں یاجوج ماجوج کا ذکر ہے۔ ماجوج جزائر میں رہنے والے لوگ ہیں۔ یاجوج ماسکو اور ٹوبالسک کا سردار ہے۔

ایک دفعہ میرا ایک دوست لنڈن گیا۔ جسے میں نے فرمائش کی کہ وہاں کی سب سے پرانی یادگار کا پتہ لگائے چنانچہ اس نے تحقیقات کی تو اسے دو بت دکھائے گئے۔ جو یاجوج ماجوج کے تھے اور اسے بتلایا گیا کہ اس ملک کی سب سے پرانی یادگار تاریخی یہی ہے۔

حضرت حزقیل کی کتاب میں تصریح سے لکھا ہے کہ جزائر میں بے پرواہی سے رہنے والے ماجوج ہیں اس لئے بھی ان کو یہ نام دیا گیا کہ وہ آگ کی پرستش کرتے یا آگ سے بہت کام لیتے۔ آرمینیا اور آذربائیجان کی دیوار کا ذکر تفسیر بیضاوی میں بھی ہے۔ یورال کی دیوار کا ذکر ابن خلدون میں لکھا ہے۔ چین کی دیوار کا ذکر مفسرین نے کیا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ اپریل/۵ مئی ۱۹۱۰ء)

۹۶تا۹۸۔ قَالَ مَا مَكَّنِّيْ فِيْهِ رَبِّيْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ﴿۹۶﴾ اٰتُوْنِيْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ، حَتّٰٓى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ، حَتّٰٓى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ، قَالَ اٰتُوْنِيْٓ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ﴿۹۷﴾ فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ﴿۹۸﴾

کہا جو قدرت میرے ربّ نے مجھے دی ہے بہتر ہے۔ تو تم مجھے صرف اپنے زور سے مدد دو۔ لیکن تم میں اور اُن میں ایک موٹی دیوار بنادوں گا۔ تم میرے پاس لوہے کے ٹکڑے لے آؤ۔ آخر جب اُس نے دونوں پہاڑوں میں برابر کردیا۔ کہا دھونکو۔ آخر جب اس کو گرم آگ سا کردیا۔ بولا میرے پاس آؤ میں اس پر پگھلا ہوا تانبا ڈالوں۔ پھر اُن سے نہ ہوسکا۔ کہ اس سے پھاند جاسکیں اور نہ بن ہی پڑا کہ اس میں چھید کرسکیں۔

پس آخر یہ جنگ جو قومیں نچلی نہ بیٹھ سکیں جرمن۔ ڈنمارک اور سویڈن ناروے وغیرہ بلادمیں آہستہ آہستہ پھیل گئیں۔ گاتھ قوم نے جزائر برطانیہ آباد کرلئے۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۶۹-۷۰)

رَدْمًا : بڑی روک کی تجویز کرتے ہوئے کیقباد نے جو دیوار بنائی۔ اس گاؤں کا نام سوباس تھا۔ قبے بنائے تھے۔

زُبَرَ الْحَدِيْدِ : یہ لوہا دروازوں کیلئے تھا اور تانبا اس لئے لگایا کہ مٹی نہ کھائے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۰ اپریل / ۵ مئی ۱۹۱۰ء)

۹۹۔ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ، فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ، وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ﴿۹۹﴾

کہا یہ میرے ربّ کا احسان ہے۔ پھر جب میرے رب کا وعدہ آیا۔ اسے چُور چُور کردے گا۔ اور میرے ربّ کا وعدہ سچا ہے۔

تفسیر: جو حملہ آوروں کیلئے وہ دیوار روک تھی۔ کچھ اور بلاد میں چلے گئے۔ اور جگہوں میں ریاستیں اور سلطنتیں قائم کر لیں۔ آخر عجیب عجیب راستوں سے بعد ہزار سال ہجری وہ قومیں پھر اس ملک پر چڑھنے کے لئے آہستہ آہستہ متوجہ ہوئیں۔ جس کی طرف اُن کے پہلے مُورث متوجہ تھے اور اس طرح کتبِ مقدسہ کی سچائی ظاہر ہونے (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ)

دَکّاً: ریزہ ریزہ۔ چنانچہ اس زمانہ میں وہ دیواریں کسی کام کی نہ رہیں۔ جنگی حملوں اور ان سے حفاظت کا طرز و طریق بھی بدل گیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ اپریل/۵ مئی ۱۹۱۰ء)

(ذوالقرنین نے یاجوج ماجوج کو) آہنی دیوار سے سمندر کے بیچ میں قید کر دیا۔ یہ ایسا سیاہ جھوٹ ہے .... جس میں حق و حقیقت اور روحانی تعلیم کا نام و نشان نہیں۔ ذوالقرنین کی حقیقت تو ہم نے .... لکھ دی ہے .... ہاں یاجوج ماجوج اور دیوار کا تذکرہ ضروری ہے۔ سو سنو۔ مقدمہ تاریخ ابن خلدون میں جہاں اقلیم چہارم کا حال لکھا ہے۔ وہاں لکھا ہے کہ اس اقلیم کا دسواں حصہ جبل قوقایا تک ہے اور اسی پہاڑ کو جبل یاجوج ماجوج کہتے ہیں۔ آخر کہا ہے کہ یہ تمام ترکوں کی شاخیں ہیں۔ صفحہ نمبر ۶۰ ابن خلدون

پھر اقلیم خامس میں لکھا ہے کہ اس کا نواں جزو ارض یاجوج ماجوج ہے اور اسی اقلیم کے جزو عاشر میں کہا ہے اور اس کے جزو عاشر میں ارض یاجوج ہے۔ صفحہ ۶۵۔ پھر اقلیم ششم کا بیان کرتے ہوئے صفحہ ۶۷ میں لکھا ہے اور اسی اقلیم کی دسویں جزو بلادِ ماجوج ہے۔ پھر اقلیم ہفتم کے بیان میں کہا ہے کہ جبل قوقایا یہاں بھی ہے اور اس کے مشرق میں تمام ارضِ یاجوج ہے۔ اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج بڑی بڑی شمالی بلاد میں پھیلی ہوئی قوم ہے۔

بائیبل کی کتاب حزقیل کے باب ۳۸ میں ہے۔ اور مَیں ماجوج اور ان پر جو جزیروں میں بے پرواہی سے سکونت کرتے ہیں۔ ایک آگ بھیجوں گا اور وے جانیں گے کہ مَیں خداوند ہوں" اور اسی باب میں ہے "توجوج کے مقابل جو ماجوج کی سرزمین کا ہے اور روس۔ مسک۔ توبال کا سردار ہے" تمام ہمارے جغرافیوں میں جو عربی میں ہیں۔ اور جرمن فرانس وغیرہ میں طبع ہوئے۔ اور ہیئت کی کتابوں میں جیسے چغمینی، اور اس کی شروح ہیں اور تمام بڑی لغت اور طب کے علمی حصہ کی کتابوں میں اس قوم کا ذکر ملتا ہے در یہاں ہمیں کتابوں کے دکھانے کی ضرورت بھی نہیں کیونکہ یہ یاجوج ماجوج کا لفظ اجّ سے نکلا ہے اور اسی سے آگ پنجابی میں اور آگ اردو میں بولا جاتا ہے۔ اور یہ تمام قومیں جوشیلی آگ کی طرح اور رنگت میں آگ سے تیز ہیں۔

اگنی ہوترا اور آگ میں اعلیٰ اعلیٰ چیزیں مشک۔ دودھ۔ شہد ڈالتے ہیں اور اس وقت تمام یورپ

کو آگ سے خاص تعلق ہے۔ آگ سے ایسے ایسے کام لے رہا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ سورج کو بڑا عظیم الشان مرکز آگ کا یقین کر کے اس کی پرستش ہوتی ہے۔ بلکہ عیسائی مذہب نے توریت کا عظیم الشان حکم سبت کا توڑ کر "سن ڈے" بزرگ دن مانا ہے۔ نیز اگر دیانند نے راست بازی اور تحقیق سے کہا ہے کہ آریہ ورتی شمال سے آئے تو کوئی تعجب نہیں کہ یہ لوگ بھی انہیں یاجوج ماجوج کی شاخ ہوں۔ لاکن اگر یہ ایران سے آئے ہوں تو پھر ذوالقرنین کے ملک سے ہیں جو یاجوج ماجوج کے خلاف تھا۔

پھر میں کہتا ہوں۔ اس قوم یاجوج ماجوج کے ثابت کرنے کیلئے ہمیں کہیں دور دراز جانے کی ضرورت نہیں۔ حقیقۃً ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ لنڈن میں ان دونوں قوموں کے ورثاء اعظم کے اسٹیچو (بت) موجود ہیں۔ غور کرو! اور سنو! اس تحقیق میں بحمداللہ نورالدین اول انسان ہے جس نے اردو میں اس کو شائع کیا ہے۔

افسوس ہمارے یہاں آجکل فوٹو گرافر نہیں۔ ورنہ ہم ان کی تصویر بڑی خوشی سے شائع کرتے۔ اصل رسالہ میں یاجوج ماجوج کی تصویر بھی دی ہے۔ اس تصویر سے ظاہر ہے کہ دو بڑے بڑے کندہ کئے ہوئے بت گلڈ ہال کی دیوار کے دو زاویوں پر دھرے ہوئے ہیں۔ یہ دنیا بھر کے مشہور و معروف دیو یاجوج ماجوج ہیں۔ ان کا گلڈ ہال سے ایک خاص تعلق ہے کہ اس پر کچھ لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

اگلے زمانہ میں لارڈ میئر کی نمائش کے دن ان کو باہر لایا جاتا تھا۔ کہتے ہیں کہ یہ بت اس لئے بنائے گئے ہیں کہ زمانہ قدیم کے یاجوج ماجوج اور کاریٹیس (CORENIOS) کی یادگار قائم رہیں۔ جو اس جزیرہ (انگلستان) پر قدیم باشندوں سے جنگ کیا کرتے تھے۔ ایک عرصہ بعد ان دو لڑنے والوں میں سے ایک کا نام بھول گیا تو دوسرے کے نام کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا (تاکہ دونوں کی یادگار قائم رہے) پھر یہ بھی روایتاً یقین کیا گیا ہے کہ ہمارے شہر لنڈن کی بنیاد اسی حملہ آور یاجوج ماجوج نے ڈالی تھی۔ اور اول ہی اول اس کا نام (TROYVACIAT) یعنی نیا ٹرائے رکھا۔ یہ شہر سن عیسوی سے ایک ہزار سال پیشتر انگلستان (کا) بڑا مشہور شہر ہوتا تھا۔ دونوں بت جو گلڈ ہال کے وراندے میں رکھے ہیں۔ ہر ایک ۱۴½ فٹ بلند ہے یاجوج جو بائیں پہلو کو ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک لمبا عصا ہے۔ جس کے ساتھ زنجیر سے ایک گولہ (کرہ) بندھا ہوا ہے۔ وہ گولہ میخوں سے پُر ہے۔ یہ ایک اوزار تھا جس کو تاریخ وسطی میں صبح کا تارا بولتے تھے۔ علاوہ ازیں یاجوج کی پشت پر ایک کمان اور ترکش ہے۔ جو تیروں سے پُر ہے۔

دائیں طرف دوسرا بت ماجوج کا ہے جو ڈھال اور برچھی سے مسلح ہے۔ اس نے ایسا لباس پہنا ہوا ہے جو رومیوں کی مذہبی سوسائٹی کے لوگ پہنا کرتے تھے۔ جن کے زمانہ میں یہ بت بنائے گئے (دیکھو صفحہ ۶۵-۶۶-۶۷-۶۸) رسالہ گائیڈ ٹو دی گلڈ ہال لنڈن۔ ایک کتاب مصنفہ ٹامس بارہم مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں

لکھا ہے کہ موجودہ بتوں سے پہلے ان کی جگہ دو اور دیو تھے جو وصلی اور ٹہنیوں اور چھڑیوں سے بنے ہوئے تھے۔ اور وہ لارڈ میئر کے دن نمائش کیلئے باہر لائے جاتے تھے۔ لیکن جب بسبب مدید زمانہ کے بوسیدہ ہو گئے۔ تو ان کے قائمقام موجودہ عظیم الشان ٹھوس بت تراش کر بنائے گئے۔ وہ شخص جس نے ان کو بنایا تھا اس کا نام کپتان رچرڈ سانڈرس تھا۔ جس کو اس کاریگری کے عوض میں ستر پونڈ دئے گئے۔

ہمارے مفسروں نے تو فرمایا ہے کہ وہ پہاڑ چاٹتے ہیں اور ان کو پیاز کے برابر کر دیتے ہیں۔ مگر میں بحمداللہ دیکھتا ہوں کہ انہوں نے پہاڑ دریا۔ لوگوں کا مال۔ عزت جاہ و سلطنت۔ بلند پروازی ہمت و استقلال سب کچھ کھا کر موسیٰؑ کے سانپ کی طرح "تم دیکھو لو" ڈکار بھی نہیں لیا۔ بلکہ جیسے ہمارے ملک میں پاد عیب ہے ان کے یہاں تو ڈکار عیب ہوگیا ہے۔ اور ان کے کان تو اتنے لمبے ہیں کہ مشرق تو مغرب تک کی آواز ہر روز سن کر سوتے اور اٹھتے ہی سنتے ہیں۔

زمانہ سابق میں جبکہ تارپیڈو اور توپ کا عام موقع نہ تھا۔ لوگ دیواروں سے حفاظت کا کام لیتے تھے۔ جنہیں فصیل کہتے تھے۔ چنانچہ لاہور کی فصیل ہمارے سامنے گرائی گئی۔ امرتسر کی خندق و فصیل ہمارے سامنے ضائع کی گئی وغیرہ وغیرہ۔ بلکہ دیانند اور منوجی نے فصیلوں کا اپنے شاستروں میں ذکر فرمایا ہے جن کا آگے حوالہ آتا ہے۔ غرض اپنے اپنے وقتوں میں حملہ آوروں کی حفاظت کیلئے لوگوں نے ایسی دیواریں بنائی ہیں۔ اسی طرح چین کی دیوار مشہورِ عالم ہے فضل بن یحییٰ برمکی نے اسلام میں ایک ایسی دیوار بنوائی۔ دیکھو مقدمہ ابنِ خلدون اقلیم ثالث کا بیان صفحہ ۵۸ میں ہے کہ ترک اور بلادِ ختل میں ایک ہی مسلک مشرق میں ہے وہاں فضل نے ایک سد بنوائی۔

سدِ سبا ۸۱ - ۹۷ سدِ یاجوج ماجوج ۲۰۶

سدِ مآرب ۹۶ - ۹۷ اور بنام دربند ۳۵ اور بنام حصن ذوالقرنین۔ ۹۳

(تقویم البلدان)

کتاب البلدان میں صفحہ ۱۷، ۲۹۸، ۳۰۱ اور مراصد الاطلاع کے صفحہ ۱۱۱ میں ہے۔ دیکھو مراصد الاطلاع باب الباء والالف طبع فرانس جلد اول اور اسی کی تائید آثارِ باقیہ سے بھی ہوتی ہے صفحہ ۴۱ کہ باب الابواب ایک شہر ہے۔ بحرِ طبرستان پر جس کو لوگ بحر خزر کہتے ہیں اور وہ جبلِ قبق کے بہت دروں میں سے ایک درہ ہے۔ اس درہ میں ایک دیوار کو انوشیروان (یہ نیا انوشیروان نہیں پرانا ہے) نے قومِ خزر کے حملوں سے بچنے کیلئے بنوایا تھا کیونکہ خزر قوم فارس پر (یہ وہی میڈیا کی جزو ہے) ایسے حملے کرتے تھے کہ ہمدان اور موصل تک پہنچ جاتے تھے۔ اور مراصد الاطلاع کی جلد ۲

باب السین والدال کے صفحہ ۱۷۱ میں ہے کہ سدِ یاجوج ماجوج جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔ وہ ترکوں کی آخری حد پر مشرق وغیرہ میں ہے اور اسکی خبر عام شہرت رکھتی ہے۔ سلام ترجمان کی خبر میں اسکا مفصّل بیان ہے۔ پھر صاحب مراصد نے اس کی تفصیل کی ہے۔ غرض ایسی دیواریں ہوئی ہیں۔
چین کی دیوار بہت مشہور ہے۔ حاجت ذکر نہیں۔ اور اس کو ہم کسی صورت میں سدِ ذوالقرنین تسلیم نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ قرآن کا طرز ہے کہ اہلِ کتاب کے جھگڑوں میں ایسے امور کو بیان کرتا ہے جو غالباً اہلِ کتاب کی کتابوں میں ہوں۔ اور اہلِ کتاب کی کتاب دانیال میں ہمیں ذوالقرنین کا حال صاف صاف ملتا ہے۔ کسی چینی بادشاہ کا نام ذوالقرنین کتب سابقہ میں اور اسلامی روایات و لغت سے ثابت نہیں۔ یورال کی گھاٹیوں میں بھی ایسی دیواروں کا پتہ عرب کے بڑے بڑے جغرافیوں سے ملتا ہے۔
۱۔ مراصد یاقوت حموی مطبوعہ فرانس ۲۔ مسالک الممالک ابو اسحٰق ابراہیم الاصطخری الکرخی مطبوعہ برازیل ۳۔ تقویم البلدان سلطان عماد الدین اسمٰعیل پیرس ۴۔ نزہتہ المشتاق الادریسی۔ ۵۔ آثار الباقیہ احمد بیرونی مطبوعہ جرمن ۶۔ مقدمہ ابنِ خلدون طبع مصر ۷۔ المسالک والممالک ابن حوقل (طبع لنڈن) میرے پاس بحمد اللہ ہیں۔ ان میں یہی یاجوج ماجوج کا ذکر ہے۔ کتاب البلدان کے صفحہ ۳۔ ۵۔ ۹۵۔ ۱۰۴۔ ۱۹۳۔ ۱۹۸۔ ۳۰۱ اور مسالک الممالک ۶، ۷ بلکہ ستیارتھ صـ۱۹۲ سملاس نمبر ۶ فقرہ ۲۲۵ میں شہر پناہ کے بارہ میں بھی حکم ہے۔ کہ شہروں کے چاروں طرف شہر پناہ رکھنا چاہیئے۔
اسی قاعدہ کے موافق اس بادشاہ نے آرمینیہ اور آذربائیجان کے درمیان جیسا بیضاوی وغیرہ مفسّروں نے لکھا ہے۔ دیوار بنائی بلکہ اَور اور دیواریں بھی ان بادشاہانِ میدو فارس نے بنائیں اور ایسی دیوار کیونکر تعجب اور انکار کا موجب ہو سکتی ہے۔ جبکہ تمہارا منہ سیاہ کرنے کو سینکڑوں کوس کی لمبی دیوار چین میں اب بھی موجود ہے۔ بلکہ ہم نے ایک دیوار کانٹے دار جھاڑیوں کی سینکڑوں کوس تک ہندوستان میں صرف سانبھر کی حفاظت کیلئے دیکھی ہے۔ اب بتاؤ۔ ایسی صاف اور واقعی بات کیا اعتراض کا محل ہو سکتی ہے؟ (نور الدین طبع ثالث صـ ۱۹۰-۱۹۳)

۱۰۰۔ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿۱۰۰﴾

اور اس دن ہم چھوڑ دیں گے کہ وہ آپس میں لڑ کٹ مریں۔ اور نرسنگا پھونکا جاوے گا پھر ہم

ان سب کو اکٹھا کریں گے۔

تفسیر: مکاشفات یوحنا کے بیسویں باب کی ساتویں آیت سے پڑھو اور جب ہزار سال ہو چکیں گے (یہ ہزار سال حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے ہیں اور شمسی قمری مہینوں کا حساب ناظرین یہاں سوچ کر کر لیں) اپنی قوم سے چھوٹے گا اور نکلے گا تاکہ ان قوموں کو جو زمین کی (وہی خاص زمین یروشلم اور مکہ کی زمین ہے) چاروں کونوں میں ہیں۔ یعنی یاجوج اور ماجوج کو فریب دے اور انہیں لڑائی کیلئے جمع کرے۔ ان قدیمی نوشتوں اور روس اور انگریز۔ جرمن اور فرانس کے تسلط پر جو ہزار سال ہجری کے بعد سے عرب اور شام کے چاروں کونوں پر شروع ہوا۔ غور کی نگاہ سے دیکھو! اور دیکھو! ۱۶۹۱ء سے کس طرح یہ قومیں اسلامی بلاد پر مسلط ہو رہی ہیں۔ اگر انگریزی تواریخ ہند کچھ صحت رکھتی ہیں اور آریہ قوم بھی انگریزوں سے اعلیٰ نسل میں متحد ہے۔ جو تحقیق لتھہ برج وغیرہ محققان یورپ مسلم ہے۔ تو یہ بھی ماجوج میں داخل ہیں۔ تو ہم آریہ کی اس تیز ترقی کو اپنی مقدس کتابوں کی صداقت ہی یقین کریں گے مگر ہم یقینی رائے قائم نہیں کر سکتے کہ ہندوستانی اور انگریز ایک ہی ہیں۔ ہمارا علم اس تحقیق تک پہنچنے سے ابھی قاصر ہے۔

قرآن کو نازل ہوئے تیرہ سو برس (۱۴۰۰) گزرے اور مکاشفات اور حزقیل نبی کی کتاب کو اور بھی بہت زمانہ گزرا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو عالم بالجزئیات والکلیات ہے ان کا ہونا کیسے واضح دلیلوں سے ثابت ہوا۔ اب یہ دونوں قومیں یاجوج روس اور ماجوج انگریز کیسے کیسے نزدیک آپہنچے ہیں۔ اور بہت ہی قریب ہے کہ دونوں آپس میں اُلجھ پڑیں اور قرآن کریم کا یہ فرمانا " وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ " جو ہمیشہ سے صادق ہے تمام آنکھوں کو اپنی سچائی دکھا دے۔ دیکھو مکاشفات ۲۰ باب ۹ " اور انہوں نے مقدس چھاؤنی اور عزیز شہر کو گھیر لیا۔ تب آسمان پر سے خدا کے پاس سے آگ اتری اور ان کو کھا گئی اور تو بڑا اندیشہ کریگا۔ اور تو کہے گا کہ میں دیہات کی سرزمین (وادی القریٰ مکہ معظمہ) پر چڑھوں گا۔ میں ان پر جو چین میں ہیں اور آرام سے بستے ہیں۔ جو شہر پناہ نہیں رکھتے اور بغیر اڑبنگوں اور پھاٹکوں کے رہتے ہیں حملہ کروں گا تاکہ تو لوٹے اور مال کو چھین لے۔ اور تو اپنا ہاتھ ان ویرانوں پر جو اب بسے ہیں اور ان لوگوں پر جو ساری قوموں سے فراہم ہوئے (دیکھو اہل مکہ و مدینہ) جنہوں نے مال اور مویشی حاصل کئے اور جو زمین کی ناف پر بستے ہیں اپنا ہاتھ چلا دے اور سبا۔ ددان اور ترسیس کے سوداگر اور ان کے سارے ببر شیر تجھے کہیں گے۔ کیا تو غارت کرنے آیا " (حزقیل ۳۸ باب ۱۰-۱۳)

میں نے یہ واقعات اس لئے لکھے ہیں اور یہ تذکرہ صرف اسی واسطے کیا ہے کہ الہام کی قدر نہ کرنے

والے کچھ کچھ تو ان زبردست پیشین گوئیوں کی صداقت کا لحاظ کر کے الہامی کتابوں کی بے ادبیوں سے باز آویں اور غور کریں کہ یاجوج کے باہمی فساد کا کب اور کس حالت اور کس زمانہ میں ذکر کیا گیا۔ جس کا ظہور آج آنکھ سے مشاہدہ کر رہے ہیں اور یاجوج اور ماجوج دونوں قوموں کی نسبت بعض مصنفوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ دراز گوش ہیں۔ اس فقرہ کے سمجھنے میں بہت لوگوں نے جو مقدس کتابوں کے طرزِ کلام سے بالکل ناآشنا ہیں۔ کئی غلط نتیجے نکالے ہیں مگر وہ یاد رکھیں کہ دراز گوش گدھے کو کہتے ہیں اور جو آدمی علم کے مطابق عمل نہ کرے۔ اسے بھی الہامی زبان میں گدھے سے تشبیہہ دی گئی۔ دیکھو قرآن میں آیا ہے۔ مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا (الجمعۃ:٦) اور ظاہر ہے کہ روس اور انگریز۔ جرمن اور ڈنمارک والے الٰہیات کے سچے علوم اور روحانی برکات سے بالکل محروم ہیں۔ علمِ الٰہیات ان کا بہت کمزور ہے۔ اور مجھے پختہ یقین ہے کہ ہمارے علمی مذاق والے آریہ یہ بھی اس کے ماننے سے انکار نہیں کر سکیں گے۔

(تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۰ تا صفحہ ۲۳)

نُفِخَ فِي الصُّوْرِ: ایک بگل بجایا جائے گا اور قومیں آپس میں لڑیں گی۔
جَمَعْنٰهُمْ: ہم ان کے درمیان ایک بڑی لڑائی کرا دیں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ اپریل/۵ مئی ۱۹۱۰ء)

۱۰۱، ۱۰۲۔ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا ۝١٠١ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ۝١٠٢

عَرَضْنَا جَهَنَّمَ: دوزخ سامنے ہوگی۔ یہ پیشگوئی ہے کہ اس وقت جنگ اسلحہ آتشباز سے ہوگی۔

فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ: دانیال کی کتاب میں پیشگوئی صاف ہے مگر ان کی نظروں سے پوشیدہ ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ اپریل/۵ مئی ۱۹۱۰ء)

۱۰۳۔ اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ

مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ۭ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ﴿۱۰۲﴾

کیا کافروں نے سمجھا کہ سوا میرے بندوں کو میرے مددگار بنادیں۔ ہم نے کافروں کیلئے جہنم کو مہمان خانہ بنایا ہے۔ (فصل الخطاب حصہ اوّل صفحہ ۱۷۴)

جس طرح حدیثوں میں یہ ثابت ہے کہ سورہ کہف کی ابتدائی آیتوں کا پڑھنا فتنِ دجال سے نجات کا موجب ہے۔ اسی طرح آخری آیات کا پڑھنا بھی فتنِ دجال سے نجات کا موجب ہے۔ اس لئے پھر غور کرو کہ جن کا سورہ کے ابتداء میں ذکر ہے انہی کا انتہاء میں بھی ہے یا نہیں؟ ان آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ دجال کون ہے اور اس کی صفات کیا ہیں۔

مِنْ دُوْنِيْ : مجھے چھوڑ کر۔

اَوْلِيَآءَ : چنانچہ بعض لوگوں نے مسیحؑ کو اپنا والی قرار دیا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ اپریل / ۵ مئی ۱۹۱۰ء)

چونکہ یہ یاجوج ماجوج عیسائی شاخ یازوہم ہر قل کے مذہب پر ہیں۔ جس کو حسب دانیال، باب ۷، ۱۰ حیوان فرمایا ہے اور وہ مسیحؑ کو اپنا مولیٰ خیال کرتے ہیں اور اکثر مریم کو معبود بناتے ہیں اس واسطے قرآن کہتا ہے۔

اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ط اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا۔

(فصل الخطاب طبع ثانی حصہ اوّل صفحہ ۱۷۴)

اور ان لوگوں کے دنیوی کمالات پر اور ان کی ظاہری صنعت پر جیسے ریل۔ تار۔ فوٹو گراف وغیرہ وغیرہ بنائے گئے۔ فرماتا ہے۔

۱۰۴ تا ۱۰۶۔ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ﴿۱۰۳﴾ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴿۱۰۴﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ﴿۱۰۶﴾

ہم بتادیں تم کو کہ کن کے کئے اکارت ہیں وہ لوگ جن کی دوڑ دنیا کی زندگانی میں۔ بھٹک رہے ہیں اور وہ لوگ جانتے ہیں کہ خوب بناتے ہیں کام۔ وہ ہی ہیں جو منکر ہوئے اپنے رب کی نشانیوں سے اور اس کے ملنے سے مٹ گئے۔ اُن کے کئے۔ پھر نہ کھڑی کریں گے ہم ان کے واسطے قیامت کے دن تول۔

(فصل الخطاب حصہ اوّل صـ۱۷۵)

اور اسی واسطے ہماری قصص کی کتابوں میں ان کو دراز گوش لکھا ہے۔ کیونکہ دراز گوش احمق کو کہتے ہیں اور الہٰیات میں جو ضروری چیز ہے۔ انکی عقل اُس چیز پر ہرگز رسا اور پوری نہیں۔ گویا الہٰیات سے ان کی کھوپڑیوں کو مناسبت ہی نہیں۔ اور جو اسلامی کتب میں کثرتِ اولاد یاجوج کی نسبت لکھا ہے وہ بالکل سچ ہے دیکھو باایں کہ لندن سے ہزاروں باہر نکل جاتے ہیں۔ تب بھی چھتیس ۳۶ لاکھ کے قریب ایک شہر میں ہیں۔

(فصل الخطاب حصہ اوّل صـ۱۷۵)

ضَلَّ: مستہلک ہوگئیں۔ دیکھو کس قدر ایجادیں ہو رہی ہیں۔ مگر وہ تمام جسمانی راحتوں کے متعلق ہیں۔ روحانیات سے بہرہ نہیں۔ ان کی ساری کوششیں اس دنیا کی زندگی میں خرچ ہوگئی ہیں۔ مَیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم روپیہ جمع کرنے کا خیال چھوڑ دو۔ کہ اس کا انجام سوائے دُکھ و مشکلات کے نہیں

يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا: اس قوم نے کاریگروں کو وہ حُسن دیا ہے کہ بائد و شاید۔ پستہاری کا پیشہ کیسا ذلیل ہے۔ مگر دانے پیسنے کی ملوں نے اسے کیسا معزز بنادیا کہ آج ملز لوگ بڑے معزز امراء اور رائے بہادر کہلاتے ہیں۔ لوہار بھی کمین ہی سمجھے جاتے تھے مگر اب تو جو اعزاز و اکرام آئرن ورکس والے رکھتے ہیں۔ وہ ظاہر ہے۔

جرّاحی حجاموں کے سپرد تھی۔ مگر اب تو سرجن کہلاتے ہیں۔ جولاہے بھی ذلیل تھے۔ مگر اب تو یہ پیشہ ایسا معزز ہوا کہ ملکوں کو خرید سکتے ہیں ....

یہ سب آیات اشارہ کرتی ہیں کہ دجّال ایک کاریگروں کی قوم کا نام ہے۔

وَزْنًا: ان کے اعمال کو ترازو میں تولنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ سب کچھ اس دنیا میں لے چکے.. ....۔"

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰/اپریل/۵/مئی ۱۹۱۰ء)

۱۱۱۔ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿۱۱۱﴾

اس کے سوا نہیں کہ میں تم سا ایک بشر ہوں۔ مجھے حکم ہوتا ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے پس جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہے اور عمل نیک کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ملادے۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص۲۳۵)

جب دو یا کئی چیزیں باہم کسی امر میں شریک ہوتی ہیں اور کسی امر میں مختلف ہوتی ہیں تو ظاہر ہے کہ امر مشترک کے احکام میں ان مشترکہ اشیاء کو اتحاد ہوگا۔ اور جن جن باتوں میں ان چیزوں کو باہمی اختلاف ہوتا ہے ان باتوں میں جو جو احکام ہوں گے ان میں بھی اختلاف ہوگا۔ مثلاً حیوانات و نباتات جسمیت اور نمو میں باہم شریک ہیں۔ مگر حیوانات تحریک بالارادہ۔ خور و نوش وغیرہ اوصاف میں نباتات سے ممتاز ہے۔ پس حیوانات و نباتات کو جسمیت اور نمو کے احکام میں بھی شرکت ہوگی۔ مگر خور و نوش جماع وغیرہ احکام میں حیوانات اور نباتات میں اشتراک ہوگا۔ بلکہ حیوانات کو ان باتوں اور ان کے احکامات میں امتیاز و خصوصیت ہوگی۔ اسی طرح انسان و حیوان کے درمیان کھانے۔ پینے۔ جماع کی خواہش میں جس قدر اشتراک ہے۔ اسی قدر کھانے پینے جماع کے احکام میں بھی اشتراک ہوگا مگر انسان ترقی۔ سطوت۔ جبروت۔ نئے علوم و فنون کی تحصیل اور نئے علوم کو اپنے ابنائے جنس کے سکھلا دینے میں حیوان سے ممتاز ہے۔ ان اشیاء کے احکام میں بھی حیوانات سے ممتاز ہوگا۔ ایسے ہی ہادی۔ رسولوں اور عام آدمیوں میں گو عام احکام بشریت کے لحاظ سے اشتراک ہوتا ہے۔ رسولوں کا گروہ بخلاف اور عام آدمیوں کے الٰہی ملہم۔ مصلح قوم۔ مؤید من اللہ ہوتا ہے۔ اس لئے عام احکام بشریت میں اگرچہ عامہ بشر سے اشتراک رکھتے ہیں لیکن اپنی خصوصیتِ رسالت۔ نبوت۔ اصلاح قوم کے احکام میں عامہ خلائق سے جدا ہوتے ہیں۔ بلاتشبیہ ایک مفتوح ملک کی رعایا کے ساتھ ایک فاتح اور حکمران گورنمنٹ کا سپہ سالار۔ مجاز حاکم اپنی گورنمنٹ کے حکم سے کوئی معاہدہ کرے اور اس رعایا کو اپنی گورنمنٹ کے احکام سنادے۔ تو اگر اس مفتوح رعایا کے لوگ ان معاہدات اور احکام کی تعمیل نہ

کریں تو ضرور وہ رعایا اس گورنمنٹ کی مجرم۔ باغی۔ غدار۔ نافرمان ٹھہرے گی۔ مگر وہی سپہ سالار اور گورنمنٹ کا ماتحت حکمران اس رعایا کو۔ کوئی اپنا ذاتی کام بتادے اور اپنے طور پر ان رعایا میں سے کسی سے کوئی معاہدہ کرے اور اس رعایا کا آدمی اس سپہ سالار اور اس حاکم کی بات نہ مانے یا معاہدہ کا خلاف کرے تو یہ شخص جو اس سپہ سالار اور گورنمنٹ کے ماتحت حکمران کے معاہدہ اور حکم کا مخالف ٹھہرا ہے گورنمنٹ کی بغاوت کا مجرم نہ ہوگا۔ کیونکہ پہلی قسم میں اس سپہ سالار اور حاکم کے احکام فاتح گورنمنٹ کے احکام ہوا کرتے ہیں۔ اور اس سپہ سالار کی زبان فاتح گورنمنٹ کی زبان۔ اس کی تحریر فاتح گورنمنٹ کی تحریر ہوا کرتی ہے۔ غور کرو۔ ایک قاتل کو مجاز حاکم کے حکم سے قتل کرنے والے یا پھانسی دینے والے کے ہاتھ اسی گورنمنٹ کے ہاتھ ہوتے ہیں۔ جس کے حکم سے قاتل کو قتل کرنے والے اور پھانسی دینے والے نے قتل کیا اور پھانسی دیا۔ درصورتِ دیگر وہی پھانسی دینے والا کسی اور ایسے آدمی کو جس پر گورنمنٹ نے موت کا فتویٰ نہیں دیا۔ قتل کر کے دیکھ لے اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ پس اسی طرح اللہ تعالیٰ کے رسول ان کی بھی دو حالتیں اور دو جہتیں ہیں۔ ایک حالت وجہت میں وہ آدمی ہیں بشر ہیں۔ اور دوسری حالت ان کی رسالت و نبوت کی ہے جس کے باعث وہ رسول ہیں۔ نبی ہیں۔ الٰہی احکام کے مظہر اور احکام رساں ہیں۔ جس کے باعث ان کو پیغامبر کہتے ہیں۔ پہلی حالت وجہت سے اگر وہ حکم فرماویں تو اس حکم کا منکر باغی۔ منکرِ رسول نہ ہوگا۔ جس کو شرعی اصطلاح میں کافر۔ فاسق۔ فاجر کہتے ہیں دوسری حالت وجہت سے اگر کوئی ان کے حکم کو نہ مانے تو ضرور ان کے نزدیک اسی پر بغاوت۔ انکار کا جرم قائم ہوگا۔ اور ضرور وہ کافر۔ فاسق۔ فاجر کہلاوے گا۔ اس جہت سے چونکہ وہ خداوندی احکام کے مظہر ہیں۔ اور جس سے معاہدہ کرتے ہیں اس سے خدا کے حکم سے معاہدہ کرتے ہیں اور معاہدہ کنندہ جو معاہدہ ان سے کرتا ہے وہ اصل میں باری تعالیٰ سے معاہدہ کرتا ہے۔ پس اگر معاہدہ کنندہ معاہدہ کے خلاف کرے تو باغی و منکر بلکہ کافر ہوگا۔ نبیٔ عرب محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رسالت و نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا رسول بتایا۔ اب ان کو جن لوگوں نے نبی و رسول مانا اور ان کے احکام کو الٰہی احکام یقین کیا۔ لا محالہ آپؐ سے ان کا معاہدہ حقیقتاً اللہ تعالیٰ سے معاہدہ ہوگا۔ ہاں جو احکام اور مشورے اس عہدہ رسالت کے علاوہ فرماویں۔ ان احکام کی خلاف ورزی میں کفر و فسق نہ ہوگا۔ صحابہ کرامؓ آپؐ کے عہدِ سعادت مہد میں یہ تفرقہ عملاً دکھاتے تھے۔ بریرۃ نام ایک غلام عورت تھی جب وہ آزاد ہوگئی۔ اور اپنے خاوند سے جو ایک غلام تھا بیزار ہوگئی۔ مگر اس کا شوہر اس پر فدا تھا۔ وہ اس کی علیحدگی کو گوارا نہ کرتا تھا وہ اس پر سخت کبیدہ خاطر ہوا اور آنجنابؐ کی خدمتِ

اقدس میں حاضر ہو کر اس امر کی شکایت کی۔ آپؐ نے بریرۃ سے اس کے ساتھ مصالحت کر لینے کو ارشاد فرمایا۔ بریرۃ نے جواب دیا۔ آپؐ یہ وحی سے فرماتے ہیں یا عہدہ نبوت سے علاوہ بطور مشورہ کے فرماتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ میں رسالت کے لحاظ سے یہ حکم نہیں دیتا۔ اپنی ذاتی رائے سے تجھے کہتا ہوں۔ اس نے نہ مانا۔ اور کہا مجھے اختیار حاصل ہے۔ اسی طرح اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَىَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا۔ اس آیت میں شرک سے ممانعت اور اس امر کا بیان ہے کہ میں ایک بشر ہوں۔ بشریت میں تمہاری مثل ہوں۔ خبردار کبھی شرک نہ کرنا۔ مجھے خدا نہ کہہ بیٹھنا۔ نہ میری عبادت کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص۲۳۲ تا ص۲۳۵)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

۲۔ كٓهٰيٰعٓصٓ ۝۲

كٓهٰيٰعٓصٓ: میں اسماء الٰہی کی طرف اشارہ ہے۔ کبیر۔ المتعال۔ کافی۔ ھادی۔ یُجِیْرُ وَلَا یُجَارُ عَلَیْہِ۔ عالم۔ عزیز۔ صادق۔

اگر صحابہؓ و تابعین ان کے معنے نہ کرتے تو میں کبھی نہ کرتا۔

(بدر ۲۴؍ اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۲)

..... اسمائے الٰہی کریم۔ ہادی۔ یُجِیْرُ وَلَا یُجَارُ عَلَیْہِ (المومنون: ۸۹) (عالم۔ عزیز عادل) کی طرف ان حروف میں اشارہ ہے۔ صادق الوعد (مریم: ۵۵) نیز ان آیات میں ان انبیاء کا ذکر ہے۔ زکریا۔ ہود۔ ادریس۔ اسمٰعیل اور صٓ سے مراد صداقتِ انبیاء ہے۔ عراق عجم۔ عراق عرب۔ عرب اور شام کے انبیاء کا تذکرہ ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰؍ اپریل / ۵؍ مئی ۱۹۱۰ء نیز تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۶۶)

۳، ۴۔ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۝۳ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ۝۴

رَحْمَتِ رَبِّكَ: کتنے لوگ ہیں جن کے ہاں اولاد ہے۔ مگر ان کا خیال اس طرف نہیں جاتا کہ یہ ان کے رب کی رحمت ہے۔

خَفِيًّا: چلا کر۔ دعا کرتے چلّا اٹھا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰؍ اپریل / ۵؍ مئی ۱۹۱۰ء)

۵۔ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ

الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ﴿۵﴾

قَالَ رَبِّ : دعا کا طریقہ بتلایا ہے۔ وَهَنَ الْعَظْمُ۔ لکھا ہے کہ ستر سے کچھ زیادہ عمر ہو گئی تھی۔ بس میری عمر کے برابر ہوں گے۔ وَهَنَ کے معنے ضعیف ہو گئیں۔ پتلیاں ہو گئیں۔

شَقِيًّا: ناکام (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ر اپریل / ۵ر مئی ۱۹۱۰ء)

اولاد کی خواہش بھی کئی وجوہ سے ہوتی ہے (۱) بعض عورتیں بانجھ کہلانا پسند نہیں کرتیں (۲) شریکوں کا مال قبضے میں آجائے (۳) ہمارے مال و اسباب کا کوئی وارث ہو (۴) ہمارا نام رکھنے والا کوئی ہو۔ انبیاء کو بھی اس بارہ میں خواہش ہوتی ہے۔ مگر اس لئے کہ کوئی سچے علوم اور نیکیوں کا وارث ہو... مجھ کو بھی خدا تعالیٰ نے ایسی عمر میں اولاد دی ہے۔ کہ جبکہ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا کا زمانہ ہے۔ اور میں خدا کے فضل پر امید رکھتا ہوں کہ میری اولاد اچھی ہو گی۔

(بدر ۲۴ر اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۴)

۶، ۷۔ وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ﴿۶﴾ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴿۷﴾

خِفْتُ الْمَوَالِيَ : قوم میں کوئی نیک نظر نہیں آتا۔

يَرِثُنِيْ : وہ علم۔ وہ نبوّت جو تُو نے مجھے اور ہمارے آباء و اجداد کو بخشی ہے۔ انکا وارث بنے

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ر اپریل / ۵ر مئی ۱۹۱۰ء)

يَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ : وراثت مال کے علاوہ بھی ثابت ہو گئی۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۶۶)

۸۔ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨاسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ﴿۸﴾

بِغُلٰمٍ : لڑکا جو تیرے سامنے ہی جوان ہو گا۔

یَحْیٰی: اس میں اشارہ ہے کہ اَحْیَاہُ اللّٰہُ بِالْاِیْمَانِ ایمان کے ساتھ لمبی زندگی پائے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ اپریل/۵ مئی ۱۹۱۰ء)

۹- قَالَ رَبِّ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّکَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْکِبَرِ عِتِیًّا ﴿۹﴾

اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ: یہ کلمۂ یأس نہیں۔ کہ خدا تعالیٰ فرما چکا ہے اِنَّہٗ لَا یَایْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْکٰفِرُوْنَ (یوسف: ۸۸) بلکہ یہ دعا کو عاجزانہ بنانے کا رنگ ہے۔
وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْکِبَرِ: یعنی نکاح ثانی بھی اب نہیں ہو سکتا۔
عِتِیًّا: اس حد سے آگے جو صحبت کے لائق ہو۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ اپریل/۵ مئی ۱۹۱۰ء)

۱۱- قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْٓ اٰیَۃً ؕ قَالَ اٰیَتُکَ اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا ﴿۱۱﴾

اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ: باتیں چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر و تسبیح سے خاص قسم کی قوت بڑھ جاتی ہے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ اپریل/۵ مئی ۱۹۱۰ء)
اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ: بہت بولنے والے کے قویٰ مضمحل ہو جاتے ہیں۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸، ۹ صفحہ ۴۶۶)
اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ: یہ نسخہ بہت مجرب ہے اور اب بھی نشان ہے۔ کلام نہ کرے اور ذکر الٰہی میں شاغل رہنے سے قوت بڑھ جاتی ہے۔
شیعوں میں تسبیح فاطمہ مشہور ہے۔ اور سنی بھی اسے مسنون سمجھتے ہیں۔ خاتونِ جنت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور عرض کیا کہ مجھے دو تکلیفیں ہیں۔ ایک چکی پیسنی پڑتی ہے۔ دوم پانی کا مشکیزہ بھی خود ہی لانا پڑتا ہے۔ اور اپنے ہاتھ دکھائے اور لونڈی کی التجاء کی۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں تجھے اس سے بہتر شے بتلاتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ ہر نماز کے بعد سبحان اللہ ۳۳ بار، الحمد للہ ۳۳ بار، اللہ اکبر ۳۳ بار

اور اس کے بعد لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھ لیا جاوے اور سونے کے وقت بھی۔ جن لوگوں کا میں معتقد ہوں ان میں سے ایک نے کہا ہے کہ اس میں بہتر یہ تھا کہ ذکر اللہ سے ضُعف گھٹ جائے گا اور پھر یہ شکایت پیدا نہ ہوگی۔ (بدر ۲۴ر اگست ۱۹۱۱ء صہ ۴)

۱۲- فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّ عَشِيًّا ﴿۱۲﴾

مومن کی خلوت گاہ شیطان سے لڑائی کرنے کا ذریعہ ہے اس لئے اسے محراب کہتے ہیں۔
(بدر ۲۴ر اگست ۱۹۱۱ء صہ ۴)

مِحْرَابِ : لڑائی کا ہتھیار۔ عبادت گاہ۔
اَوْحٰی : جلدی جلدی یہ بات کہی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ر اپریل / ۵ر مئی ۱۹۱۰ء)

۱۳ تا ۱۶- يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَ اٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ﴿۱۳﴾ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ؕ وَكَانَ تَقِيًّا ﴿۱۴﴾ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ﴿۱۵﴾ وَ سَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَ يَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ﴿۱۶﴾

يٰا يَحْيٰى : درمیانی بات چھوڑ گئے۔ کہ قرآن مجید قصے نہیں کہتا۔
حُكْمَ : حکمت کی بات۔
صَبِيًّا : چھوٹا ہی تھا کہ دانائی کی باتیں کرتا۔
جَبَّارًا : بگاڑ کرنے والا۔
وَ يَوْمَ يَمُوْتُ : دیکھئے یہ مقام مضارع ہے اور قابلِ یادداشت۔ یحیٰی اموات میں داخل ہے اور اسے يَمُوْتُ فرمایا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ر اپریل / ۵ر مئی ۱۹۱۰ء)

۱۷- وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿۱۷﴾

ناامیدوں کو امیدیں دلانے والا ہے۔ حضرت زکریا کی طرح مریم کا حال تھا۔ اسی طرح مکہ میں مدت سے بت پرستی کا زور تھا۔ کہاں امید ہو سکتی تھی کہ وہاں ایک نبی پیدا ہوگا۔ یسعیاہ نبی کی کتاب میں فرمایا ہے کہ جس طرح ایک مطلقہ تباہ روزگار عورت ہو۔ اسی طرح مکہ کا حال ہے۔ مگر میں خاوند والی سے زیادہ بھاگ لگاؤں گا۔ اعلیٰ درجہ کے شہر عروس البلاد کہلاتے ہیں۔ اسی طرح یسعیاہ کی ۴-۴۲ بابوں میں فرمایا ہے اور ایک نبی کے ذریعہ عرب کی روحانی ترقی کی پیشگوئی کی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ اپریل/۵ مئی ۱۹۱۰ء)

پہلے حضرت زکریاؑ کی دعاؤں کا ذکر کیا پھر مریم کا۔ کہ کس طرح مشکلات کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں آسانیاں دیں۔ اسی طرح رسول کریمؐ کو تسلی دیتا ہے کہ دین اسلام ان مشکلات سے نکل جائے گا مومنین کو چاہیئے کہ اللہ پر بڑی بڑی امیدیں رکھیں۔ (بدر ۲۴ اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۴)

اِنْتَبَذَتْ: انفردت۔ خرجت۔ تنہا ہوئیں۔ نکلیں۔ جن میں تھیں ان سے الگ ہوئیں۔

شَرْقِيًّا: کے معنے وَاسِعَةً فَسِيْحَةً بہت لغتوں میں پائے جاتے ہیں۔ کیونکہ تنگ مکانوں میں دھوپ کھل کر نہیں پڑتی۔ پس شرقی وہ مکان ہے جس پر سورج اشراق کرتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ اپریل/۵ مئی ۱۹۱۰ء)

مَكَانًا شَرْقِيًّا: کے معنے ہیں۔ فراخ مکان جس میں دھوپ ہوا خوب لگے۔ کوئی نام تجویز کرنا غلط بات ہے۔ (بدر ۲۴ اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۴)

۱۸- فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۫ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿۱۸﴾

مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا: ان لوگوں سے کوئی تعلق نہ رکھا یعنی یہ الگ رہنے لگیں۔

رُوْحَنَا: ہمارا کلام۔ چنانچہ بہت فرشتوں کے ذریعے یہ کلام پہنچا۔ اس لئے تو فرمایا وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ (آل عمران: ۴۶)

فَتَمَثَّلَ : جبرئیلؑ کا تمثل نبی کریمؐ کے سامنے بھی آیا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ر اپریل / ۵ر مئی ۱۹۱۰ء)

رُوْحَنَا : اپنا کلام۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۴۶۶)

۲۲- قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَ لِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿۲۲﴾

كَذٰلِكِ : یہ بات بھی سچ ہے۔ اور خدا کا کلام بھی سچ۔

مَقْضِيًّا : حکم جاری ہوا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ر اپریل / ۵ر مئی ۱۹۱۰ء)

۲۳ تا ۲۵- فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿۲۳﴾ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿۲۴﴾ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿۲۵﴾

مَكَانًا قَصِيًّا : تفسیروں میں لکھا ہے۔ کہ وہ مصر تھا۔ ابنِ جریر میں بھی اس کا ذکر ہے۔

نَسْيًا مَّنْسِيًّا : میں ترک کردی جاتی۔ حالتِ اضطرار میں کلمہ منہ سے نکلا۔

سَرِيًّا : چشمہ۔ چھوٹی نہر۔ سَرِيٌّ سردار کو بھی کہتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ر اپریل / ۵ر مئی ۱۹۱۰ء)

يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا : کیا معنی؟ بچہ جننے سے پہلے میری قوت حسیہ نہ رہتی کہ درد تکلیف دِہ ہوتا۔

(نورالدین طبع سوم صفحہ ۱۶۵)

۲۸- فَاَتَتۡ بِہٖ قَوۡمَہَا تَحۡمِلُہٗ ؕ قَالُوۡا یٰمَرۡیَمُ لَقَدۡ جِئۡتِ شَیۡئًا فَرِیًّا ﴿۲۸﴾

قرآن مجید کوئی تاریخ کی کتاب نہیں کہ مسلسل واقعات کا ذکر کرے۔ جیسے پیچھے اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمِ ۣاسۡمُہٗ یَحۡیٰی کے بعد یٰیَحۡیٰی خُذِ الۡکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ فرمادیا۔ اور درمیانی واقعات کا ذکر نہیں فرمایا۔ ایسا ہی یہاں فَاَتَتۡ بِہٖ قَوۡمَہَا فرمادیا۔ اور یہاں مصر سے واپس آنے کا ذکر ہے۔

تَحۡمِلُہٗ : کے یہ معنے نہیں۔ کہ گود میں اٹھالائی بلکہ سوار کرکے لائی۔ دوسرے مقام پر یہ محاورہ قرآن مجید میں موجود ہے اِذَا مَاۤ اَتَوۡکَ لِتَحۡمِلَہُمۡ قُلۡتَ لَاۤ اَجِدُ مَاۤ اَحۡمِلُکُمۡ عَلَیۡہِ (التوبہ۹۲) اب اسکے یہ معنے تو نہیں کہ ان لوگوں نے درخواست کی کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں گود میں اٹھالیں۔ بلکہ سواری مہیا کرنے کے معنے ہیں۔

جِئۡتِ شَیۡئًا فَرِیًّا : سے مراد عجیب امر لاتی ہو۔ اور کیوں ایسا نہ ہو (وہ کہتے ہیں) تیری ماں بھی نیک پارسا تھی۔ تیرا باپ بھی اچھا آدمی تھا۔ اچھوں کے اچھے ہوتے ہیں۔

(بدر ۲۴ر اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۴)

۲۹- یٰۤاُخۡتَ ہٰرُوۡنَ مَا کَانَ اَبُوۡکِ امۡرَاَ سَوۡءٍ وَّ مَا کَانَتۡ اُمُّکِ بَغِیًّا ﴿۲۹﴾

ھٰرُوۡنَ : قوم کے بزرگ کے نام پر لوگوں کے نام ہوتے ہیں۔ جیسے سید گیلانی۔ خواہ دس پشتوں سے پنجابی ہوں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ر اپریل/ ۵ر مئی ۱۹۱۰ء)

اُخۡتُ ھٰرُوۡنَ : اس لئے فرمایا۔ کہ وہ ہارون کی قوم میں سے تھیں جیسے قریش۔ راجپوت

(بدر ۲۴ر اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۴)

قرآن نے مریم مسیح علیہ السلام کی ماں کو اُخۡتِ ہارون۔ ہارون کی بہن کہا۔ یہ بات صحیح نہیں۔ جواب سنئے۔

۱۔ معترض عیسائی لوگو! کوئی الہامی اور روح القدس کی لکھائی ہوئی تاریخ ایسی نہیں۔ جس میں مریم

کا مفصل حال مرقوم ہو اور ایسی بھی کوئی کتاب عیسائیوں کے گھر میں نہیں۔ جس سے مریم کے بھائیوں اور ماں باپ وغیرہ رشتے داروں کے نام کا یقینی پتہ لگے۔ پھر قرآن کے کلمۂ اختِ ہارون پر آپ کا اعتراض کیا؟

۲۔ پادری لوگو! تم نسب ناموں اور قصوں پر اعتراض نہ کیا کرو۔ کیونکہ پولوس۔ طمطاؤس کے پہلے خط میں لکھتا ہے "کہانیوں اور بے حد نسب ناموں پر لحاظ نہ کریں۔ یہ سب تکرار کا باعث ہوتا ہے نہ تربیتِ الٰہی کا جو ایمان سے ہے" ۱۔ طمطاؤس باب ۴۔

۳۔ سنو! انجیل متی کی ابتداء میں مسیحؑ کو ابن داؤد اور داؤد کو ابن ابراہیم لکھا ہے۔ متی باب ۱ حالانکہ مسیحؑ اور داؤد کے درمیان اور داؤد و ابراہیم کے درمیان پشتہا پُشت کا فرق ہے۔ بلکہ بقول تمہارے مسیح ابن داؤد ہی نہیں۔

۴۔ سنو! الیصبات کو ہارون کی بیٹی کہا گیا (لوقا ۱ باب ۵) حالانکہ الیصبات اور زکریا کے زمانہ سے جن کا ذکر لوقا نے کیا ہے بہت ہی مدت پہلے ہارون مر چکے تھے۔ اور الیصبات اور ہارون میں پُشت ہا پُشت کا فرق ہے .....

بات یہ ہے۔ ناموں میں اشتراک بھی ہوتا ہے۔ دیکھو یوسف اور یعقوب مسیحؑ کے بھائی بھی ہیں۔ اور اُن سے سینکڑوں برس پہلے یوسفؑ اور یعقوبؑ اسحاق نبی کے پوتے اور بیٹے بھی گزرے! پس کیا ممکن نہیں کہ ایک ہارونؑ موسیٰؑ کے بھائی ہوں اور دوسرے مریم کے۔

۵۔ سنو! عرب میں اخ اور اخت کا لفظ وسیع معنوں میں مستعمل ہوتا ہے۔ حقیقی بھائی اور ایک ہی پُشت کے بھائی پر محدود نہیں۔ دیکھو قرآن :۔

وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا۔ (سیپارہ ۱۲ سورہ ہود رکوع ۶ آیت ۶۲)

وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا۔ (سیپارہ ۱۲ سورہ ہود رکوع ۵ آیت ۵۱)

حالانکہ صالح اور ہود اپنی اپنی قوم کے حقیقی بھائی نہ تھے۔

اور زرقانی شرح مواہب اللدنیہ میں ازواج کی تاریخ میں صفیہ کے قصے میں لکھا ہے کہ صفیہ بی بی پر جو خیبر کے یہود سے تھیں۔ رسول اللہؐ کی اور بیبیوں نے کچھ طعن کیا۔ اور صفیہ نے اُن کے طعن و تشنیع کا تذکرہ اپنے خاوند محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ تو نے کیوں نہ کہا۔ اَبِيْ هَارُوْنُ وَعَمِّيْ مُوْسٰى۔ وَزَوْجِيْ مُحَمَّدٌ ؐ۔ دیکھو یہاں ہارونؑ موسیٰؑ نبی کے بھائی کو اب یعنی باپ کہا ہے حالانکہ بہت مدت پہلے گزر چکے۔ عرب کے لوگ عمدہ تلوار کو اَخُوْثِقَةٍ اور بڑے بہادر کو اَخُو غَمَرَاتِ الْمَوْتِ کہتے ہیں۔ غرض تھوڑے بہت تعلق پر اخوت کا اطلاق ہوتا ہے۔ مریم صدیقہ

کاہنوں میں پلی۔ اور زکریا کاہن اس کے قریب رشتہ دار تھے۔ اور کاہن بے ریب و تردّد ہارون کے بھائی تھے۔ الیصبات ہارون کی بیٹی مریم کی قریبی رشتہ دار تھی۔ دیکھو لوقا ۱ باب۔ پس کیا تعجب ہے اگر قرآن نے کہہ دیا مریم ہارون کی بہن تھی۔! (فصل الخطاب حصہ اول طبع دوم صفحہ ۱۶۶-۱۶۷)

۳۰ تا ۳۲۔ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ۚ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿۳۰﴾ قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۟ؕ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِيْ نَبِيًّا ﴿۳۱﴾ وَّ جَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۪ وَ اَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿۳۲﴾

كَانَ فِي الْمَهْدِ: یہود علماء بڑے بڑے آدمی تھے۔ حقارت سے کہا۔ یہ کل کا لونڈا ہے اس سے کیا بات کریں۔

اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ: اس سے ثابت ہوا کہ آپ (عیسیٰ) کو نبوّت مل چکی تھی۔ کتاب سے مراد توریت ہے۔ توریت کا علم عطا ہوا۔

اَيْنَ مَا كُنْتُ: یہ اشارہ ہے اس طرف کہ آپ کو بہت سے ملکوں میں سیر کرنا تھا۔ مصر کنعان۔ کشمیر وغیرہ۔

قصہ لکھا ہے کہ یحییٰ کو آپ نے فرمایا کہ میرے لئے دُعا کرو۔ آپ نے فرمایا کہ تم مجھ سے اچھے ہو۔ مسیح نے کہا کہ میں نے سلامتی کا دعویٰ تو آپ کیا ہے وَالسَّلَامُ عَلَيَّ مگر تیرے لئے خدا نے سَلٰمٌ عَلَيْهِ (مریم: ۱۶) فرمایا۔ اس لئے مَیں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ یہ صوفیاء کا ذوقی لطیفہ ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۸ اپریل/۵ مئی ۱۹۱۰ء)

۳۶۔ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۳۶﴾

سُبْحٰنَهٗ: یہ ایک دلیل ہے کہ بے جرم کو پکڑنا اور مجرم کو چھوڑنا سبحانیت کے

کے خلاف ہے۔ اس میں ابطالِ کفارہ ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ اپریل/۵ مئی ۱۹۱۰ء)

۳۸- فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۳۸﴾

فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ؛ تم میں اگر اس قسم کی بحثیں ہوں کہ خلیفہ اور فلاں کے کیا تعلقات ہیں؟ اور پھر اس پر فیصلہ کرنے لگ جاؤ تو مجھے سخت رنج پہنچتا ہے! تم مجھے خلیفۃ المسیح کہتے ہو۔ میں تو اس خطاب پر کبھی پھولا نہیں۔ بلکہ اپنی قلم سے کبھی لکھا بھی نہیں۔ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس بیہودہ بحثیں کرنے والے لوگوں کو اپنی جماعت میں نہیں سمجھتا۔ میں تمام جماعت کیلئے دعا کرتا ہوں مگر ایسے لوگوں کیلئے دعا بھی پسند نہیں کرتا۔ ان کو کیا حق ہے کہ تفرقہ اندازی کی باتیں کریں؟ آگ پہلے دیا سلائی سے پیدا ہوتی ہے۔ مگر آخرکار گھر پھر محلہ پھر شہر کے شہر جلادیتی ہے۔ ایسے لوگ اگر میری مدد کے خیال سے ایسا کرتے ہیں۔ تو سن رکھیں کہ میں ان کی مدد پر تھوکتا بھی نہیں۔ اگر مخالفت میں کرتے ہیں تو وہ خدا سے جاکر کہیں جس نے مجھے خلیفہ بنایا۔

سنو! میرا صدیقِ اکبرؓ کی نسبت یہی عقیدہ ہے کہ سقیفہ بنی ساعدۃ نے خلیفہ نہیں بنایا۔ نہ اس وقت منبر پر لوگوں نے بیعت کی۔ نہ اجماع نے انہیں خلیفہ بنایا۔ بلکہ خدا نے بنایا۔ خدا نے چار جگہ قرآن میں خلافت کا ذکر کیا ہے۔ اور چار بار اپنی طرف اس کی نسبت کی ہے۔ حضرت آدم کے بارہ میں فرمایا اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً (البقرہ: ۳۱) پھر حضرت داؤد کی نسبت ارشاد کیا يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ (صٓ: ۲۷) پھر صحابہ کرامؓ کے لئے فرمایا لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (النور: ۵۶) پھر سب کیلئے فرمایا۔ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ (یونس: ۱۵) پس میں بھی خلیفہ ہوا تو مجھے خدا نے بنایا۔ اور اللہ کے فضل ہی سے ہوا۔ جو کچھ ہوا اور اس کی طاقت کے بغیر انسان کچھ نہیں کرسکتا.......

تمہیں چاہیئے۔ دنیا کماتے۔ آپ کھاتے بیوی بچوں کو کھلاتے۔ اس سے بچتا تو دوسرے کے نفع اور مخلوق کی شفقت پر خرچ کرتے۔ پھر اس سے وقت بچے تو اَلْحَمْدُ پڑھو۔ لَاحَوْل پڑھو۔ استغفار کرو درود پڑھو۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا ذکر کرو۔ تمہارے پاس ان لغو کاموں اور باتوں کیلئے وقت کہاں سے آگیا؟ اپنے اخلاق کی کمزوریوں کی اصلاح کرو۔ گندی گالیاں تمہارے منہ سے نہ نکلیں۔ تم میں طمع و حرص نہ

ہو۔ تجارت میں حساب وکتاب رکھو۔ ملازمت میں فرضِ منصبی کو ایمانداری سے ادا کرو۔

ایک اور بحث بھی ہے کہ مسیح بے باپ تھا کہ نہیں۔ میں کہتا ہوں۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر کا باپ تھا یا نہیں۔ شریعت نے ہمیں اس بات پر مامور نہیں کیا کہ ہم پیغمبروں کے ماں باپوں اور بہن بھائیوں کی تحقیق کرتے پھریں۔ یہ باتیں تمہاری روحانیت میں داخل نہیں۔

ہم نے آج جو کچھ سمجھایا۔ وہ دیدِ دل سے سمجھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی سمجھ دے۔ اسی کے قبضہ میں سب کے دل ہیں۔ تم شکر کرو کہ ایک شخص کے ذریعہ تمہاری جماعت کا شیرازہ قائم ہے۔ اتفاق بڑی نعمت ہے۔ اور یہ مشکل سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ تم کو ایسا شخص دے دیا۔ جو شیرازہ وحدت قائم رکھے جاتا ہے۔ وہ نہ تو جوان ہے۔ اور نہ اس کے علوم میں اتنی وسعت جتنی اس زمانہ میں چاہیئے لیکن خدا نے تو موسیٰؑ کے عصا سے جو بے جان لکڑی تھی اتنا بڑا کام لے لیا تھا۔ کہ فرعونیت کا قلع قمع ہو گیا۔ اور مَیں تو اللہ کے فضل سے انسان ہوں۔ پس کیا عجیب ہے کہ خدا مجھ سے یہ کام لے لے! تم اختلافات اور تفرقہ اندازی سے بچو!! نکتہ چینی میں حد سے بڑھ جانا بڑا خطرناک ہے!!! اللہ سے ڈرو!!!! اللہ کی توفیق سے سب کچھ ہوگا۔ (بدر ۲۴ اگست ۱۹۱۱ء صہ ۴)

۴۱۔ اِنَّا نَحۡنُ نَرِثُ الۡاَرۡضَ وَمَنۡ عَلَيۡهَا وَاِلَيۡنَا يُرۡجَعُوۡنَ ﴿۴۱﴾

نَرِثُ الۡاَرۡضَ: تمام مملکتوں اور جائیدادوں کی مِلک پر غرور کرنے والے اس آیت پر غور کریں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ اپریل / ۵ مئی ۱۹۱۰ء)

۴۲۔ وَاذۡكُرۡ فِى الۡكِتٰبِ اِبۡرٰهِيۡمَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيۡقًا نَّبِيًّا ﴿۴۲﴾

اور بیان کر دے اس کتاب میں ابراہیم کا قصہ۔ بے ریب وہ راست باز نبی تھا۔
(تصدیق براہین احمدیہ صہ ۲۸۸)

وَاذۡكُرۡ: اس کتاب میں حضرت ابراہیمؑ کا ذکر کر دو۔ حضرت ابراہیمؑ کوسہ میں رہتے تھے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ اپریل / ۵ مئی ۱۹۱۰ء)

فِى الۡكِتٰبِ اِبۡرٰهِيۡمَ: آپ بھی اولاد کی طرف سے ناامید تھے۔ ۹۹ سال کی عمر میں

اسحٰق پیدا ہوئے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۶۶)

حضرت ابراہیمؑ کی زندگی مومنوں کیلئے نہایت عمدہ اسوۂ حسنہ ہے۔ بلحاظ خوراک، پوشاک قطع وضع، خصائل فطری، عزت، مقبولیتِ عامہ، ذکرِ خیر، اپنی نظیر آپ ہی تھے۔ اس تمام کامیابی کا گُر بتایا ہے کہ ابراہیمؑ صدیق تھا۔ جس کے ادنیٰ معنے راست گفتار کئے ہیں۔ ہر مضبوط کام جس کا نتیجہ عمدہ ہو اسے عرب صدق کہتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۸ اپریل، ۵ مئی ۱۹۱۰ء)

...... حضرت ابراہیمؑ خدا کے بڑے پیارے بندوں میں ہے اور اپنی ذات میں کمالات کے جامع تھے۔ ہمیں تو ان کے والد کا نام بھی کسی صحیح روایت سے معلوم نہیں۔ پھر بھی ان کی مقبولیت کا یہ حال ہے کہ تمام یوروپ۔ تمام امریکہ۔ تمام مسلمان۔ تمام عرب۔ یہود۔ مجوسی ان کی عظمت کے قائل ہیں۔ کوئی بڑا ہی بدبخت ہو جو منکر ہو۔ بعض اولیاء و انبیاء کو عجیب مقبولیت ہے۔ یہ بھی خدا کی ایک شان ہے۔ سیّد عبدالقادر جیلانیؒ کو بُرا کہنے والے بہت کم ہیں۔ ہاں رافضی ہوں تو ہوں۔

سچ بولنا بڑا وصف ہے۔ یہ بڑا ہی کٹھن رستہ ہے۔ آٹھ پہر میں اس بات کی طرف بھی غور کرو۔ کہ تم نے کہاں تک سچ بولا ہے۔ میں ایمان رکھتا ہوں کہ جس نے زبان پر قابو پایا۔ اس نے بہت سے عیوب پر قابو پالیا۔

نبی کے معنے خدا سے خبر پاکر اطلاع دینے والا اور بہت ہی بڑائی والا۔

(بدر ۲۴ اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۴)

۴۳، ۴۴۔ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ﴿۴۳﴾ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿۴۴﴾

اب : چچا

لِمَ تَعْبُدُ : شمس کی۔ چندرماہ کی۔ مرکری کی پرستش کی جاتی ہے۔ پھر ان سے اتر کر ان ہیکلوں میں۔

مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ : مسلمانوں میں بھی لوگ "یا شیخ عبدالقادر شَیْئًا لِلّٰہ" پڑھتے ہیں

یہ باتیں کچھ نفع نہیں پہنچاتیں۔

سَوِیًّا : ہر ایک طرح کی افراط و تفریط سے بچی ہوئی راہ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ راپریل/۵ رمئی ۱۹۱۰ء)

ابراہیمؑ نے اپنے باپ کو کہا۔ اے پیارے باپ کیوں بُتوں کی پرستش کرتا ہے۔ وہ تو تمہاری دعاؤں کو سُنتے نہیں اور تمہاری حالت کو دیکھتے نہیں۔ اور اگر سنتے اور دیکھتے بھی تو تمہاری کچھ بھی حاجت براری نہیں کر سکتے۔ اے میرے پیارے باپ! مجھے تو خدا پرستی کے فوائد کی سمجھ ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ بُت پرستی ہمارے تمدنی۔ اخلاقی وغیرہ وغیرہ میں مضر ہے۔ مگر افسوس تجھے ان باتوں کی خبر نہیں پس تجھے چاہیئے۔ میرا کہا مان میں تجھے سیدھی راہ بتادوں گا۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۸۸-۲۸۹)

۴۵، ۴۶- يَٰٓأَبَتِ لَا تَعْبُدِ ٱلشَّيْطَٰنَ ۖ إِنَّ ٱلشَّيْطَٰنَ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ عَصِيًّا ﴿٤٥﴾ يَٰٓأَبَتِ إِنِّىٓ أَخَافُ أَن يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ ٱلرَّحْمَٰنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَٰنِ وَلِيًّا ﴿٤٦﴾

اے پیارے باپ نافرمان اور رحمت سے دور شیطان کی فرماں برداری مت کر۔ شیطان تو رحمٰن جیسے محسن کا نافرمان ہے۔ میرے پیارے باپ بے ریب مجھے تو ڈر ہے کہ تجھے رحمان بھی عذاب دے اور تو شیطان کا ساتھی ہو جاوے۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۸۹)

لِلشَّيْطَٰنِ وَلِيًّا : پہلے آدمی خود بدی کرتا ہے۔ تب خبیث روحیں (شیطان) اس کے یار و آشنا بن جاتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ راپریل/۵ رمئی ۱۹۱۰ء)

۴۷- قَالَ أَرَاغِبٌ أَنتَ عَنْ ءَالِهَتِى يَٰٓإِبْرَٰهِيمُ ۖ لَئِن لَّمْ تَنتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ ۖ وَٱهْجُرْنِى مَلِيًّا ﴿٤٧﴾

لَأَرْجُمَنَّكَ : سنگسار کرنا ترجمہ نہیں۔ بلکہ لَاَشْتُمَنَّكَ میں تجھے گالی دوں گا۔ یہاں جو ترجمہ لکھا ہے ٹھیک نہیں۔ کیونکہ یہ معنے صحابہ۔ تابعین۔ تبع تابعین نے نہیں کئے....

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ راپریل/۵ رمئی ۱۹۱۰ء)

۴۸، ۴۹- قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ۚ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ﴿۴۸﴾ وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ ۖ عَسٰٓى اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ﴿۴۹﴾

ابراہیم نے کہا۔ تجھے بُرے اعتقاد سے سلامتی رہے۔ میری طرف سے تجھے دُکھ نہ پہنچے۔ میں تو بہر حال اپنے رب سے تیرے لئے معافی مانگوں گا۔ وہ مجھ پر مہربان ہے اور تم سے اور تمہارے بتوں سے جنہیں تم خدا کے سوا پکارتے ہو۔ سب سے الگ ہوں اور صرف اپنے رب کو ہی پکارتا ہوں اور امید ہے کہ جس طرح تم بتوں کو پکار کر پورے کامیاب نہیں ہوتے۔ یقیناً میرا حال ایسا نہ ہوگا۔

(تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۸۹-صفحہ ۲۹۰)

قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ: دیکھو کیا شستہ زبانی اور خوش بیانی ہے۔ باوجود مباحثہ کے ایک دوسرے کا ادب ملحوظ رہا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ر اپریل/۵ر مئی ۱۹۱۰ء)

۵۰، ۵۱- فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۚ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ﴿۵۰﴾ وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ﴿۵۱﴾

فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ: ملک شام میں چلے گئے۔ ان سے الگ ہو گئے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ر اپریل/۵ر مئی ۱۹۱۰ء)

پس جب ابراہیمؑ ان لوگوں سے۔ اپنے بُت پرست باپ اور اپنی بُت پرست قوم اور ان کے بُتوں سے الگ ہوا تو اسے اللہ تعالیٰ نے نبی بیٹا اسحٰقؑ جیسا اور نبی پوتا یعقوبؑ جیسا عطا فرمایا۔ اور ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اتنے انعامات بخشے جن کے بیان کی حاجت نہیں۔ کیونکہ ابراہیمی خاندان کے برکات ظاہر ہیں۔ تمام دنیا کے لوگ انکی مدح اور ثناء کرتے ہیں۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۹۰)

چونکہ آپ نے خدا کیلئے ایسا کیا اس لئے اللہ نے اس کے عوض میں وَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ یعنی حضرت اسحٰقؑ و حضرت یعقوبؑ ایسے برگزیدہ دئے اور سخت بیانی کے مقابل پر جَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا فرمایا۔ یعنی ان کا ذکر جمیل دنیا میں کر دیا۔

(بدر ۲۴؍ اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۴)

۵۲۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰٓى اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿۵۲﴾

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اولاد ابراہیم میں حضرت موسیٰؑ سے خصوصیت کے ساتھ مشابہت ہے۔ اس لئے ان کا ذکر خاص غور کے قابل ہے۔ قرآن مجید میں کئی جگہ اس مشابہت کا ذکر فرمایا۔ مثلاً رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا (مزمل: ۱۶) شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ (احقاف: ۱۱) اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ (آل عمران: ۷۴)

وَاذْكُرْ: اس کتاب (قرآن شریف) میں حضرت موسیٰؑ کا ذکر لوگوں کو سناؤ۔

اس مشابہت کا ذکر اس لئے فرمایا تا عیسائی و یہودی اپنے مانے ہوئے رسول حضرت موسیٰؑ کے معیار صداقت پر اس نبی کو پرکھ لیں۔

كَانَ مُخْلَصًا: حضرت نبی کریمؐ کے اخلاص کا ذکر بھی ایک جگہ فرمایا ہے دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى (نجم: ۹، ۱۰)

عرب میں ایک رسم ہے۔ جو دو دوست بننا چاہتے ہیں تو عمائد کو جمع کر کے اپنی اپنی کمانیں ملاتے اور اس میں ایک تیر رکھتے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا۔ جو تمہارا دوست۔ ہمارا دوست۔ جو تمہارا دشمن وہ ہمارا دشمن۔

جناب الٰہی سے بھی تعلقات اخلاص ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایسے مخلصین کیلئے خدا تعالیٰ حدیث قدسی میں فرماتا ہے کہ اے ابن آدم۔ اگر تو میری طرف چل کر آئے۔ تو میں دوڑ کر آؤں۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ کوئی مخلص دنیا میں بھی ایسی مشکلات میں پڑا ہو جس کا انجام اس کے حق میں برا ہو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰؍ اپریل / ۵؍ مئی ۱۹۱۰ء)

۵۳- وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَ قَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ﴿۵۳﴾

اَلْاَيْمَنِ: بایمن۔ برکت والی۔
نَجِيًّا: بلند مقام پر پہنچنے والا۔ محبت و پیار کی مخفی باتیں کیں۔
(اس قرآن مترجم پر ایک حاشیہ ہے اس کو میں نے کاٹ دیا ہے۔ کیونکہ اس مترجم کو یہ وہم ہوا ہے کہ کلام بغیر وساطت فرشتہ ہوئی۔ حالانکہ سب سے اعلیٰ وحی وہی ہے جو فرشتوں کے ساتھ ہو۔ نَا کا لفظ جب ہوتا ہے کہ فرشتے ساتھ ہوں (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰؍اپریل/۵؍مئی ۱۹۱۰ء)

۵۴- وَوَهَبْنَا لَهُ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ﴿۵۴﴾

اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا: اخوت خاص برکات کا موجب ہوتی ہے۔ جن کے بھائی نہیں ہوتے خواب میں ان کے بازو کٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے بعض فیضان جماعت و اخوت کے ساتھ خاص ہیں کہ بغیر اس اخوت کے وہ نازل ہی نہیں ہو سکتے۔ ہمارے حضرت صاحب بھی کئی مخلصین کو اخی کر کے لکھتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹؍مئی ۱۹۱۰ء)

۵۵، ۵۶- وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿۵۵﴾ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ﴿۵۶﴾

فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ: جو وَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ۔ بچنے کی امید بھی نہ

۱؎ جس سے آپ درس دے رہے تھے (مرتب)

۲؎ ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰؍اپریل/۵؍مئی ۱۹۱۰ء)

رکھتے تھے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۶۶)

صَادِقَ الْوَعْدِ : یہاں ایک روایت لکھی ہے۔ کہ ایک شخص نے ان سے کہا کہ میں آتا ہوں آپ یہاں ٹھہرو۔ آپ نے کہا۔ اچھا۔ ایک سال تک کھڑے رہے۔ یہ جھوٹی روایت ہے۔ کیا وہ نمازیں نہیں پڑھتے تھے۔

كَانَ يَأْمُرُ اَهْلَهٗ : ایک اور جگہ فرمایا ہے وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا (طٰہٰ: ۱۳۳) مطلب یہ ہے کہ قسم قسم کے پیرایوں میں کہتا ہی چلا جاوے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

۵۷، ۵۸- وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۵۷﴾ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿۵۸﴾

اِدْرِيْسَ : آپ کا دوسرا نام خنوک ہے۔ حضرت نوحؑ سے پہلے ہوئے تھے۔ یہوداہ کے پہلے خط کے ۱۴ آیت میں ان کا ذکر ہے۔

رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا : ہم نے عظیم الشان رفعت (مرتبہ) دی تھی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

۵۹- اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ﴿۵۹﴾

سُجَّدًا : فرماں برداری کیلئے گرتے ہیں۔

ایک عجیب کہانی حضرت الیاسؑ کے متعلق لکھی ہے۔ کہ ملک الموت سے کہا کہ جان نکال کر دکھاؤ چنانچہ اس نے ایسا کیا۔ خود آپ بہشت میں گئے۔ پھر واپسی سے انکار کر دیا۔ ایسی کہانیاں یہودیوں

کی شرارت سے غالباً اسلامی تفاسیر میں داخل ہوئی ہیں (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

۶۰۔ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿۶۰﴾

پھر ان کے بعد ایسے جانشین پیدا ہوئے جنہوں نے عبادتِ الٰہی کو ترک کیا اور خواہشات کے پیچھے لگ گئے۔ جلدی وہ سزا کو پہنچیں گے۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۱۹)

خَلْفٌ: (لؔ کے سکون کے ساتھ) گندے پیچھے آنیوالے۔ خَلَف (لؔ کی فتح کیساتھ) نیک لوگ پیچھے آنیوالے۔

غَيًّا: جہنم کا نام ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

۶۲۔ جَنّٰتِ عَدْنِ ِۨالَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ﴿۶۲﴾

مَاْتِيًّا: آنے والا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

۶۴۔ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ﴿۶۴﴾

اَلْجَنَّةُ: اس میں ایک پیشگوئی ہے کہ ارضِ مقدس کے مالک مسلمان ہوں گے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

۶۵، ۶۶۔ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ

رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿۶۵﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ۚ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ﴿۶۶﴾

نَتَنَزَّلُ : اس کا فاعل ۱۔ مومن ہیں بہشت میں داخل ہونے کے وقت یا۔۲۔ جبرائیل یا مسلمان کا نزول ہے اس ملک میں۔

اِصْطَبِرْ : عبادت پر استقلال کرو۔

سَمِيًّا : ہم نام۔ ولد۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ر مئی ۱۹۱۰ء)

حضرت جبرائیل سے ایک دفعہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ تم ہر روز کیوں نہیں آتے۔ تو انہوں نے حسب حال یہ آیت پڑھ دی۔ مَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ۔ اب بعض مفسرین نے اس سے یہ سمجھ کر یہ خاص جبرائیل کیلئے ہی ہے۔ مشکلات میں پڑے ہیں۔ یہ طریق تفسیر ٹھیک نہیں۔ اس رکوع میں تو جنتیوں کا ذکر ہے۔ وہی کہتے ہیں کہ ہم جنت میں اللہ کے حکم سے ہی پہنچے ہیں۔ (بدر ۲۴ر اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۴)

۶۷۔ وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ﴿۶۷﴾

اَلْاِنْسَانُ : وہ انسان جو قیامت کا منکر ہے ایسا کہتا ہے۔ بعض انسان اپنے افعال سے ظاہر کرتے ہیں کہ مر کر جی اٹھنے کا خیال ان میں بہت کمزور ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ر مئی ۱۹۱۰ء)

اگر کامل یقین ہو کہ فلاں بات کا یہ نتیجہ ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ انسان فکرمند نہ ہو۔ برسات آنے والی ہو تو سب کو لپائیوں کا فکر پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر لوگ بیج بوتے کی تیاریاں (باوجود ان خوفوں کے کہ کھیتی شاید ہو یا نہ ہو پھر اسکے بعد اٹھانی یا کھانی نصیب ہو یا نہ ہو) کر لیتے ہیں۔ امتحان قریب ہو تو لائق سے لائق لڑکا کچھ نہ کچھ تیاری کر لیتا ہے۔ یہ اس لئے کہ اسے یقین ہوتا ہے۔ کل امتحان ضرور ہو گا۔ تو پھر اگر قیامت کا یقین پیدا ہو تو انسان کیوں گناہ اور لوگوں کی حق تلفیاں اور اکلِ مال بالباطل کرے

ایسے ایسے بُرے کام کرکے وہ زبانِ حال سے جتاتا ہے۔ کہ اسے یوم الحساب کا یقین نہیں۔ اگر یقین ہو تو اس کے متعلق تیاری بھی کرے۔ اس کے بعد ایک دلیل بیان کرتا ہے کہ انسان کچھ نہ تھا۔ ہم نے اسے اپنی صفتِ ربوبیت کے ماتحت بتدریج اس حالت میں پہنچایا جو پورا ثبوت ہے اس بات کا کہ ہم اسے پھر اٹھائیں گے اور حسبِ اعمال جنّت یا دوزخ میں پہنچائیں گے۔ اس کی تفصیل فرماتا ہے کہ متقیوں کو بچائیں گے اور ظالموں کو دوزخ میں بھجوائیں گے۔ اس وقت معلوم ہوگا کہ ظاہری دکھلاوے کا ساز و سامان کہاں تک کسی کے کام آنیوالا ہے یہاں تک کہ اس دنیا میں بھی یہ چیزیں ان کو حقیقی عزت نہیں دے سکیں۔ ایک شخص نے مجھ پر اعتراض کیا کہ آپ کے قرآن میں نمرود۔ حضرت ابراہیم کے مقابل کا ذکر ہے۔ حالانکہ وہ کوئی شخص نہیں ہوا۔ میں نے کہا یہی تو اعجاز قرآنی ہے کہ اس مد مقابل کا نام نہیں لیا۔ گویا بتلا دیا کہ یہ ایسا بے نشان کیا جاوے گا۔ کہ ایک زمانہ میں اس کی ہستی سے بھی انکار کیا جائے گا۔ اس کے خلاف حضرت ابراہیمؑ کو دیکھ لو کہ مجوس۔ عیسائی۔ یہودی۔ مسلمان۔ سب ہی اس کا نام عزت سے لیتے ہیں۔ اور اس کی اولاد تمام رُوئے زمین پر موجود ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا نامِ نامی پانچ بار تو چھتوں پر بآوازِ بلند پکارا جاتا ہے۔ اور پھر کس عزت کے ساتھ۔ مگر کیا کوئی عتبہ، ربیعہ، شیبہ ابوجہل اور پھر امام حسینؓ کے مقابل یزید کی اولاد ہونے کی طرف بھی اپنے تئیں منسوب کرتا ہے؟ یاد رکھو! آرام کی زندگی کیلئے یہ چالاکیاں۔ یہ ساز و سامان کی حرص مفید نہیں۔ بلکہ قرآن مجید کی سچی فرمانبرداری کرو۔ میرا تو اعتقاد ہے کہ اس کتاب کا ایک رکوع انسان کو بادشاہ سے بڑھ کر خوش قسمت بنا دیتا ہے جس باغ میں مَیں رہتا ہوں۔ اگر لوگوں کو خبر ہو جاوے تو مجھے بعض دفعہ خیال گزرتا ہے کہ میرے گھر سے قرآن نکال کرلے جاویں۔ مسلمانوں کے پاس ایسی مقدّس کتاب ہو اور پھر وہ تکالیف میں مشکلات میں پھنسے ہوں۔ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ (بدر ۷ رجولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱)

۶۸، ۶۹۔ اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْـًٔا ﴿۶۸﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿۶۹﴾

فَوَرَبِّكَ: وہ رب جس نے تم کو عدم سے وجود دیا۔ پھر نیست کرکے وجود میں لاسکتا ہے۔ ربوبیتِ الٰہی کا تقاضا ہے۔ کہ جو ناقص رہ گیا ہے۔ وہ کامل ہو

اور جو کامل ہو گیا۔ وہ ترقی کرے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ رمئی ۱۹۱۰ء)

حَوْلَ جَهَنَّمَ: اس سے ثابت ہے کہ الانسان سے مراد وہی انسان ہے جو منکر ان قیامت وخدا ہیں۔ دنیا میں بھی کوئی بدکار سکھی نہیں دیکھا گیا گویا یہاں بھی یہ گروہ حَوْلَ جَهَنَّمَ ہی ہے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ رمئی ۱۹۱۰ء)

۷۰۔ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ﴿۷۰﴾

عِتِيًّا: متمرد۔ سرکش احکام نہ ماننے والے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ رمئی ۱۹۱۰ء)

۷۲، ۷۳۔ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿۷۲﴾ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ﴿۷۳﴾

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا: مِنْكُمْ کے مخاطب وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں اِذَا مَامِتُّ ... الخ یہ غلط ہے کہ متقی بھی دوزخ میں جائیں گے۔ جیسا کہ ایک جگہ فرمایا ہے۔ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا (مریم: ۸۶، ۸۷) یہاں تمیز کر دی۔ پھر فرمایا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى ۔ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ (انبیاء: ۱۰۲، ۱۰۳) یعنی متقی تو دوزخ کی بھنبھناہٹ تک نہ سنیں گے۔ اِنَّ مِنْكُمْ سے یہ مراد ہے۔ کہ اے منکران قیامت! تم سب دوزخ میں جاؤ گے۔ ثُمَّ نُنَجِّيْ سے یہ مطلب ہے۔ کہ پھر ہم تمہیں ایک اور بات بتائیں۔ وہ یہ کہ متقی نجات پائیں گے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ رمئی ۱۹۱۰ء)

۷۵۔ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْيًا ﴿۷۵﴾

اَثَاثًا : گھر کا اسباب۔

۸۰۔ كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿۸۰﴾

سَنَكْتُبُ : ہم محفوظ رکھیں گے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ر مئی ۱۹۱۰ء)

۸۴۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّا اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴿۸۴﴾

کچھ علم انسان آنکھ کے ذریعے سے حاصل کرتا ہے۔ کچھ کان کے ذریعے۔ کچھ ناک کے ذریعے۔ کچھ لمس کے ذریعے لیکن ایک علم ان حواسِ خمسہ کے علاوہ کسی اور ذریعے سے حاصل ہوتا ہے جو بہت ضروری ہے۔ اور جس کی تڑپ انسان کی فطرت میں ہے۔ مگر حواس ظاہری اس کے حصول کی راہ میں رہ جاتے ہیں۔ انبیاء نے ایسے حواس پائے ہیں جو دوسری دنیا کے حالات سے ہمیں آگاہ کریں۔ شیاطین ان باتوں کو نہیں مانتے اور دوسروں کو بھی اس پاک گروہ کے خلاف بھڑکاتے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ : کیا تم یہ بھی جانتے ہو۔

تَؤُزُّهُمْ : اُکساتے۔ اُبھارتے۔ اغراء۔

عَلَى الْكٰفِرِيْنَ : پہلے انسان اپنے اندر کفر کی حالت پیدا کرتا ہے۔ پھر شیطان اس پر آتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ر مئی ۱۹۱۰ء)

۸۶، ۸۷۔ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿۸۶﴾ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿۸۷﴾

وَفْدًا : جیسا کہ بادشاہ کے پاس ایلچی آتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ر مئی ۱۹۱۰ء)

۸۸۔ لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۸۸﴾

مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا : دوسرے مقام پر فرماتا ہے۔ کہ ۲۵ پارہ سورۃ زخرف اخیر رکوع میں وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (زخرف : ۸۷) یعنی وہ شفیع ہوگا۔ جو آجکل حق کی گواہی دے رہا ہے۔ اور اسے سب جانتے ہیں یعنی سیدنا محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ ر مئی ۱۹۱۰ء)

۸۹، ۹۰۔ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿۸۹﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا ﴿۹۰﴾

اِدًّا : پنجابی لفظ "ایڈا" غالباً اسی سے نکلا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ ر مئی ۱۹۱۰ء)

۹۱۔ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿۹۱﴾

قریب ہے کہ آسمان چُور چُور ہو جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ذرہ ذرہ ہو کر گر پڑیں کہ وہ رحمان کا بیٹا پکارتے ہیں۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۱۰)

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ : یہ پیشگوئی ہے اور ایسے زلازل اس زمانہ میں یسوع پرستوں کے جزائر پر بالخصوص آئے۔

هَدًّا : سخت۔ آسمان سے وہ عذاب ہے جو اٹل ہو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ ر مئی ۱۹۱۰ء)

اسی طرح مشنری عیسائی بڑی بد اخلاق قوم ہے۔ کوئی خلق ان میں ہے ہی نہیں۔ ایک شخص نے کہا۔ انکی تعلیم میں تو اخلاق ہے۔ اور ایک نے کہا۔ ان میں بڑا خُلق ہے۔ اب کہنے والے نادان ہیں۔ ان کے ہاں ایک عقیدہ ہے۔ نبی معصوم کا جس کے یہ معنے ہیں ایک ہی شخص دنیا میں ہر عیب سے پاک ہے۔ باقی آدم سے لے کر کل انسان گنہگار اور بدکار ہیں۔ ان لوگوں نے یہاں تک شوخی سے کام لیا ہے کہ حضرت آدمؑ کے عیوب بیان کئے ہیں۔ پھر حضرت نوحؑ کے۔ حضرت ابراہیمؑ کے۔ حضرت موسیٰؑ کے

الغرض جس قدر انبیاء اور راست باز انسان گزرے ہیں۔ ان کے ذمہ چند عیوب لگائے ہیں پھر ہماری سرکار ہے۔ احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو ان کو خاص نقار ہے اور دھت ہے انکو گالیاں دینے کی۔ باوجود اس گندہ دہنی کے پھر بھی ایسے لوگوں کو کوئی بڑے اخلاق والا کہتا ہے؟ اس کی غیرتِ دینی پر افسوس! ایک شخص تمہارے پاس آتا ہے۔ اور تم کو آکر کہتا ہے۔ میاں تم بڑے اچھے بڑے ایمان دار۔ آئیے تشریف رکھئے۔ باپ تمہارا بڑا ڈوم، بھڑوا، کنجر، بڑا حرام زادہ، سور، ڈاکو بدمعاش تھا۔ تم بڑے اچھے آدمی ہو۔ اور ساتھ ساتھ خاطرداری کرتا جائے۔ تو کیا تم اس کے اخلاق کی تعریف کروگے؟

تم جہان کے ہادیوں کو جن کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار سے زیادہ بیان کی جاتی ہے۔ اور میرا تو اعتقاد ہے کہ ان کو کوئی نہیں گن سکتا۔ بدکار، گنہگار کہنے والا، ایک شخص کی مزورانہ خاطرداری سے خوش اخلاق کہلا سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے برگزیدوں کی توہتک کرتے ہیں اور تم انکی نرمی اور خوش اخلاقی کی تعریف کرو۔ حد درجہ کی بے غیرتی ہے؟

یہاں تک تو انہوں نے کہہ دیا کہ شریعت کی کتابیں لعنت ہیں۔ پرانی چادرہ ہیں۔ ان کتابوں کو جو حضرت ربّ العزّت سے خلقت کی ہدایت کیلئے آئیں۔ لعنت کہنا کس خوش اخلاقی کا کام ہو سکتا ہے؟ دیکھو گلاتیوں کا خط کہ اسی میں شریعت کو لعنت لکھتا ہے۔ پھر خدا سے بھی نہیں ٹلے۔ کہتے ہیں۔ اس کا بیٹا ہے۔ (تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا) پھر اس بیٹے پر اس غضب کی توجہ کی ہے۔ کہ اپنی دعائیں بھی اسی سے مانگتے ہیں۔ بیٹے میں ایمان لانے کے بدوں کسی کو نجات نہیں۔ خدا کسی کو علم نہیں بخش سکتا۔ یہ تو رُوح القدس کا کام ہے۔ نہ اللہ تعالیٰ کا۔

غرض اس درجہ بداخلاقی سے کام لینے والوں کو خوش خلق کہنا محض اس بناء پر کہ جب کوئی ان کے پاس گیا تو مشنری نے انجیل دے دی۔ کسی کو روپیہ دے دیا۔ کسی کی دعوت کردی۔ حد درجہ کی بے غیرتی ہے۔ ان ظالموں نے ہمارے سب ہادیوں کو بُرا کہا۔ تمام کتبِ الٰہیہ کو بُرا کہا۔ جناب الٰہی، اسماء وصفت کو بُرا کہا۔ اسے سمیع الدعاء۔ علم دینے والا نہ سمجھا۔ پھر اخلاق دینے والے بنتے ہیں۔ توبہ! توبہ! انکے کفارہ کا اُلّو ہی سیدھا نہیں ہوتا جب تک یہ تمام جہان کے راست بازوں اور تمام انسانوں کو گنہگار اور لعنتی نہ کہہ لیں۔ ان میں خوش اخلاقی کہاں سے آگئی؟

(الفضل جلد ۱ مـ ۶ ۲۳ر جولائی ۱۹۱۳ء صـ ۱۳ کالم ۱)

۹۲ تا ۹۴۔ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۝۹۲ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ۝۹۳ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝۹۴

اور رحمٰن کو سزاوار نہیں کہ بیٹا اختیار کرے کیونکہ سب جو آسمان و زمین میں ہیں رحمان کے حضور بندہ بن کر آنیوالے ہیں۔ (تصدیق براہین احمدیہ صـ۱۱)

مَا يَنْۢبَغِيْ : یہ بات صفتِ رحیمیت کے مخالف ہے کہ اس کا کوئی ولد ہو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ر مئی ۱۹۱۰ء)

۹۷۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۝۹۶

وُدًّا : مَیں نے دیکھا ہے۔ کہ خدا کے لئے جب ہم کسی کو چھوڑتے ہیں تو اور بہتر سے بہتر دوست دیتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ر مئی ۱۹۱۰ء)

۹۹۔ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ؕ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ۝۹۸

رِكْزًا : پاؤں کی آواز۔ صَوْتُ الرِّجْلِ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ر مئی ۱۹۱۰ء)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

۲- طٰهٰ ۝

طٰهٰ : عربی زبان میں اس شخص کو کہتے ہیں جس کو کسی بات کی دھت لگ رہی ہو ......
عربی لٹریچر میں محبوبوں کے حسن وجمال ۔ اپنے اظہارِ خیال ۔ جتھے کی طاقت ۔ دشمن کی ہلاکت
کی نسبت بہت کچھ پایا جاتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اللہ کی عظمت ۔ اللہ کی جبروت ۔ اللہ کے
عجائباتِ قدرت کا بیان ہوتا ہے۔ (بدر ۲۴ اگست ۱۹۱۱ء صـ۴)

مومن کیلئے تسلی کی بڑی ضرورت ہے اور تسلی میں نمونہ سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ صحابہ کرام رضؓ اور
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر طرف سے دشمن میں گھرے ہوئے تھے ۔ اس حالت میں ان کو حضرت
موسیٰؑ کا بیان سنایا جاتا ہے کہ کیونکر وہ دشمنوں سے محفوظ رہے اور آخر کار مظفر ومنصور ہوئے ۔ اس
رکوع میں واعظ کے سہارے کا ذکر ہے۔

طٰہٰ جس کو کسی کام کی دھت لگی ہوئی ہو کہ ضرور ہو جائے اور اس میں وہ کامیاب ہو تو طٰہٰ
کہتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ رمئی ۱۹۱۰ء)

اس سورۃ میں قبولیتِ دعا کی تائید ہے۔

طٰہٰ : او بڑے آدمی ۔ او حریص (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صـ۴۶۶)

۳ تا ۶- مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۝ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ۝ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝

لِتَشْقٰی : تُو اور تیرے ساتھی ناکام رہیں۔ ایسا نہ ہوگا۔
تَذْکِرَۃً : یاد دلانے والا۔ نصیحت۔ جو کچھ فطرت میں ہے اسے یاد دلانا۔
عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی : وہ اپنے تختِ سلطنت پر بے عیب ہو کر قائم ہے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ر مئی ۱۹۱۰ء)
اِسْتَوٰی : عدل و حکومت میں نقص نہیں۔ بَلَغَ اَشُدَّہٗ (کمال کو پہنچ گیا۔ عَلٰی (سب پر والی بنے)
ظَھَرَ : (غالب ہے) اِسْتَقَرَّ (بادشاہت میں تزلزل نہیں) اِنْتَھٰی (صفات میں یکتا)
(تشحیذالاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۶۶)

۸، ۹۔ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ۝۸ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۝۹

سِرّ وہ ہے جو اس وقت ہمارے اندر ہے اور اَخْفٰی وہ ہے جو آئندہ حالات میں انسان کے ارادے ہو سکتے ہیں۔ اور جو خود اس شخص کو بھی معلوم نہیں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ر مئی ۱۹۱۰ء)
اللہ تعالیٰ دِلوں کے بھید جانتا ہے اور پھر مثلاً ایک سال بعد میرے دل میں جو خیال آنے والا ہے اسے بھی جانتا ہے یَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰی (بدر ۲۴ر اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۴)
لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی : قرآن میں اللہ کیلئے صفات کا لفظ کہیں نہیں آیا۔ اسماء ہی فرمایا۔
(بدر ۲۴ر اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۴)

۱۰، ۱۱۔ وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝۱۰ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۝۱۱

کیا موسیٰ کی بات تجھے پہنچی۔ جب اس نے آگ دیکھی۔ پس اپنے اہل کو کہا۔ ٹھہر جاؤ۔ میں نے آگ دیکھی ہے تاکہ میں وہاں سے انگارے لے آؤں یا آگ پر کوئی راہ بتلانے والا مجھے مل جاوے۔ پس جب اس کے پاس آیا۔ پکارا گیا۔ اے موسیٰ یقیناً میں تیرا رب ہوں ......۔

اس آیت سے صاف واضح ہے کہ آگ خدا نہیں اور نہ آگ سے ندا آئی۔ بلکہ ندا کرنے والے نے تو یہ کہا کہ ـــــــ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ (النمل : ۹)

یعنی آگ میں اور اس کے ارد گرد والے کو برکت دی گئی۔ اور اللہ تعالیٰ تو جہانوں کا اور ان سب اشیاء کا جن سے اسکا علم آتا ہے۔ جن میں آگ بھی ایک ہے۔ پالنے والا ہے ..... جناب موسیٰ علیہ السلام نے آگ سے باتیں نہیں کیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا۔ موسیٰ علیہ السلام نے صرف اللہ تعالیٰ کی آواز سنی۔ محیط الکل اللہ تعالیٰ نے ہرگز آگ میں حلول نہیں فرمایا...... اسی قصہ میں دوسری جگہ فرمایا۔

اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ (قصص : ۳۰)

میں نے آگ دیکھی ہے تاکہ میں تمہارے پاس اس کی کوئی خبر لاؤں یا آگ کی کوئی چنگاری لاؤں تاکہ تم تاپو۔

آیات کا منشاء صاف ظاہر ہے۔ اصل یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مصر جاتے ہوئے راستہ میں رات کے وقت آگ دکھائی دی۔ اور آگ کے دیکھنے کے بعد ان کو وہ خواہش پیدا ہوئی جو ہمیشہ سمجھدار اور عقل مند مسافروں کو پیدا ہوا کرتی ہے۔ راستہ میں آگ جلانا پہاڑی ملکوں کا دستور ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس سفر میں رات کے وقت سردی کا موسم پیش آیا۔ اس پر راستہ بھول گئے۔ دور سے آگ کو دیکھا۔ اسے دیکھ کر ساتھ والوں کو فرمایا۔ تم لوگ ٹھہرو۔ میں تمہارے لئے آگ سلگا لاتا ہوں۔ تاکہ تم اسے سردی میں تاپو۔ اور وہاں جاکر کسی سے راستہ کا پتہ بھی لوں گا ......

قرآن کریم میں صاف لکھا ہے آگ اللہ تعالیٰ کی فرماں بردار اور اس کے حکم کے ماتحت ہے اور یہ بھی قرآن نے لکھا ہے کہ مخلوق کی عبادت جائز نہیں غور کرو۔

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ (الانبیاء) اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِــُٔوْنَ ۔ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ۔ (الواقعہ : ۷۱ تا ۷۴)

اور مخلوق کی نسبت حکم ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۔ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ۔ (حٰمٓ السجدة : ۳۸)

...... سورۃ قصص کی اس آیت میں جس میں یہ قصہ مندرج ہے۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ آواز جس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سنا تھا۔ آگ سے نہیں آئی۔ بلکہ ایک درخت کی طرف سے وہ آواز سنائی۔ چنانچہ اس میں فرمایا ہے۔

فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ۔ (القصص : ۳۱)

..... اگر ہم مان لیں حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے آگ سے آواز سُنی مگر یہ تو پھر بھی نہیں ہو سکتا کہ ہم مکذب کی طرح کہیں کہ آواز دینے والی خود آگ ہی تھی ..... آگ کا غیر ناطق۔ غیر متکلم جُز ہونا صاف گواہی دیتا ہے کہ وہ کلام آگ کا نہ تھا بلکہ کسی اَور کا کلام تھا.......

سنو۔ ملہم کو جب الہٰی آواز کان میں پڑے گی تو ضرور ہے کہ اگر وہ ملہم کسی موجود۔ مخلوق کے سامنے کھڑا ہے۔ تو اُسی چیز سے یا ملہم کے قلب سے اس کو وہ آواز سنائی دے گی۔ اس میں شبہ ہی کیا ہے؟ مشاہدہ فطرت سے عیاں ہے۔ پر دیکھنے والی آنکھیں بھی ہوں۔ اگر ہم مان لیں کہ آگ سے وہ آواز سنائی دی۔ پھر بھی وہ آواز آگ کی کیسے ہو سکتی ہے۔ مثلاً ہم دیوار یا کسی جڑھ پدارتھ کے پاس ایسے جنگل میں جہاں کوئی بولنے والا نہ ہو۔ کوئی کلام سُنیں۔ تو کیا ہم یہ کہہ دیں گے کہ دیوار بول رہی ہے۔ یہ یقینی امر ہے۔ کہ جو آگ جناب موسیٰ علیہ السلام نے دیکھی تھی وہ عنصری آگ نہ تھی۔ بلکہ عالم مثال کی ایک کیفیت تھی اور جناب موسیٰ علیہ السلام کی کشفی آنکھ نے اُسی نور الانوار کی زبردست تجلی کو دیکھا۔ (تصدیق براہین احمدیہ صـ۱۵۲ تا صـ۱۵۵)

حَدِيْث : شریعت

اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى : اس آگ پر جو لوگ ہیں۔ شاید وہ میری راہنمائی کریں۔ جب ہم پرانی تاریخ دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ جب کسی کو مقابلہ کرنا منظور ہوتا۔ تو وہ جھانی کرتا اور اپنے دوستوں کو مدعو کر کے اپنے خطرے سے آگاہ کرتا۔ دوسرا طریق یہ ہے کہ پہاڑیوں پر بہت سی آگ جلا دیتے ع میانِ دو کس جنگ چوں آتش است

پھر بات بڑھی تو بارود وغیرہ بھی آگ ہی ہے۔ پھر رسولوں کے اعداء کیلئے جہنم آگ ہی ہے حضرت موسیٰؑ کو ایک تجلی ہوئی۔ جس کا یہ معنی تھا کہ تم کو اور تمہاری قوم کو کچھ لڑائیاں پیش آئیں گی اور یہ قصہ نبی کریمؐ کو سنایا کہ آپ کو بھی آگ (جنگ) سے واسطہ پڑے گا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ر مئی ۱۹۱۰ء)

مُوسیٰ کے معنے جس سے ہمدری کی جائے۔ اسی واسطے اس کے ساتھ ہمدردی کرنے والے کو آسی کہا گیا ہے۔ ..... امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو مخالفت و مقابلہ کا پیش آنا ضروری ہے اور تمام دنیا میں ایک جنگ ہے۔ مچھلیوں کے حالات پڑھو۔ پرندوں پر نظر کرو۔ کس طرح ایک دوسرے کو شکار کرتے ہیں۔ انسان کے پیٹ میں روٹی نہیں پہنچتی۔ جب تک کئی جنگیں نہ ہولیں۔

حضرت موسیٰؑ کو آگ دکھائی گئی جس میں یہ اشارہ تھا کہ جنگوں کے بغیر کامیابی نہ ہوگی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو رحمۃٌ للعالمین تھے۔ جنہوں نے تیرہ برس تک بڑے ضبط واستقلال کیساتھ صبر کیا۔ ان کو بھی بتایا گیا کہ آپ کو جنگ کرنے پڑیں گے۔ (بدر ۲۴ر اگست ۱۹۱۱ء صہ۴)

۱۳۔ اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿۱۳﴾

اَخْلَعْ نَعْلَيْكَ ، بعض لوگوں نے یہ مراد لی ہے کہ فرمایا کہ جوتی اتار دو۔ اگر جوتی پاک بھی ہوتی ہے۔ اس کا جواب ہے کہ گدھے کے چمڑے کی تھی۔ یہ بات صحیح معلوم نہیں ہوتی۔

صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ حالت کشفی تھی۔ نعلین سے بیوی اور بچے مراد ہیں۔ کہ اس وقت ہم سے ہم کلامی ہوتی ہے گویا فرمایا بیوی بچے کا خیال چھوڑ کر بالکل ہماری طرف آجاؤ۔ چنانچہ اسی محاورے کے مطابق روحانی نفسانی تعلقات کے بارے میں ایک کتاب خلع النعلین لکھی گئی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ر مئی ۱۹۱۰ء)

۱۶۔ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا تَسْعٰى ﴿۱۶﴾

تحقیق وہ گھڑی آنے والی ہے قریب ہے میں اسے ظاہر کردوں۔ تو کہ ہر جی اپنے کئے کا بدلہ پائے۔ یہ معنے بالکل صاف اور صحیح ہیں۔ ان میں کسی قسم کا اخفا نہیں ہے۔ اور نہ ان معنوں پر کچھ اعتراض ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی کہے اُخْفِیْھَا کا مادہ ہے خَفِیَ۔ اس کے معنے ظاہر کروں کیسے ہوئے تو اسے زبان عرب میں غور کرنا چاہیئے۔ حقیقت یہ ہے کہ خَفِیَ کا لفظ متضاد معانی رکھتا ہے۔ اب خفی بمعنی ظاہر ہوا کا محاورہ سنو۔ خَفِیَ الْبَرْقُ خَفْوًا وَخُفُوًّا اَیْ لَمَعَ یعنی خَفِیَ الْبَرْقُ کے معنے ہیں بجلی چمکی۔ خَفِیَ الشَّیْءُ اَیْ ظَھَرَ یعنی چیز ظاہر ہوئی۔ خَفِیَ الْمَطَرُ النَّافِقَ یعنی مینہ نے چوہے کے چھپے بِل کو ظاہر کر دیا۔ اگر خفی بمعنی چھپا کے لیں۔ تو بھی وہی ترجمہ جو میں نے کیا ہے صحیح ہے کیونکہ اُخْفِیَ مزید علیہ مجرّد مادۂ خفی کا ہے۔ اور اَخْفیٰ افعال کا باب ہے جو کبھی سلب کے معنی دیتا ہے۔ یعنی مادۂ مجرد کے معنی کو دور کر دینا۔ دیکھو اَشْعَیْتُ میں نے شکوہ دُور کیا۔ اَشْکَلْتُ میں نے مشکل کو دور کیا۔ طَاقَ یَطِیْقُ مُجَدَّدًا بمعنی برداشت کرتا ہے۔ اور اَطَاقَ یُطِیْقُ مَزِیْدًا بمعنی برداشت نہیں کرتا۔ اسی طرح خَفِیَ کے معنے ہیں۔ چھپا۔ اَخْفیٰ ماضی کے معنی ہیں ظاہر کیا۔ اور اُخْفِیْ مضارع کے معنی ہیں ظاہر کروں گا۔

ایک اور دلیل جو نہایت صفائی سے اس ترجمے کی صحت پر دلالت کرتی ہے یہ ہے اَکَادُ کے معنے ہیں " میں ارادہ کرتا ہوں " قرآن میں دوسری جگہ بھی یہ محاورہ موجود ہے کَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ (سیپارہ ۱۳۔ سورہ یوسف : ۷۷) یعنی ایسا ہی ہم نے یوسف کیلئے ارادہ کیا۔ اور عرب کا محاورہ ہے لَا اَفْعَلُ وَلَا اَکَادُ۔ نہ میں کرتا ہوں اور نہ میرا ارادہ ہے پس اَکَادُ اُخْفِیْھَا کا ترجمہ ہوا۔ میں ارادہ کرتا ہوں اُسے ظاہر کر دوں۔

(فصل الخطاب (طبع ثانی) حصہ اوّل صفحہ ۱۴۲ نیز بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

اَکَادُ اُخْفِیْھَا : ایک پادری نے اخفی کے معنے چھپانے کے لے کر ایک مولوی پر اعتراض کیا ہوا تھا۔ میں بھی وہاں پہنچا۔ میں نے یہ ترجمہ کیا۔ قریب وہ زمانہ ہے کہ اس کے خفاء کو ہم دور کر دیں۔ خَفِیَ کے معنی چھپنے کے ہیں اَخْفیٰ کے معنے خفا دور کرنے کے ہیں۔ (باب افعال سے جو بمعنے سلب آتا ہے) جیسا اَخْفَی الْبَرْقُ لَمْعًا۔ حضرت موسیٰؑ کو جب علم حاصل ہوا کہ لڑائی ہوگی۔ تو اس کی فکر پڑی۔ خدا تعالیٰ اس میں کامیابی کا راہ بتاتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

۱۹- قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ أَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا

عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ﴿۱۹﴾

قَالَ هِيَ عَصَايَ ، محبوب سے بات کرنے میں لذت حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے تطویل کی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ ر مئی ۱۹۱۰ء)

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے حق میں فرمایا۔ ہم تجھے کندن بناتے رہے ..... انبیاء کو بہت مجاہدات کرنے پڑتے ہیں۔ پہلے شہزادہ کی حالت میں پرورش پائی۔ پھر بیابان میں ایک بزرگ کی بکریاں چرانے لگے۔ میرے ایک استاد تھے عبدالقیوم۔ وہ فرمایا کرتے کہ پہاڑوں میں بکریاں چرانا بڑا مشکل کام ہے مضبوط لٹھ رکھنا پڑتا ہے جو شیر اور ریچھ کا مقابلہ بھی کرے۔ پھر بکریوں کو بھی ہانکنا پڑتا ہے۔ گویا ایسا آدمی چاہیئے جو گرم بھی ہو اور نرم بھی۔ (بدر ۲۴ ر اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۲)

۲۰۔ قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ﴿۲۰﴾

اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى : یہ سب کشفی واقعہ ہے۔ گویا یہ دکھایا کہ خدا تعالیٰ تمہیں ایک جماعت دے گا۔ جو تیرے دشمن کی ہلاکت کا موجب ہوگی۔ وہ ایسی مطیع ہوگی جیسے تیری لاٹھی اور وہ ایسی خونخوار ہوگی جیسے یہ سانپ

اسلام کو بھی سانپ سے تشبیہ دی اور آپ کے قریہ کو تَاْكُلُ الْقُرٰى فرمایا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ ر مئی ۱۹۱۰ء)

۲۳۔ وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ﴿۲۳﴾

وَاضْمُمْ يَدَكَ : حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرماتا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھاتا ہے کہ تیری بغل میں بھی ایک کتاب ہوگی جو بالکل بے عیب اور نور مبین ہوگی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ ر مئی ۱۹۱۰ء)

۲۵۔ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۲۵﴾

طَغٰى ، حد سے بڑھ گیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ ر مئی ۱۹۱۰ء)

۲۶ تا ۳۵۔ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿۲۶﴾ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ﴿۲۷﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴿۲۸﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿۲۹﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ﴿۳۰﴾ هٰرُوْنَ اَخِي ﴿۳۱﴾ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ﴿۳۲﴾ وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ ﴿۳۳﴾ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ﴿۳۴﴾ وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ﴿۳۵﴾

اے میرے ربّ میرے سینے کو کھول دے اور میرا امر میرے لئے آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ کھول کہ میری بات (تبلیغ احکامِ الٰہی) کو سمجھ لیں۔ اور میرے خاندان سے میرے بھائی ہارون کو میرا بوجھ اٹھانے والا بنا۔ اس سے میری پیٹھ کو تقویت دے اور میرے معاملہ میں اسے ساجھی بنا تو کہ ہم مل کر تیرے نام کی تقدیس کریں اور تجھے بہت یاد کریں۔

(تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۱۶۹)

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ: شرح صدر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی فرماں برداری کیلئے دل تیار ہو جاوے۔ جس کو انشراح صدر ہوتا ہے۔ اسے اللہ پر ایمان ہوتا ہے ۲۔ ذکرِ الٰہی کرتا ہے ۳۔ بہادر ہوتا ہے ۴۔ آنکھ، زبان، اعضاء کسی امرِ لغو کا مرتکب نہیں ہوتا ۵۔ اللہ کی طرف جھکا رہتا ہے ۶۔ مخلوق سے احسان کرتا ہے ۷۔ دانا ہوتا ہے ۸۔ عجز اور کسل کا اس میں نام نہیں ہوتا ۹۔ متوکل علی اللہ ہوتا ہے ۱۰۔ سعی والا ہوتا ہے۔

مومن کو چاہیئے کہ:

ا۔ ہدایت کا علم سیکھے اور سکھائے ب۔ شبہات کو دلائل۔ دعا اور تدبیر سے دور کرے۔ ج۔ خواہشوں اور شہوتوں میں شیطان کا مقابلہ کرے۔ د۔ زبان، جان، مال سے اللہ کے دشمنوں کا مقابلہ کرے۔

وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ: عُقْدَةَ اللِّسَان کلام میں روانگی نہ ہونے کا نام ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ر مئی ۱۹۱۰ء)

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ، قبولیتِ دعا کا ذکر جو اس سورۃ کا منشاء ہے۔ موسیٰؑ مانگتے ہیں نبی کریمؐ کو فرمایا اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۴۶۷)

۴۱۔ اِذْ تَمْشِيْٓ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَنْ يَّكْفُلُهٗ ؕ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰٓى اُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَ لَا تَحْزَنَ ؕ وَ قَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ۫ فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ ۙ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى ﴿۴۱﴾

وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ، تجھے ہمیشہ مصفّا بناتے رہیں (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)
اور ہم نے تیرا خوب امتحان لیا (نور الدین طبع سوم صفحہ ۸۰)

۴۵۔ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ﴿۴۵﴾

قَوْلًا لَّيِّنًا : کیونکہ اس کو بادشاہ بھی مَیں نے بنایا ہے۔ پس اس کے شاہی مزاج اور درباری قوانین کا لحاظ رکھو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

قَوْلًا لَّيِّنًا ، حفظِ مراتب ضروری ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۴۶۷)

اللہ تعالیٰ نے قَوْلًا لَّيِّنًا ارشاد کر کے حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو ہدایت فرمائی کہ "فرعون کے ساتھ نرمی سے گفتگو کرنا" یہ امر قابلِ غور ہے۔ جن لوگوں کو خدا کی باریک در باریک مصلحتوں نے امیر بنایا ہوتا ہے ان کے مراتب کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ بعض نادان کہتے ہیں۔ ہم کیوں کسی کی خوشامد کریں مگر جب خدا نے کسی کو خوشامد کیلئے بنایا تو بندے کی کیا ہستی اس کی مخالفت کرے۔ ہمارے ضلع میں ایک صوفی چشتی تھے۔ حضرت شمس الدین۔ کسی نے ان کی نسبت کہا کہ فقیر نہیں۔ میں نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ وہاں ڈپٹی کمشنر یا تحصیلدار آتے ہیں تو مرغ پکتا ہے اور ہمارے لئے دال۔ مَیں نے اسے کہا کہ خدا تعالیٰ آپ کو گھر میں کیا دیتا ہے۔ کہا۔ روکھی سوکھی روٹی۔ اور ان تحصیلداروں اور ڈپٹیوں کو کیلو تیا

ہے ۔ کہا۔ گوشت و پلاؤ۔ تب مَیں نے کہا کہ پھر حضرت خواجہ صاحب پر اعتراض کرنے سے پہلے خدا پر اعتراض کرو گے کہ اس جناب میں لحاظ داری ہے۔

ایک دفعہ ایک بڑا معزز قوم و عہدے کے اعتبار سے یہاں آیا اور اس نے مجھے کہا کہ یہاں بڑی لحاظ داریاں چلتی ہیں۔ مَیں نے کہا۔ کیونکر۔ کہا۔ دیکھئے کل مولوی عبدالکریم صاحب کیلئے حضرت صاحب نے کھانے کے متعلق کس قدر تاکید فرمائی ہے۔ مَیں نے کہا۔ پھر لحاظ داری کیا ہوئی؟ لحاظ داری ہوتی تو آپ جو اُن سے باعتبار قوم و عہدہ معزز ہیں۔ آپ کیلئے کوئی خاص اہتمام ہوتا۔ اس طرح اسے سمجھا کر مَیں نے پھر دکھایا کہ دیکھو۔ گھاس پر ہم دونوں کا پاؤں پڑ رہا ہے مگر اس بڑ کی چوٹی پر نہیں ۔ خدا نے ایک کو بڑا بنایا۔ ایک کو چھوٹا ......۔

خدا تمہیں نیک مجلس عطا کرے اور عاقبت اندیشی سے گفتگو کرنے کا طرز آوے۔ لوگوں سے ان کے قدر کے مطابق بات کرو۔ حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ نُنَزِّلَ النَّاسَ مَنَازِلَھُمْ ۔ جب کوئی بات کرنے والا بیہودگی کی راہ اختیار کرے تو تم ایسی تدبیر کرو کہ وہ بیہودگی چھوڑ دے۔ (بدر ۲۴ راگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۲)

۴۷۔ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِیْ مَعَکُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰی ﴿۴۷﴾

معیت متشابہ ہے محکم نہیں۔ کیونکہ باعتبار ذات کے تو اللہ تعالیٰ فرعون ہامان کے ساتھ بھی ہے پھر ایک اَور مقام ہے ۔جب حضرت موسیٰؑ کے ساتھیوں نے کہا۔ ہم پکڑے گئے تو حضرت بولے ۔ کَلَّآ اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَھْدِیْنَ (الشعراء:۶۳) دیکھئے یہاں بنی اسرائیل کے ساتھ بھی محبت نہ رکھی۔

(بدر ۲۴ راگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۲)

۴۸۔ فَاْتِیٰہُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّکَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ۵ۙ وَلَا تُعَذِّبْھُمْ ؕ قَدْ جِئْنٰکَ بِاٰیَۃٍ مِّنْ رَّبِّکَ ؕ وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی ﴿۴۸﴾

سو جاؤ تم دونوں اس کے پاس اور تم دونوں کہو کہ ہم دونوں تیرے پروردگار کے بھیجے ہوئے

ہیں اور تو بھیج ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو اور ان کو دُکھ نہ دے۔ (فصل الخطاب حصہ اوّل ص۱۵۷)

بِاٰیَۃٍ : اس آیت کا ذکر ساتھ ہی کر دیا ہے۔ کہ وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی سلامتی کا نزول اسی پہ ہے جو ہدایت کا تابع ہوا۔ اور عذاب اس پر جس نے حق کو جھٹلایا اور نہ پھرا۔ آخر فرعون عذاب میں گرفتار ہو کر غرق ہوا۔ اور حضرت موسیٰؑ سلامت رہے۔ جس سے دنیا پر ثابت ہو گیا کہ ہدایت پر کون ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

۵۲۔ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰی ﴿۵۲﴾

بات کو ٹال کر دوسری طرف جانے کیلئے کہا۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ ص۴۶۷)

۵۴۔ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ مَھْدًا وَّ سَلَکَ لَکُمْ فِیْھَا سُبُلًا وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً، فَاَخْرَجْنَا بِہٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰی ﴿۵۴﴾

فَاَخْرَجْنَا بِہٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰی : پھر نکالا ہم نے اس سے بھانت بھانت سبزہ۔ (فصل الخطاب حصہ اوّل ص۱۳۵)

۵۶۔ مِنْھَا خَلَقْنٰکُمْ وَفِیْھَا نُعِیْدُکُمْ وَمِنْھَا نُخْرِجُکُمْ تَارَۃً اُخْرٰی ﴿۵۶﴾

مِنْھَا نُخْرِجُکُمْ : اس میں حشر اجساد کا اشارہ فرمایا کیونکہ اس سے پہلے مِنْھَا خَلَقْنٰکُمْ بھی فرمایا۔

ایک اور جگہ فرمایا وَلَکُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ (بقرہ : ۳۷)

یہ ایک بحث ہے کہ انسان جب مر جاتا ہے تو وہ چیز جو اس کے اندر رہتی ہے وہ کہاں جاتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اعمال کے مطابق جسم و مکان ہو گا۔ بعض کی نسبت عرش کی قندیلوں میں ہونا لکھا ہے۔

قبر اس مکان کا نام ہے جہاں پر نفس بعد الحیات اپنے اعمال کے مطابق رہتا ہے۔ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ (عبس: ۲۲) آیت سے یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے کہ وہ کون سی قبر ہے جس میں میت کو حسب اعمال آرام یا دکھ پہنچتا ہے۔ پس اسی قسم کے اعتراض کہ ہمیں قبر میں بچھو۔ سانپ کاٹنے والے اور آگ نظر نہیں آتی وغیرہ حل ہو جاتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ رمئی ۱۹۱۰ء)

انیس سو سال سے حضرت عیسیٰؑ ان لوگوں کے زعم میں آسمان پر رہتے ہیں اور چند سالوں کے لئے یہاں آئے تو ان کا مستقر آسمان ہی ٹھہرا حالانکہ خدا تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ۔ (البقرہ: ۳۷) (بدر ۲۴ راگست ۱۹۱۱ء صہ۴)

۵۷ تا ۵۹ - وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ﴿۵۷﴾ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۵۸﴾ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَاۤ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ﴿۵۹﴾

فَكَذَّبَ: تکذیبِ رسل بڑا بھاری جرم ہے فرماتا ہے۔ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ (عنکبوت: ۶۹)

وَاَبٰى: انکار بہت سے خطرناک جرموں کا اصل ہے۔ ابلیس کی نسبت فرمایا۔ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ (بقرہ: ۳۵) انسان جب تکذیب کے بعد بدظنی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ تو انکار پر کمر باندھتا ہے۔

لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا: یہ فرعون کی چالاکی تھی۔ الزام بغاوت لگا کر اپنی تمام قوم کو حضرت موسیٰؑ کے خلاف بھڑکا دیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ رجون ۱۹۱۰ء)

بدظنی انسان کو ہلاک کر دیتی ہے۔ اس بات کی تمیز کہ جو ظن میں نے کیا ہے بد ہے۔ یا نیک یہ بھی خدا کے فضل پر موقوف ہے۔ اللہ تعالیٰ مومن کو ایک فراست بخشتا ہے۔ فرعون کو بدظنی نے ہلاک کیا۔ اس نے بدظنی کی کہ حضرت موسیٰؑ حکومت کے خواہشمند ہیں۔ حالانکہ مجھے جیسا ایک اور ایک دو پر یقین ہے۔ ایسا ہی اس بات پر کہ انبیاء خلفاء ائمہ کے دل میں قطعاً ریاست، دولت، حکومت

کا خیال نہیں ہوتا۔ اور یہ بات چونکہ مجھ پر گزری ہے۔ اس لئے اسے خوب سمجھتا ہوں۔ حضرت موسیٰؑ کو جناب الٰہی میں سے ارشاد ہوتا ہے کہ تم کو رسالت دی گئی۔ فرعون کی طرف جاؤ۔ مگر آپ ہیں کہ میرا بھائی ہارون اَفْصَحُ مِنِّیْ لِسَانًا (القصص:۳۵) اگر قلب کے کسی گوشہ میں ذرا بھی نبی بننے کی خواہش ہوتی تو ایسا کبھی نہ فرماتے۔ (بدر ۵ ر اکتوبر ۱۹۱۱ء صـ۱۱)

مَکَانًا سُوًی : وہ مکان جو میرے اور آپ کیلئے مساوات کا رنگ رکھتا ہو۔ یعنی میری وجاہت اور آپ کی غربت کا فرق نہ رہے۔ یہ بات فرعون کی فراخ حوصلگی پر دال ہے۔ ایک طرف اپنی قوم کو بھڑکاتا ہے اور دوسری طرف یہ منصفانہ بات! مسلمانوں کو مباحثات میں ایسی باتوں کا خیال چاہئیے مگر افسوس کہ وہ تنگ دل ہیں حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نجران کے عیسائیوں کو بھی مسجد میں گرجا کر لینے کی اجازت دی تھی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ر مئی ۱۹۱۰ء)

۶۰، ۶۱ - قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿۶۰﴾ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿۶۱﴾

وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى : حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی مکّہ کو ماہِ رمضان میں عید کے قریب ضحیٰ کے وقت فتح کیا۔ اور مکّہ کی نسبت سَوَآءَ نِالْعَاكِفُ (حج:۲۶) آچکا ہے۔ یہ قصہ گویا پیشگوئی کے رنگ میں ہے۔

كَيْدَهٗ : ہر قسم کی تدابیر جو اپنی فتح مندی کیلئے کر سکتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک غزوہ میں پوچھا ہے کہ مَا تَكِيْدُوْنَ تو اس کا جواب دیا گیا کہ ہم خندق کھودیں گے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ر مئی ۱۹۱۰ء)

۶۴ - قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ﴿۶۴﴾

وَيَذْهَبَا : یعنی ملک کے علاوہ تمہارے مذہب کو بھی برباد کرنے پر تلا ہے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ رمئی ۱۹۱۰ء)

۶۶، ۶۷۔ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ تَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ﴿۶۶﴾ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿۶۷﴾

اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ : صوفیاء نے لکھا ہے۔ یہ ادب ان کے کام آیا اور وہ مسلمان ہو گئے
اَنَّهَا تَسْعٰى : حبال اور عصی کے رنگ میں جو کچھ تدابیر جمع کر رکھی تھیں۔ وہ لوگوں کو ایسا خیال پڑتی ہیں کہ وہ مظفر و منصور ہونے میں سعی کر رہی ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ رمئی ۱۹۱۰ء)
ان کی رسیاں اور سونٹے قوتِ متخیلہ کو چلتے معلوم ہوتے تھے ...... (یعنی) انکے رسے اور ڈنڈے ان کے واہموں اور تخیلوں کو چلتے نظر آئے اور ساحروں نے عام لوگوں کو دھوکے میں ڈالا اور ڈرایا ڈراپا اور بڑا دھوکہ کیا۔ یہ نظارہ قانونِ قدرت اور سائنس کے نزدیک ایسا واقعی اور صاف ہے کہ بڑی تشریح کی بھی ضرورت نہیں۔ ...... ساحروں کے سحر یعنی دھوکے بازوں کے ڈھکوسلے جہاں غیر واقعی طور پر اپنا جلوہ دکھاتے ہیں وہاں بڑے مرتاض۔ یوگی۔ جن۔ اور ان سب سے برتر جناب الٰہی سے مؤید و منصور قوم انبیاء و رسل اور ان کے مخلص اتباع کی حقیقت بھرے آیات و معجزات دھوکے کے جھوٹ اور افتراء کو تباہ کر کے واقعات کا اظہار دنیا پر کر دیتے ہیں۔ (نور الدین صفحہ ۱۵۴-۱۵۵)

۶۸-۶۹۔ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ﴿۶۸﴾ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ﴿۶۹﴾

فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً : یہ ڈر نہیں تھا کہ ہم پر غالب ہو جائیں گے یا خدا کا دین باطل ہو جائے گا۔ بلکہ انبیاء کو اس بات کا ڈر ہوتا ہے۔ کہ لوگ کم فہمی سے ابتلاء میں پڑ کر دینِ حق سے محروم ہو جاویں گے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیلئے بھی وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ اَحَقُّ

اَنْ تَخْشٰـهُ (احزاب: ۳۸) آیا ہے وہاں بھی یہی معنے ہیں کیونکہ آگے اَلَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ (احزاب: ۴۰) فرمایا قرآن کریم میں ایسی کئی نظیریں ہیں وَجَدَكَ ضَآلًّا (الضحیٰ: ۸) بھی فرمایا اور مَاضَلَّ صَاحِبُكُمْ (نجم: ۳) بھی آیا ہے اور اِنَّكَ لَاتَهْدِيْ (القصص: ۵۷) بھی فرمایا اور اِنَّكَ لَتَهْدِيْ بھی (شوریٰ: ۵۳)

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ ر مئی ۱۹۱۰ء)

۷۰۔ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ؕ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ؕ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ۝۷۰

فِيْ يَمِيْنِكَ: یعنی ہم نے تجھ کو جو کچھ راست بازی کی قوت کے اندر انعام دیا ہے۔ اس سے کام لیکر ان تمام حیلے حوالوں کو باطل کر دو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ ر مئی ۱۹۱۰ء)

۷۱، ۷۲۔ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى ۝۷۱ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ؕ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ۫ وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَاۤ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى ۝۷۲

اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمْ: یہ چالاک لوگوں کا شیوہ ہے کہ وہ ناکام رہ کر وقت پر ندامت مٹانے کیلئے جھٹ کوئی بات گھڑ لیتے ہیں۔

مباحثات میں بھی اب ایسے لوگوں کے وارث دیکھے جاتے ہیں۔ کوئی نہ کوئی احتمال نکال کر دلیل کو باطل قرار دے لیتے ہیں میرے نزدیک تو اِذَا جَاءَ الْاِحْتِمَالُ بَطَلَ الْاِسْتِدْلَالُ کے یہ معنے ہیں کہ جو شخص بات بات میں احتمال نکالنے کا عادی ہے اس کے لئے کوئی دلیل

مفید نہیں ہو سکتی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ر مئی ۱۹۱۰ء)

۷۳۔ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ۚ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝

فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ : مومن اور کافر کا فرق اس آیت سے ظاہر ہے کہ وہ حالتِ کفر میں تو کہتے ہیں اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ (الشعراء: ۴۲) گویا وہ اپنی تمام کرشمہ نمائی وسحر سازی کا مول چند پیسے سمجھتے ہیں۔ اور فرعون کے تقرب کو بڑا اعلیٰ درجہ کا انعام سمجھتے ہیں یا اب حالتِ ایمان میں یہ حال ہے کہ کس جرأت سے کہتے ہیں فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ر مئی ۱۹۱۰ء)

۷۵۔ اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ۝

پلید رُوحوں میں بھی عذاب دینے کیلئے ایک حس پیدا کی جاتی ہے۔ مگر نہ وہ مُردوں میں داخل ہوتے ہیں نہ زندوں میں جیسا کہ ایک شخص جب سخت درد میں مبتلا ہوتا ہے تو وہ بدحواسی کی زندگی اس کے لئے موت کے برابر ہوتی ہے اور زمین و آسمان اس کی نظر میں تاریک دکھائی دیتے ہیں انہیں کے بارے میں خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ جو شخص اپنے رب کے پاس مجرم ہو کر آئے گا۔ اس کیلئے جہنم ہے۔ وہ اس جہنم میں نہ مرے گا۔ اور نہ زندہ رہے گا اور خود انسان جب اپنے نفس میں غور کرے کہ کیونکر اس کی روح پر بیداری اور خواب میں تغیرات آتے رہتے ہیں تو بالضرور اس کو ماننا پڑتا ہے کہ جسم کی طرح روح بھی تغیر پذیر ہے۔ اور موت صرف تغیر اور سلبِ صفات کا نام ہے۔ ورنہ جسم کے تغیر کے بعد بھی جسم کی مٹی تو بدستور رہتی ہے لیکن اس تغیر کی وجہ سے جسم پر موت کا لفظ اطلاق کیا جاتا ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۷ نمبر ۶ صفحہ ۲۷۴-۲۷۵)

۷۸۔ وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰىٓ ۙ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ﴿۷۸﴾

یہ کہ رات کو لے چل میرے بندوں کو۔ پھر چل ان کیلئے ایک خشک راہ جو دریا میں ہے مت ڈریو۔ کسی کے احاطہ سے۔ اور نہ کسی قسم کا خوف کرنا۔ (نورالدین طبع ثالث ص۱۵۷)

اس رکوع میں قصہ تو موسیٰؑ کا ہے مگر خدا تعالیٰ نے اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ اور آپ کے پیچھے آنے والوں کا نقشہ کھینچ دیا ہے۔ اس لئے فرمایا لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ (یوسف: ۱۱۲)

اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْ: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی یہ حکم ہوتا تھا چنانچہ گویا یہیں اشارہ فرمادیا اور یہ سورۃ مکی ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ابوبکرؓ جیسے پاک بندے کے ساتھ راتوں رات گئے۔

فِي الْبَحْرِ: بَحْرٌ عربی زبان میں کھلے میدان کو بھی کہتے ہیں عَلَّمْتُهٗ بَحْرًا وَسِحْرًا۔ فلاں آدمی سے میں نے بات کھل کے کی۔ سمندر کو بحر بھی اس لئے کہتے ہیں۔ وہ محاورے حدیثوں کے اس وقت یاد آگئے ہیں۔ عبداللہ بن ابی بن سلول نے جب رسول کریمؐ کی کچھ مخالفت کی تو ایک صحابی نے عرض کیا کہ اس بحر کے لوگ اتفاق کر چکے ہیں کہ اس کو بادشاہ بنادیں۔ آپ کے آنے سے یہ منصوبہ پورا نہیں ہوا۔ اس لئے یہ حسد کرتا ہے۔

مکہ و مدینہ میں جو وسیع میدان تھا۔ اس کو بحر کہتے ہیں۔

يَبَسًا: موسیٰؑ جس رستے سے گئے تھے وہ خشک تھا۔ چنانچہ فرمایا کہ تم اس رستے جاؤ جو سمندر میں خشک پڑا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ رمئی ۱۹۱۰ء)

۷۹-۸۰۔ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ﴿۷۹﴾ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿۸۰﴾

فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ : نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے بھی لوگ پکڑنے کے لئے دوڑے اور پکڑ کر لانے والے کیلئے ۱۰۰ اونٹ انعام مقرر کئے۔

مَاغَشِيَهُمْ : جیسے فرعونیوں پر بلا آئی۔ ویسے ہی مشرکانِ مکہ پر بھی آئی

اَضَلَّ فِرْعَوْنُ : وہاں فرعون تھا اور یہاں ابوجہل

اَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ : فرعون نے اپنی قوم کو ہلاک کیا۔ (نورالدین طبع سوم صہ ۲۹)

جب ظلم حد سے بڑھ جاتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ پکڑ لیتا ہے۔ اس میں کسی فرعون کی خصوصیت نہیں بلکہ اگر مرزائی بھی ایسا ہوگا تو وہ بھی پکڑا جائے گا۔

ابنِ ابی لیلےٰ کے پاس ایک مجرم پکڑا آیا۔ آپ نے اُسے سزا دی۔ مگر نرم۔ اس نے عرض کیا کہ پہلی دفعہ کا جرم ہے۔ تخفیف فرمایئے۔ آپ نے دُگنی سزا دی اور فرمایا۔ کہ تم نے جھوٹ بول کر عدالت کی توہین کی۔

ایک شخص نے پوچھا کہ حضرت وہ تو رحم کے قابل تھا۔ آپ نے سزا بڑھا دی۔ فرمایا۔ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ (المائدۃ:۱۶) جس سے معلوم ہوا کہ وہ پہلی دفعہ نہیں پکڑتا۔ پس اس کی گرفتاری اس کو ثابت کرتی ہے کہ یہ جرم کئی دفعہ اس سے ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ ستاری فرماتا رہا ہے۔

(بدر ۵ر اکتوبر ۱۹۱۱ء صہ ۱۲)

۸۱ - يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ﴿۸۱﴾

اَلْمَنَّ : بے محنت رزق۔

اَلسَّلْوٰى : تسلی کی چیزیں۔ شہد۔ بعض بٹیر کو کہتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ر مئی ۱۹۱۰ء)

۸۲ - كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ

ئے بعض روایات کے مطابق ایک سو اونٹ انعام مقرر کیا گیا تھا۔ دیکھیں سیرۃ ابن ہشام باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی المدینۃ (مرتب)

فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ﴿۸۱﴾

لوگ کہتے ہیں ۔ فلاں زبان محدود ہے ۔ محدود کیا ہوتی ہے ۔ عقلاء و فصحاءِ قوم خود ہی زبان کو وسعت دے لیتے ہیں ۔ طغیانی کہتے ہیں مذہبی حد سے باہر نکل جانے کو ۔ انبیاء بھی جب آتے ہیں تو حدود اللہ مقرر کرتے ہیں ۔ جو قوم اس سے گزرے اسے طاغیہ کہتے ہیں ۔
(بدر ۵ اکتوبر ۱۹۱۱ء صـ۱۲)

۸۲۔ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ﴿۸۲﴾

چار باتیں ہوں تو اللہ معاف کر دیتا ہے ۔
۱۔ آدمی اپنی اصلاح کرے ۔ ۲۔ ایمان لائے ۳۔ عملِ صالح کرے ۴۔ جو بُری بات چھوڑ دی ہے ۔ اس کے بالمقابل اچھی بات اختیار کرے ۔ (بدر ۵ اکتوبر ۱۹۱۱ء صـ۱۲)

۸۴ ، ۸۵۔ وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۸۳﴾ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿۸۴﴾

وَمَآ اَعْجَلَكَ : اس موقعہ کا ذکر ہے ۔ جب موسیٰؑ طور پر گئے تھے ۔ ہمارے نبی کریمؐ بھی دنیا سے جلدی چل دئے ۔ ہم بھی ان کے پیچھے آخر وہیں حاضر ہونے والے ہیں ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی وفات کے بعد مسلمان بھی فتنہ میں پڑے ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)
عَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى : سے استنباط ہوا کہ نماز میں اوّل وقت جانا چاہیئے ۔
(بدر ۵ اکتوبر ۱۹۱۱ء صـ۱۲)

۸۶۔ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ

وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿٨٦﴾

اَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ: سامری نے انہیں ہلاک کیا۔ (نورالدین طبع سوم ص۲۲۸)

٨٩۔ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا

هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۥ فَنَسِيَ ﴿٨٩﴾

اَلنَّاسُ عَلٰى دِيْنِ مُلُوْكِهِمْ: حاکم قوم کا اثر محکوم پر ضرور رہتا ہے۔ مثال کے طور پر بال ہی لو سکھوں کے عہد میں لوگ بڑے بڑے بال رکھتے تھے مگر اب قینچی سے ایسے کترا تے ہیں گویا ہیں ہی نہیں۔ پھر بھی بعض برداشت نہیں کر سکتے۔

اسی طرح فرعون اور اس کی قوم گائے پرست تھے۔ اسی لئے اس کا تاج گئو مکھی تھا بنی اسرائیل پر بھی اس کا اثر ہوا۔ اور اس عظمت کو نکالنے کیلئے حضرت موسیٰؑ کی معرفت حکم الٰہی ہوا۔ کہ وہ دو شنی گائے ذبح کرو۔ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً (البقرہ: ٦٨) اور اللہ حکم دیتا ہے کہ گائے ذبح کرو۔ لوگ رسوم کے بہت تابع ہیں۔ جتنی دولت مند قوم ہے ان کے نزدیک گئو ہتیا حرام ہے ہزاروں لاکھوں بکرے ذبح ہوتے ہیں اور شور نہیں مچاتے برخلاف اس کے گائے پر شور پڑتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ گائے ذبح کرنے کا رواج عام نہیں کیا گیا

(بدر ۵ اکتوبر ١٩١١ء ص۱۲)

٩٠۔ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ

وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ﴿٩٠﴾

اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ محض بے جان چیز تھی۔ اس میں نفع رسانی یا ایذاء دینے کی کوئی طاقت نہ تھی۔ (نورالدین طبع سوم، ص۱۶۹)

یہ اس کے معبود ہونے کا ثبوت دیا ہے کہ اللہ تو وہ ہے جس کے آگے تم تضرع کرو تو وہ جواب دے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ١٩ رمئی ١٩١٠ء)

اَلَّا يَرْجِعُ لَهُمْ: الہام کے منکر بھی اپنے خدا کو بچھڑا ہی تجویز کرتے ہیں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ ص۴۶۷)

۹۱، ۹۲- وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ﴿۹۱﴾ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ﴿۹۲﴾

فُتِنْتُمْ بِهٖ : بُرے بھلے کی تمیز کرنے کیلئے یہ ایک ابتلاء آیا ہے۔

حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى : ہارون بھی رسول نبی تھے اور حضرت موسیٰؑ بھی۔ مگر ہارون کے سامنے انہوں نے بُت پرستی کی۔ رُعب ایک الٰہی فضل ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ کا خوف تو ظاہر ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ان کے آنے تک ہم اسی بات پر جمے رہیں گے مگر ہارون کو تو اس فعل میں شریک گردانتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہارون نے نرمی اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ حضرت ہارون کی بریّت ظاہر فرماتا ہے۔

حضرت علیؓ کی نسبت بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى۔ چنانچہ آپ کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ پیش آیا جیسے ہارون کے ساتھ یہ گئو کا معاملہ تھا۔ ایسا ہی حضرت عثمانؓ کے قتل میں حضرت علیؓ کو شریک گردانا گیا۔ مگر آپ کا دامن بالکل پاک تھا۔

ان آیات سے مجھے حضرت علیؓ کی بریّت اور حضرت عثمانؓ کے قتل سے بالکل الگ ہونے کا یقین ہے

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

۹۵- قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ﴿۹۵﴾

يَبْنَؤُمَّ : بہ نسبت باپ کے ماں میں زیادہ محبّت وراحت جوش مارتی ہے۔ اس لئے اس سے منسوب کیا تا رحمت کی طرف جھکیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

۹۶،۹۷ - قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿۹۶﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ﴿۹۷﴾

يٰسَامِرِيُّ : سامرہ ایک قوم کا نام ہے۔

بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا : یعنی میں خوب سمجھتا ہوں۔

فَقَبَضْتُ قَبْضَةً ...... سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ : یعنی میں نے اے رسول! (موسیٰؑ) تیری تعلیم توحید سے کچھ لیا تھا۔ اب مَیں اسے چھوڑتا ہوں۔ کیوں؟ میری مرضی۔

جبرئیل کے گھوڑے کے قدموں کی مٹی لے کر بچھڑا بنانا ایک جھوٹی کہانی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا : مجھے علم ہے جو تجھے نہیں۔

مِنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ : رسول کی کچھ متابعت کی پھر چھوڑ دی۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۶۷)

مطلب یہ ہے کہ۔ کہ موسیٰ علیہ السلام نے سامری کو فرمایا۔ اے سامری۔ تیری یہ بڑی بھاری کاروائی کیوں ہوئی؟ بولا۔ کہ مَیں بصیرت حاصل کر چکا ہوں ساتھ ایسے کام کے کہ اس کام کے ساتھ ان لوگوں کو بصیرت نہیں۔ پھر قبض کر لیا تھا مَیں نے ایک قبضہ اس رسول کے اثر میں سے۔ پھر پھینک دیا ئسے اور اسی طرح یہ کام میری جان نے مجھے بھلا کر دکھایا۔ اس مقام پر تسویل کا لفظ قابلِ غور و تامل ہے

التسویل تَزْيِيْنُ النَّفْسِ لِمَا يَحْرِصُ عَلَيْهِ وَتَصْوِيْرُ الْقَبِيْحِ مِنْهُ بِصُوْرَةِ الْحُسْنِ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا (یوسف : ۱۹) تسویل کے معنے ہیں نفس کا اپنی پسندیدہ چیز کو خوبصورت کر دکھانا چنانچہ اس کی گواہی قرآن شریف کی اس آیہ سے ملتی ہے۔ جو حضرت یعقوب نے اپنے بیٹوں سے بات کی" بلکہ تمہارے نفسوں نے بُری بات کو خوبصورت کر دکھایا"۔ پس اس آیت کا مطلب صرف اسی قدر ہے۔ کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے اس بت پرستی کے بانی سامری سے دریافت فرمایا کہ تُو نے یہ کیا کام کیا۔ تو اُس نے بتایا کہ مَیں ایک بصیرت پر ہوں جس بصیرت سے یہ لوگ ناآشنا ہیں یعنی موسیٰ رسول کے احکام سے کچھ مانا ہوا تھا سو اب مَیں اس موسوی مذہب کے مانے ہوئے حصّہ کو ترک کر بیٹھا ہوں۔ (نورالدین طبع سوم صفحہ ۱۶۹)

۹۸ - قَالَ فَاذْهَبْ فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ أَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۖ وَإِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ إِلٰٓى إِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۖ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿۹۸﴾

لَا مِسَاسَ : یہ سزا دی ہے۔ کہ جب تو رستے میں چلے تو پوش پوش کہتا جائے۔ یہ جھوٹی کہانی ہے۔ کہ جو اسے چھوتا اسے محرقہ بخار ہو جاتا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

۱۰۰ - كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿۱۰۰﴾

كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ : پیشگوئی فرماتا ہے۔ کہ اسلام میں بھی ایک ہارون ہوگا۔ اس وقت قوم فتنہ میں پڑے گی۔ ایک سامری ہوگا۔

عبداللہ بن سبا یمن کا رہنے والا یہودی جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اس نے ازراہِ شرارت اظہارِ اسلام کیا۔ بصرہ۔ کوفہ میں گیا۔ اور عثمان کے مطاعن یاد کر لئے۔ شام تک گیا۔ حضرت معاویہ نے اسے مدینہ میں قید کر دیا۔ جیلے حوالے کر کے چھوٹا تو مصر میں گیا۔ وہاں قوم کو بھڑکایا اور عثمانؓ کے عزل پر لوگوں کو بہکایا۔ مگر وہ سامری آخر میں ذلیل ہوگیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء)

۱۰۳ تا ۱۰۵ - يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ﴿۱۰۳﴾ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ إِنْ لَّبِثْتُمْ إِلَّا عَشْرًا ﴿۱۰۴﴾ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ إِذْ يَقُوْلُ أَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً إِنْ لَّبِثْتُمْ إِلَّا يَوْمًا ﴿۱۰۵﴾

زُرْقًا: نیلی پیلی آنکھوں والے (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۴۶۷)

عَشْرًا: ہم دنیا میں دس صدیاں رہیں۔ یہ ایک خاص قوم کی نسبت پیشگوئی ہے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ رمئی ۱۹۱۰ء)

عَشْرًا: ہزار برس شان و شوکت تھی (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۴۶۷)

۱۰۶، ۱۰۷۔ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ﴿١٠٦﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿١٠٧﴾

جِبَالَ: بڑے آدمی۔ عرب میں ایسے نام بھی رکھے جاتے ہیں۔
نیک آدمی کا ذکر ہے جسے امر بالمعروف کا شوق تھا۔ کہ اس نے ایک امیر کے ملازم (جو اس کے منہ چڑھا ہوا تھا) کے ہاتھ میں ایک غیر مشروع چیز دیکھی تو اُسے پکڑ کر توڑ دیا۔ امیر نے اس قسم کی چیز اپنے ہاتھ میں لی اور واعظ کو بلایا اور پوچھا کہ آپ نے ہمارے آدمی کی چیز توڑ دی ہے کہا۔ ہاں۔ پوچھا کیوں؟ کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ، وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ، وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ، وَ ذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ۔ جو کوئی تم میں سے کوئی غیر مشروع امر دیکھے تو اپنے ہاتھ اُسے بدلے اتنی طاقت نہ ہو تو زبان سے سمجھائے۔ یہ بھی نہ ہو تو دل سے بُرا منائے اور یہ سب سے بڑھ کر ضعیف ایمان ہے۔
اس پر اس امیر آدمی نے کہا۔ میرے ہاتھ میں بھی وہی چیز ہے۔ وہی سلوک اس سے کیوں نہیں کرتے؟ اُس نے کہا آپ کو سمجھانے والے کا ذکر قرآن شریف میں لکھا ہے۔ اس نے پوچھا۔ کہاں؟ تو اس نے یہ آیت پڑھی۔ اور اس زور سے پڑھی کہ مارے دہشت کے وہ چیز اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ اور ٹوٹ گئی۔

يَنْسِفُهَا: ان کو اللہ تعالیٰ اُڑا دیگا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ رجون ۱۹۱۰ء)
عَنِ الْجِبَالِ: ان سلطنتوں کو مٹا دیگا۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۴۶۷)

۱۰۹، ۱۱۰۔ يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ

وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿۱۰۹﴾ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا ﴿۱۱۰﴾ ۔

خَشَعَتْ : خوف سے جھک جائیں گی ۔
اِن آیات میں اُن سلطنتوں کے متعلق پیشگوئی ہے ۔ جو اپنی تدابیر کے گھمنڈ میں آکر کہتے ہیں کہ ہمیں توڑنے والا کون ہے
رَضِیَ لَہٗ قَوْلًا : اس کی باتیں پسندیدہ ہیں ۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر جون ۱۹۱۰ء)

۱۱۲ ، ۱۱۳ ۔ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿۱۱۲﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ﴿۱۱۳﴾

عَنَتِ : فرماں بردار ہوں گے ۔
فَلَا یَخَافُ ظُلْمًا : کوئی اس پر ظلم نہ کر سکے گا ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر جون ۱۹۱۰ء)

۱۱۴ ۔ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿۱۱۳﴾

عَرَبِیًّا : کھول کر سنانے والی ۔
ایک شخص نے مجھے کہا ۔ کھول کر کوئی اور زبان سناتے والی نہیں ہے میں نے کہا ۔ کہ تم اللہ کا نام کسی اور زبان میں ایسا بتادو ۔ جو خاص اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو ۔ تو اس نے اقرار کیا کہ کوئی نام

ایسا نہیں جو محض اس ذاتِ جامع صفات سے مختص ہو۔

يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا : نئی نصیحت بھی کریں گے۔ مَیں جب قرآن شریف پڑھتا ہوں تو اسے نئی شان میں پاتا ہوں۔ قرآن کے بعد کوئی نئی کتاب آنے والی نہیں۔ بس وہی نئی شان میں جلوہ گر ہوتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ رجون ۱۹۱۰ء)

۱۱۵، ۱۱۶- فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰۤى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۚ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿۱۱۵﴾ وَلَقَدْ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ﴿۱۱۶﴾

وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ : قرآن میں نبی کے لئے تین باتوں کا حکم آیا ہے يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (جمعہ : ۳) پہلے وہ آیات پڑھیں۔ پھر تعلیم کریں پھر فکر کریں کہ کس تدبیر سے لوگ سمجھیں۔ اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا کہ آپ پہلے قرآن سنیں ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ (قیامۃ : ۲۰) پھر ہمارے ذمہ اس کا سمجھانا ہے۔ پھر ایسے دل تیار کرنا جو اس کی تعمیل کریں ... اس آیت کے متعلق ایک یہ نکتہ بھی ہے۔ کہ واعظ کیلئے وعظ میں سب سے مقدم قرآن مجید ہے۔ اور اس کے بعد اس کی اپنی تقریر۔ قرآن مجید کی پیشگوئیوں کو پورا ہوتے ہوئے دیکھنے کی جلدی نہ کر۔

وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا : جب اس بادشاہ کیلئے یہ حکم ہے۔ تو ہماری کیا بساط ہے اسی لئے مَیں قرآن شریف پڑھتے ہوئے یہ دعا بالالتزام پڑھتا ہوں۔

۱۔ سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا (بقرہ : ۳۳) ۲۔ اِهْدِنِيْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ ۔ اِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ
۳۔ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْۤ اَمْرِيْ (طٰہٰ : ۲۶، ۲۷)

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ رجون ۱۹۱۰ء)

صاحب شرع اسلام تک کو رغبت دلاتا ہے کہ وہ دائمی اور ابدی ترقیات کیلئے ہمیشہ دعا مانگتا رہے۔ اور ترقی علم چاہتا ہے ۔ جیسے فرمایا۔ قُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ...... کہاں

میرے رب میرے علم میں ترقی بخش۔ (نورالدین طبع سوم ص۱۳ دیباچہ)

پہلا الہام جو ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا وہ بھی اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ (العلق ۲) ہی تھا اور پھر رَبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا کی دعا تعلیم ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ علم کی کسقدر ضرورت ہے۔ سچے علوم کا مخزن قرآن شریف ہے تو دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ قرآن شریف کے پڑھنے اور سمجھ کر پڑھنے اور عمل کے واسطے پڑھنے کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ اور یہ حاصل ہوتا ہے تقویٰ اللہ سے۔ مامور من اللہ کی پاک صحبت میں رہ کر۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں۔ جو اپنی سلامتی صدقِ نیت۔ شفقت علیٰ خلق اللہ۔ غَایَۃُ الۡبُعۡدِ عَنِ الۡاَغۡنِیَآءِ۔ آسانی۔ جودت طبع۔ سادگی دور بینی کی صفات سے فائدہ پہنچاتے ہیں۔ (الحکم ۱۷ اپریل ۱۹۰۱ء ص۴)

قرآن کریم پر غور کرنے سے مجھے یہ معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (جو اعلم باللہ اور جامع کمالاتِ نبوت و انسانیت ہیں) کو اللہ تعالیٰ نے ایک دعا تعلیم فرمائی۔

قُلۡ رَّبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا اے میرے رب میرا علم زیادہ کر دے۔

(میں بھی کہتا ہوں رَبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا (آمین) تو پھر بھلا کون شخص ہے جس کو علم کی ضرورت نہیں۔ یہ آیت جہاں فضیلتِ علم کو ظاہر کرتی وہاں دوسری طرف ضرورتِ علم پر بھی دلیل ہے۔

(الحکم ۲۸ جون ۱۹۱۸ء ص۴)

فَنَسِیَ: بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ آدم باوجود حکم تاکیدی کے کس طرح بھول گیا۔ میں انہیں پوچھتا ہوں۔ گھر سے اہتمام کے ساتھ مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنے آتے ہیں۔ اور پھر اس میں سہو ہو جاتا ہے۔ یہ کیوں؟

وَلَمۡ نَجِدۡ لَہٗ عَزۡمًا: حضرت آدم علیہ السلام نے گناہ کا ارادہ نہ کیا تھا۔ ارادہ سے اس شجر کو نہیں کھایا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ جون ۱۹۱۰ء)

اگرچہ آدم علیہ السلام شیطان کے کہنے پر نہ چلے۔ مگر مدت کے بعد وہ درخت کے پاس جانے کی الٰہی ممانعت کو بھول گئے۔ ایسی بھولوں سے بچنے کے واسطے باری تعالیٰ نے ہمارے ہادی اور سردار عالم رحمت عالمیاں کو قرآن کریم کے یاد رکھنے کی تاکید کرتے ہوئے آدم علیہ السلام کا قصہ فرمایا ہے۔ وَلَا تَعۡجَلۡ بِالۡقُرۡاٰنِ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ یُّقۡضٰۤی اِلَیۡکَ وَحۡیُہٗ۔ وَقُلۡ رَّبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا۔ وَلَقَدۡ عَہِدۡنَاۤ اِلٰۤی اٰدَمَ مِنۡ قَبۡلُ فَنَسِیَ وَلَمۡ نَجِدۡ لَہٗ عَزۡمًا۔ اور اس نسیان پر آدم علیہ السلام کو عَصٰۤی اٰدَمُ رَبَّہٗ فَغَوٰی (طٰہٰ: ۱۲۲) فرمایا۔ اور جلدی مت کر قرآن سے قبل

اس کے کہ اس کی وحی تجھ پر پوری ہو اور کہو اے رب مجھے علم زیادہ دو۔ اور ہم نے آدم سے عہد کیا۔ وہ بھول گیا اور اس میں اس کا کوئی قصور نہ تھا۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۱۳۴-۱۳۵)

۱۱۷، ۱۱۸ - وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى ﴿۱۱۷﴾ فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿۱۱۸﴾

آدم سے مراد عظیم الشان انسان ہے۔ جیسا حضرت نوح۔ حضرت ابراہیم علیہما السلام۔
اُسْجُدُوْا : فرماں برداری کرو۔
جَنَّةِ : ملک آرمینیا۔
فَتَشْقٰى : تو تھک جائے۔ تجھ پر بڑی مصیبت پڑے۔

۱۱۹، ۱۲۰ - اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿۱۱۹﴾ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿۱۲۰﴾

اَلَّا تَجُوْعَ : قحط کا خوف نہیں۔
لَا تَعْرٰى : ایسی عمدہ آب و ہوا ہے کہ کپڑے نہیں اتارنے پڑے۔
وَلَا تَضْحٰى : شدید دھوپ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ رجون ۱۹۱۰ء)

۱۲۱ - فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿۱۲۱﴾

شَيْطَانُ : ابلیس کا مظہر ہے۔
مُلْكٍ لَّا يَبْلٰى : ہمیشہ کی سلطنت۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ رجون ۱۹۱۰ء)

۱۲۲ - فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؕ وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿۱۲۱﴾

فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا : ان پر اپنی کمزوریاں ظاہر ہو گئیں۔
بعض باتوں میں عقل و قیاس سے کام لینا ایک قسم کی جرأت ہے۔ جو میں ناپسند کرتا ہوں۔ اس لئے اس کی حقیقت حوالہ بخدا ہے۔ اتنا ثابت ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو چند اوامر۔ چند نواہی دیتا ہے۔ خبیث روح ان کے خلاف منصوبے کرتی ہے۔ ان کو تکلیف پہنچاتی ہے۔ ان کے ساتھیوں کے عیش کو مکدّر کرتی ہے۔ گو آخر منہ کی کھاتی ہے۔ خود نبی کریمؐ کی زندگی کے واقعات سے یہ قصہ حل سکتا ہے۔ آپ اپنی بی بی خدیجہؓ کے ساتھ آرام سے بسر کر رہے تھے۔ دعویٰ نبوت کے بعد ان کے خلاف جوش اٹھا۔ جس سے اپنی کمزوریوں کا علم حاصل ہوتا ہے۔ اور پھر اس کمزوری کے دور کرنے کی کوئی نہ کوئی سچائی کا پتہ اپنے اوپر لیتے ہیں۔ پتہ جلد خشک ہو جاتا ہے۔ اس سے یہ مراد ہے کہ پہلے اپنی طرف سے دلائل دیتے ہیں جو کمزوری ہوتی ہے۔ آخر خدا سے مدد پا کر مظفر و منصور ہوتے ہیں۔
وَعَصٰۤى اٰدَمُ : مسلمانوں میں دو مذہب ہیں۔ ایک شیعہ ان کا عقیدہ ہے کہ امام جو ہوتا ہے۔ وہ تمام قسم کے گناہوں سے۔ صغیرہ۔ کبیرہ۔ عمد۔ سہو سے معصوم ہوتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی عجیب اعتقاد ہے کہ تقیۃً خواہ بُت کے آگے سجدہ کرے یا کلمۃ الکفر کہہ لے۔ یہ جائز ہے خوارج کے نزدیک ایک طرف اتقاء کا یہ اہتمام ہے کہ عورت کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ گناہ کفر ہے۔ مگر دوسری طرف خلفاء راشدین میں سے دو کو انہوں نے ہی قتل کیا۔ سُنّی مذہب والوں کو عجیب عجیب مشکلات پیش آتے ہیں۔ اس لئے ان میں سے کچھ لوگوں نے یہ کہا ہے کہ انبیاء سے ارتکاب گناہ بعد نبوت نہیں ہوتا۔ قبل از نبوت ممکن ہے ان کے متکلمین نے کہا ہے۔ کہ عصیٰ خلاف ورزی کا نام ہے۔
اَشَرْتُ اِلَيْهِ فِيْ اَمْرِ وَلَدِهٖ فَعَصَانِيْ فلاں آدمی کو میں نے مشورہ دیا تھا۔ مگر اس نے مانا نہیں۔ الفُلَانُ اَشَرْتُ اِلَيْهِ بِشُرْبِ الدَّوَاءِ وَلٰكِنَّ الْمَرِيْضَ عَصَانِيْ۔ یہ نہیں بولتے کہ فَصَارَ عَاصِيًا لِيْ۔ اسی طرح آدم کے حق میں عصیٰ فرمایا صَارَ عَاصِيًا لِيْ نہیں کہا۔ میرا اپنا اعتقاد

یہ ہے کہ مومن کی نسبت۔ اولیاء کی نسبت۔ انبیاء کی نسبت۔ محسنوں مقربوں کی نسبت جرم کا لفظ کبھی نہیں آتا۔ اسی طرح جناح کا لفظ بھی نہیں آتا۔

یَخْصِفٰنِ: لینے لگے۔

غَوٰی، فَسَدَ عَلَیْهِ عَیْشُهٗ: زندگی میں آپ کو تکلیف پہنچی (دیکھو لسان العرب) بڑے بڑے مشکلات میں پھنسے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ جون ۱۹۰۸ء)

۱۲۴- قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ ﴿۱۲۳﴾

فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى، پھر جو چلا میری بتائی راہ پر۔ نہ بہکے گا اور نہ تکلیف میں پڑے گا۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۹۶)

۱۲۵- وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ ﴿۱۲۴﴾

مَعِيشَةً ضَنْكًا: مخالفینِ رسول رفتہ رفتہ تنگ دست ہو جاتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ جون ۱۹۱۰ء)

ایک عیسائی کا اعتراض:

"جو قرآن سے منہ پھیرے۔ اس کی معیشت تنگ ہوگی۔ یہ باطل ہے۔ کروڑوں قرآن کو نہیں مانتے اور ان کی معیشت تنگ نہیں اور متبعانِ قرآن تنگ ہیں اور لڑائیوں میں دکھی ہوئے"

کے جواب میں فرمایا:۔

بھلا کتبِ مقدسہ میں نہیں لکھا۔ ہاں شریر کا دماغ بجھایا جائے گا ایوب ۱۸ باب ۵ تنگ حالی اس کے پاس مستعد رہے گی۔ ایوب ۱۸ باب ۱۲۔ وہ ویران شہروں میں بسے گا ایوب ۱۵ باب ۲۸ پر جانتے ہو۔ بہت شریر خوش ہیں۔ نہیں بات یہ ہے۔ شریروں کی خوشی کرتی تھوڑے دن کی ہے

اور ریاکاروں کی شادمانی لمحے کی ایوب ۲۰ باب ۵ ۔ پس جو لوگ قرآن کو نہیں مانتے ان پر معیشت بے شک تنگ ہے۔ انکا چراغ گل ہوگا۔ معیشت ضنک۔ تنگ حالی ان کے پاس مستعد رہے گی۔ وہ ویران شہروں میں بسیں گے۔ ان کی شادمانی لمحے کی ہے۔ قرآن بھی کہتا ہے۔ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ (النساء : ۷۸)

دوسرے جملۂ اعتراض کا جواب :

وہ دُکھ جو خدا کیلئے ہے ایک بخشش ہے۔ فلپی ۱ باب ۲۹۔ وہ دُکھ جو خدا کیلئے ہے خوشی کا باعث ہے۔ اعمال ۵ باب ۴۱۔ کیونکہ باپ کے ہاتھ سے ملتا ہے۔ یوحنا ۱۸ باب ۱۱۔ یہ پیالہ ہے۔ نہ سمندر زبور ۷۵ باب ۸۔ اس میں غوطہ لگا کر مرتے نہیں آرام سے ناامید نہیں یسعیاہ ۴۳ باب ۲۔ ۲۔ قرنتی ۴ باب ۸۔

...... یہ ایسی بات ہے جیسی لوقا کہتے ہیں۔ تمہارے سر کے بال بھی نہ ہلیں اور یہ بھی کہ وے قتل کریں گے۔ لوقا ۲۱ باب ۱۶۔ ۱۸ اور متی ۲۴ باب ۹۔

ایک اور حقیقی جواب بخاری میں لکھا ہے۔ ضنکؔ کے معنی شقاوت اور بدبختی کے ہیں۔ اور یہی معنی ابن عباس رضؓ نے کئے ہیں۔ پس سوال کا موقع ہی نہ رہا۔

(فصل الخطاب طبع اوّل صفحہ ۱۷۰-۱۷۱)

۱۲۷۔ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿۱۲۷﴾

تُنْسٰى : ترک کیا گیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ رجون ۱۹۱۰ء)

۱۳۰۔ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿۱۳۰﴾

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ : عذاب کیلئے ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔ چنانچہ مشرکانِ عرب کے بارے میں فرمایا۔ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (انفال : ۳۴) پھر فرمایا عَسٰى اَنْ

يَكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ (نمل: ۷۳) اور فرمایا لَكُمْ مِيْعَادُ يَوْمٍ (سبا: ۳۱) جس سے ظاہر ہے کہ عذاب نبی کریمؐ کی ہجرت کے بعد ایک سال آئے گا۔ یسعیاہ نبی کی کتاب باب ۲۱ میں اس کے متعلق پیشگوئی کی گئی تھی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ قیداریوں کی سال کے بعد کمر ٹوٹ جائے گی۔ اس آیت میں ان باتوں کو یاد دلایا گیا ہے۔

لِزَامًا: لازمی آنے والے عذاب۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر جون ۱۹۱۰ء)

۱۳۱- فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿۱۳۱﴾

سَبِّحْ: نماز پڑھو

اٰنَآئِ الَّيْلِ: مغرب۔ عشاء۔ تہجد۔

اَطْرَافَ النَّهَارِ: دن کے ڈھلنے سے پہلے اشراق و ضحیٰ اور بعدہٗ ظہر۔

اِصْبِرْ: دشمنوں کی ہلاکت کیلئے اس سے بڑھ کر کوئی نسخہ نہیں۔ ایک صبر کرنا۔ دوم نمازیں سنوار کر پڑھنا۔ ہم نے بہت تجربہ کیا ہے۔

لَعَلَّكَ تَرْضٰى: ان نمازوں سے کچھ ایسی بات ملے گی کہ تم خوش ہو جاؤ گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر جون ۱۹۱۰ء)

اس سوال کے جواب میں کہ قرآن مجید میں تو فَسَبِّحْ ہے اس سے نماز کس طرح ثابت ہوئی فرمایا کہ جب مولیٰ علیؓ یا امام حسینؓ بولا جاتا ہے۔ تو اس کا مفہوم جو قائلین شیعہ کے دلوں میں ہے وہ کس طرح کھلا۔ یہ تاریخی روایات و تواتر پر مبنی ہے۔ ورنہ موجودہ لوگوں نے نہ علیؓ کو دیکھا۔ نہ حسینؓ کو۔ مگر یقین سب کرتے ہیں۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کے اور صلوٰۃ کے جو معنے سمجھے اور جیسا کچھ اس حکم کی تعمیل کی۔ اس کے لاکھوں بلکہ کروڑہا مسلمان گواہ ہیں۔ اور قرآن مجید سے بھی زیادہ تواتر کے ساتھ یہ بات ہم کو پہنچی۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلوٰۃ کے معنے کیا بیان فرمائے۔ پس اس کا انکار کیونکر ہو سکتا ہے۔ اور کیوں ایک شخص واحد کی جو تیرہ سو برس بعد پیدا ہوا۔ مان لیں۔ کوئی ضرورت نہ تھی کہ قرآن مجید میں اس کا تفصیلی بیان

کیونکہ ممکن تھا کہ بعض اسے منسوخ ٹھہراتے۔ مگر ہمارے لئے تعامل سے صلوٰۃ کی ہیئت مخصوصہ مع اذکار قرآنِ مجید سے بھی زیادہ تواتر کے ساتھ محکم ہوگئی۔ اسلام کے جس قدر فرقے ہیں۔ جن میں سے بعض ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں اور ایک دوسرے کی مسجدوں تک نہیں جاتے سب کے سب صلوٰۃ کے ان معنوں پر متفق ہیں جو تعامل سے بقدرِ مشترک ثابت ہوتے ہیں۔ تعجب ہے کہ یہ لوگ واقعہ کربلا۔ نادِ علیؓ۔ یزیدؔ۔ معاویہؓ کو تو مانتے ہیں۔ اور جس ذریعہ سے مانتے ہیں جب اسی ذریعہ سے صلوٰۃ کی ہیئت ثابت کی جائے تو اس سے انکار کریں۔

ایک اور لطیفہ بھی قابلِ یادداشت ہے کہ بادشاہوں نے یہاں تک زور پایا۔ کہ بڑے بڑے ائمہ کو قید کر دیا یا مار دیا۔ جیسے امام ابوحنیفہؒ کو امام احمد بن حنبلؒ کو۔ پھر بھی ان سب کی نماز یہی رہی۔ چشتیاء۔ نقشبندی۔ سہروردی۔ ان سب کے مشائخ کی نمازیں بھی یہی ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ رجون ۱۹۱۰ء)

۱۳۲۔ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ﴿۱۳۲﴾

أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ: قسما قسم کے بے ایمانوں کو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ رجون ۱۹۱۰ء)

۱۳۳۔ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ ﴿۱۳۳﴾

وَأْمُرْ: حکم کرتے رہو۔

وَاصْطَبِرْ: استقلال سے حکم کرتے رہو اور آپ نماز پر پکے رہو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ رجون ۱۹۱۰ء)

۱۳۴- وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۳۳﴾

بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ: سب سے بڑا بیّنہ تو یہ ہے کہ دنیا میں جس قدر کتابیں الٰہی کہلاتی ہیں ان سب میں جس قدر صداقتیں ہیں وہ اس قرآن مجید میں موجود ہیں۔ حالانکہ نبی اُمّی ہے اور عرب میں کوئی بیت العلوم کوئی کتب خانہ تک نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر جون ۱۹۱۰ء)

۱۳۵- وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ﴿۱۳۵﴾

لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا: اللہ تعالیٰ نے اسی اتمام حجت کیلئے اب مجدّدین کا سلسلہ رکھا ہے۔ ۸۳ سال ۴ ماہ کے بعد مجدّد آتا ہے۔ خارجیوں کے نزدیک ۵۰ سال بعد بقول بعض ۲۵ سال بعد۔ شیعہ بھی ایک اَعْلَمُ اَهْلِ الْاَرْضِ کی موجودگی کے قائل ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر جون ۱۹۱۰ء)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۲- اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲﴾

نزدیک آیا ہے واسطے لوگوں کے حساب اُن کا اور وہ بیچ غفلت کے منہ پھیر رہے ہیں۔
(فصل الخطاب حصّہ دوم صہ ۶۹)

انبیاء پر کیا اعتراض ہوتے ہیں ان کے ساتھ لوگ کیا سلوک کرتے ہیں۔ انبیاء کی موافقت و مخالفت کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ انبیاء کے آنے کی کس وقت اور کیا ضرورت ہوتی ہے ان باتوں کا ذکر اس سورۃ میں ہے۔

وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ : پس انبیاء اس وقت آتے ہیں جب لوگ ایک عام غفلت میں پڑے ہوتے ہیں۔ ایک بھائی خدا کو مانتا ہے اور دوسرا نہیں۔ بایں ہمہ آپس میں محبت سے رہتے سہتے ہیں غیرت دینی باہم نہیں رہتی۔ جیسا کہ آجکل یورپ و امریکہ کی حالت ہے۔ اس کا کچھ نہ کچھ رنگ ہمارے ملک میں پایا جاتا ہے۔

ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کی توجہ بعثت کی طرف ہوتی ہے۔ ہزار برس کے بعد ایسا وقت ضرور آتا ہے۔ سو برس کے بعد بھی بلکہ بعض کے نزدیک اس سے کم۔ طب کے معاملہ میں بھی اس کا نظارہ دیکھا ہے۔ تورات میں طاعون کا ذکر ہے کہ ستر ہزار آدمی مارے گئے مگر اب تو ہفتہ وار اتنی تعداد کے قریب پہنچ جاتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر جون ۱۹۱۰ء)

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ : ادھر انسان کام کرتا ہے ادھر اس کا نتیجہ بھگتتا ہے۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صہ ۴۶۷)

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ : جس شخص یا قوم یا جماعت کا حساب ہونا ہوتا ہے وہ چوکس رہتی ہے۔ پس آدمیوں کو اس حساب کیلئے کس قدر سنبھل کر رہنا چاہیئے۔

..... تفسیروں میں جہاں طاعون کا ذکر ہے۔ ستر ہزار موتیں بڑی سمجھی جاتی ہیں۔ لیکن اب تو ہر سال لاکھوں آدمی اس سے مرتے ہیں۔ مگر جب ذرا افاقہ ہوتا ہے۔ لوگ اپنے میں کوئی تبدیلی نہیں کرتے۔ جو مشرک ہیں۔ وہ شرک پر جمے ہیں۔ جو چور ہیں وہ چوری سے نہیں ڈرتے۔ جو دغاباز ہیں وہ دغابازی پر قائم۔ جو تجارت جھوٹ پر چلاتے ہیں وہ اسی اصل پر مستحکم ہیں۔ جو ملازم ہیں وہ بدستور ملازمتوں میں سست۔ (بدر ۱۲؍اکتوبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۳)

۳۔ مَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿۳﴾

ذِكْرٍ مُّحْدَثٍ کے معنے ہیں۔ نئے نئے پیرایوں میں کلام بھیجتے رہے۔ یہی معنے صحیح ہیں کیونکہ کلام کو میں اللہ تعالیٰ کی صفت مانتا ہوں اور متکلم خدا کی ذات ہے اور میں قرآن مجید کو مخلوق نہیں مانتا۔

میں نے کوئی منصوبہ باز ایسا نہیں دیکھا کہ اسے خدا کا خوف ہو اور موت یاد ہو۔

(بدر ۲؍اکتوبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۳)

مُحْدَثٍ پیرایہ جدید ہوتا ہے۔ اِلَّا زیادہ تر ذکر وہی ہوتا ہے۔ جو پہلے نبیوں کی زبان پر ظاہر ہو چکا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹؍جون ۱۹۱۰ء)

۴۔ لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿۴﴾

لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ: آجکل کے لوگ ایسے بہت ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے خوف و خشیت سے ان کے دل غافل ہیں۔

هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ: جو کچھ انبیاء کو کہتے ہیں۔ اس کا ذکر ہے کہ ایسی باتوں سے ٹالتے ہیں۔ یہ نرم فقرہ ہے اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ (ھود ۲۸) کہنے والے بھی گذر چکے ہیں

اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ: دِل رُبا باتیں کرتا ہے (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر جون ۱۹۱۰ء)

۵، ۶- قٰلَ رَبِّیْ یَعْلَمُ الْقَوْلَ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۭ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۚۖ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ۝

رَبِّیْ یَعْلَمُ الْقَوْلَ: یہ اس بات کا جواب دیا ہے۔ کہ تم پر فردِ جرم لگ چکا۔ سزا ملے گی۔
اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ: جب انبیاء کے اخلاق کو اعلیٰ درجہ پر دیکھتے ہیں تو پھر ان میں سے بعض بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ نہیں کہتے۔ وہ کہہ دیتے ہیں۔ پریشان خوابیں آتی ہیں۔ یہ اس لئے کہ انبیاء اسی قدر بتاتے ہیں جس قدر ان پر کھلے۔ اس پر پیشگوئی کی مشکلات کو نہ سمجھتے ہوئے معترض ہوتے ہیں
بَلِ افْتَرٰىهُ: یہ کہنے والے ان پہلوں سے ایک قدم بڑھے ہوتے ہیں۔
شَاعِرٌ: کلام مؤثر لاتا ہے۔ شاعر ہے۔ یہ ان سے بڑھے ہوئے ہیں۔
كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ: یعنی بالکل ہلاک ہو جاویں۔
سید احمد خان وغیرہ نے دھوکہ کھا کر معجزات سے انکار کر دیا۔ میں نے ایسے مقامات سے جہاں سے استدلال کیا جاتا ہے کہ آپ نے نشان نہیں دکھایا۔ نشان بتائے ہیں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر جون ۱۹۱۰ء)

۸، ۹- وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ۝

اِلَّا رِجَالًا: بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کا مفصل جواب دیتا ہے۔

اَھْلَ الذِّکْرِ : یہ سورۃ مکی ہے۔ یہودی وہاں اتنے نہ تھے۔ نہیں۔ اس لئے اس سے مراد اہلِ کتاب نہیں۔
جَسَدًا لَّا یَاْکُلُوْنَ الطَّعَامَ : انبیاء کے کھانوں پر اعتراض کرنے والے غور کریں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ رجون ۱۹۱۰ء)

۱۱- لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ کِتٰبًا فِیْهِ ذِکْرُکُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱﴾

ذِکْرُکُمْ : شَرَفُکُمْ بھی معنے صحیح و پختہ ہیں۔
اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ : اپنے آپ کو بدیوں سے کیوں نہیں روکتے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ رجون ۱۹۱۰ء)
ذِکْرُکُمْ : شَرَفُکُمْ انہیں تاریخی آدمی بنانے کیلئے۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۴۶۷)

۱۲- وَکَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْیَةٍ کَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِیْنَ ﴿۱۲﴾

کَانَتْ ظَالِمَةً : یہ قَصَمْنَا کی وجہ بتلائی۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ رجون ۱۹۱۰ء)

۱۴- لَا تَرْکُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰی مَآ اُتْرِفْتُمْ فِیْهِ وَمَسٰکِنِکُمْ لَعَلَّکُمْ تُسْئَلُوْنَ ﴿۱۴﴾

تُسْئَلُوْنَ : بڑے امیر ہو۔ شاید تم سے پوچھا جاوے کہ کیا گزری۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ رجون ۱۹۱۰ء)

۱۶، ۱۷- فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ (۱۶) وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ (۱۷)

حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ : ایرانی ۔ یونانی ۔ عرب ۔ پٹھان ۔ مغول ۔ سکھ ۔ یہ سب اسی ملک میں بڑے کرّوفر سے آئے اور پھر کچھ بھی نہ رہے ۔

لٰعِبِيْنَ : آسمان وزمین اور ان کے اندر جس قدر چیزیں ہیں ۔ ہر ایک نتیجہ کے ساتھ وابستہ ہیں ۔

۲۱ - يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ (۲۰)

لَا يَفْتُرُوْنَ : ایک فقیر سے میں نے پوچھا ۔ کبھی آپ عبادت کرتے تھکتے بھی ہیں ۔ اس نے کیا عمدہ جواب دیا ۔ کیا تم سانس لیتے ۔ آنکھیں جھپکتے تھک جاتے ہو ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر جون ۱۹۱۰ء)

۲۴، ۲۵ - لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ (۲۳) اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ (۲۴)

لَا يُسْـَٔلُ : انسان خدا کے مقابل پر کچھ نہیں کر سکتا ۔ جو کچھ اس نے کرنا ہے ۔ اُسے کون ٹال سکتا ہے ۔

مِنْ قَبْلِیْ: تمام انبیاء جو پہلے ہو چکے ہیں۔
اَکْثَرُهُمْ: ضمائر کا مسئلہ خوب سمجھ لو کہ اس سے پہلے ان کا ذکر نہیں جو ھُمْ کا مرجع ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ رجون ۱۹۱۰ء)

۲۷۔ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۲۷﴾

لیکن وہ بندے ہیں جن کو عزت دی ہے۔ اس سے بڑھ کر نہیں بول سکتے اور اسی کے حکم پر کام کرتے ہیں۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۳۷)

عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ: یہ وَلَدْ کی حقیقت سمجھائی ہے۔ کہ اولیاء اللہ کو تقرب کے ایک مقام پر وَلَدْ کا خطاب دیا جاتا ہے۔ مگر وہ وَلَدْ حقیقی نہیں ہوتے۔
مومن وہ ہوتا ہے جو دنیا اور دین دونوں کے کام سمجھے۔ جیسے دنیا کے کارخانے ہیں۔ ویسے ہی دین کے کارخانے بھی ہیں۔ دنیا کی بھی کھیتی ہے۔ دین کی بھی تجارت ہے۔
جب زمین میں بہت خشکی آتی ہے تو خدا تعالیٰ بارش بھیجتا ہے۔ اسی طرح بعض زمانہ الہامات کا نہیں ہوتا۔ پھر ایک وقت الہامات کی بارش ہوتی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ رجون ۱۹۱۰ء)

۲۹۔ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ﴿۲۹﴾

وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى: اور سفارش نہیں کرتے مگر اسی کی جس سے وہ راضی ہو۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۳۸)

۳۱۔ اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ

شَيْءٍ حَيٍّ ؕ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۰﴾

سَمٰوٰت جمع ہے سَمَا کی اور اس کے معنی ہیں۔ اوپر کی چیز اور بادل کو بھی کہتے ہیں۔ رَتْق کے معنے ہیں جوڑنا۔ بند کرنا۔ قحط۔ خشک سالی۔ فَتْق ضد ہے رَتْق کی۔ اُس کے معنی ہیں۔ پھاڑنا کھولنا۔ سماں جیسے ارزانی کہتے ہیں، دیکھو قاموس۔ اَلسَّمَآءُ: کُلُّ مَا ارْتَفَعَ اِلٰی اَنْ قَالَ وَ السَّحَابُ: اَلْفَتْقُ۔ اَلشَّقُّ۔ فَتَقَهٗ: شَقَّهٗ، وَالْخَصْبُ وَالرَّتْقُ ضِدُّهٗ۔

پس ٹھیک ترجمہ آیت کا یہ ہوا۔ کیا وہ نہیں دیکھتے (نہیں سوچتے) کہ اوپر کی سطح (بادل) اور زمین بند ہوتے ہیں (یعنی خشک سالی واقع ہوتی ہے) پھر ہم انہیں کھول دیتے ہیں (یعنی مینہ برستا ہے) اور ہر جاندار چیز کو پانی سے بناتے ہیں یعنی آسمان سے مینہ برستا ہے۔ زمین سے نباتات نکلتے ہیں سماں ہوتا ہے۔ ارزانی ہوتی ہے۔

اگر کوئی شخص سماوات پر جو سماء کی جمع ہے اعتراض کرے تو اُسے ایوب ۳۸ باب ۳۷ پڑھنا چاہیئے۔ جہاں لکھا ہے۔ "کون اپنی دانش سے بادلوں کو گن سکتا ہے" عربی اور عبری زبانیں دونوں قریب قریب ہیں۔

یہی محاورہ کتبِ مقدسہ میں موجود ہے۔ دیکھو پیدائش ۷ باب ۱۱، ۱۲۔ آسمان کی کھڑکیاں کھل گئیں۔ چالیس دن اور رات پانی کی جھڑی لگی رہی۔

پیدائش ۸ باب ۲۔ آسمان کی کھڑکیاں بند ہوئیں اور آسمان سے مینہ تھم گیا۔

اوّل سلاطین ۸ باب ۳۵۔ پھر جب آسمان بند ہو جائیں اور بارش نہ ہو۔

حجی ۱ باب ۱۰۔ آسمان بند ہے۔ اوس نہیں گرتی۔

۲ تاریخ ۶ باب ۲۶۔ اگر آسمان بند ہو جاویں اور نہ برسیں۔

۲ تاریخ ۷ باب ۱۳۔ جو میں آسمان کو بند کروں کہ بارش نہ ہو۔

لوقا ۴ باب ۲۵۔ ساڑھے تین برس آسمان بند رہا۔ زمین حاصل دینے سے باز آئی۔ اور میں نے خشک سالی کو طلب کیا۔ (فصل الخطاب حصہ اوّل طبع دوم ص۱۴۴)

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا: کافر اس بات کا یقین نہیں کرتے یا یہ معنے۔ کیا بار بار نظارہ نہیں کیا۔

رَتْقًا: بند۔

فَفَتَقْنٰهُمَا : وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ (طارق ۱۲،۱۳)
میں اس کی تشریح ہے۔ پانی بخار بن کر بادل بنتا ہے اور پھر برستا ہے۔ اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰهَا (النّٰزعٰت : ۳۲)
اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ : اس وقت ایک بارش ہوئی ہے۔ طبائع حسب فطرت پھل لائیں گی۔
؎ در باغ لالہ روید و در شورہ بوم و خس
پوچھتا ہے تم کس جماعت میں بننا چاہتے ہو۔ کیا مومن نہیں بنیں گے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر جون ۱۹۱۰ء)
كَانَتَا رَتْقًا ، جب بارش نہیں ہوتی تو آسمان بند اور زمین روئیدگی نہیں دیتی۔ اسی طرح وحی کی بارش شروع ہو گئی۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۶۷)

۳۲۔ وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ ۖ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۳۲﴾

اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ : کہ وہ پہاڑ بھی ان کے ساتھ چکر کھاتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضؓ نے یہ معنے کئے ہیں۔
لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ : جس طرح پہاڑوں میں رستے بنائے۔ اسی طرح دینی مشکلات حل کرنے کے رستے بھی بنائے۔ دین کے رستے میں بھی پہاڑ ہیں۔ چنانچہ فرمایا۔
فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۔ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ۔ فَكُّ رَقَبَةٍ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ (البلد ۱۲-۱۷)
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر جون ۱۹۱۰ء)

۳۳، ۳۴۔ وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚ وَهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ فِيْ

فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿۳۳﴾

وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا : دین میں بھی چھت ہے۔ جو روحانی حیات کی حفاظت کا موجب ہے۔ آسمان میں سورج و چاند و ستارے بنائے۔ ایسے ہی دین میں بھی وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ (نحل : ۱۷) بھی فرمایا۔

فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ : چکّی (قطب شمالی یا جنوبی میں) یا چرخے (جیسے خط استواء) کی طرح پھرتے ہیں۔ بخاری میں ہے۔ قال المجاهد بحسبان كحسبان الرّحٰى وقال الحسن فى فلك مثل فلكة المغزل يسبحون۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر جون ۱۹۱۰ء)

۳۵، ۳۶۔ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۚ اَفَائِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿۳۵﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۗ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۶﴾

مِنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ : اس مقام پر مفسّرین لکھ جاتے ہیں۔ سب مر گئے۔ پھر دوسرے موقعہ پر عیسیٰؑ کے بارے میں یہ قول بھول جاتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر جون ۱۹۱۰ء)

وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً : اور ہم امتحان کے طور پر تمہیں بدی اور نیکی میں مبتلا کرتے ہیں۔ (نورالدین طبع سوم صفحہ ۸۰)

۴۳، ۴۴۔ قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ۗ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۳﴾ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ۗ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ

مِنَّا يُصْحَبُوْنَ ﴿۴۴﴾

يَكْلَؤُكُمْ : يَحْفَظُكُمْ نگہبانی کرتا ہے۔

لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ : دنیا میں جس قدر معبود بنائے گئے ہیں وہ خود مصیبتوں میں گرفتار ہوئے۔ دکھوں میں مبتلا ہوئے تا یہ ثابت ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی کسی کے دکھ دور کرنے والا نہیں۔

وَلَا هُمْ مِنَّا يُصْحَبُوْنَ : یہ پیشگوئی ہے کہ تمہیں بتوں کی مدد کا بھروسہ ہے۔ وہ تمہاری مدد کیا کریں گے۔ انکی تو اپنی خیر نظر نہیں آتی۔

يُصْحَبُوْنَ : صاحب دیئے جائیں گے۔ يُنْصَرُوْنَ

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ رجون ۱۹۱۰ء)

۴۵- بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۚ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۵﴾

اَطْرَافِهَا : امراء۔ غرباء۔ شرفاء وضعفاء۔ سب طبقے کے لوگوں سے آدمی نکل کر اس دین میں شامل ہو رہے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ رجون ۱۹۱۰ء)

۴۶- قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۖ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ﴿۴۶﴾

اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ : انبیاء قیاس سے پیشگوئیاں نہیں کرتے۔ بلکہ وہ جو کچھ اس بارے میں کہتے ہیں۔ اعلامِ الٰہی سے کہتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ رجون ۱۹۱۰ء)

۴۷، ۴۸- وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ

رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ۖ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۖ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴿۴۸﴾

اور ہم قیامت کے دن انصاف کی میزانیں رکھیں گے۔ تم کیسے نادان ہو کہ میزان کو مادیات میں منحصر سمجھتے ہو۔ میزان کو تم کیوں وسیع نہیں خیال کرتے۔ دیکھو جب تم نے حساب پڑھا تھا اس وقت تم کو جمع کی میزان۔ تفریق کی میزان۔ ضرب کی میزان۔ تقسیم کی میزان علم حساب میں نہیں بتائی گئی۔ اس سے تم اندھے کیوں ہوئے اور کیوں میزان کی حقیقت میں غور نہیں کرتے۔ کہ وہ بہت ہی وسیع ہو سکتی ہے۔ (نورالدین طبع سوم صـ۱۴)

۴۹۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۹﴾

اَلْفُرْقَانَ: ایک امتیاز۔ دشمن کے مقابلہ میں کامیابی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ جون ۱۹۱۰ء)

۵۲۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ﴿۵۲﴾

رُشْدَهٗ: رُشد فہم سلیم کو کہتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ جون ۱۹۱۰ء)

۵۹۔ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۹﴾

اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ : اپنے بڑے بُت کی طرف توجہ کریں گے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر جون ۱۹۱۰ء)

۶۴۔ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۴﴾

بَلْ فَعَلَهٗ : کسی کرنے والے نے کچھ کیا ہے۔ آپ کا مطلب یہ تھا کہ یہ کام کس نے کیا۔ مجھ سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔ تمہارا بڑا معبود موجود ہے۔ اس سے پوچھ لو۔ گویا انکی غلطی کی طرف اس پیرائے میں توجہ دلائی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر جون ۱۹۱۰ء)

۶۹ تا ۷۲۔ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۶۹﴾ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۷۰﴾ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۲﴾

قَالُوْا حَرِّقُوْهُ : حضرت ابراہیمؑ جس شہر میں پکڑے گئے تھے۔ اس کا نام اُور تھا۔ پشتو میں اب تک اُور کو آگ کہتے ہیں۔ اس شہر میں آتشکدہ تھا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر جون ۱۹۱۰ء)

اس سوال کے جواب میں کہ ابراہیمؑ کیلئے آگ سرد ہوئی۔ پھول کھل پڑے۔ چشمے جاری ہو گئے۔ لَيْنِيْمَرْ۔ کَوَيْمَرْ کے لئے کیوں سرد نہ ہوئی۔ فرمایا۔ پھول کھلے۔ چشمے جاری ہوئے۔ قرآن کریم میں تو نہیں مگر یہ تو بتاؤ کہ تمہارے یہاں کی متواتر کہانی پہلاد کی کیا بتاتی ہے۔ متواتر کا منکر احمق اور ضدی ہوتا ہے اور اگر اسی کے منکر ہو تو منوجی اور بھرگ سنگتا میں کیا لکھا ہے۔ اسے پڑھو۔ دیکھو اس کا ادھیائے ۸ شلوک ۱۱۶۔ " اگلے زمانہ میں تبش رشی کے چھوٹے بھائی نے ان کو عیب لگایا اور تبش رشی نے اپنی صفائی کے واسطے آگ کو اٹھایا لیکن تمام دنیا کے عمل نیک و بد جاننے والے اگن نے رشی کا ایک بال

بھی نہ جلایا" کیا تم اب اپنی کسی نیکی پراگنی کو اٹھا سکتے ہو یا اس شلوک کو غلط قرار دیتے ہو۔ یا اس کی کوئی تاویل کرتے ہو یا یہ قول منو کا وید کے کسی شلوک کے خلاف سمجھ کر رد کرتے ہو۔ اصل بات قرآن کریم میں اس قدر ہے۔

قَالُوا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۔ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۔ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ۔ وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ۔ (انبیاء : ۶۹ تا ۷۲)

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ (عنکبوت : ۲۵)

قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ (صٰفٰت : ۹۸، ۹۹)

انہوں نے کہا اسے جلا دو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو اگر کچھ کرنا ہے۔ ہم نے کہا اے آگ تو ابراہیمؑ پر سرد اور سلامتی ہو جا۔ انہوں نے ابراہیمؑ سے جنگ کرنی اور خفیہ تدابیر سے انہیں ایذا دینی چاہی۔ مگر ہم نے انہیں زیاں کار کیا اور ہم نے ابراہیمؑ اور لوطؑ کو مبارک زمین میں پہنچایا (اور دوسری جگہ ہے) اس کی قوم کا جواب یہی تھا کہ اسے مار ڈالو۔ یا جلا دو۔ سو خدا نے اُسے آگ سے بچا لیا۔ (اور تیسری جگہ ہے) انہوں نے مشورہ کیا کہ اس کیلئے ایک مکان بناؤ اور اسے آگ میں ڈالو۔ انہوں نے ابراہیمؑ کی نسبت ایذا رسانی کا منصوبہ کیا۔ سو ہم نے انہیں اس منصوبہ میں پست اور ذلیل کیا۔

ان آیتوں سے کس قدر صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو تم نے لکھا ہے۔ بالکل لغو اور غلط ہے اس قصہ میں یہ چند کلمات طیبات ہیں۔ جو مقام غور اور توجہ کے قابل ہیں۔ پہلا کلمہ ہے۔ اَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا دوسرا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ۔ تیسرا۔ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ۔ چوتھا۔ وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ ہر ایک گزشتہ نبی کا قصہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے پیرؤوں کی صداقت اور حقیقت کے ثبوت کیلئے ہوتا ہے۔ اس لئے ہمیں اور ہر ایک مسلمان کو ضرور ہوا کہ حضرت نبی کریمؐ اور مولانا رؤوف رحیم کے ماجرے اس بارہ میں دیکھیں۔ اس لحاظ سے

جب قرآن کریم کو پڑھتے ہیں تو اپنے نبی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم الیٰ یوم الدین کے بارہ میں یہ کلمات ہمیں ملتے ہیں۔

۱۔ اِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ (انفال: ۳۱) اور اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا (طارق ۱۶) ۲۔ اور آپ کے دشمنوں کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ۔ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (المجادلہ: ۲۰) ۳۔ کلمہ طیبہ ہے جو بخوبی آگ کے مسئلہ کو حل کرتا ہے۔ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ (المائدہ ۶۵)۔ کلمہ ہے اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (مومن: ۵۲)

ان مقامات کا مقابلہ دونوں قصوں قصہ حضرت نبی کریمؐ اور قصہ حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ کرو وہاں اگر ابراہیم کے مخالفوں نے آگ جلائی اور حرّقوہُ کا فتویٰ دیا تو یہاں تمام بلاد عرب نے نار الحرب کو جلایا اور صدہا مُسْعِرُ الحرب اٹھ کھڑے ہوئے اور جس طرح وہاں ابراہیم علیہ السلام کیلئے آگ کو بَرْد اور سلام بنایا اسی طرح ہمارے ہادی و مقتداء کیلئے اللہ تعالیٰ نے اس آگ کو بجھادیا اور فرمایا۔ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ یعنی جب کبھی ہمارے نبی کریمؐ کے دشمنوں نے آتش جنگ جلائی۔ اللہ نے اسے بجھادیا۔

...... ابراہیمؑ کے زمانہ پر ہزاروں برس اور ہمارے شفیع (صلی اللہ علیہ وسلم) پر چودہ سو ۱۴۰۰ برس گزرتے ہیں اور تو نے اور ایک تیرے اس معاملہ میں مؤید و ہم زبان' تیز زبان نوجوان امرتسری مولوی نے بھی اس طرح خطاب کیا ہے۔ " چاہیئے کہ آجکل کسی اہل اسلام کو جو ملہم اور پیغمبر ہو کر خدا کے ساتھ عیسیٰؑ یا موسیٰؑ کی طرح باتیں کرنے کا دَم بھرتا ہے۔ ایک لمبی چوڑی بھٹی کو آگ سے بھر کر بیچ میں پھینک دیا جائے۔ اگر آگ گلزار ہو جاوے تو سمجھیں کہ قرآنی معجزے سب سچ ہیں " امرتسری مولوی پھر اپنی کتاب میں فرماتے ہیں " یہ مرزا قادیانی کی طرف اشارہ ہے۔ مرزا جی کے دوستو کیا کہتے ہو " (ترکِ اسلام)

..... ہم خدائے تعالیٰ کے فضل سے کامل یقین اور پورے اعتقاد سے دعویٰ کرتے ہیں اور تمہیں اور تمام جہان کو سناتے ہیں کہ ہمارا مہدی اور عیسیٰ بن مریم اس وقت موجود ہے اور اسکو وحی ہوچکی ہے۔ پھر سنو۔ اور غور سے سنو۔ اور وحی الٰہی جو امام زمان کو ہوئی ہے یہ ہے۔

نَظَرْنَا اِلَيْكَ مُعَطَّرًا وَّ قُلْنَا يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ

اس وحی الٰہی میں ہمارے امام مہدی علیہ السلام حضرت مرزا غلام احمد کو ابراہیمؑ کہا گیا ہے۔ اس کے علاوہ عالم الغیب قادر خدا نے یہ بھی وحی کی ہے۔ "آگ سے ہمیں مت ڈراؤ۔ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے" اور پھر خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ عَمِثْلِكَ دُرٌّ لَا يُضَاعُ یعنی تیرے جیسا موتی ہرگز ضائع نہیں کیا جاتا ......

سنو۔ تبش رشی نے تو خود آگ میں ہاتھ ڈالا تھا مگر ابراہیم علیہ السلام خود آگ میں نہیں کودے تھے۔ اور نہ مومنوں مخلصوں راست بازوں اور اللہ کے رسولوں کا یہ فعل ہوتا ہے کہ اللہ کو آزمائیں بلکہ ان کو حکم ہے لَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ (بقرہ۔۱۹۶) یعنی اپنے تئیں خود ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اس سنتِ الٰہی کی اتباع میں حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں خود کود کر نہیں گرے تھے بلکہ لوگوں نے کہا۔

حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ......

اب خدا تعالیٰ کی اسی سنت کے موافق تم اور سارا جہان اور اس سفلی جہان کی ساری طاقتیں اور شوکتیں اور عداوتیں ہمارے امام مہدی اور مسیح کو آگ میں ڈال کر دیکھ لیں۔ یقیناً خدا تعالیٰ اپنے زندہ اور تازہ وعدہ کے موافق اس مہدی کو اسی طرح محفوظ رکھے گا جیسے پہلے زمانہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو محفوظ رکھا۔ یہ ہمارا آقا غلام احمد ہے۔ اس لئے ضرور ہے کہ احمدؐ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور اتباع کی برکات اور ثمرات اسے حاصل ہوں۔ جیسے خدا تعالیٰ نے اس کے متبوع کو وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المائدہ:۶۸) کا وعدہ دیا۔ اسی طرح اسے بھی برسوں پیشتر يَعْصِمُكَ اللّٰهُ وَلَوْ لَمْ يَعْصِمْكَ النَّاسُ کا وعدہ دیا۔ یہ خدا کا مسیح اور مہدی یقیناً تمہاری آگ سے بچے گا اور ضرور بچے گا۔ اس نے طاعون جیسی آگ کی خبر دی کہ آنے والی ہے۔ اور کہا۔ کہ میرے لئے آسمان پر ٹیکا لگ چکا ہے آخر وہی ٹیکا سچا نکلا اور زمینی ٹیکا بیکار ہو گیا۔ عیسائی لوگوں پر ہوؤں۔ سکھوں اور آریہ سماج نے پھر خصوصیت سے لیکھرام کے واقعہ پر کیا آگ نہیں لگائی اور شیعہ۔ سنی۔ مقلد۔ غیر مقلد متصوفوں اور ان کے شرکاء نے کیا کوشش میں کمی کی ہے اور کیسی آگیں جلائیں۔ مگر سب خائب وخاسر ہوئے۔ اب ظاہری آگ یا اس سے بھی زیادہ آگ کو لگا کر دیکھو۔ پھر تم دیکھو گے۔ یہ تمہاری آگیں بھسم ہوتی ہیں۔ کہ نہیں۔ یہ بھی رسولوں کے رنگ میں ہے تم اعداء الرسل کی طرح اس کا مقابلہ کرو اور دیکھو اس موعود انبیاء اور جانشین خاتم الرسل وخاتم النبیین کے لئے بھی اسی طرح تمہاری آگ بَرد وسَلام ہوتی ہے کہ نہیں۔ یاد رکھو۔ وہ برد و

سلام ہوگی اور ضرور ہوگی۔ مگر تم نادانی سے کہتے ہو کہ وہ خود آگ میں جاویں۔ کیا یہ اتباعِ انبیاء ورسل ہے۔ دیکھو قرآن میں ہے حَرِّقُوْهُ سو تم بھی حَرِّقُوْهُ کا حکم اپنے ذریات اور سواروں اور پیادوں کو کرو اور بس پھر دیکھو۔ ابراہیم کی طرح آگ بردو سلام ہوتی ہے کہ نہیں۔ ہاں یہ ریب لیٹی مر بشپ بادشاہ انگلینڈ ایڈورڈ ششم کا درباری تھا۔ ۱۵ اکتوبر ۱۵۵۵ء کو ملکہ میری کے عہدِ سلطنت میں پراٹسٹنٹ مذہب پر قائم رہنے اور وعظ کرنے کے سبب آگ میں جلایا گیا۔ رڈلے بشپ پراٹسٹنٹ مذہب پر قائم رہنے اور وعظ کرنے کے سبب لیٹی مر کے ساتھ آگ میں جلایا گیا۔ کرینمر آرچ بشپ پراٹسٹنٹ ہونے کی وجہ سے قید کیا گیا تھا۔ اس نے توبہ کی مگر وہ خفیہ تھی۔ باہر آ کر پھر پراٹسٹنٹ ہونے کا اقرار کیا اور یہ بھی اقرار کیا کہ موت کے ڈر سے میں نے اپنا مذہب چھوڑنے کا وعدہ کیا تھا۔ ۱۵۵۶ء میں آگ میں جلایا گیا۔ مگر یہ تو بتاؤ یہ ثالوثی مثلث خدا کو ماننے والے تین میں ایک۔ ایک میں تین کے معتقد تمام الہٰی شریعت کو جو توریت میں تھیں لعنت کہہ کر اس پہ پانی پھیرنے والے کفارہ مسیح پر اعتقاد کر کے بدوں اعمال بہشت کے وارث بننے والے ابراہیمؑ کی طرح کیوں بچائے جاتے؟ کیا خدا تعالیٰ ایسے ناپاک مشرکوں کو پاک موحّدوں کی جگہ پر اتارا کرتا ہے! .... یہ سب لوگ ابراہیمؑ کے ایمان کے بالکل مخالف اور ضد ہیں۔ جہاں تک تاریخ پتہ دے سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مرسل و مامور اپنے اعداء کے سامنے ناکام ہو کر نہیں مرے اور نہ ہلاک ہوتے اور نہ مارے جاتے ہیں۔ مامورین کے ساتھ جدال و قتال ہوتا ہے جس کا ذکر فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (آل عمران: ۱۸۴) اور فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (بقرہ: ۹۲) میں ہے۔ مگر یہ مقاتلہ و مقابلہ کرنے والے ناکام و نامراد مرتے ہیں۔ اور مامور لوگ اللہ کے فضل سے مظفر و منصور اور کامیاب ہو کر دنیا سے جاتے ہیں۔ کیا تم نے نہیں سنا اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ (مائدہ: ۴) کی آواز کس نے سنی۔ کیا اس بدانجام نے جو ویدوں کا ترجمہ بھی کامل نہ کر سکا۔ اور چل دیا۔ اس میں بھی پنڈت لوگوں کا تصرف و دخل شامل ہو گیا۔ جس کے باعث وہ ترجمہ بے اعتبار ہے اور تم کو آگاہی نہیں۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا۔ (نصر: ۲،۳) کی وحی کس کو ہوئی۔ حزب اللہ ہمیشہ غالب ہوتا ہے اور حزب الشیطان ہمیشہ خائب و خاسر مرتا ہے۔ یہی بات تو ہے جس پر ہمارا امام اور ہم خوشیاں مناتے ہیں۔ لیکھرام کو آگ لگی۔ اور جل کر کباب ہو گیا۔ اور اسکا مخالف اب تک عیش و آرام میں ہے۔ اس کے لئے اس کے گھر میں باغ ہے اور چشمے جاری ہیں۔

خدا خود سوزد کرم دنی را ؎ کہ باشد از عدوّان محمدؐ
(نورالدین طبع سوم ص۱۷۴ تا ۱۷۵)

۷۳- وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ، وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً، وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ﴿۷۳﴾

نَافِلَةً: پوتا (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر جون ۱۹۱۰ء)

۷۹- وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ، وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ﴿۷۹﴾

يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ: وہ فیصلہ نہ قرآن میں مذکور ہے نہ حدیث میں۔ ہمیں ضرورتِ تفتیش نہیں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ص۴۶۷)

۸۰- فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ، وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا، وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ، وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۸۰﴾

فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ بڑوں کو بعض وقت بات نہیں سمجھاتا جو چھوٹوں کو سمجھا دیتا ہے۔

اَلْجِبَالَ: پہاڑی قومیں

اَلطَّيْرَ: جانور تابع کئے تھے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر جون ۱۹۱۰ء)

داؤد و سلیمان کے بیان میں بتایا کہ بعض وقت چھوٹے وہ حق بات کہہ جاتے ہیں جس کی طرف بڑوں کا ذہن منتقل نہیں ہوتا۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ص۴۶۷)

۸۱ - وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿۸۱﴾

لَبُوْسٍ لَّكُمْ : ہمارے نبی کریمؐ نے زرہ بنائی ۔ وہ اسلام ہے اور پھر میرے ہاتھ میں ہے ۔ وہ قرآن ہے ۔ کوئی کتاب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی ۔ کوئی شخص اس کتاب کے فہم والے کا مقابلہ نہیں کر سکتا ۔ مجھ سے خدا نے وعدہ کیا ہے کہ مَیں تمہیں دشمن کے مقابل پر اس کے معنے سمجھاؤں گا ۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ جون ۱۹۱۰ء)

۸۲ - وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۚ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ﴿۸۲﴾

الرِّيْحَ : ہوا کے جہاز ان کے ماتحت چلتے ۔
بِاَمْرِهٖ : آپ کے حکم سے گویا چلتے ۔
بٰرَكْنَا فِيْهَا : خلیج فارس کے جہاز ہندوستان کی چیزیں شام تک لے جاتے ۔ یورپ اور افریقہ کے اسباب بحیرہ روم کے ذریعے پہنچتے ہیں ۔ حبش ، سمالی لینڈ ، یمن اور جزائر کی چیزیں بحیرہ قلزم کے ذریعے پہنچتی تھیں غرض تین طرف سے بحری سفر ہوتا ۔ ۱ ۔ خلیج فارس ۲ ۔ بحیرہ روم ۳ ۔ بحیرہ قلزم ۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ جون ۱۹۱۰ء)

۸۳ - وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۳﴾

الشَّيٰطِيْنِ : شَطَنَ الْبِئْرُ ۔ یہ کنواں بڑا گہرا ہے ۔ گہرے کنوئیں کو شَطَن کہتے ہیں ۔ شاید تم نے نظارے نہیں دیکھے ۔ جو غوطے لگاتے ہیں ۔ سیپیاں لاتے ہیں ۔ دور ستے ہوتے ہیں ۔ دیر تک اس کے نیچے رہتے ہیں ۔ صبح سے لے کر نصف النہار تک غوطہ لگا سکتے ہیں ۔ انہی کو شیاطین

کہا گیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ رجون ۱۹۱۰ء)

وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ : دور دور کے لوگ۔ (تشحیذ الاذہان ۹ رجون ۱۹۱۰ء)

۸۸ - وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۸﴾

مُغَاضِبًا : جو کسی غضب میں آکر چل دیئے۔

لَنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ : ہم اس پر کسی قسم کی تنگی نہیں کریں گے۔ یہ معنے نہیں کہ قادر نہیں (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ رجون ۱۹۱۰ء)

حضرت یونسؑ کی دُعا بھی اپنے اندر بہت سے اسرار رکھتی ہے۔ وہ یہ ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔

پہلے لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سے مسئول کی تعریف کی ہے۔ اور اسے مبدءِ تمام فیوضات کا اور اپنی ذات میں کامل اور صمد قبول کیا اور اِلَّآ اَنْتَ سے اس پر بہت زور دیا وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ (انعام : ۱۸) "اگر تجھے اللہ کسی تکلیف میں ڈالے تو اس کا دور کرنے والا بھی اس کے سوا کوئی نہیں" کے ماتحت دُکھ درد دور کرنے والا اللہ ہی کو مانا اور اسے تمام نقصوں سے منزّہ اور تمام عیبوں سے مبرّا جانا۔ دوسری طرف مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ (شوریٰ : ۳۱) (جو تمہیں مصیبت پہنچے تو وہ تمہارے اپنے ہی ہاتھوں سے ہے) کے موافق اس مصیبت کو اپنی کسی کمزوری کا نتیجہ قرار دیا۔ پھر سُبْحَانَكَ سے تمسّک کر کے اپنی مصیبت میں پڑنے اور اپنی کمزوری کا اقرار کیا۔ کہ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ گویا استغفار کیا۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ توحید ہے۔ اور توحید فاتحِ ابوابِ خیر ہے اور استغفار مُغْلِقُ اَبْوَابِ الشَّرِّ ہے۔ اور اس دعا میں سب کچھ ہے اور اس پر صادق آتا ہے۔ وَ يَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا وَّكَانُوْا لَنَا خَاشِعِيْنَ (انبیاء : ۹۱)

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۱ صفحہ ۳۷)

۹۲- وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَ جَعَلْنٰهَا وَ ابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۲﴾

مِنْ رُّوْحِنَا : اپنا پاک کلام (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر جون ۱۹۱۰ء)

فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا : اپنا کلام اس کو پہنچایا۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۶۸)

حضرت مریم میں الٰہی کلام کو پہنچا دیا۔ (نور الدین طبع سوم صفحہ ۹۳)

۹۵، ۹۶- فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ، وَ اِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۹۶﴾

یہ رکوع بڑا مشکل ہے۔ میرے لئے نہیں۔ کیونکہ مجھ پر اللہ نے اس کے معنے کھول دیئے ہیں۔ زیادہ تر تو لوگوں نے خود ہی اسے مُغلق کر دیا۔

لَا كُفْرَانَ : ناقدری نہ ہوگی۔

حَرٰمٌ : ۱۔ ضروری ۲۔ عزم (پکی بات)

اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ : وہ اپنی شرارتوں سے کبھی رکنے والے نہ تھے۔ اور انکی مثل بھی پیدا نہ ہوں گے۔ مگر اس زمانہ میں کہ یاجوج ماجوج فتح ہوں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر جون ۱۹۱۰ء)

۹۷- حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۷﴾

مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ : یہ لوگ کسی بڑی سے بڑی سلطنت کو زیر نظر

رکھ لیتے ہیں۔ جب اس کو فتح کر لیا تو اس سے کم درجے کی ریاستیں خود ہی قابو میں آجاتی ہیں نہروں میں بھی یہی طریق ہے کہ حدب (کمر) کی تلاش رکھتے ہیں۔ پھر اس پر قبضہ کرکے اور اسے سیدھا کرکے سیدھی نہر میں لے جاتے ہیں۔

یَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ : یہ ان قوموں کے مُورثِ اعلیٰ کا نام ہے۔ میرے ایک دوست نے مجھے بتادیا تھا۔ کہ سب سے پرانا بُت لنڈن میں یاجوج ماجوج کا ہے۔

تورات میں جوج۔ مسک۔ ٹابولسک کے سردار کو کہا اور جزائر کے رہنے والے کو (حزقیل باب ۳۸،۳۹) کسی زمانے میں وسط ایشیا میں ان کا زور تھا۔ میدو فارس کو بہت دُکھ دیتے تھے۔ ان سے روکنے کیلئے ذوالقرنین نے دیوار بنائی۔ پھر آہستہ آہستہ تمام ممالک میں پھیل گئے۔ چونکہ ان ناموں کا مادہ اجّ (آگ سے) ہے۔ یہ قومیں بلحاظ اپنے رنگ اور اپنے کاموں کے آگ سے کام لینے والے ہیں۔ غرض تمام قسم کی بدکاریوں۔ آزادیوں۔ خدا کے انکار۔ انبیاء کی ہتک کے ظہور کا زمانہ۔ ان کے پھیل جانے کا وقت بتاتا ہے (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ رجون ۱۹۱۰ء)

وَاِذَا فُتِحَتْ : زمانہ خروج یاجوج ماجوج ہر نیک و بد کا نمونہ موجود ہوگا۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۴۶۸)

۹۸۔ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝

كُنَّا ظٰلِمِيْنَ : ہم بہت مشرک تھے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ رجون ۱۹۱۰ء)

۱۰۵۔ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاۗءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۭ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ۭ وَعْدًا عَلَيْنَا ۭ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝

كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ : جس طرح مضمون کے اندر اس کی تحریر

و مضمون محفوظ رہتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر جون ۱۹۱۰ء)

جس دن لپیٹیں گے آسمان کو مانند لپیٹنے کاغذ کتاب کے جیسے ہم نے پہلے پیدائش کو شروع کیا۔ ہم دُہرا دیں گے اُس کو۔ (فصل الخطاب حصہ اوّل صـ۱۴۵)

كَطَيِّ السِّجِلِّ: جس طرح ایک تحریر اپنی مکتوب چیز و مضمون کو لپیٹ لیتی ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ ر ۹ صـ۴۶۸)

۱۰۶۔ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُونَ ۝۱۰۶

فِي الزَّبُوْرِ: زبور کے معنے انبیاء کی کتب۔

بَعْدِ الذِّكْرِ: ذکر سے مراد۔ اُمّ الکتب۔ لوحِ محفوظ۔ بعضوں نے کہا۔ ذکر سے مراد قرآن یا تورات ہے۔

اَلْاَرْضَ: بہشت کی سرزمین۔ اسی دنیا سے ملنی شروع ہوتی ہے۔ اور پھر آگے بڑھتی جاتی ہے۔ اور اس کے وارث صالح بندے ہوتے ہیں۔ اسی طرح جہنم کی زندگی بھی بد رُوح کیلئے یہیں سے شروع ہوتی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر جون ۱۹۱۰ء)

۱۱۳۔ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ۗ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ۝۱۱۳

قٰلَ رَبِّ احْكُمْ: یہ محمد رسول اللہ کی دُعا ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ ٹ صـ۴۶۸)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۲۔ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ ۝

انسان کو جب راحت۔ آرام۔ کامیابی ہو تو خوش ہوتا ہے۔ اگر اس خوشی میں اس کی تدبیر کو دخل ہو تو بہت ہی فخور ہو جاتا ہے۔ اور دوسرے ناکاموں پر آوازے کستا ہے۔ جب ناکامی ہو جائے۔ نامرادی یہ دیکھے تو اس وقت خدا یاد آتا ہے (اگر خدا کا قائل ہو) ورنہ کلماتِ کفر زبان سے نکالتا ہے۔ کامیابی میں تکبر۔ ناکامی میں تنزل انسانی فطرت کا خاصہ ہے۔ مثنوی میں ایک حکایت ہے کہ ایک متکبر امیر کے کانٹا چبھ گیا۔ اس کو نکالنے کیلئے سر نیچا کرنا پڑا تو اسے کہا گیا یہ ہے تکبر کی حقیقت کہ ایک کانٹے نے سر جھکا دیا۔

اِتَّقُوْا: کامیابی میں بھی متقی ہو۔ ناکامی میں بھی۔ خوشی میں بھی تقویٰ کی حدبندی کو نگاہ رکھو۔

اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ: ایک نہ ایک وقت مصیبت کا آتا ہے۔ اس وقت مال بچے کو بھول جاتی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر جون ۱۹۱۰ء)

اس سورۃ میں تمام قوموں کو آگاہ کرتا ہے۔ کہ زلزلۃ الساعۃ آتا ہے۔ (جنگ)
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۶۸)

۳۔ یَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ

تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ﴿۲﴾

سُكٰرٰى : عشق اور سکر کا لفظ اچھے معنوں میں ہمارے ہاں نہیں آیا۔ نہ قرآن میں عشق کا لفظ ہے۔ صحیح حدیث میں متوالا اس کے معنے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر جون ۱۹۱۰ء)

۴- وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ﴿۳﴾

بِغَيْرِ عِلْمٍ : افسوس کہ آجکل کے کالجیئیٹ اور نئے تعلیم یافتہ مولوی اللہ کی ذات صفات۔ احکام۔ افعال۔ تعلیمات میں بحث کرنے کو تو ہر وقت تُلے رہتے ہیں۔ مگر مطلقاً علمِ قرآن و حدیث سے بے خبر ہوتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر جون ۱۹۱۰ء)

۵- كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۵﴾

مَنْ تَوَلَّاهُ : اس گروہ سے جو خدا تعالیٰ سے دُور ہیں اس سے جو دوستی رکھے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر جون ۱۹۱۰ء)

۶- يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۚ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ

مَا نَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْــًٔا ۭ وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَ اَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِيْجٍ ﴿۶﴾

نُطْفَةٍ : تھوڑی سی چیز۔ منی کے جس حصے سے انسان بنتا ہے۔ وہ بدوں خوردبین نظر ہی نہیں آتا۔

لِنُبَيِّنَ لَكُمْ : تا بیان کریں ہم، کہ تم اپنے محافظ خود نہیں۔ بعض بغیر کامل ہوئے گر بھی جاتے ہیں۔ بعض صورت پذیر ہوتے ہیں۔

طِفْلًا : اس حالت میں انسان طفیلی ہی ہوتا ہے۔ کہ خود کھا سکتا ہے۔ نہ پہن سکتا ہے بلکہ کھڑا تک نہیں ہو سکتا۔

یہ تغیّرات قیامت کے قیام اور ایک خاص وقت پر نبوّت کے ظہور پر دال ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ رجون ۱۹۱۰ء)

۸ - وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴿۸﴾

يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ : اس میں یہ اشارہ بھی ہے کہ جو کافر ہیں۔ ان میں سے کئی مومن ہوں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ رجون ۱۹۱۰ء)

۹ - وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ

عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿۹﴾

لَا هُدًى : اکثر لوگ جو علم پڑھتے ہیں۔ ان میں خشیۃ اللہ ہرگز نہیں ہوتا۔
وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ : واعظ بجائے اس کے کہ قرآن وحدیث کا وعظ کریں۔ مُضحِکَات و مُبْکِیَات کو وعظ کی روحِ رواں سمجھتے ہیں اور اس قسم کی حکایتیں یاد کئے ہوئے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ رجون ۱۹۱۰ء)

۱۰- ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۱۰﴾

ثَانِيَ عِطْفِهٖ : اس کے معنے ہیں۔ مُتَكَبِّرًا ۔ متکبر شخص اپنی گردن کو مروڑ کر بات کرتا ہے۔ وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا (لقمان: ۸) اس کی تفسیر میں ہے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ رجون ۱۹۱۰ء)

۱۲- وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ اِۨطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ اِۨنْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۲﴾

مکہ میں صریح دشمن موجود تھا اور مدینہ طیبہ میں بھی کئی قسم کے دشمن موجود تھے۔ تین یہودیوں کے۔ دو مشرکوں کے۔ ایک عیسائیوں کا۔ ساتواں گروہ منافقوں کا۔
یہ سورۃ میرے نزدیک مدنی ہے۔ اور اس میں مخاطب مکہ والے بھی ہیں۔ اسی میں فتح مکہ کا اشارہ ہے اور انذار ہے سب مخالفین کو پہلے رکوع میں صریح دشمن مخاطب تھے۔ دوسرے رکوع میں منافقوں سے خطاب ہے۔

عَلٰی حَرْفٍ : مومن وہ ہے جو خوشحالی و تنگ حالی میں خدا کی قضاء پر راضی رہے۔
فَاِنْ اَصَابَہٗ ... الخ : یہ طریق منافقوں کا ہے۔
خَیْرٌ : آرام۔ بھلائی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ رجون ۱۹۱۰ء)

۱۴- یَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّہٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِہٖ ۭ لَبِئْسَ الْمَوْلٰی وَلَبِئْسَ الْعَشِیْرُ ﴿۱۴﴾

لَمَنْ ضَرُّہٗٓ اَقْرَبُ ۔ رامپور میں ... ایک شخص اپنے آقا کی خدمت کرتا اور کہتا خدا اور نمازیں بھی دیکھ لیں۔ جو کچھ ہے یہی ہے۔ ایک ماہ خدمت کر چکا۔ ابھی تنخواہ نہ پائی تھی کہ یکدم قتل کیا گیا۔ اس وقت اسے معلوم ہوا۔ کہ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ (یونس : ۱۰۷) کا کیا ضرر ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ رجون ۱۹۱۰ء)

۱۶- مَنْ کَانَ یَظُنُّ اَنْ لَّنْ یَّنْصُرَہُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ فَلْیَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَی السَّمَآءِ ثُمَّ لْیَقْطَعْ فَلْیَنْظُرْ ھَلْ یُذْھِبَنَّ کَیْدُہٗ مَا یَغِیْظُ ﴿۱۶﴾

لَنْ یَّنْصُرَہُ اللّٰہُ : ہ کا مرجع نبی کریم ؐ ہے۔ ضمائر کا مسئلہ قابلِ غور ہے۔ نبی کریم ؐ کا ذکر نہیں ہو چکا اور ضمیر آ گئی۔ فرماتا ہے جو یہ باور کر رہا ہے کہ دنیا میں اس نبی کو مدد نہیں ملیگی
فَلْیَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَی السَّمَآءِ : اس آیت کے دو معنے کئے گئے ہیں۔ ۱۔ وہ کوئی ترکیب بنا کر آسمان میں جائے اور محمد ؐ رسول اللہ کو جہاں سے نصرت آتی ہے۔ وہاں سے کاٹ دے (بغیر اس کے کوئی طریق نہ ہو سکے گا) گویا اس نادان کو سمجھایا ہے کہ آسمانی نصرت کو کون روک سکتا ہے۔ ۲۔ سَمَاء کے معنے چھت کے ہیں۔ جو شخص کہتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو نصرت نہیں ہوگی اسے چاہیئے کہ چھت میں رسہ لٹکا کر پھانسی لے لے (اور خودکشی کر لے)۔ یہ نصرت تو ضرور آنی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ رجون ۱۹۱۰ء)

۱۸- اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِئِيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۸﴾

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا : ان سب قوموں کا نام لیا ہے۔ جن کا متنبہ کرنا مقصود ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۴۶۸)

الصَّابِئِيْنَ : صابیوں کو صبہ کہتے ہیں۔ ثابت بن قرہ ایک مشہور طبیب ہے۔ انہی میں سے ہے۔ صابیوں کے تین مذہب ہیں۔ تینوں کا اثر مسلمانوں میں دیکھتا ہوں۔

(۱) ایک تو تعویذ۔ گنڈے۔ ٹوٹکے اور ستاروں کے سعد ونحس کا خیال یا بدروح کا لفظ انہی سے لیا گیا ہے۔

(۲) صوفیانہ طبیعت رکھتے ہیں معتزلہ و نیاچرہ[1] میں ان کے دلائل پائے جاتے ہیں۔

(۳) ایک ان میں سے اپنے طور پر نماز پڑھتے۔ وضو کرتے ہیں۔ رو بقبلہ بھی ہوتے ہیں۔ بغداد میں بھی ہیں۔ مسلمان نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ جون ۱۹۱۰ء)

۱۹- اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ؕ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ

---

[1] جمع نیچری۔ مرتب

مَا يَشَآءُ ﴿۱۹﴾

اِنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ : یہاں کہتے ہیں کہ سجدہ فرض ہے۔ میرے نزدیک بھی ایسا ہی ہے۔ کیونکہ پیشگوئی کو بڑے زور سے بیان کیا اور وہ پوری ہوئی۔ آخر طوعاً و کرھاً خدا کے حکم کو ماننا پڑا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر جون ۱۹۱۰ء)

۲۰- هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ؗ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ؕ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ﴿۲۰﴾

خَصْمٰنِ : کافر۔ آگے ان دونوں کا انجام بیان ہوتا ہے۔
ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ : دنیا میں یہ نار جنگ کے رنگ میں ظاہر ہوئی۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر جون ۱۹۱۰ء)

۲۳- كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۗ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۲۳﴾

عَذَابَ الْحَرِيْقِ : ظاہری رنگ میں ان کے باغات جلائے گئے۔ حضرت علیؓ۔ حضرت حمزہؓ۔ حضرت معاویہؓ یہ تین تھے جن کے مقابلہ میں عتبہ۔ شیبہ۔ ولید کھڑے تھے۔ ان کا بیان ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر جون ۱۹۱۰ء)

۲۴- اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۭ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۲۴﴾

یہ سورۃ فتوحات کیلئے بیان فرمائی۔ اس میں فتح مکہ، مدینہ۔ فتح عراق کی طرف اشارہ ہے
عرب ایک خشن[1] پوش قوم تھی۔ اونٹوں۔ بکریوں۔ گوسپندوں کے بالوں کے کپڑے پہنتے۔ نہ ریشم
نہ پشمینہ۔

جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ : اللہ تعالیٰ رسول کے ذریعہ بشارت دیتا ہے
کہ تم عراق عرب ایسے ممالک کے فاتح ہوگے۔ اور بجائے خشن پوشی کے ریشم دیا جاوے گا۔

یُحَلَّوْنَ : زیور دئے جائیں گے۔ جنگ میں عورتیں بھی شامل ہوتی تھیں۔ یہ سب چیزیں جن
کے پہننے کی تھیں۔ انہیں کو پہنائی جائیں۔ مگر انعام میں اکثر چیزیں اب بھی مردوں کو ملتی ہیں۔ یہ
مطلب نہیں ہوتا کہ مرد پہن لیں۔

سراقہ بن جعشم ایک شخص تھا۔ اس کو رسول اکرمؐ نے فرمایا۔ کہ تجھے کسریٰ کے کڑے
دئے جائیں گے۔ اس نے ہاتھ ننگا کر کے کہا کہ ان ہاتھوں میں کڑے؟ فرمایا۔ میں تو دیکھ رہا ہوں
چنانچہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں اسے پہنائے گئے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ رجون ۱۹۱۰ء)

۲۵- وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۖۚ وَ
هُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ﴿۲۵﴾

اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ : زبان کی شائستگی عرب کو بالخصوص بخشی گئی تھی۔
عرب اپنے مرکز کے لحاظ سے کبھی مفتوح نہیں ہوئے۔ یونانی باوجود بھی پنجاب تک پہنچا
مگر عرب پر وہ بھی تسلط نہ کر سکا۔ روما کی سلطنت بھی عظیم تھی اور فراعنہ مصر کی بھی۔ لیکن
سب کی دست بُرد سے محفوظ رہے اور خود بھی فاتح نہ ہوئے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ رجون ۱۹۱۰ء)

۲۷- وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ
اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ

---

[1] خشن :- کھردرا۔ سخت (مرتب)

لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۲۷﴾

طَهِّرْ : پاک رکھو کہ کسی قسم کی بُت پرستی نہ ہونے پائے۔
حضرت ابراہیمؑ نے سات دعائیں کی ہیں۔ ۱۔ جب عمارت بنائی۔ باپ بیٹا مل کر دعا کرتے تھے۔ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ (بقرہ: ۱۲۹) الٰہی ہمیں اپنا فرماں بردار بنا لے
۲۔ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ (بقرہ: ۱۲۹) ۳۔ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا
۴۔ وَتُبْ عَلَيْنَا (بقرہ: ۱۲۹) پھر دعا کی
۵۔ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ۔
۶۔ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔ ۷۔ وَيُزَكِّيْهِمْ (بقرہ: ۱۳۰)
کل بناء کعبہ میں سات دعائیں کی ہیں۔ اس واسطے مومن سات دفعہ وہاں طواف کرتا ہے اور یہ دعائیں کرتا ہے۔ اسی مقام کو ڈھونڈتا ہے جہاں یہ دعائیں قبول ہوئیں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ رجون ۱۹۱۰ء)

۲۸۔ وَاَذِّنْ فِى النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ﴿۲۸﴾

اور پکار دے لوگوں میں حج کے واسطے کہ آویں تیرے پاس پیدل اور سوار دُبلے دُبلے اُونٹوں پر چلتے آتے راہوں پر دُور سے کہ پہنچیں اپنے بھلے کی جگہوں پر۔
(فصل الخطاب حصہ اول صـ۴۳)

۲۹۔ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ﴿۲۹﴾

مَنَافِعَ لَهُمْ : حج کے منافع عجیب در عجیب ہیں۔ انسان جب اپنے وطن میں رہتا ہے

تو بوجہ محبت، وطن چھوڑ نہیں سکتا۔ مگر جو قومیں گھروں کے چھوڑنے کی عادی ہیں وہ بہت ہی نفع میں رہیں۔ ہمارے امراء بہت سست ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ر جون ۱۹۱۰ء)

وضعداری ہمارے ملک میں بہت ہی رائج ہے۔ اس کے توڑنے کیلئے حج ہے۔ جس میں ایسی وضع داریاں خاک میں مل جاتی ہیں۔

پھر بڑا نفع تو یہ ہے کہ لاکھوں آدمی جب مل کر دُعا کرتے ہیں تو ضرور مقبول ہوتی ہے اور اس وقت خصوصیت سے ایک جوش اُٹھتا ہے۔ کوئی مدبّر۔ کوئی حکیم۔ کوئی فلسفی۔ کوئی موجد کوئی عالم دنیا کے کسی حصّے میں پیدا ہو۔ وہاں ضرور خبر ہو جاتی ہے۔ کیونکہ تمام ممالک کی مخلوق کا کوئی نہ کوئی نمونہ وہاں موجود ہوتا ہے۔

میں نے مکہ میں ایک بزرگ دیکھے کہ وہ جلد جلد عربی میں بات کرتے۔ مگر ان کی کوئی بات علم حدیث سے باہر کی نہ ہوتی۔ ایک سوال کے جواب میں فرمایا۔ کہ یہ مطلب نہیں کہ مکہ میں منافع ہی منافع ہیں۔ نقصان بھی ہو جاتے ہیں۔ مگر زیادہ منافع ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر جون ۱۹۱۰ء)

۳۱۔ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۚ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿۳۱﴾

وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ : جس کو خدا نے بڑا بنایا ہے۔ اس کی تعظیم کرو۔ اس سے یہ مسئلہ بھی نکل آتا ہے کہ حاکمِ وقت کی اطاعت چاہیئے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ر جون ۱۹۱۰ء)

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ۔ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ : بتوں کی ناپاکی سے بچو۔ اور جھوٹی باتوں سے بچو۔ اور شرک سے بیزار ہو جاؤ۔ (نورالدین طبع سوم صفحہ ۱۹ دیباچہ)

۳۲- حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴿۳۲﴾

بتوں کی ناپاکی سے بچو اور جھوٹی باتوں سے بچو اور شرک سے بیزار ہو جاؤ۔
(نورالدین طبع سوم صہ ۱۹ دیباچہ)

۳۳- ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿۳۳﴾

شَعَآئِرَ اللّٰهِ: جس سے اللہ کا شعور پیدا ہو۔ قرآن کریم کی بہت تعظیم ہے کہ یہ شعائر اللہ میں سے اعظم ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹، ۱۶ جون ۱۹۱۰ء)

پاؤں قبلہ کی طرف کر کے سونا تعظیم قبلہ کے خلاف ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ اور تعامل اسلام میں ہم کسی کو نہیں پاتے کہ قبلہ کی طرف منہ کرتے ہیں (بدر ۲۷ فروری ۱۹۰۸ء صہ ۳)

۳۵- وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗۤ اَسْلِمُوْا ؕ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ﴿۳۵﴾

قربانی ایک اصل الاصول ہے تمام ترقیات کا۔ کوئی مذہب۔ کوئی سلطنت۔ کوئی تمدن قربانیوں سے خالی نہیں۔ گند میں جو اجرام پیدا ہوتے ہیں وہ شیر۔ چیتے۔ بھیڑیے سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ ان کے زہر کے تریاقوں میں سے دھوپ۔ روشنی۔ ہوا ہے۔ بڑے اہتمام سے پاخانوں اور ایسے گندے مقامات کی صفائی کروائی جاتی ہے۔ مگر یہی گند کھاد بن کر ایسی

خوشنما نباتات پیدا کرتا ہے کہ جس کے اکثر حصّہ پر انسان کی حیات کا دار و مدار ہے۔
گویا یہ اجرام قربان کئے جاتے ہیں انسان کیلئے۔ پھر دیکھا جاوے تو انسان کی زندگی کیلئے کس قدر نباتات قربان کئے جاتے ہیں۔ وہیل مچھلی کیلئے کس قدر مچھلیاں قربان کی جاتی ہیں ادنیٰ آدمی بڑے آدمیوں کیلئے اپنا آرام۔ اپنی صحت اپنا وقت اور جسم خرچ کرتے ہیں۔ بلکہ اس سے بڑھ کر فوجوں کا نظارہ ہے کہ سپاہی سے لے کر افسر۔ کمانڈر انچیف تک درجہ بدرجہ بادشاہ کیلئے جان تک قربان کرتے ہیں۔
غرض یہ سلسلہ بڑا لمبا ہے۔ اور ہر قوم میں قربانی موجود ہے۔ اسی لئے فرمایا وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا۔ مسلمانوں کے لئے مابہ الامتیاز فرمایا۔ کہ وہ قربانی کے موقعہ پر اللہ کو یاد کر لیا کریں۔ اور اس بات پر غور کریں کہ ادنیٰ اعلیٰ کیلئے کس طرح پر قربان کیا جاتا ہے۔ اور کیونکر ایک جانور اپنا آپ اپنے سے اعلیٰ انسان کے آگے چپ چاپ رکھ دیتا ہے۔ پس اسی طرح ہم کو اپنی جانیں آستانۂ الوہیت پر قربان کرنے کیلئے تیار رہنا چاہیئے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر جون ۱۹۱۰ء)

۳۶۔ الَّذِيْنَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۶﴾

وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ : نماز سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں۔ تسبیح۔ تکبیر۔ تہلیل تمام لوگوں کیلئے دعا اور تبتل الی اللہ۔ اللہ کی جانب سے پناہ۔ درود سب کچھ اس میں موجود ہے بلکہ اس کی ہیئت بھی جامع ہے۔ تمام تعظیمات کی اور ذکر جامع ہے تمام اذکار کا۔ اور اس میں تعظیم لامر اللہ ہے۔
مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ : یہ اسلام کا دوسرا رکن ہے۔ شفقت علیٰ خلق اللہ پس جو اللہ نے تمہیں دیا ہے۔ اس میں سے کچھ دو۔ مال۔ طاقت۔ علم۔ ہنر رَزَقْنٰهُمْ میں شامل ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر جون ۱۹۱۰ء)

۳۸۔ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۚ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ۗ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۸﴾

لٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ : اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ جیسے وہ (جانور) تمہارا فرماں بردار ہے۔ ایسے ہی تم میرے مطیع ہو جاؤ۔ راضی بقضاء۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ جون ۱۹۱۰ء)

اللہ تعالیٰ کی کتاب کو غور سے دیکھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تقویٰ بہت پسند ہے۔ اگر انسان اللہ کے ساتھ سچا معاملہ نہ کرے تو اس کے ظاہری اعمال کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ انسان فطرتاً چاہتا ہے کہ کوئی اس کا پیارا ہو جو ہر صفت سے موصوف ہو۔ سو اللہ سے بڑھ کر ایسا کوئی نہیں ہو سکتا۔ یہ پیارے تو آخر جُدا ہوں گے۔ ان کا تعلق ایک دن قطع ہونے والا ہے۔ مگر اللہ کا تعلق ابدالآباد تک رہنے والا ہے۔ دنیا کی فانی چیزیں محبت کے قابل نہیں کیونکہ یہ سب فناپذیر ہیں۔ کیا دنیا میں کوئی ایسی چیز ہے جو بقاء رکھتی ہے۔ ہرگز نہیں پس اس کی رحمت اور اس کے فضل کا سہارا پکڑو۔ اور اسی کو اپنا پیارا بناؤ کہ وہ باقی ہے... جو اللہ کیلئے انشراحِ صدر سے ایسی قربانیاں کرتے ہیں۔ اللہ بھی ان کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ اس کے بدلے ابراہیمؑ کو اتنی اولاد دی گئی کہ مردم شماریاں ہوتی ہیں۔ مگر پھر بھی ابراہیمؑ کی اولاد صحیح تعداد کی دریافت سے مستثنیٰ ہے۔ کیا کیا برکتیں اس مسلم پر ہوئیں۔ کیا کیا انعامِ الٰہی اس پر ہوئے کہ گننے میں نہیں آسکتے۔ ہماری سرکار خاتم الانبیاء سرورِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی ابراہیمؑ کی اولاد سے ہوئے۔

پھر اس کے دین کی حفاظت کیلئے خلفاء کا وعدہ کیا۔ کہ انہیں طاقتیں بخشے گا۔ اور ان کو مشکلات اور خوفوں میں امن عطا کریگا۔ یہ کہانی کے طور پر نہیں۔ یہ زمانہ موجود۔ یہ مکان موجود تم موجود۔ قادیان کی بستی موجود۔ ملک کی حالت موجود ہے کس چیز نے ایسی سردی میں تمہیں دُور دُور سے یہاں اس مسجد میں جمع کر دیا۔

سنو! اسی دستِ قدرت نے جو متقیوں کو اعزاز دینے والا ہاتھ ہے۔ اس سے پہلے پچیس ۲۵ برس پر نگاہ کرو۔ تم سمجھ سکتے ہو کہ کون ایسی سردیوں میں اس گاؤں کی طرف سفر کرنے کیلئے تیار تھا۔ پس تم میں سے ہر فردِ بشر اس کی قدرت نمائی کا ایک نمونہ ہے۔ ایک ثبوت ہے کہ وہ متقی کے لئے وہ کچھ کرتا ہے جو کسی کے سان وگمان میں بھی نہیں ہوتا۔ یہ باتیں ہر کسی کو حاصل نہیں ہوتیں یہ قربانیوں پر موقوف ہیں۔ انسان عجیب عجیب خوابیں اور کشوف دیکھ لیتا ہے۔ الہام بھی ہو جاتے ہیں۔ مگر یہ نصرت حاصل نہیں کر سکتا۔ جس آدمی کی یہ حالت ہو۔ وہ خوب غور کر کے دیکھے کہ اس کی عملی زندگی کس قسم کی تھی۔ آیا وہ ان انعامات کے قابل ہے یا نہیں۔ یہ مبارک وجود نمونہ ہے۔ ملسے جو کچھ ملا۔ ان قربانیوں کا نتیجہ ہے جو اس نے خداوند کے حضور گزاریں۔ جو شخص قربانی نہیں کرتا جیسی ابراہیمؑ نے کی اور جو شخص اپنی خواہشوں کو خدا کی رضا کیلئے نہیں چھوڑتا تو خدا بھی اس کیلئے پسند نہیں کرتا جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کیسے دشمن موجود تھے۔ مگر وہ خدا جس نے اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (المومن: ۵۲) فرمایا۔ اس نے سب پر فتح دی۔ صلح حدیبیہ میں ایک شخص نے آکر کہا تم اپنے بھائیوں کا جتھا چھوڑ دو ایک ہی حملہ میں یہ تمہارے پاس بیٹھنے والے بھاگ جائیں گے۔ اس پر صحابہؓ نے ایک خطرناک آواز سنی۔ اور وہ ہکا بکا رہ گیا۔ یہ حضرت نبی کریمؐ کے اللہ کے حضور بار بار قربانی کرنے کا نتیجہ تھا کہ ایسے جاں نثار مرید ملے اور وہ جو باپ بنتے تھے۔ جو تجربہ کار تھے۔ ہر طرح کی تدبیریں جانتے تھے۔ ان کے سب منصوبے غلط ہو گئے۔ اور وہ خدا کے حضور قربانی کرنے والا متقی نہ صرف خود کامیاب ہوا بلکہ خلفاء راشدین کیلئے بھی وعدہ لے لیا......

متقیوں کی جماعت میں شامل ہونا پھر ہر سال میں دیکھنا کہ جیسے ہم ایک جانور پر جو ہمارے ملک اور قبضہ میں ہے جزوی مالکیت کے دعوے سے چھری چلاتے ہیں۔ اسی طرح ہمیں بھی اپنے مولیٰ کے حضور جو ہمارا سچا خالق ہے اور ہم پر پوری اور حقیقی مالکیت رکھتا ہے۔ اپنی تمام نفسانی خواہشوں کو اس کے فرمانوں کے نیچے ذبح کر دینا چاہیئے۔

قربانی کرنے سے یہ مراد نہیں کہ اس کا گوشت اللہ تعالیٰ کو پہنچتا ہے بلکہ اس سے ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کی فرماں برداری کا نظارہ مقصود ہے تا تم بھی قربانی کے وقت اس بات کو مدِّ نظر رکھو کہ تمہیں بھی اپنی تمام ضرورتوں۔ اعزازوں۔ ناموریوں اور خواہشوں کو خدا کی فرماں برداری کے نیچے قربان کرنے کیلئے تیار رہنا چاہیئے۔ جس طرح ان جانوروں کا خون گراتے ہو۔ ایسا ہی تم

بھی خدا کی فرماں برداری میں اپنے خون تک سے دریغ نہ کرو۔ انسان جب ایسا کرے تو وہ کوئی نقصان نہیں اٹھاتا۔ دیکھو ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کا نام دنیا سے نہیں اُٹھا۔ ان کے عزت و اکرام میں فرق نہیں آیا۔ پس تمہاری سچی قربانی کا نتیجہ بھی بد نہیں نکلے گا۔ وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی۔ تقویٰ خدا کو لے لیتا ہے۔ جب خدا مل گیا تو پھر سب کچھ اسی کا ہو گیا۔

معجزوں کی حقیقت بھی یہی ہے۔ جب انسان خدا کا ہو جاتا ہے تو اس کو تمام ذراتِ عالم پر ایک تصرف ملتا ہے۔ اس کی صحبت میں ایک برکت رکھی جاتی ہے اور یہ ایک فطری بات ہے کہ ایک انسان کے اخلاق کا اثر دوسرے کے اخلاق پر پڑتا ہے۔ بعض طبائع ایسی بھی ہیں۔ جو نیکوں کی صحبت میں نیک اور بدوں کی صحبت میں بد ہو جاتی ہیں۔

(بدر ۲۳ر جنوری ۱۹۰۸ء صفحہ ۹)

لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا۔ قربانی کے سلسلہ میں خدا گوشت کا بھوکا نہیں۔ بلکہ خدا کو پانے کیلئے تقویٰ ہے۔ وہ ہمیں اپنے تک پہنچنے کا ایک طریق سکھاتا کہ ادنیٰ کو اعلیٰ پر قربان کر دو

(بدر ۲۱ر جنوری ۱۹۰۹ء صفحہ ۳)

قربانی جو عید الاضحی کے دن کی جاتی ہے۔ اس میں بھی ایک پاک تعلیم ہے۔ اگر اس میں مدنظر وہی امر رہے جو جنابِ الٰہی نے قرآن شریف میں فرمایا۔ لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَ لَا دِمَاءُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ۔

قربانی کیا ہے؟ ایک تصویری زبان میں تعلیم ہے جسے جاہل عالم پڑھ سکتے ہیں! خدا کسی کے خون اور گوشت کا بھوکا نہیں۔ وہ یُطْعِمُ وَلَا یُطْعَمُ (الانعام:۱۵) ہے۔ ایسا پاک اور عظیم الشان بادشاہ نہ تو کھانوں کا محتاج ہے نہ گوشت کے چڑھاوے اور لہو کا! بلکہ وہ تمہیں سکھانا چاہتا ہے کہ تم بھی خدا کے حضور اسی طرح قربان ہو جاؤ اور ادنیٰ اعلیٰ کیلئے قربان ہوتا ہے۔

کل دنیا میں قربانی کا رواج ہے۔ اور قوموں کی تاریخ پر نظر کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ادنیٰ چیز اعلیٰ کے بدلے میں قربان کی جاتی ہے۔ یہ سلسلہ چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیزوں میں پایا جاتا ہے۔

ہم بچے تھے تو یہ بات سُنی تھی کہ کسی کو سانپ زہریلا کاٹے تو وہ انگلی کاٹ دی جاوے تا کہ کل جسم زہریلے اثر سے محفوظ رہے۔ گویا انگلی کی قربانی تمام جسم کے بچاؤ کیلئے کی گئی۔

۲۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا کوئی دوست آجاوے تو جو کچھ ہمارے پاس ہو اس کی

خوشی کیلئے قربان کرنا پڑتا ہے۔ گھی آٹا گوشت وغیرہ قیمتی اشیاء اس پیارے کے سامنے کوئی ہستی نہیں رکھتیں۔

۳۔ اس سے زیادہ عزیز ہو تو مرغے مرغیاں حتّٰی کہ بھیڑیں اور بکرے قربان کئے جاتے ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر گائے اور اونٹ تک مہمان کیلئے قربان کر دئے جاتے ہیں۔

۴۔ مَیں نے اپنی طبّ میں دیکھا ہے کہ وہ قومیں جو جائز نہیں سمجھتیں کہ کوئی جاندار قتل ہو وہ بھی اپنے زخموں کے کئی سینکڑوں کیڑوں کو مار کر اپنی جان پر قربان کر دیتی ہیں۔

۵۔ اس سے اوپر چلیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ ادنیٰ لوگوں کو اعلیٰ کیلئے قربان کیا جاتا ہے۔ مثلاً چوہڑے ہیں آج عید کا دن ہے مگر ان کے سپرد پھر بھی وہی کام ہے بلکہ صفائی کی زیادہ تاکید ہے گویا ادنیٰ کی خوشی اعلیٰ کی خوشی پر قربان ہوئی۔

۶۔ ہندو گئو رکھشا بڑے جوش سے کرتے ہیں (لداخ کے ملک میں تو دودھ تک نہیں پیتے کیونکہ یہ بچھڑوں کا حق ہے) اور یہاں کے ہندو تو دھوکہ دیکر دودھ لیتے ہیں۔ مگر پھر بھی اس سے اور اس کی اولاد سے سخت کام لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ اپنے کاموں کیلئے انہیں مار مار کر درست کرتے ہیں۔ یہ بھی ایک قسم کی قربانی ہے۔

۷۔ ادنیٰ سپاہی اپنے افسر کیلئے اور وہ افسر اعلیٰ افسر کیلئے اور اعلیٰ افسر بادشاہ کے بدلہ میں قربان ہوتا ہے پس خدا تعالیٰ نے اس فطرتی مسئلہ کو برقرار رکھا اور اس میں قربانی کی تعلیم دی کہ ادنیٰ اعلیٰ کیلئے قربان کیا جاوے۔

۸۔ محبّت میں انسان بے اختیار ہوتا ہے۔ مگر اس میں بھی قربانیوں کا ایک سلسلہ ہے چنانچہ مُحِبّ بھی بتدریج محبوبوں کے مراتب رکھ کر ایک کو دوسرے پر قربان کرتا رہتا ہے۔ اپنا پیسہ یا جان محبوب ہے مگر دوسرے محبوب پر اسے قربان کر دیتے ہیں عُذر نہیں۔ انسان کو مال کی محبت ہے۔ بی بی کی محبت ہے۔ بچوں کی محبت ہے۔ یار و آشنا کی محبت۔ امن وچین کی محبّت ہے۔ اللہ کی کتابوں۔ اللہ کے رسولوں سے محبّت ہے۔ سچّے علوم سے بھی محبّت ہے ان تمام محبّتوں کے مراتب ہیں اور ادنیٰ کو اعلیٰ پر قربان کیا جاتا ہے۔

(بدر ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۲۰۱)

سَخَّرَهَا لَكُمْ: جیسے یہ تمہارے فرماں بردار ہیں۔ ویسے ہی تم اللہ کے فرماں بردار بنو قربانی میں للہ یہی سمجھایا۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ نمبر ۸ صفحہ ۴۶۸)

۳۹۔ اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۹﴾

اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا: اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کی حد بندی مقرر کر دی ہے جب اس حد سے کوئی چیز بڑھنے لگتی ہے تو اس کو دفع کرنے والی چیز پیدا کر دیتا ہے۔ کفر بڑھ گیا ہے اس لئے حضرت محمد رسول اللہ اور ان کی جماعت کو پیدا کر دیا۔ کیونکہ وہ کفر کیشوں کو پسند نہیں کرتا۔ یہ خیال کہ کوئی مہدی ایسا آئے گا جو تمام انسانوں کو مسلمان بنا لے گا۔ ایک لغو خیال ہے۔ کیا وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر قوتِ قدسیہ رکھنے والا کوئی ہوگا؟ کیا وہ قرآن شریف سے بڑھ کر کتاب لائے گا؟ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو ایک حد کے اندر رکھنا چاہتا ہے! (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر جون ۱۹۱۰ء)

۴۰۔ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا۔ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ﴿۴۰﴾

اجازت دی گئی اُن لوگوں کو جن سے لڑائی کی گئی اس لئے کہ وہ مظلوم ہیں اور اللہ انہیں دشمن پر غالب کر دینے پر قادر ہے .... اسلام کا خدا تعالیٰ نے دونوں طرح کا غلبہ دکھانا چاہا ہے ایک وقت تھا جب دشمن نے اسلام کے استیصال کیلئے تلوار اٹھائی۔ مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کر دیا تو اسلام نے مسلمانوں کو بغاوت سے روک دیا کہ غدر نہ کرنا۔ اس ملک سے نکل جاؤ جہاں تکلیف ہے! اس لئے مکہ معظمہ کا ملک چھوڑ دیا گیا۔ جب دشمن کو اس پر صبر نہ آیا اور اس نے تعاقب کیا تو آخر اسلام نے تلوار اٹھائی اور کامیاب ہو گیا!

پھر اس وقت چودھویں صدی میں صرف حُجج کے اسلحہ سے اسلام سے جنگ شروع ہو گئی اسلام کے باعث کوئی قوم کسی مسلمان پر ہتھیاروں سے اب کام نہیں لیتی۔ تو اسلام نے بھی براہینِ نیرہ اور حجج ساطعہ اور دلائلِ واضحہ (ترک رشی) سے مقابلہ شروع کیا!

بُت پرست قومیں اسلام کے مقابلہ سے ہار کر بُت پرستی کے دعوے سے باز آ رہی ہیں اور بالکل اس مسئلہ میں صلح جو ہو رہی ہیں۔ کیونکہ انڈیا میں کچھ برہموں ہو گئے ہیں اور کچھ آریہ سماج

اور ادھر یورپ و امریکہ میں یونی ٹیرین ۔ فری تھنکروں[1] کا سمندر موج مار رہا ہے ۔ اور کیا خوب ہوا۔ حضرت مسیحؑ کی خدائی نیست و نابود ہو رہی ہے ..... مخلوق اسلام کے مقدس مذہب میں آرہی ہے ۔ (نورالدین طبع سوم صہ ۱۴۴ - صہ ۱۴۵)

جو دنیا میں نیکی ہے ۔ اس کے ساتھ کچھ مشکلات بھی ہیں اور سکھ کے ساتھ دُکھ اور دُکھ کے ساتھ سکھ ۔ آخرالذکر کی مثال دردِ زہ اور پھر فرزند نرینہ کی پیدائش ہے ۔

صحابہ کرامؓ مکہ معظمہ میں سخت تکالیف میں مبتلا تھے ۔ ۱۔ بعض آدمیوں کے ایک پاؤں کو ایک اونٹ سے اور دوسرا پاؤں دوسرے اونٹ سے باندھ کر مخالف سمتوں میں چلا کر چیرا جاتا ۔

۲۔ بعض عورتوں کی شرمگاہوں میں برچھی ماری ہے اور گلے سے نکالی ہے ۔

۳۔ تین برس بنوہاشم کو غلہ پہنچانے میں روکیں ڈالی گئیں ۔

۴۔ بعض صحابہ کو شدت سے گرم کئے ہوئے پتھروں میں لٹایا جاتا تھا ۔ مگر وہ لوگ بڑے صبر ۔ استقلال ۔ اور ہمت سے ان تمام تکالیف کو برداشت کرتے ۔

محرم میں جب امام حسینؓ کی تکالیف کا ذکر کرتے ہیں ۔ مگر صحابہؓ نے جو جو تکالیف اٹھائی ہیں وہ ان سے بعض اوقات بڑھ کر ہیں ۔ سو اس صبر کے عوض جہاد کی اجازت دی گئی ۔ یہ غلط ہے آپؐ کو جتھے کا انتظار تھا ۔ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ (النساء : ۸۵) کا حکم اور غزوہ حنین میں سب کے بھاگنے پر کھڑا رہنا اس کا شاہد ہے ۔ پس یہ جھوٹ ہے کہ اسلام بزورِ شمشیر پھیلایا گیا ۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ جون ۱۹۱۰ء)

۴۱ ۔ اِلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ

---

[1] FRE THINKERS

اللّٰہِ کَثِیْرًا ۔ وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ ۔ اِنَّ اللّٰہَ
لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ﴿۴۱﴾

بِغَیْرِحَقٍّ : سوا کسی وجہ وجیہ کے ۔ اگر خدا ہر چیز کی حد بندی نہ کرتا ۔
صَوَامِعُ : صابی قوم کے گرجے ۔
بِیَعٌ : یہودیوں کے گرجے ۔
صَلَوٰتٌ : عیسائیوں کے گرجے یا ہندوؤں کے ٹھاکردوارے ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ جون ۱۹۱۰ء)

حکم ہوا ان کو جن سے لوگ لڑتے ہیں اس واسطے کہ ان پر ظلم ہوا ۔ اور اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے وہ جن کو نکالا ان کے گھروں سے اور کچھ دعویٰ نہیں سوائے اس کے کہ وہ کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے ۔ (فصل الخطاب حصہ اوّل صـ ۹۹ وصـ ۱۰۲)

اور اگر نہ ہٹایا کرتا اللہ لوگوں کو ایک کو ایک سے تو ڈھائے جاتے تکیے اور مدرسے اور عبادت خانے اور مسجدیں جن میں نام پڑھا جاتا ہے اللہ کا بہت ۔

(فصل الخطاب حصہ اوّل صـ ۱۰۲)

ایک اور احسان اسلام نے کیا جو میرے خیال میں دنیا کے کسی ریفارمر اور مصلح کو نہیں سوجھا وہ یہ ہے :

اِنَّ اللّٰہَ یُدٰفِعُ عَنِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ خَوَّانٍ کَفُوْرٍ ...... لَّھُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ یُذْکَرُ فِیْھَا اسْمُ اللّٰہِ کَثِیْرًا ۔

ہم بعض اوقات خود حفاظتی کا حکم دیتے ہیں اور اس سے غرض یہ ہے کہ اگر یہ نہ ہو تو گرجے تباہ ہو جاویں ۔ دھرم شالے اور یہودیوں کے معبد تباہ ہو جاویں ۔ اور ہم نہیں چاہتے کہ وہ تباہ ہوں ۔ کیا یہ سنہری اصل دنیا کی کسی مذہبی کتاب میں پایا جاتا ہے ؟ اگر یہ فقرہ انجیل میں ہوتا تو مسیحی لوگوں نے جو سلوک اپنے مخالف لوگوں سے کیا ہے وہ نہ ہوتا ۔ متھا لوجی کو پڑھو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ مسیحی لوگوں سے پہلے کس قدر معبد تھے جن کا آج نام و نشان بھی نہیں مثلاً پٹرامول کا عظیم الشان مندر تھا ۔ جہاں سکندر اعظم پیادہ حج کرنے آیا تھا ۔ مگر آج کوئی نہیں

بتا سکتا کہ وہ مندر کہاں تھا۔

اس قدر تنگ دلی۔ ضد اور تعصب اور ہٹ اسلام پسند نہیں کرتا۔ کہ معبد گرادئے جائیں مسلمانوں نے جہاں آٹھ سو برس۔ ہزار اور گیارہ سو برس بھی راج کیا ہے اس ملک کے معابد اب تک موجود ہیں۔ اور ان کو تباہ نہیں کیا۔ مگر بڑی روشنی والی قوم سے پوچھیں کہ پراموں کا مندر کہاں تھا؟ تو نہیں بتا سکتے۔ نشان تک مٹا دیئے بلکہ یروشلم جیسی جگہ جو بائیبل میں بھی مقدس سمجھی گئی تھی۔ پاش پاش کر دی گئی۔ اور وہاں سؤر کی قربانی کی گئی۔ شاید کوئی کہہ دے کہ سؤر ناپاک نہیں۔ مگر بائیبل پڑھیں گے تو اس کے خلاف پائیں گے۔

اس کے بالمقابل دیکھو کہ سپین اور فلسطین میں کیسی پُرشوکت اسلامی سلطنت تھی۔ مگر دیکھ لو پرانے سے پرانے معبدوں کو چھیڑا نہیں۔ بلکہ فاروقِ اعظم کے زمانہ میں جب وہ یروشلم تشریف لے گئے تو وہاں کے بشپ نے کہا کہ یہاں نماز پڑھ لو۔ انہوں نے فرمایا کہ تم بڑے ناعاقبت اندیش ہو۔ اگر میں یہاں نماز پڑھوں تو مسلمان اس کو مسجد بنالیں گے۔ ہماری سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور نجران کے عیسائی آئے۔ اور اتوار کا دن تھا۔ آپؐ نے فرمایا۔ میری مسجد میں گرجا کر لو۔ وہ لوگ رومن کیتھولک ہوں گے۔ مگر حوصلہ کے ساتھ ان کو اجازت دی۔ اس سے پایا جاتا تھا کہ جہاں وہ احسانِ عام کرتے تھے۔ وہاں ابقائے مذہب بھی ان کا مذہب تھا۔ خواہ ہندوستان میں پہلی صدی ہجری میں عرب آئے۔ اور کم از کم ساڑھے گیارہ سو سال تک اسلامی حکومت یہاں رہی ..... اس عرصۂ دراز میں ہندوستان کے معابد پر اسلامی سلطنت نے کیا اثر کیا؟ ان کی موجودگی خود ظاہر کرتی ہے!

(بدر ۸ رجولائی ۱۹۱۲ء صفحہ ۴-۵)

۴۲۔ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۴۲﴾

(آیت) پر تدبر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نصرتِ الٰہی ان لوگوں کیلئے ہے۔ جو اللہ کے کاموں میں نصرت کریں۔ اس کے دین کی حمایت کریں۔

۱۔ نمازیں سنوار کر پڑھیں چنانچہ صحابہؓ میں کسی عمداً تارک الصلوٰۃ کی نظیر نہیں ملتی۔

یہی وجہ ہے کہ صحابہؓ میں جو نماز نہ پڑھتا اُسے مسلم نہیں سمجھتے تھے۔ اور مسلمان ہونے کا امتیازی نشان بھی یہی قرار دیا گیا۔ چنانچہ فرماتا ہے۔

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ (التوبہ:۱۱)
یعنی اگر شرک سے توبہ کرلیں۔ نماز قائم کرتے رہیں۔ زکوٰۃ دیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں۔

اور حدیث میں ہے۔ مَنْ صَلّٰى صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا فَذٰلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِيْ لَهٗ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهٖ۔
(جو ہماری نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلم ہے اس کیلئے اللہ کا ذمہ اور رسول کا ذمہ ہے۔)

پھر ایک اور مقام پر فرماتا ہے۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ ... الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ (الانفال:۳،۴)
مومن وہی ہیں ..... جو نماز قائم کرتے ہیں۔ دوسری طرف جب دوزخیوں سے پوچھا جائے گا۔ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ؟ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ (المدثر:۴۳،۴۴) کہ تمہیں دوزخ میں کیا شے لے گئی۔ تو وہ جواب دیں گے۔ ہم نمازی نہ تھے۔ باوجود اس تاکید شدید کے ....

۳۔ زکوٰۃ باقاعدہ ادا کرتے ہیں ۔ ۴۔ امر بالمعروف اور ۵۔ نہی عن المنکر کرتے رہیں۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۶ ۹ صفحہ ۳۵۸)

۴۳ تا ۴۵۔ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ﴿۴۳﴾ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ﴿۴۴﴾ وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۴۵﴾

اور اگر تجھ کو جھٹلا دیں تو ان سے پہلے جھٹلا چکی نوحؑ کی قوم اور عاد اور ثمود اور ابراہیمؑ کی قوم اور لوط کی قوم اور مدین کے لوگ اور موسیٰ کو جھٹلایا۔ پھر میں نے ڈھیل دی منکروں کو

پھر ان کو پکڑا تو کیسا ہوا میرا انکار۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۰۱)

۴۶۔ فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَ هِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَ بِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّ قَصْرٍ مَّشِيْدٍ ﴿۴۶﴾

اَهْلَكْنٰهَا: اس کے بہت نظارے اس وقت بھی موجود ہیں۔
قَصْرٍ مَّشِيْدٍ: شَيْد اور شِيْد کے معنے اونچے کے ہیں ....
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶؍ جون ۱۹۱۰ء)

۴۸۔ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ؕ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۴۸﴾

كَاَلْفِ سَنَةٍ: سَنَةُ الْفِرَاقِ سَنَةٌ وَسَنَةُ الوِصَال سِنَةٌ وصال کا سال ایک برس، اونگھ کے برابر ہوتا ہے مگر جدائی کی گھڑی سال کے برابر۔ منکروں کو کہا تم پر ایک دن آتا ہے۔ جو تمہارے لئے بوجہ مصائب ہزار برس کا ہو جاوے گا۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶؍ جون ۱۹۱۰ء)

۵۰، ۵۱۔ قُلْ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَاۤ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۚ﴿۵۰﴾ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۵۱﴾

مکہ والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عُمرہ سے روکا تھا اور کہا کہ اگر ہم اس سال اجازت دیں۔ تو ہماری عزت میں فرق آتا ہے۔ اگلے سال آنا اور یہ شرائط مقرر کیں

۱۔ جس قدر آپ کے ساتھ لوگ ہوں انکی تلواریں نیام میں ہوں۔ تیر ترکش میں۔ بھالے چمڑوں میں
۲۔ تین دن سے زیادہ نہ رہیں۔ کوئی مسلمان مکّہ میں ہو تو آپ کے ساتھ نہ جا سکے گا۔ اور اگر کوئی آپ سے آنا چاہیے تو اسے روکو گے نہیں۔

پھر میں نے یہ کہا تھا کہ اس سورۃ میں انذار کیا ہے سب قوموں کو۔ جو عرب، مصر عراق، شام میں تھیں۔ اس رکوع میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم جو عزّت وجاہت لئے پھرتے ہو۔ یہ سب خاک ہو جاوے گی۔

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ : جو میرا ساتھ دیں گے وہ معزز ہوں گے اور جو میرے بر خلاف کوششیں کرتے ہیں۔ وہ شکست یاب ہوں گے۔ رسول اللہ تو ایمان عملِ صالح۔ اطاعتِ رسول اور امر بالمعروف چاہتے ہیں۔ اور کفّار نبی کا انکار۔ بدیوں میں انہماک فسق و فجور۔ کفر و شرک چاہتے ہیں اور ہماری آیات کو عاجز کرنا۔ پس یہ سب مخالف جہنم کے کندے بنیں گے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر جون ۱۹۱۰ء)

۵۳۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ : مخالفانِ اسلام اس آیت کے غلط معنے کر کے طرح طرح کے اعتراضات پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ قصور خود ان کے فہم کا ہے۔ اس سورۃ کے گزشتہ رکوع پر نظرِ ثانی کرو۔ اس میں کیا مضمون ہے۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ کس زور سے اللہ تعالیٰ اپنی توحید و عظمت کو قائم کرتا ہے اور تحدّی سے پیشگوئی کرتا ہے کہ دشمن اس کے تباہ ہوں گے۔ کیا ان چھ رکوعوں کے مضامین کے سامنے اس بیہودہ روایت کی کچھ ہستی ہے کہ نبی کریمؐ کی زبان پر اثناءِ وعظ یہ کلمہ بھی جاری ہوا۔

تِلْكَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى وَاِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجٰى

جھوٹ بکتے ہیں جو ایسا کہتے ہیں۔ اس طرح تو نبی کریمؐ کے کلام سے امان اُٹھ جاوے گا۔

اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِىْٓ اُمْنِيَّتِهٖ : نبی کی خواہش یہی ہے کہ توحید پھیلے اور کلمۃ اللہ علیا ہو۔ کوئی شریر اٹھتا ہے تو اس کی خواہشوں میں روک ڈالتا اور چاہتا ہے کہ یہ نبی کامیاب نہ ہو۔

فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ : اللہ تعالیٰ اس شریر کی تمام شرارتوں کو مٹاتا ہے یہ عام قاعدہ ہے کہ جب کوئی نیک اپنی نیکی پھیلانا چاہتا ہے۔ تو کوئی نہ کوئی شریر اس کی مخالفت کرتا اور آخر مُنہ کی کھاتا ہے۔ اسی گاؤں میں ایک راست باز آیا۔ اس نے حق پھیلانا چاہا مخالفوں نے روک ڈالی۔ مگر وہ سب روکیں اُٹھ گئیں۔ چنانچہ اس کے ثبوت میں تم تین سو سے زیادہ احمدی بیٹھے ہو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶؍ جون ۱۹۱۰ء)

۵۴- لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِىْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ۝۵۳

لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ : شیطان کی شرارتیں فتنہ ہوتی ہیں۔ مگر انہی کیلئے جن کے دلوں میں مرض ہے گویا اس ذریعہ سے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے وہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ سورۃ جن میں فرمایا۔ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا (الجن : ۲۸) جب اللہ اپنے غیب خاص کو رسولوں پر نازل فرماتا ہے تو اس کے رسول کے آگے پیچھے چوکی پہرہ جما دیتا ہے۔ جب تک وہ ساری بات اللہ کی مخلوق میں پہنچا لے۔ پس یہ ممکن نہیں کہ کوئی شیطان ایسے موقعہ پر دراندازی کر سکے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶؍ جون ۱۹۱۰ء)

۵۶، ۵۷- وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِىْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ۝۵۶ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۵۸﴾

عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ : مجاہد کی تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ بدر کا دن تھا جس میں تمام عمائدِ مکہ ہلاک یا کمزور ہو گئے۔

اَلْمُلْكُ : اس دن ثابت ہو جاوے گا کہ یہ ملک صرف اللہ کے دین کیلئے ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر جون ۱۹۱۰ء)

۵۹۔ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۵۹﴾

سورۃ حج کا منشاء یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے جانشین خلفاء کے مقابلہ پر کھڑے ہونے والوں کا انجام کیا ہوگا۔ یہ تو انذار ہوا۔ (ب) اس کے بالمقابل تبشیر ہے کہ مومنین۔ مہاجرین و انصار۔ ان کے ممالک کے فاتح ہوں گے۔

هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ : ملک کو چھوڑ گئے۔ خویش و اقارب کو چھوڑ کر۔ ملک کے رسم و عقائد اور اپنے محبوب امور کو چھوڑنے والے للہ نہ کسی غرضِ نفسانی کیلئے۔

اَلْمُهَاجِرُ مَنْ هَاجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ ۔ بہت سی چیزیں ہیں۔ ازاں جملہ یہ کہ جس مقام یا جس صحبت سے غفلت پیدا ہو اس کو فوراً چھوڑ دینا چاہیئے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر جون ۱۹۱۰ء)

۶۰۔ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۶۰﴾

لَيُدْخِلَنَّهُمْ : جب مُردوں کو یہ آسائش و آرام کے اسباب و مقامات دیگا تو زندوں کو تو ضرور ہی دیگا۔ خدا کی راہ میں مال و جان کو قربان کرنا کوئی اتنا مشکل نہیں۔ اکثر لوگ دیکھے جاتے

ہیں۔ کہ معمولی سی بات پر خود کشی کر لیتے ہیں۔ رسم و رسوم کی پابندی میں مال کا بہت سا حصہ ضائع کر دیتے ہیں۔ کئی گیارہویں دینے والے بڑے استقلال سے قرض سے لے کر بھی ناغہ نہیں کرتے۔ مگر زکوٰۃ کہو تو کہتے ہیں کہ غریب آدمی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی متابعت واقع میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ اور یہی حقیقت ہے پل صراط کی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر جون ۱۹۱۰ء)

۶۱۔ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ۗ إِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ ﴿۶۱﴾

وَمَنْ عَاقَبَ : ہر شخص خود بدلہ لینے کا مجاز نہیں۔ یہ حکام کے سپرد ہے۔ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ اس کو ظاہر کرتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر جون ۱۹۱۰ء)

۶۴۔ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَتُصْبِحُ الْأَرْضُ مُخْضَرَّةً ۗ إِنَّ اللّٰهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ﴿۶۴﴾

فَتُصْبِحُ الْأَرْضُ مُخْضَرَّةً : جس طرح ظاہری بارش ہے۔ بے فائدہ نہیں جاتی اسی طرح وحی اپنا پھل لاوے گی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر جون ۱۹۱۰ء)

۶۶۔ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ ۖ وَيُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۗ إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿۶۶﴾

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے تمہارے بس میں کیا زمین والی چیز کو اور کشتیاں دریا میں اسی

کے حکم سے چلتی ہیں۔ تسخیر مفت میں بلا مزدوری کام میں لگا دینے کو کہتے ہیں۔
بے شک کشتیاں، جہاز، دریا، سمندر، سورج چاند ستارے، رات دن، چارپائے، مویشی باری تعالیٰ جل شانہ نے محض اپنے لطف وکرم سے مفت ہمارے کام میں لگا رکھے ہیں۔ بایں معنی کہ ان کی خلقت اور فطرت ایسی بنائی ہے کہ بلا اُجرت ہمارے منافع اور مصالحِ دنیوی کے اہتمام و انصرام میں لگے ہوئے ہیں۔ بلکہ حقیقۃً ہماری زندگی و معاش انہیں اشیاء اور قوائے طبعی کے وجود پر موقوف ہے۔ چونکہ ان بڑے بڑے قوائے طبعی مثلاً سمندر۔ ہوا۔ سورج چاند ستارگان رات دن وغیرہ پر مِنْ حَیْثُ الْخَلْقِ ہم قدرت نہیں رکھتے اور نہ جبراً و قہراً ان سے کام لے سکتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اپنا فضل و امتنان و احسان جتا کر ہم سے اس مہربانی کی شکر گزاری لینے کیلئے اُن اشیاء کا اور اُن سے ہمیں منافع پہنچنے کا ذکر فرماتا ہے۔ کہ دیکھو ایسی بڑی زبردست چیزیں جن پر تمہارے دستِ قدرت کو رسائی ممکن نہ تھی۔ مفت میں میں نے تمہارے کام میں لگا دی ہیں۔ اس کے یعنی خدا کے ہمارے کام میں ان اشیاء کو لگا دینے یا ہمارے ان کو کام میں لانے کے یہ معنی ہیں کہ ہمارے تمام منافع اور مصالح کا مدار ان ہی اشیاء کے وجود پر ہے اور یہ سب تار و پودِ ہستی اور ہنگامۂ باآب و تاب انہیں اشیاء کی مدد اور ذریعے سے نبھتا اور چل رہا ہے۔
جو لوگ قانونِ قدرت میں غور و فکر کرتے ہیں وہ خوب سمجھتے ہیں کہ کس طرح پر ہم بعض قوائے قدرت سے قدرتی طور پر اور بعض اشیاء کے خود استعمال صحیح سے متمتع ہو سکتے ہیں۔ اور ہو رہے ہیں۔ اہلِ یورپ نے انہیں قوائے قدرت کی طرف توجہ کرنے اور اس کے استعمالِ صحیح (تسخیر) سے مثلاً ایک سٹیم (بخار) ہی کی تسخیر اور کام میں لانے سے کیسے کیسے منافع اٹھائے ہیں۔ کیسے عجیب انجن ایجاد کئے ہیں۔ کہ تجارت اور تموّل میں اہلِ عالم پر سبقت لے گئے۔
یہی عملِ تسخیر ہے جسے قادرِ مطلق رحیم خدا نے فطرتاً بتفاوت ہر انسان میں ودیعت رکھا ہے۔ مالا مال اور خوشحال وہ لوگ ہوئے۔ جنہوں نے اُسے قدرتی عطیے اور فیض وَہبی سے کام لیا۔ یہ وہ عملِ تسخیر نہیں ہے جسے عوام کالانعام ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔ اور شب و روز فضول جہد و مجاہدے میں سرگردان اور منہمک رہتے ہیں۔ کیا کوئی شخص کسی قسم کا کلمہ و کلام پڑھ کر سورج اور چاند کو مسخر کر سکتا ہے یا ان کی معمولی قدرتی رفتار اور حرکات میں فرق ڈال سکتا ہے۔ نہیں نہیں۔ یہ وہی قدرتی تسخیر ہے جو پہلے بیان ہو چکی ہے۔ اور اسی ہی کو باری تعالیٰ امتناناً اور احساناً یاد دلاتا ہے۔ سعدیؒ نے اس موقعہ پر کیا خوب کہا ہے اور کیا خوب اس تسخیر و تسخر کا مطلب

حل کیا ہے۔ گویا سات سو برس قبل عقلمند پادری صاحب کے مجہول اعتراض کا جواب دے دیا ہے

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند　　تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری
ہمہ از بہرِ تو سرگشتہ و فرماں بردار　　شرطِ انصاف نباشد کہ تو فرماں نبری
(فصل الخطاب طبع دوم صفحہ ۱۶۳-۱۶۴)

سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ زمین کی تمام چیزیں تمہارے لئے مسخر کردیں۔ بلکہ دوسرے مقام پر فرمایا۔ کہ آسمان کی چیزیں اور شمس و قمر بھی تمہارے لئے مسخر کردیا مگر افسوس کہ مسلمانوں نے بہت کم ان آیات سے نفع اٹھایا ہے اور عملیات کے ذریعے تسخیر کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں جو بالکل لغو اور بے ہودہ بات ہے۔ افسوس کہ جن کی کتاب میں لکھا ہے کہ "کل کی فکر آج نہ کرو" دولتمند خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہوسکتا۔ وہ تو سارے جہان کی دولت سمیٹ رہے ہیں۔ اور جن کیلئے سب کچھ مسخر کردیا گیا ہے وہ بھوکوں مرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں نے خدا کی کتاب کو چھوڑ دیا اور سست اور کاہل الوجود ہوگئے۔ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ! (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر جون ۱۹۱۰ء)

۶۸- لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ۭ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۶۸﴾

مَنْسَكًا، عربی بولی میں جگہ کو کہتے ہیں۔ کیسی جگہ؟ جہاں جانے کی انسان کو عادت و اُلفت ہو۔ اس واسطے مسجد و ہر دکان کو جو بازار میں ہو۔ وہ تکیوں۔ حرفہ و پیشہ کی دکانوں بلکہ کنجروں کے بازار کو بھی مَنْسَک کہتے ہیں۔

جنابِ الٰہی فرماتے ہیں۔ مسلمانوں کی عبادت گاہیں ہیں۔ اس طرح کے مقامات ہر قوم نے اللہ کے نام کیلئے بنائے ہوئے ہیں۔

۱۔ گنگا جی کے کنارے پر ایک مقام ہے۔ ہر دوار یعنی ہری کا گھر۔ اللہ کا گھر۔
۲۔ بیتِ ایل (بیت اللہ) یوروشلم میں ہے۔
۳۔ تبت میں لاسہ۔ جو آلہ سا کے معنے میں ہے۔ پس ہمارے مکہ کے بیت اللہ پر اعتراض

کرنا غلطی ہے۔ انہیں چاہیئے کہ جھگڑا نہ کریں۔ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْأَمْرِ۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶؍جون ۱۹۱۰ء)

۷۱۔ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝

فِيْ كِتٰبٍ : اللہ کی حفاظت میں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶؍جون ۱۹۱۰ء)

۷۲۔ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ۝

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ : جن کی عبادت کی جاتی ہے۔ وہ ضرور دکھیارے ہیں۔ تا ثابت ہو کہ وہ اپنے آرام کے مالک بھی نہ تھے۔ امام حسینؓ۔ مسیحؑ۔ رام چندر جی۔ سب کے واقعاتِ زندگی دیکھو۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶؍جون ۱۹۱۰ء)

۷۳۔ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ۭ يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۭ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۭ اَلنَّارُ ۭ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

يَسْطُوْنَ : يَبْطِشُوْنَ[1] (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر جون ۱۹۱۰ء)

۷۴- يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَ اِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوْبُ ۝۷۴

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ : یہاں عام لوگوں کو مخاطب کیا ہے اور آگے چل کر خصوصیت سے مومنوں کو۔

ذُبَابًا : لطیفہ یہ ہے کہ مکھی بنانا تو درکنار۔ یہ جو معبود بنائے گئے ہیں وہ تو اس کی آنکھوں کی صحیح تعداد بھی نہیں جانتے۔ اس آیت سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے کوئی چمگادڑ وغیرہ بھی نہیں بنائی۔

وَ اِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا : بُت ہی مراد نہیں۔ بلکہ انسان بھی خصوصیت سے شامل ہیں، اب خواہ کتنا ہی بڑا بادشاہ ہو اور قوت والا مکھی اپنا حصہ لے ہی جائے گی۔ اس سے چھڑانا محال۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر جون ۱۹۱۰ء)

۷۸- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَ اسْجُدُوْا وَ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَ افْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۷۸

ارْكَعُوْا : خدا کی جناب میں جھکے رہو۔ اور اپنے تئیں متکبر و لاپرواہ نہ بناؤ۔

الْخَيْرَ : ہر قسم کی نیکیاں و بھلائیاں جمع کرو۔

---

[1] بڑے زور اور شدت سے پکڑتے ہیں۔ مرتب

لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ : کامیابی کی راہ بتا دی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر جون ۱۹۱۰ء)

۷۹- وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ۬ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۖۚ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۷۹﴾

اور محنت کرو اللہ کے واسطے جو چاہیئے اُس کی محنت۔ اُس نے تم کو پسند کیا اور نہیں رکھی دین میں تم میں کچھ مشکل۔ دین تمہارے باپ ابراہیمؑ کا۔ اُس نے نام رکھا تمہارا مسلمان حکم بردار پہلے سے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۲۶)

مَاجَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ : نہیں رکھی تم پر دین میں کچھ مشکل۔ (فصل الخطاب حصہ اوّل صفحہ ۵۱)

وَجَاهِدُوْا : کوشش کرو اللہ کی راہ میں۔ جس قدر حق کوشش کا ہو۔

مِنْ حَرَجٍ : حرج کے معنے تنگی کے ہیں۔ شریعت کے جس قدر کام میں نے مطالعہ کئے ہیں سب وسیع ہیں۔ مثلاً نماز، وقت وسیع۔ پھر کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتے تو بیٹھ کر یا لیٹ کر اور پھر کچھ بھی مشکل نہیں۔ غرض شریعت کے ہر حکم کی تعمیل اپنے اندر ایک سُکھ رکھتی ہے۔ پھر یہ بھی مطلب ہے کہ غلطی کا ازالہ موجود ہے۔ گناہ کیا۔ توبہ کرلو۔ وغیرہ ذٰلِکَ

اِبْرٰهِيْمَ اچھوں کا باپ۔ اس واسطے اَبِيْكُمْ فرمایا۔ کیونکہ وہ تمام اچھوں کا روحانی باپ ہے۔

سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ : اس کے متعلق یہ نکتہ قابل یاد رکھنے کے ہے کہ کسی مذہب کا نام اس کی الہامی کتاب نے نہیں رکھا سوائے اسلام کے۔

هُوَ : اس ضمیر میں جھگڑا ہے بعض خدا کی طرف کہتے ہیں۔ بعض ابراہیمؑ کی جانب۔ بدلیل اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ (بقرہ : ۱۲۹)

اِعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ : اللہ کی فرماں برداری کے ذریعے اپنے تئیں ہر دکھ سے بچاؤ۔

وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ : اگلی سورۃ میں نصرت ہی کا ذکر آوے گا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ر جون ۱۹۱۰ء)
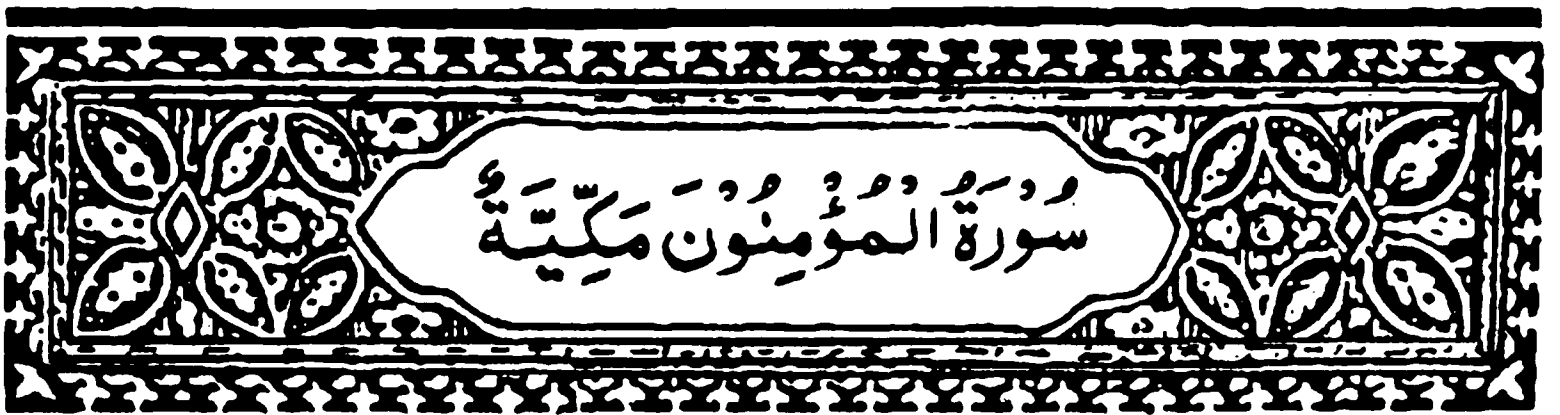
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

سورۃ حج میں میں نے یہ سنایا تھا کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالفوں اور موذیوں کو اطلاع دی گئی تھی کہ تم پر وہ مصیبت کی گھڑی آنیوالی ہے۔ جس طرح حاملہ حمل گرا دے۔ دودھ پلانے والی اپنے بچے کو بھول جائے۔

اسی سورۃ کے اخیر میں فرمایا ہے کہ نبی و مہاجرین کو مشکلات پیش آتے ہیں۔ مگر وہ آخر میں فتح مند ہوتے ہیں۔ اور فتحمندی کا طریق بتلایا کہ نمازیں قائم کرو۔ زکوٰۃ دو۔ کتاب اللہ پر عمل کرو

اب اس منذر سورۃ کے بعد مومنوں کو نصرت کی بشارت دیتے ہوئے فتحمندی کے کچھ شرائط مقرر کئے اور کچھ طریقے بتائے ہیں۔

ہر چیز اپنے کمال کو چھ مرتبہ طے کر کے پہنچتی ہے۔ یہاں مومن کے روحانی کمالات کا ذکر فرمایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے براہین احمدیہ حصہ پنجم میں ان آیات کی خوب تفسیر فرمائی ہے !

۲ تا ۴۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝

خَاشِعُوْنَ : ایک مقام پر فرمایا ہے۔ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً (حٰم السجدہ: ۴۰) خاشع کے معنی ہیں۔ اپنے آپ کو کمال محتاج یقین کرنا اور یہ باور کرنا کہ میرے اپنے پاس کچھ بھی نہیں۔ اسی لئے صوفیاء نے فرمایا ؎

ہم دعا از تو اجابت ہم ز تو

نماز میں پورا تذلل اختیار کرے اور اس کے ظاہری نشان یہ ہیں کہ ادھر اُدھر نہ دیکھے۔

لغو حرکات نہ کرے۔

خَاشِعُوْنَ : ۱۔ تذلّل ۲۔ اَلْقِیَامُ فِیْ مَا اَمَرَ رَبُّہٗ ۳۔ لَا یُجَاوِزُ بَصَرَہٗ عَنْ مُصَلَّاہٗ ۴۔ ہاتھ پاؤں کو روک رکھنا ۵۔ ادھر ادھر نہ دیکھنا۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۶۸)

اَللَّغْوِ : کُل باطل۔ کُل معاصی لغو میں داخل ہیں۔ تاشں، گنجفہ۔ چوسر سب ممنوع ہیں۔ گپیں ہانکنا۔ نکتہ چینیاں وغیرھا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ر جولائی ۱۹۱۰ء)

مَیں ایک بات کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ خوب سُنو۔ چھوٹے ہو یا بڑے۔ جوان یا بڈھے خواہ سبق لمبا ہی ہو جاوے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلٰوتِہِمْ خٰشِعُوْنَ ، وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ۔ مظفر و منصور وہی مسلمان ہوتا ہے۔ جو لغو سے بچتا ہے۔

یہ ایک معرفت کا نکتہ ہے۔ جب تک یہ عادت ان میں نہ ہوگی۔ کامیاب نہ ہوں گے۔ مگر اب اسلام میں کیا کیا فضول بحثیں چلی ہیں۔ اوّل حضرت آدم بہشت میں پیدا ہوئے یا زمین پر (۲) حوّا آدمؑ سے نکلی یا آدمؑ حوّا سے (۳) آدمؑ کا بدن کس شکل کا تھا (۴) کپڑے کیسے تھے (۵) وہ درخت کیسا تھا (۶) شیطان کیا چیز ہے (۷) آدم کو جب دھکا دیا گیا تو وہ کہاں اُترا (۸) حضرت نوحؑ کی کشتی کس لکڑی کی تھی (۹) وہ جانور جو پتہ لگانے کے واسطے گیا تھا۔ وہ کون تھا (۱۰) اس کشتی میں ہاتھی گھوڑے سب کچھ ڈالے گئے گویا سارا جہان ہی ہوا (۱۱) حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی کس درخت کی تھی (۱۲) حضرت موسیٰؑ کا قد کتنا لمبا تھا۔ کہتے ہیں کہ ستر ہاتھ لاٹھی تھی، اور ستر ہاتھ حضرت موسیٰؑ کا قد تھا اور ستر ہاتھ اُچھل کر عوج بن عنق کو مارا مگر اس کے گٹّے (ٹخنے) پر لگی۔ گویا اس کا ٹخنہ ۲۱۰ ہاتھ زمین سے اونچا تھا۔ اور اب دریائے نیل پر اس کی ٹانگ کی نلی کا پُل بنا ہوا ہے اور جب نوحؑ نبی کی لہر آئی تو عوج مذکور کو گھٹنے گھٹنے آئی۔

غرضیکہ بڑے لمبے لمبے قصّے بیان کئے گئے ہیں۔ میں تو ایسے مسئلوں سے دنیا میں آگے ہی گھبرایا ہوا ہوں۔ اب میں بڈھا ہوں۔ میں نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ کی کتاب میں لغو سے کام نہ لو! تفسیریں پڑھو۔ جب ایسے قصّے آویں۔ انہیں چھوڑ دو۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہود اور نصاریٰ اور مجوسیوں نے وہ قصّے ڈال دئیے ہیں۔ قصّوں کی وہ بھر مار ہے کہ ہم اصل قرآن تو پڑھ ہی نہیں سکتے ہزار در ہزار ورق لکھ دئیے ہیں۔ نعوذ باللہ۔ ایک کہانی ایک آیت پر یہ لکھ دی گئی ہے کہ ایک چارپائی پر

ایک بادشاہ بیٹھ گیا۔ چارپائی کے ساتھ لمبے لمبے بانس باندھ دئے اور گرجیں (گدھیں) بھی باندھ دیں۔ وہ اس کا کھٹولا ہی اڑا کر آسمان کی طرف لے گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ خاص فضل کیا ہے۔ میں تو ان لغو باتوں کے نزدیک بھی نہیں آسکتا۔ اب لوگ پوچھتے ہیں کہ کیا خدا بھی جھوٹ بول سکتا ہے پہلے خدا کے بولنے کا تو فیصلہ کرو۔ کہ آیا بولتا بھی ہے یا نہیں۔ اب پوچھتے ہیں کہ اگر خدا بُروں کو دوزخ میں ڈالنے کا وعدہ کرتا ہے تو کیا نیکوں کو نہیں ڈال سکتا۔ میں خدا کے فضل سے اس پر بحث کر سکتا ہوں۔ مَیں نے قرآن کی غرض سمجھی ہوئی ہے۔ مگر لوگوں نے قرآن کی اور ہی غرض سمجھی ہے۔ بعض سمجھتے ہیں کہ قرآن میں صیغے عجیب عجیب ہیں۔ وہ حل ہو جاویں۔ یَتَسَنَّهْ (البقرہ ۲۶۰) کا صیغہ کیا ہے۔ کوئی کہتا ہے اس میں ترکیبیں مشکل ہیں وہ حل کی جاویں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو دوزخ میں ٹھونسنا ہے اور بدکاروں کو جنت میں بھیجنا ہے تو اس قرآن کا آنا تو خاک میں مل گیا۔

اللہ تعالیٰ کی شناخت میں بھی لغو سے بہت کام لیا گیا ہے بعض؂

خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گِلِ کوزہ

وغیرہ کہتے ہیں پھر عیسائی اس قاعدے پر چلے ہیں کہ خدا مجسّم ہو سکتا ہے جیسا کہ وہ ہؤا۔ پھر ہندو کہتے ہیں۔ کہ خدا ایک سنسار بنا۔ پھر کچھو کماں۔ پھر ایک دفعہ سؤر بن گیا۔ چنانچہ کہتے ہیں۔ کچھ مچھ وراہتوں نراسنگھ توں۔ یعنی شیر بھی تو ہی ہے۔

میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور اپنے بڑھاپے کو حاضر کرتا ہوں۔ میں ہر رات کو یہ خیال کرتا ہوں کہ شاید میں صبح کو ہوں گا یا نہیں۔ میں تم کو کہتا ہوں کہ یہ باتیں بالکل بیہودہ ہیں۔ نہ ہمارے دین کے کام کی ہیں۔ نہ دنیا کے کام کی۔ نہ صحت کے کام کی! صحابہؓ۔ ائمہؒ حدیث۔ ائمہ فقہ۔ ائمہ تصوّف چاروں قسم کے لوگوں نے قطعاً یہ بحثیں نہیں کی ہیں۔ جب مسلمان لوگ فاتح ہو گئے اور ہزاروں کتابیں دیکھیں تو وہ باتیں کتابوں میں لکھ ماریں۔

میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اگر کسی سوال میں اللہ۔ رسول۔ فرشتوں۔ جزا و سزا کے بارے میں۔ اخلاق کے بارہ میں نفع پہنچے تو ان مسئلوں پر بحث کرو۔ اگر نہ پہنچے تو ان پر تھوک دو۔ ہم نہیں جانتے کہ موسیٰؑ کا عصا کتنا لمبا تھا اور کس لکڑی کا تھا۔ آدمؑ کے گرنے کی جگہ کہاں ہے۔ اور نوحؑ کی کشتی کس لکڑی کی تھی وغیرہ۔ میرا ایک استاد منشی قاسم علی رافضی تھا۔ میں اس سے فارسی پڑھا کرتا تھا۔ وہ مجھے کہتا۔ آج بزم کا رقعہ لکھو۔ آج رزم کا رقعہ لکھو۔ آج بہاریہ رقعہ لکھو۔ آج خزاں کا رقعہ لکھو۔ مجھے حکم ہوا کہ آج یہ سب رقعے یاد کر کے ہمیں سنا دو۔ مَیں اس کو فر فر کر کے سنا

؂ یعنی

بھی دیا کرتا تھا۔ شاباش لیکر اُدھر جلادیا کرتا تھا۔ آٹھ آٹھ ورق کا سرنامہ مَیں نے پڑھا ہے۔ اس سے مجھے یہ فائدہ پہنچا۔ کہ مَیں نے اب سرناموں کو جڑھ سے ہی کاٹ دیا ہے۔ میرے سرنامے یہ ہیں۔ عزیزم۔ عزیز مکرم۔ مکرم جناب۔ السلام علیکم۔ جن سے مجھے محبت نہیں ہے۔ اُن کو مَیں صرف جناب لکھ دیتا ہوں۔ یعنی تم اُس طرف۔ مَیں اِس طرف۔ غرض ہم کو فضول باتوں کی ضرورت نہیں۔ ہم کو بیخ بناءِ اسلام کی ضرورت ہے۔ اخلاق کی ضرورت ہے

(کلام امیر صـ۲-۳)

۵- وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝

زکوٰۃ کا لفظ بہت وسیع ہے۔ ایک نصاب پر۔ دوم جو کچھ خدا نے دیا ہے اس سے خرچ کرے کسی دُکھیارے کی تکلیف اٹھا لینا۔ خندہ پیشانی سے ملاقات کرنا۔ حتّٰی کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پر ایمان بھی زکوٰۃ ہے۔ کہ یہ بھی موجبِ تزکیہ ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ رجولائی ۱۹۱۰ء)

۹- وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝

لِاَمٰنٰتِهِمْ: امانت اپنے ماتحت اور رعایا کو بھی کہتے ہیں۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صـ۴۶۸)

۱۰- وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝

يُحَافِظُوْنَ: نمازوں کی محافظت وقت کے لحاظ سے۔ ارکان بتعدیل ادا کرنے کے لحاظ سے۔ خشوع وخضوع و پابندی سے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ رجولائی ۱۹۱۰ء)

۱۳- وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝

سُلٰلَةٍ: خلاصہ در خلاصہ۔ نباتات۔ حیوانات۔ خون۔ پھر نطفہ پھر جا کر انسان بنتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ رجولائی ۱۹۱۰ء)

۱۵۔ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۝ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۝ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝۱۵

فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ: بہت ہی بابرکت (بتدریج ترقی دینے والا) ہے۔
خَلَقْنَا: خلق کے معنے اندازہ ہے وَلَانْتَ تَفْعَلُ مَاخَلَقْتَ وَبَعْضُ الْقَوْمِ يَخْلُقُ ثُمَّ لَا يَفْعَلُ۔ تو جو اندازہ کرتا ہے اس کے مطابق عمل درآمد کرتا ہے۔ بعض لوگ اندازہ کرتے ہیں۔ مگر پھر اس کے مطابق کم ہی کام کرتے ہیں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۶، ۱۷۔ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۝۱۶ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝۱۷

تُبْعَثُوْنَ۔ لَمَيِّتُوْنَ سے یہ وہم ہوتا تھا کہ یہاں خاتمہ ہو گیا۔ اس کا ازالہ فرمایا۔
قیامت کے پانچ معنے آئے ہیں۔ ۱۔ قرن (صدی) کا گزر جانا چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت کیا پانچ سو برس بھی نہ رہے گی۔ اس میں پیشگوئی ہے
۲۔ مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهُ شیخ ابن عربی فتوحات مکیہ میں لکھتے ہیں۔ قیامت قیام سے نکلی ہے۔ گویا انسان جب دنیا سے اٹھ کھڑا ہو تو قیامت ہو گی۔
جس طرح دینی تکمیل چھ باتوں میں فرمائی ۱۔ خشوع فی الصلوٰۃ ۲۔ اعراض عن اللغو۔ ۳۔ فعل للزکوٰۃ ۴۔ حفاظتِ فروج ۵۔ رعایت عہد و امانت ۶۔ حفاظتِ صلوٰۃ۔
ویسے ہی انسان کی ظاہری جسم کی بناوٹ ہے۔ اس کے بعد بتایا۔ نطفہ[1]۔ علقہ[2]۔ مضغہ[3] ہڈی[4]۔ ہڈیوں پہ گوشت چڑھانا[5]۔ روح کا نفخ[6]۔
آسمان میں بھی سات درجے ہیں۔ ایک امر کی عرش سے تحریک ہوتی ہے اور پھر آہستہ آہستہ

سماءِ دنیا کے ذریعے اس کا اثر عناصر پر پڑتا ہے (ضمیمہ اخبار بدر قادیان، ۷ جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۹۔ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِى الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۢ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۱۹﴾

وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۢ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ : یہ عام نظارۂ قدرت ہے کہ بادل برستا ہے پانی ٹھہرتا ہے۔ وہی پانی پھر آسمان پر چڑھ جاتا ہے۔ اسی طرح وحی و علوم کا حال ہے ایک وقت دنیا پر رائج ہوتے ہیں۔ دوسرے وقت اٹھائے جاتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان، ۷ جولائی ۱۹۱۰ء)

۲۱۔ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ﴿۲۱﴾

سَيْنَآءَ : دونوں قرأتیں ہیں۔ سِيْنَاءَ بھی اور سَيْنَاءَ بھی۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان، ۷ جولائی ۱۹۱۰ء)

۲۲۔ وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۲﴾

نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهَا : اسی طرح روحانی تعلیم دنیا کے مختلف مذاہب میں ہے۔ مگر قرآن کی وحی کے ذریعے وہ دودھ کی مانند الگ نکل آئی اور یہ کام دنیا کی کوئی طاقت نہیں کر سکتی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان، ۷ جولائی ۱۹۱۰ء)

۲۴ تا ۲۶۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا

تَتَّقُوْنَ ﴿۲۴﴾ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۵﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۲۶﴾

اس رکوع میں فتح کا بیان ہے۔ جب تک انسان کی مساعی میں اللہ کا فضل شاملِ حال نہ ہو فتح کا حاصل ہونا ممکن نہیں۔

مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ، کسی سے فیض حاصل کرنے میں پہلے یہی بات سدِّراہ ہو جاتی ہے۔

رَجُلٌ بِهٖ جِنَّةٌ، آجکل کے فیلسوف بھی راستبازوں کو یہی کہتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ر جولائی ۱۹۱۰ء)

یہ آیتیں جو مَیں نے تم کو سنائی ہیں۔ یہ اس شخص کا قصہ ہے جو دنیا میں اصلاح النّاس کیلئے بھیجا گیا تھا۔ اس کا نام نوح ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ ایک پہلا انسان ہے جو لوگوں کو آگاہ اور بیدار کرنے کے واسطے غفلت کے زمانہ میں آیا تھا۔ وہ ایک خطرناک ظلمت اور تاریکی کے دنوں میں نور اور ہدایت لے کر آیا تھا۔ یہ اسٹوریاں۔ کہانیاں۔ اور دل خوش کُن قصّے نہیں بلکہ عِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ صداقتیں ہیں۔ ان اہلِ نظر کیلئے جن میں تذکرہ کا مادہ ہوتا ہے جو فہم و فراست سے حصہ رکھتے ہیں ان قصص میں بڑے بڑے مفید اور سُود مند نصائح ہوتے ہیں۔ مَیں نے بجائے خود ان قصص سے بہت بڑا فائدہ اٹھایا ہے۔ ان میں یہ عظیم الشان قصّہ قابلِ غور ہے۔ اس کے کتنے وجوہ ہیں۔

اوّل: کسی مامور من اللہ کی کیونکر شناخت کر سکتے ہیں۔

دوم: مامور من اللہ کیا پیش کرتے ہیں یا یوں کہو کہ وہ کیا تعلیم لے کر آتے ہیں۔ یا یہ کہو کہ وہ خدا تعالیٰ کے حضور سے کس غرض کیلئے مامور ہو کر آتے ہیں۔

سوم : لوگ ان پر کس کس قسم کے اعتراض کرتے ہیں۔

یہ امور اس لئے پیش کئے ہیں تا کسی راستباز مامور من اللہ کی شناخت میں تمہیں کوئی دِقت نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ ہادیٔ کامل محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رسالت اور نبوت کو پیش کرتے ہوئے یہی فرمایا۔ اور یہی آپ کو ارشاد ہوا قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ (الاحقاف : ۱۰) مَیں کوئی نیا رسول تو نہیں آیا ہوں جو رسول پہلے آتے رہے ہیں۔ اُن کے حالات اور تذکرے تمہارے پاس ہیں۔ ان پر غور کرو اور سبق سیکھو کہ وہ کیا لائے اور لوگوں نے ان پر کیا اعتراض کئے۔ کیا باتیں تھیں جن پر عمل درآمد کرنے کی وہ تاکید فرماتے تھے اور کیا امور تھے۔ جن سے نفرت دلاتے تھے۔ پھر اگر مجھ میں کوئی نئی چیز نہیں ہے تو اعتراض کیوں ہے ؟ کیا تمہیں معلوم نہیں۔ ان معترضوں کا انجام کیا ہوا تھا ؟

الغرض پہلے نبیوں کے جو قصص اللہ تعالیٰ نے بیان کئے ہیں ان میں ایک عظیم الشان غرض یہ بھی ہے کہ آئندہ زمانہ میں آنے والے ماموروں اور راستبازوں کی شناخت میں دِقت نہ ہوا کرے۔ اس وقت میں نے نوح علیہ السلام کا قصہ آپ کو پڑھ کر سنایا ہے۔ سب سے پہلی بات جو اس میں بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا اصل وعظ اور انکی تعلیم کا اصل مغز اور خلاصہ کیا ہوتا ہے۔ وہ خدا کے ہاں سے کیا لے کر آتے ہیں۔ اور سنوانا چاہتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ اللہ جل شانہٗ کی سچی فرماں برداری اختیار کرو۔ اس کی اطاعت کرو۔ اس کی محبت کرو۔ اس کے آگے تذلّل کرو۔ اُسی کی عبادت کرو۔ اور اللہ کے مقابل میں کوئی غیر تمہارا مطاع محبوب معبود مطلوب امید و بیم کا مرجع نہ ہو۔ اللہ کے مقابل تمہارے لئے کوئی دوسرا نِد نہ ہو۔ ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کا حکم تمہیں ایک طرف بلاتا ہو اور کوئی اَور چیز خواہ وہ تمہارے نفسانی ارادے اور جذبات ہوں یا قوم۔ اور برادری (سوسائٹی) کے اصول اور دستور ہوں۔ سلاطین ہوں۔ امراء ہوں۔ ضرورتیں ہوں۔ غرض کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے مقابل پر میں تم پر اثر انداز نہ ہوسکے۔ پس خدا تعالیٰ کی اطاعت عبادت۔ فرماں برداری۔ تذلّل اور اس کی حُبّ کے سامنے کوئی اور محبوب۔ معبود۔ مطلوب اور مطاع نہ ہو۔ یہ ایک صورت خدا تعالیٰ کے ساتھ نِد نہ بنانے کی اعتقادی طور پر ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کا کوئی نِد اور مقابل نہ ہو۔ اسی طرح پر خدا تعالیٰ کی جس طرح پر عبادت کی جاتی ہے۔ جس طرح اس کے احکام کی تعمیل اور اوامر کی تعظیم کی جاتی ہے

دوسرے کے احکام و اوامر کی ویسی ہی اطاعت ۔ وہی تعمیل ۔ وہی تعظیم ۔ اسی طرز و نہج پر امید و ڈر ہرگز نہ ہو۔ اور کسی کو اسکا شریک نہ بنایا جاوے۔

جب انسان ان دونوں مرحلوں کو طے کرلیتا ہے ۔ یا یُوں کہو کہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی چھوڑتا اور اس کی اطاعت اور صرف اسی کی اطاعت کرتا ہے تو پھر اُس کا آخری مرتبہ یہ ہوتا ہے کہ وہ انسان متقی ہوجاتا ہے ۔ تمام دُکھوں سے محفوظ ہوکر سچی راحتوں سے بہرہ ور ہوتا ہے ۔ پس نوحؑ نے آکر اپنی قوم کے سامنے وہی تعلیم پیش کی جو تمام راست بازوں کی تعلیم کا خلاصہ اور انبیاء اور رُسل کی بعثت کی اصل غرض ہوتی ہے اور پھر انہیں کہا اَفَلَا تَتَّقُوْنَ تم کیوں متقی نہیں بنتے ۔ یاد رکھو انسان کو جس قدر ضرورتیں پیش آسکتی ہیں ۔ جس قدر خواہشیں اور امنگیں اسے کسی کی طرف کھینچ کرلے جاسکتی ہیں وہ سب تقویٰ سے حاصل ہوتی ہیں ۔ متقی اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوتا ہے اور اللہ سے بڑھ کر انسان کس دوست اور حبیب کی خواہش کرسکتا ہے ؟ تقویٰ سے انسان خدا تعالیٰ کے تولّی کے نیچے آتا ہے ۔ متقی کے ساتھ اللہ ہوتا ہے ۔ متقی کے دشمن ہلاک ہوتے ہیں ۔ متقی کو اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے تعلیم دیتا ہے ۔ متقی کو ہر تنگی سے نجات ملتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ متقی کو ایسی راہوں اور جگہوں سے رزق پہنچاتا ہے کہ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا کہ جیسا کہ اس کی حمید و مجید کتاب میں موجود ہے ۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ[1] ۔ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ[2] ۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ[3] ۔ اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا[4] ۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ[5] ۔ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ[6] ۔ اب مجھے کوئی بتادے کہ انسان اس کے سوا اور چاہتا کیا ہے ؟ اس کی تمام خواہشیں ۔ تمام ضرورتیں ۔ تمام امنگیں اور ارادے ان سات ہی باتوں میں آجاتی ہیں ۔ اور یہ سب متقی کو ملتی ہیں ۔ پھر نوحؑ ہی کے الفاظ بلکہ خدا تعالیٰ ہی کے ارشاد کے موافق میں آج تمہیں کہتا ہوں اَفَلَا تَتَّقُوْنَ تم کیوں متقی نہیں بنتے ؟ اور تقویٰ کیا ہے ؟ تقویٰ نام ہے اعتقاداتِ صحیحہ ۔ اقوالِ صادقہ ۔ اعمالِ صالحہ علومِ حقہ اخلاقِ فاضلہ

---

[1] التوبہ ۴ ، [2] الجاثیہ : ۲۰ [3] النحل : ۱۲۹ [4] الانفال : ۳۰ ۔
[5] البقرۃ : ۲۸۳ [6] الطلاق : ۳،۴ ۔

ہمت بلند۔ شجاعت استقلال۔ عفت۔ حلم۔ قناعت۔ صبر کا۔ اور یہ شروع ہوتا ہے حُسنِ ظن باللہ۔ تواضع اور صادقوں کی محبت سے۔ اور ان کے پاس بیٹھنے۔ ان کی اطاعت سے۔ جبکہ تقویٰ کی ضرورت ہے۔ اور یہ حاصل ہوتا ہے صادقوں کی صحبت اور محبت سے اور حُسنِ ظن باللہ سے۔ تو راستبازوں اور ماموروں کا دنیا میں آنا ضرور ہوا۔ اور ان کی تعلیم اور بعثت کا منشاء اور مدعا یہی ہوا۔ اور یہی تعلیم لے کر نوحؑ آئے تھے۔ اور انہوں نے قوم کو یہی فرمایا۔ مگر ناعاقبت اندیش۔ جلد باز۔ حیلہ ساز مخالفوں نے اس کے جواب میں کیا کہا۔ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ۔ نابکار اعدائے ملت ائمۃ الکفر نے کہا تو یہ کہا مَا هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کہ یہ شخص جو خدا کی طرف سے مامور ہونے کا مدعی ہے جو کہتا ہے کہ تمہیں ظلمت سے نکالنے کیلئے میں بھیجا گیا ہوں۔ اس میں کوئی انوکھی اور نرالی بات تو ہے نہیں ہمارے تمہارے جیسا آدمی ہی تو ہے۔

پس یاد رکھو سب سے پہلا اعتراض جو کسی مامور من اللہ۔ راست باز۔ صادق انبیاء و رسل اور ان کے سچے جانشین خلفاء پر کیا جاتا ہے۔ وہ یہی ہوتا ہے کہ اس کو حقیر سمجھا جاتا ہے۔ اور اپنی ہی ذات پر اس کو قیاس کر لیا جاتا ہے۔ ایک طرف وہ بلند اور عظیم الشان دعاوی کو سنتے ہیں کہ وہ کہتا ہے کہ میں خدا کی طرف سے آیا ہوں۔ خدا مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اس کے ملائکہ مجھ پر اترتے ہیں۔ دوسری طرف وہ دیکھتے ہیں کہ وہی ہاتھ۔ پاؤں۔ ناک۔ کان۔ آنکھ اعضاء رکھتا ہے بشری حوائج اور ضرورتوں کا اسی طرح محتاج ہے۔ جس طرح ہم ہیں۔ اس لئے وہ اپنے ابنائے جنس میں بیٹھ کر یہی کہتے ہیں' يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ (المؤمنون: ۳۴) پس اپنے جیسے انسان کی اطاعت و فرماں برداری کر کے خسارہ اٹھاؤ گے۔

غرض اس قسم کے الفاظ اور قیاسات سے وہ مامور من اللہ کی تحقیر کرتے ہیں اور جو کچھ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ وہی کہتے ہیں۔ مگر انبیاء۔ مرسل۔ مامور اور اصحاب شریعت کے سچے خلفاء اور جانشین انہیں کیا جواب دیتے ہیں۔ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اور کہتے ہیں۔ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ (ابراہیم: ۱۲) بے شک ہم تمہاری طرح بشر ہیں۔ تمہاری طرح کھاتے پیتے اور حوائج بشری کے محتاج ہیں۔ مگر یہ خدا کا احسان ہوا ہے کہ اس نے ہمیں اپنے مکالمات کا شرف بخشا ہے، اس نے ہمیں منتخب کیا ہے اور ہم میں ایک جذبِ مقناطیس رکھا ہے۔ جس سے دوسرے کھچے چلے آتے ہیں۔ خدا کی توحید کا پانی جو مایہ حیاتِ ابدی ہے وہ ہمارے ہاں سے ملتا ہے

اور لوگ خوش ہوتے ہیں۔ مگر بدکار انسان جس طرح اپنی بدیوں جہالتوں۔ شہوات و جذبات کا اسیر و پابند ہوتا ہے۔ دوسروں کو بھی اسی پر قیاس کرتا ہے۔ اور ایک نامرادی پر دوسری نامرادی لاتا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ یُرِیْدُ اَنْ یَّتَفَضَّلَ عَلَیْکُمْ (المؤمنون: ۲۵) یہ چاہتے ہیں کہ تم پر فضیلت حاصل کر لیں۔ دکان چل جاوے۔ اپنے اور اپنی اولاد کیلئے کچھ جمع کر لیں۔ یہ ان کی اپنی ہی ہوائے نفس ہوتی ہے۔ جس میں دوسروں کو اسی طرح ملوث اور ناپاک خیال کرتے ہیں جیسے خود ہوتے ہیں۔

یہ خطرناک مرض ہے جس کو شریعت میں سُوءِ ظن کہتے ہیں۔ بہت سے لوگ اس میں مبتلا ہیں اور ہزاروں قسم کی نکتہ چینیوں سے دوسروں کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں۔ اور اسے حقیر بنانے کی فکر میں ہیں۔ مگر یاد رکھو۔ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ (النحل: ۱۲۷) عقاب کے معنے جو پیچھے آتا ہے۔ انسان جو بلاوجہ دوسرے کو بدنام کرتا ہے اور سُوءِ ظن سے کام لے کر اس کی تحقیر کرتا ہے۔ اگر وہ شخص اس بدی میں مبتلا نہیں جس بدی کا سُوءِ ظن والے نے اسے متہم ٹھہرایا ہے تو یہ یقینی بات ہے کہ سُوءِ ظن کرنیوالا ہرگز نہیں مریگا جب تک خود اس بدی میں گرفتار نہ ہولے۔ پھر بتاؤ کہ سُوءِ ظن سے کوئی کیا فائدہ اٹھا سکتا ہے مت سمجھو کہ نمازیں پڑھتے ہو۔ عجیب عجیب خوابیں تم کو آتی ہیں یا تمہیں الہام ہوتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر یہ سُوءِ ظن کا مرض تمہارے ساتھ ہے تو یہ آیات تم پر حجت ہو کر تمہارے ابتلاء کا موجب ہیں اس لئے ہر وقت ڈرتے رہو اور اپنے اندر کا محاسبہ کر کے استغفار اور حفاظتِ الٰہی طلب کرو۔

میں پھر کہتا ہوں کہ آیات اللہ جن کے باعث کسی کو رفعت شان کا مرتبہ عطا ہوتا ہے ان پر تمہیں اطلاع نہیں وہ الگ مرتبہ رکھتی ہیں مگر وہ چیزیں جن سے خود رائی۔ خود پسندی۔ خود غرضی تحقیر بدظنی اور خطرناک بدظنی پیدا ہوتی ہے وہ انسان کو ہلاک کرنے والی ہے۔ ایک ایسے انسان کا قصہ قرآن میں ہے۔ جس نے آیات اللہ دیکھے مگر اس کی نسبت ارشاد ہوتا ہے وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ (الاعراف: ۱۷۷) اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ وَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ بدگمانیوں سے اپنے آپ کو بچاؤ ورنہ نہایت ہی خطرناک جھوٹ میں مبتلا ہو کر قربِ الٰہی سے محروم ہو جاؤ گے

یاد رکھو حُسنِ ظن والے کو کبھی نقصان نہیں پہنچتا۔ مگر بدظنی کرنے والا ہمیشہ خسارہ میں رہتا ہے غرض پہلا مرحلہ جو انبیاء علیہم السلام کے مخالفوں اور ان کی ذریت اور نوابوں کو پیش آیا۔ وہ یہ تھا کہ اپنے آپ پر قیاس کیا۔ پھر یہ بدظنی کی کہ یُرِیْدُ اَنْ یَّتَفَضَّلَ عَلَیْکُمْ (المؤمنون: ۲۵)۔ تم پر فضیلت چاہتا ہے۔ پس اس پہلی اینٹ پر جو ٹیڑھی رکھی جاتی ہے۔ جو دیوار اس پر بنائی جاوے خواہ وہ کتنی ہی لمبی

اور اونچی ہو مگر کبھی مستقیم نہیں ہو سکتی۔ اور وہ آخر گرے گی اور نیچے کے نقطہ پر پہنچے گی۔ سوءِ ظن کرنے والا نہ صرف اپنی جان پر ظلم کرتا ہے۔ بلکہ اس کا اثر اس کی اولاد پر، اعقاب پر ہوتا ہے اور وہ ان پر مصیبت کے پہاڑ گراتا ہے۔ جن کے نیچے ہمیشہ راستبازوں کے مخالفوں کا سر کچلا گیا ہے۔

میں بار بار کہتا ہوں کہ یہ سوءِ ظن خطرناک بلا ہے۔ جو اپنے غلط قیاس سے شروع ہوتا ہے پھر غلط نتائج نکال کر قوانین کلیہ تجویز کرتا ہے۔ اور اس پر غلط ثمرات مترتب ہوتے ہیں اور آخر قوم نوح علیہ السلام کی طرح ہلاک ہو جاتا ہے۔

پھر اس سوءِ ظن سے تیسرا خیال اور غلط نتیجہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً[1] (المؤمنون: ۲۵) اگر اس کو قرب الٰہی حاصل تھا اگر یہ واقعی خدا کی طرف سے آیا تھا تو پھر کیوں خدا نے ملائکہ کو نہ بھیج دیا۔ جو مخلوق کے دلوں کو کھینچ کر اس کی طرف متوجہ کر دیتے اور انکو بھی مکالمات الٰہیہ سے مشرف کر کے یقین دلا دیتے۔ اس وقت بھی بہت سے لوگ ایسے موجود ہیں۔ مَیں اس نتیجہ پر اُن خطوط کو پڑھ کر پہنچا ہوں جو کثرت سے میرے پاس آتے ہیں۔ جن میں لکھا ہوا ہوتا ہے۔ کہ کیا وجہ ہے۔ ہم نے بہت دعائیں کیں۔ توجہ کی اور کوئی الہام رؤیا یا مکالمہ نہیں ہوا۔ پس ہم کیونکر جانیں کہ فلاں شخص اپنے اس دعویٰ الہام میں سچا ہے؟ یہ ایک خطرناک غلطی ہے جس میں دنیا کا ایک بڑا حصہ ہمیشہ مبتلا رہا ہے۔ حالانکہ انہوں نے کبھی بھی اپنے اعمال اور افعال پر نگاہ نہیں کی اور کبھی موازنہ نہیں کیا کہ قرب الٰہی کے کیا وسائل ہیں اور ان کے اختیار کرنے میں کہاں تک سچی محنت اور کوشش سے کام لیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر مشیتِ حق میں یہ بات ہوتی تو ملائکہ بھیجتا۔ یہ مثال ان لوگوں کی طرح ہے جیسے کوئی چھوٹا سا زمیندار جس کے پاس دو چار گھماؤں اراضی ہو۔ اُس کو نمبردار کہے کہ محاصل ادا کرو اور وہ کہہ دے کہ تو میرے جیسا ہی ایک زمیندار ہے۔ تجھ کو مجھ پر کیا فضیلت ہے۔ صرف اپنی عظمت اور شیخی جتانے کو محاصل مانگتا ہے۔ اور ہمارا روپیہ مارنا چاہتا ہے۔ اگر کوئی بادشاہ ہوتا۔ تو وہ خود آ کر لیتا۔ وہ آپ کیوں نہیں آیا۔ مگر لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِىْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا (الفرقان: ۲۲) کیا بڑا بول بولا۔ نادان زمیندار بادشاہ کو طلب کرتا ہے۔ اسے معلوم نہیں کہ بادشاہ تو رہا ایک طرف اگر ایک معمولی سا چپڑاسی بھی آگیا تو وہ مار مار کر سر گنجا کر دیگا اور محاصل لے لے گا! اسی طرح ملہموں کے مخالف ایسے ہی اعتراض کرتے ہیں لیکن جب ملائکہ کا نزول ہو جاتا ہے۔ تو پھر ان پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے ہیں جو انہیں یا تو چکنا چور کر دیتے ہیں۔ اور یا وہ ذلیل و خوار حالت میں رہ جاتے ہیں اور

---

[1] الحکم ۱۷ جنوری ۱۹۰۲ء ص۸ تا ص۱۰

یا منافقانہ رنگ میں شریک ہو جاتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین قسم کے لوگ ہوتے تھے۔ ایک وہ جو سابق اوّل المہاجرین تھے اور دوسرے وہ جو فتح کے بعد ملے اور تیسرے اس وقت جو رَأَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا (النصر:۳) کے مصداق تھے۔ اس طرح جو لوگ عظمت و جبروتِ الٰہی کو پہلے نہیں دیکھ سکتے آخر ان کو داخل ہونا پڑتا ہے اور اپنی بودی طبیعت سے اپنے سے زبردست کے سامنے مامور من اللہ کو ماننا پڑتا ہے بلکہ آخر یُعْطُوا الْجِزْیَۃَ عَنْ یَّدٍ وَّھُمْ صٰغِرُوْنَ (التوبہ:۲۹) کے مصداق ہو کر رہنا پڑتا ہے۔

پھر اس سے ایک اور گندہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ جب ملائکہ بھی نہیں آتے۔ ہمیں بھی الہام نہیں ہوتا۔ کشف نہیں ہوتا۔ اور یہ دو کاندار بھی نہ سہی۔ مگر یہ بھی تو دیکھیں کہ کیا ہمارے پیشوایانِ مذہب نے اُس کو مان لیا ہے؟ وہ لوگ چونکہ اپنے نفس کے غلام اور اپنے جذبات کے تابع فرمان ہوتے تھے۔ اس لئے پھر کہہ دیتے ہیں کہ مَا سَمِعْنَا بِھٰذَا فِیْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِیْنَ ہم نے یہ باتیں جو یہ بیان کرتا ہے اپنے آباء و اجداد سے تو کبھی نہیں سنی ہیں۔ جب کوئی مامور من اللہ آتا ہے تو نادان بدقسمتی سے یہ اعتراض بھی ضرور کرتے ہیں۔ کہ یہ تو نئی نئی بدعتیں نکالتا ہے اور ایسی تعلیم دیتا ہے جس کا ذکر بھی ہم نے اپنے بزرگوں سے نہیں سنا۔

اس وقت بھی جب خدا کی طرف سے ایک مامور ہو کر آیا اور اُس نے سنّتِ انبیاء کے موافق ان بدعتوں اور مشرکانہ تعلیموں کو دُور کرنا چاہا جو قوم میں بُعدِ زمانہ کے باعث پھیل گئی تھیں تو ناعاقبت اندیش ناقدر شناس قوم نے بجائے اس کے کہ اس کی آواز پر آگے بڑھ کر لبیک کہتی اس کی مخالفت شروع کی اور نوحؑ کی قوم کی طرح اس کی باتوں کو سن کر یہی کہا مَا سَمِعْنَا بِھٰذَا فِیْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِیْنَ۔ یہ سلف کے خلاف ہے۔ یہ اجماعِ امّت کے خلاف ہے۔ فلاں بزرگ کے اقوال میں کہاں لکھا ہے یا فلاں مفسّر کے مخالف ہے وغیرہ وغیرہ یہی صدائیں ہمارے کان میں آرہی ہیں۔ ورنہ اگر غور کیا جاتا اور ذرا ٹھنڈے دل سے ان باتوں پر توجہ کی جاتی جو خدا کا مامور لیکر آیا تھا اور سننِ انبیاء کے موافق اس کی تعلیم کو دیکھا جاتا تو آسانی کے ساتھ یہ عقدہ حل ہو سکتا تھا۔ مگر افسوس ان نادانوں نے جلد بازی سے وہی کہا جو پہلے معترضوں اور مخالفوں نے کہا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ قرآن شریف میں انبیاء و رسل کے مخالفوں کے اعتراضوں کو پڑھ کر مجھے بڑی عبرت ہوئی ہے۔ اور خدا کے فضل سے میں اس مقام پر پہنچ گیا ہوں کہ میرے سامنے اب کسی نشان یا اعجاز کی ضرورت میرے ماننے کیلئے نہیں رہی۔ اس لئے میں تمہیں یہ اصول سمجھاتا ہوں کہ مامور من اللہ جب آتے ہیں تو کیا لے کر آتے ہیں۔ اور ان پر کس قسم کے اعتراض

کئے جاتے ہیں۔ مَیں نے بارہا معترضوں اور مخالفوں سے اب بھی پوچھا ہے کہ کوئی ایسا اعتراض کریں جو کسی نبی پر نہ کیا گیا ہو۔ مگر میں سچ کہتا ہوں کہ کوئی نیا اعتراض پیش نہیں کرتے۔ میں تعجب کرتا ہوں کہ آج جو لوگ حضرت اقدس[1] کی مخالفت میں اُٹھے ہیں۔ ان کے معتقدات کا تو یہ حال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی اصل غرض اور قرآن شریف کی تعلیم کا خاص منشاء دنیا میں سچی توحید کا قائم کرنا تھا مگر لوگوں کو پوچھو تو وہ مسیحؑ کو خالق مانتے ہیں کَخَلْقِ اللّٰہِ۔ شافی مانتے ہیں۔ عالم الغیب یقین کرتے ہیں۔ مُحْیِیْ اُسے مانتے ہیں۔ حلال اور حرام ٹھہرانے والا اُسے سمجھتے ہیں۔ قدوس وہ ہے۔ ساری دنیا کے راستبازوں حتیٰ کہ اصفی الاصفیاء سرورِ انبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک کو مسِّ شیطان سے بَری نہیں سمجھتے۔ مگر مسیحؑ کو بَری کرتے ہیں۔ مسیح خلاء میں ہے۔ زندہ ہے مگر باقی سارے نبی فوت ہو چکے۔ اس کے آئندہ مرنے کے دلائل بھی بودے۔ کمزور اور ایسے الفاظ پر مشتمل ہیں کہ ان پر بہت سے اعتراض ہو سکتے ہیں۔ غرض وہ کونسی صفت خدا میں ہے جو مسیح میں نہیں مانتے۔ اس پر بھی جو ایک خدا کے ماننے کی تعلیم دیتا ہے اور خدا کی عظمت وجلال کو اسی طرح قائم کرنا چاہتا ہے جیسے انبیاء کی فطرت میں ہوتا ہے۔ اس پر اعتراض کیا جاتا ہے اور اس کی تعلیم کو کہا جاتا ہے کہ سلف کے اقوال میں اس کے آثار نہیں پائے جاتے۔ افسوس! یہ لوگ اگر انبیاء علیہم السلام کی مشترکہ تعلیم کو پڑھتے اور قرآن شریف میں ماموروں کے قصص اور ان کے مخالفوں کے اعتراضوں اور حالات پر غور کرتے تو انہیں صاف سمجھ میں آجاتا کہ یہ وہی پرانی تعلیم ہے جو نوح۔ ابراہیم۔ عیسٰی علیہم السلام اور سب سے آخر خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے کر آیا تھا۔ اگر تعلیم پر غور نہ کر سکتے تھے تو ان اپنے اعتراضوں ہی کو دیکھتے کہ کیا یہ وہی تو نہیں جو اس سے پہلے ہر زمانہ میں ہر مامور پر کئے گئے ہیں مگر افسوس تو یہ ہے کہ یہ قرآن شریف کو پڑھتے ہی نہیں۔

غرض یہ بھی ایک مرحلہ ہوتا ہے جو مامور من اللہ اور اس کے مخالفوں کو پیش آتا ہے اور اس زمانہ میں بھی پیش آیا پھر جب یہ لوگ گھبرا اُٹھتے ہیں اور لوگوں کو دینِ الٰہی کی طرف رجوع کرتا ہوا پاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ انکی مخالفتیں اور عداوتیں مامور کے حوصلہ اور ہمت کو پست نہیں کر سکتی ہیں اور وہ ہر آئے دن بڑھ بڑھ کر اپنی تبلیغ کرتا ہے اور نہیں تھکتا اور درماندہ نہیں ہوتا اور اپنی کامیابی اور مخالفوں کی ہلاکت کی پیشگوئیاں کرتا ہے جیسے نوح علیہ السلام نے کہا کہ تم غرق ہو جاؤ گے اور خدا کے

---

[1] حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ مرتب

حکم سے کشتی بنانے لگے تو وہ اس پر ہنسی کرتے تھے۔ نوحؑ نے کہا کہا اِنۡ تَسۡخَرُوۡا مِنَّا فَاِنَّا نَسۡخَرُ مِنۡكُمۡ كَمَا تَسۡخَرُوۡنَ (ھود: ۳۹) اگر تم ہنسی کرتے ہو تو ہم بھی ہنسی کرتے ہیں اور تمہیں انجام کا پتہ لگ جاوے گا کہ گندے مقابلہ کا کیا نتیجہ ہوا۔ اسی طرح پر فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کی تبلیغ سن کر کہا۔ قَوۡمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوۡنَ (المومنون: ۴۸) انکی قوم تو ہماری غلام رہی ہے هُوَ مَهِيۡنٌ وَّلَا يَكَادُ يُبِيۡنُ (الزخرف: ۵۳) یہ کمینہ ہے اور بولنے کی اس کو مقدرت نہیں اور ایسا کہا کہ اگر خدا کی طرف سے آیا ہے تو کیوں اس کو سونے کے کڑے اور خلعت اپنی سرکار سے نہیں ملا۔ غرض یہ لوگ اسی قسم کے اعتراض کرتے جاتے ہیں۔ اور جب اسکی انتھک کوششوں اور مساعی کو دیکھتے ہیں۔ اور اپنے اعتراضوں کا اس کی ہمت اور عزم پر کوئی اثر نہیں پاتے۔ بلکہ قوم کا رجوع دیکھتے ہیں تو پھر کہتے ہیں اِنۡ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ (المومنون: ۲۶) میاں یہ وہی آدمی ہے۔ انسان جس قسم کی وحشت لگاتا ہے۔ اسی قسم کی رؤیا بھی ان کو ہو جاتی ہے۔ اس قسم کے خیالات کے اظہار سے وہ یہ کرنا چاہتے ہیں۔ کہ تا خدا کی پاک اور سچی وحی کو مُلتَبِس کریں کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ جیسے رَمّال۔ احمق جفّار۔ گنڈے والے۔ فال والے ایک سچائی کے ساتھ جھوٹ ملاتے ہیں اسی طرح اس سچائی کا بھی خون کریں۔ اس لئے کہہ دیتے ہیں کہ یہ وحشت کی باتیں ہیں۔ یہ وعدے اور یہ پیشگوئیاں اپنے ہی خیالات کا عکس ہیں۔ دوستوں کیلئے بشارتیں اور اعداء کیلئے انذار۔ یہ جنون کا رنگ رکھتے ہیں۔ عیسائی اور آریہ اب تک اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن شریف میں اپنے مطلب کی وحی بنا لیتے ہیں۔ اور دور کیوں جائیں اس وقت کے کم عقل مخالف بھی یہی کہتے ہیں۔ مگر ایک عجیب بات میرے دل میں کھٹکتی ہے کہ وہ کافر جو نوح علیہ السلام کے مقابل میں تھے انہوں نے یہ کہا فَتَرَبَّصُوۡا حَتّٰى حِيۡنٍ (المومنون: ۲۶) چند روز اور انتظار کر لو۔ اگر یہ جھوٹا اور کاذب مفتری ہے تو خود ہی ہلاک ہو جاوے گا۔ مگر ہمارے وقت کے ناعاقبت اندیش اندھوں اور نادانوں کو اتنی بھی خبر نہیں اور ان میں اتنی بھی صلاحیت اور صبر نہیں جو نوحؑ کے مخالفوں میں تھا۔ وہ کہتے ہیں فَتَرَبَّصُوۡا بِهٖ حَتّٰى حِيۡنٍ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خوب سمجھتے ہیں کہ کاذب کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ اس کی گردن پر جھوٹ سوار ہوتا ہے۔ خود اسکا جھوٹ ہی اس کی ہلاکت کیلئے کافی ہوتا ہے مگر وہ لوگ کیسے کم عقل اور نادان ہیں جو اس سچائی سے دُور جا پڑے ہیں۔ اور اس معیار پر صادق اور کاذب کی شناخت نہیں کر سکتے۔

میرے سامنے بعض نادانوں نے یہ عذر پیش کیا ہے کہ مفتری کیلئے مہلت مل جاتی ہے قطع نظر اس بات کے کہ اُن کے ایسے بیہودہ دعویٰ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور آپ کی نبوت پر

کس قدر حرف آتا ہے۔ قطع نظر اس کے ان نادانوں کو اتنا معلوم نہیں ہوتا کہ قرآنِ کریم کی پاک تعلیم پر اس قسم کے اعتراف سے کیا حرف آتا ہے۔ اور کیونکہ انبیاء و رسل کے پاک سلسلہ پر سے ایمان اُٹھ جاتا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ کوئی ہمیں بتلائے کہ آدمؑ سے لیکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک اور آپؐ سے لے کر اس وقت تک کیا کوئی ایسا مفتری گزرا ہے۔ جس نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ وہ خدا کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہے اور وہ کلام جس کی بابت اس نے دعویٰ کیا ہو۔ کہ خدا کا کلام ہے۔ اس نے شائع کیا ہو اور پھر اسے مہلت ملی ہو! قرآن شریف میں ایسے مفتری کا تذکرہ یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک اقوال میں پاک لوگوں کے بیان میں اگر ہوا ہے تو دکھاؤ کہ اس نے تقوّل علی اللہ کیا ہو اور بچ گیا ہو! میں دعوے سے کہتا ہوں کہ وہ ایک مفتری بھی پیش نہ کر سکیں گے[1] ...... میں جب اپنے زمانہ کے راستبازکے مخالفوں اور حضرت نوح علیہ السلام کے مخالفوں کے حالات پر غور کرتا ہوں تو مجھے اس زمانہ کے مخالفوں پر بہت رحم آتا ہے۔ کہ یہ اُن سے بھی جلد بازی اور شتاب کاری میں آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ وہ نوح علیہ السلام کی تبلیغ اور دعوت کو سُن کر اعتراض تو کرتے ہیں۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیتے ہیں فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ چندے اور انتظار کر لو۔ مفتری ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس کا جھوٹ خود اسکا فیصلہ کر دے گا۔ مگر یہ شتاب کار نادان اتنا بھی نہیں کہہ سکے۔ العجب! ثم العجب!!

(الحکم ۳۱ر جنوری ۱۹۰۲ء صفحہ ۶-۷)

۲۷، ۲۸ - قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۲۷﴾ فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۸﴾

---

[1] الحکم ۲۴ر جنوری ۱۹۰۲ء صفحہ ۵-۶

اَلتَّنُّوْرُ : ۱۔ وہ مکان جس میں روٹیاں پکاتے ہیں ۲۔ زمین کے اوپر کا حصہ ۳۔ اونچی جگہ ۴۔ جہاں سے چشمہ نکلے ۵۔ پچھلی رات کے بعد صبح صادق کے وقت کو بھی کہتے ہیں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷؍ جولائی ۱۹۱۰ء)

فَارَ التَّنُّوْرُ : سحر کا وقت آگیا۔ زمین کے اوپر پانی آگیا۔ عذاب زور سے آگیا۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۶۸)

شریروں کی شرارت اور تکذیب حد سے گزر گئی تو چونکہ مامور من اللہ بھی انسان ہی ہوتا ہے اعداء کی تکذیب اور نہ صرف تکذیب بلکہ مختلف قسم کی تکالیف خود اسے اور اس کے احباب کو دی جاتی ہیں۔ تو وہ بے اختیار ہو کر لَوْ کَانَ الْوَبَاءُ الْمُتَبَّرَ، کہہ اٹھتا ہے ایسی حالت میں حضرت نوح علیہ السلام نے بھی کہا رَبِّ انْصُرْنِیْ بِمَا کَذَّبُوْنِ۔ اے میرے مولیٰ میری مدد کر۔ میری ایسی تکذیب کی گئی ہے جس کا تو عالم ہے۔ جب معاملہ اس حد تک پہنچا تو خدا کی وحی یوں ہوتی ہے اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَ وَحْيِنَا ہماری وحی کے موافق ہماری نظر کے نیچے ایک کشتی تیار کرو۔ اور اپنے ساتھ والوں کو بھی ساتھ لے لو۔ تو ہم تم کو تمہارے ساتھ والوں کو بچا لیں گے۔ اور شریر مخالفوں کو غرق کر دیں گے۔ چنانچہ حضرت نوحؑ نے ایک کشتی تیار کی اور اپنی جماعت کو لے کر اس میں سوار ہوئے۔ خدا کا غضب پانی کی شکل میں نمودار ہوا۔ وہی پانی حضرت نوحؑ کی کشتی کو اٹھانے والا ٹھہرا۔ اور اسی نے طوفان کی صورت اختیار کر کے مخالفوں کو تباہ کر دیا۔ اور نتیجہ نے حضرت نوحؑ کی سچائی پر مہر کر دی۔ غرض یہ آسان پہچان ہے راستبازکی ...... جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کو اپنی خاص حفاظتوں میں لاتا ہے۔ ارضی بیماریوں اور دکھوں سے بچاتا ہے۔ آسمانی مشکلات سے بھی محفوظ رکھتا ہے اور اسکی نصرت فرماتا ہے۔ اسی طرح وہ لوگ جو سچے طور پر اس کا ساتھ دیتے ہیں یا یوں کہو کہ ان کے رنگ میں رنگین ہو کر وہی بن جاتے ہیں۔ سچا تقویٰ اور حقیقی ایمان حاصل کرتے ہیں۔ اور مامور کا ادھورا نمونہ بھی بن جاتے ہیں تو مقتدر کی عظمت و ترقی اور نصرت کے ساتھ ان کو بھی شریک کر لیتا ہے۔ (الحکم ۳۱؍ جنوری ۱۹۰۲ء صفحہ ۷)

۳۰۔ وَ قُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۳۰﴾

وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ : تعلیم سکھائی۔ دکھ سے نجات پا کر بھی انسان دعا سے غافل نہ ہو

آجکل کل قوموں نے دعا کو چھوڑ دیا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ ر جولائی ۱۹۱۰ء)

۳۳۔ فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾

اَفَلَا تَتَّقُوْنَ : تم کیوں بدیوں سے نہیں بچتے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ ر جولائی ۱۹۱۰ء)

۳۴۔ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ﴿۳۴﴾

"...... اَلْمَلَاُ : جن کی بات کی طرف لوگ جھکتے ہیں۔ درباری۔ اشراف۔ حاکم۔ بڑے دُنیادار۔

مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ : انہوں نے مساوات کیلئے کھانے پینے کی حالتوں پر غور کیا کہ ہماری مانند ہے۔ اس قسم کے خیالات انسان کو اتباعِ حق سے محروم رکھتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ ر جولائی ۱۹۱۰ء)

۴۰۔ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۴۰﴾

رَبِّ انْصُرْنِيْ : انبیاء کے ہاتھ میں بھی ایک ہتھیار ہوتا ہے۔ جسے دُعا کہتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ ر جولائی ۱۹۱۰ء)

۴۲۔ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۲﴾

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ : ...... یہ قصہ ثمود کا نہیں حضرت نوح ؑ کا ہے

صیحہ کے معنے عذاب کے ہیں۔ اور مطلق آواز کے بھی ہیں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ رجولائی ۱۹۱۰ء)

۵۱۔ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنٰهُمَا إِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ﴿۵۱﴾

وَأُمَّهُ آيَةً : آیت کے معنے نیک نمونہ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ رجولائی ۱۹۱۰ء)
آوَيْنٰهُمَا إِلٰى رَبْوَةٍ : کشمیر (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۔ ۹ صفحہ ۴۶۸)

۵۲۔ يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ إِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۵۲﴾

كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ : یہ عملِ صالح کے نصیب ہونے کی کلید بتادی ہے کہ طیّب کھایا کرو۔ کیونکہ بغیر رزقِ طیب عملِ صالح کی توفیق حاصل نہیں ہوتی۔
إِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۔ اللہ تعالیٰ کی نگرانی کا فکر جس کو ہے وہ ضرور عملِ صالح کرتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ رجولائی ۱۹۱۰ء)

۵۴۔ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۴﴾

زُبُرًا :........ ایک معنے تو ہیں۔ کہ ہر گروہ یہی سمجھ بیٹھا کہ بس یہی کتاب الٰہی ہے جو ہمارے پاس ہے۔ ۲۔ یا یہ معنے ہیں کہ اور اور نئی کتابیں تصنیف کردیں۔ جو اصل الاصول کتاب کے خلاف تھیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ رجولائی ۱۹۱۰ء)

۵۸ تا ۶۲۔ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ

مُّشْفِقُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ﴿۶۱﴾ اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ﴿۶۲﴾

وَجِلَةٌ : ڈر رہے ہیں باین خیال کہ ہمارے اعمال قابلِ قبول ہوئے ہیں یا نہیں ۔ عائشہ صدیقہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا کہ اگر آدمی زنا کرے ۔ چوری کرے ۔ پھر بھی خوف کرے تو نجات پائے گا ؟ فرمایا نہیں ! اے بنتِ صدیق ! بلکہ وہ نیک کام کرے اور ساتھ ہی ڈرے کہ قبول بھی ہوا ہے یا نہیں ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ، ۷ جولائی ۱۹۱۰ء)

يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا : نیکی کرتے ہیں ۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹/ صفحہ ۴۶۸)

مَولیٰ کریم ۔ رحمان ورحیم مَولیٰ ۔ ان آیات میں انسان کو ان راہوں کی طرف راہنمائی کرتا ہے جو اس کو ہر ایک قسم کے سُکھوں کی طرف لے جاتے ہیں اور اپنے ہم چشموں اور ہم عصروں میں معزز و مقتدر بنا دیتے ہیں ۔

انسان فطرتی طور پر چاہتا ہے کہ ہر ایک قسم کے سُکھوں اور آراموں اور بھلی باتوں کو حاصل کرے اور پھر اُن سب سے بڑھ کر رہنا چاہتا ہے ۔ جب وہ دیکھتا ہے کہ اس کے متعلقین خوش و خورسند ہیں اور لوگوں کو بھلائی کی طرف متوجہ پاتا ہے ۔ اس کے دل میں یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ فلاں بھلائی میں سعادت مند قدم رکھا ہے اور فلاں شخص نے بھی رکھا ہے ۔ پس میں سب سے بڑھ کر سبقت لے جاؤں ۔ غرض عام طور پر انسان فطرۃً کبھی ٹیشی[1] میں لگا رہتا ہے اور ساتھ والوں سے سر بر آوردہ ہونے کا آرزومند ہوتا ہے ۔ بچے چاہتے ہیں کہ کھیل میں دوسری پارٹی سے بڑھ کر رہیں اور جیت جاویں ۔ عورتیں کھانے پہننے ۔ لباس وزیورات میں چاہتی ہیں کہ اپنی ہم نشینوں سے بڑھ کر رہیں ۔ پس یہ خواہش اور آرزو جو فطرتی طور پر انسان کے دل میں پائی جاتی ہے ۔ اُس کے پورا کرنے کے اسباب اور وسائل قرآن کریم

---

[1] مقابلہ یا مُسَابَقَہ ۔ (مرتب)

میں اس مقام پر رحیم وکریم مولیٰ بیان فرماتا ہے اور وہ چند ایک اصول پر مشتمل ہے۔

پہلا اصل : انسان غور کرے کہ اُس کے دل میں اپنے سے بڑے کا ڈر ہوتا ہے۔ ادنیٰ ادنیٰ کام والے لوگ نمبردار کا اور نمبردار تحصیلدار کا اور تحصیلدار حکام بالادست کا ڈر رکھتے ہیں۔ ماتحت اگر افسرں کا ڈر دل میں نہ رکھیں تو وہ اپنے فرضِ منصبی کو اُس خوبی اور صفائی سے نہ کریں۔ جس سے وہ اس ڈر کی حالت میں کرتے ہیں۔ اب اس اصل کو زیرِ نظر رکھ کر مولیٰ کریم فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو نیکیوں اور بھلائیوں میں 'کمپی ٹیشن' اور مقابلہ میں سرفراز ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے وہ ہر ایک کام کرتے وقت اس بات کا لحاظ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا نگران ہے اور اُن کے ہر فعل۔ کھانے۔ پینے۔ دوستی۔ دشمنی۔ بغض و عداوت۔ لین دین۔ غرض تمام معاملات میں انکو دیکھتا ہے۔

پس مومن وہ ہوتے ہیں۔ خیرات میں وہ بڑھتے ہیں جو ان اعمال و افعال کے وقت علیم وخبیر کی ذات اور نگرانیوں پر نگاہ کرتے ہیں اور ہر آن خوف و خشیت الٰہی سے لرزاں رہتے ہیں۔ اس لئے ہر ایک کام میں خواہ کھانے پینے کا ہو۔ یا بُغض و عداوت ہو۔ دوستی ہو یا دشمنی ہر بات میں خوش رہنے اور بڑھ کر رہنے کیلئے پہلا اور ضروری اصل کیا ہے! خشیتِ الٰہی۔ عمل کرنے سے پہلے دیکھ لیا کرو کہ یہ عمل خدا تعالیٰ کی رضا جوئی کی وجہ سے کسی سرخروئی کا باعث ہے یا اس کی ناراضامندی کا موجب ہو کر سیاہ روئی کا پیش خیمہ۔ خوفِ الٰہی کے بعد دو[۲] اصل اور ہیں۔ وہ کیا۔ ایک اخلاص دوسرا صواب کوئی عمل صالح ہو نہیں سکتا جب تک اخلاص اور صواب نہ ہو۔

اخلاص کیا ہے۔ اِخلاص کے معنے ہیں کہ جو کام کرو اُس میں یہ مدِّنظر ہو کہ مولا کریم کی رضا حاصل ہو حُبّ ہو تو حُبّ لِلّٰہ ہو۔ بُغض ہو تو بُغض لِلّٰہ ہو۔ کھاؤ تو اس لئے کہ کھانے کا حکم دیا ہے۔ پیتے ہو تو سمجھ لو کہ وَاشْرَبُوْا کے حکم کی تعمیل ہے۔ غرض سارے کاموں میں اخلاص ہو۔ رسم و عادت نفس وہوا کی ظلمت نہ ہو۔ اندرونی جوش اُس کے باعث نہ ہوئے ہوں۔

صواب کیا ہے؟ کہ ہر بھلا کام اس طرح پر کیا جاوے جس طرح اللہ تعالیٰ نے اُس کا حکم دیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کر کے دکھایا ہے۔ اگر نیکی کرے مگر نہ اُس طرح جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سکھائی ہے وہ راہِ صواب نہیں۔ غرض یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اس کام کے کرنے میں اجازت سرکاری ہے یا نہیں۔ اور پھر اللہ کی رضا مقصود ہے یا نہیں۔ پس کام کرو خشیت الٰہی سے پھر اخلاص و صواب ہے۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ : اللہ تعالیٰ کے احکام پر ایمان لاتے ہیں

اور وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ اور پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ اعمال اور ترکِ اعمال میں کسی کو شریک نہیں کرتے۔ نیکی کو اس لئے کرے کہ خدا تعالیٰ کی رضا کا باعث ہے اور اُسی کے لئے اس کو کرے اور بدیوں سے اس لئے اجتناب کرے کہ خدا نے اُن کو بُرا فرمایا۔ اور ان سے روکا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع مدّ نظر رکھ کر کرے۔ نیکی کرتا ہوا بھی خوفِ الٰہی کو دل میں جگہ دے کیونکہ وہ نکتہ نواز اور نکتہ گیر ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ جنابہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں کہ بدیاں کرتے ہوئے خوف کریں فرمایا۔ نہیں نہیں۔ نیکیاں کرتے ہوئے خوف کرو۔ جو نیکیاں کرنے کی ہیں کرو۔ اور پھر حضورِ الٰہی میں ڈرتے رہو کہ ایسا نہ ہو کہ عظیم و قدوس خدا کے حضور لائق ہیں یا نہیں۔ ایسے لوگ ہیں جو يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ کے مصداق ہوتے ہیں یعنی اوّل اور آخر میں خشیت ہو۔ فعل اور ترکِ فعل اخلاص اور ثواب کے طور پر ہوں اور وہ بھلائیوں کے لینے والے اور دوسرے سے بڑھنے والے ہیں۔

(الحکم ۱۰ر اپریل ۱۸۹۹ء صفحہ ۴)

۶۳۔ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝

وسوسۂ شیطانی یہ بھی آجاتا ہے کہ یہ راہ کٹھن ہے کیونکر کام کریں گے خدائے تعالیٰ خود ہی اس وسوسہ کا جواب دیتا ہے لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا کہ ہم نے جو اعمال کرنے کا حکم دیا ہے اور نواہی سے روکا ہے وہ مشکل نہیں۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ عدم استطاعت پر حج کا حکم ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اوامر و نواہی ایسے ہیں کہ عمل کر سکتا ہے اور اُن سے باز رہ سکتا ہے۔

اور یہ امر بھی بحضورِ دل یاد رکھو کہ بعض اعمال بھول جاتے ہیں۔ جنابِ الٰہی کے ہاں بھول نہیں بلکہ فرمایا وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۔ یاد رکھو جناب الٰہی میں اعمال محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ خدا کے ہاں ظلم نہیں ہوتا۔ (الحکم ۱۰ر اپریل ۱۸۹۹ء صفحہ ۴)

۶۴، ۶۵۔ بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ۝ حَتّٰٓى

إِذَآ أَخَذْنَا مُتْرَفِيهِم بِالْعَذَابِ إِذَا هُمْ يَجْأَرُونَ ۝

مِن دُونِ ذٰلِكَ : اس حق کے خلاف

يَجْأَرُونَ : بیل کے اڑانے کو جؤار کہتے ہیں۔

نصیحت : جو دنیا میں کسی کو تحقیر کے رنگ میں بُرا کہتے ہیں۔ وہ مرتے نہیں جب تک اس میں خود مبتلا نہ ہو لیں (۲) ہر سُنی ہوئی بات کو قبول نہ کرے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ ، جولائی ۱۹۱۰ء)

۷۹ - وَهُوَ الَّذِيٓ أَنشَأَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۝

بہت دفعہ میں نے سنایا ہے کہ محبت احسان سے پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی اس کتاب میں بہت سے احسانوں کا ذکر فرماتا ہے۔ اس ذات بابرکات کے احسانات کی کوئی حد نہیں۔ آدمی کو چاہیئے کہ قدر کرے اور کسی تکلیف سے گھبرا کر ناشکری کے کلمات نہ نکالے۔

أَنشَأَ لَكُمُ السَّمْعَ : کان کیا مفید چیز ہے کہ اس سے ہم نبیوں کی آوازیں سنتے ہیں پھر اور قسم قسم کی آوازیں سن کر فائدہ اٹھاتے ہیں بلکہ اس کے ذریعہ کئی ہزار میل کی خبریں تار برقی میں سنتے ہیں۔

وَالْأَبْصَارَ : آنکھ کیا ہے۔ ایک چھوٹا سا نقطہ ہے جس کے ذریعے حسن وجمال کی دلربا تصویر دیکھتے ہیں۔

وَالْأَفْئِدَةَ ؕ : کان بھی ہوں آنکھیں بھی ہوں مگر دل نہ ہو تو یہ سب بیکار ہے۔ پاگل خانہ میں جا کر دل کی صحت کا تماشہ دیکھو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ ، جولائی ۱۹۱۰ء)

۸۱ - وَهُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝

وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ : لیل ونہار کا یہ اختلاف بھی ہے کہ ایک ملک میں رات ہے تو دوسرے میں دن۔

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ : عقل ایک صفت ہے۔ اس صفت سے انسان اپنے آپ کو بدیوں سے روک سکتا ہے۔ جو اپنے آپ کو بدیوں سے نہیں روکتا۔ وہی لایعقل ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ر جولائی ۱۹۱۰ء)

۸۴۔ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸۴﴾

اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ : سطروں میں لکھا ہوا یا جمع اسطور۔ اسطورۃ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ر جولائی ۱۹۱۰ء)

۹۲۔ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۹۲﴾

وَمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ : ذاتی کمال کسی میں نہیں۔ کوئی بھی کامل تو زمانہ میں نہیں کیونکہ آئندہ زمانہ میں اس کی ترقی حاصل ہو سکتی ہے۔ پس آئندہ ترقی کے مقابلہ میں موجودہ حالت ضرور ناقص ہے۔

اِلٰهٌ وہ ہے جو ہر قسم کا ذاتی کمال رکھتا ہے اور اس کیلئے کوئی حالت منتظرہ باقی نہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ر جولائی ۱۹۱۰ء)

۹۴ تا ۹۶۔ قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿۹۴﴾ رَبِّ

فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۵﴾ وَاِنَّا عَلٰٓى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۹۶﴾

رَبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ : انبیاء علیہم السلام کس طرح فتح مند ہوتے ہیں انکا پیر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ دعا کرتے ہیں۔

رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ : اس دعا پر خوب غور کرو۔ کہ کس قدر خوف کا مقام ہے۔ نبی کہتا ہے کہ ان پر جو عذاب آئے میں بھی ان ہی میں شامل نہ ہو جاؤں۔
اللہ تعالیٰ بے باکی سے ناراض ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ بڑے بڑے دعوے کر بیٹھتے ہیں اور آخر ٹھوکر کھاتے ہیں۔ اس میں یہ پیشگوئی بھی ہے۔ کہ اہلِ مکہ پر عذاب کے وقت نبی کریمؐ ان میں موجود نہ ہوں گے
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ، ۷ جولائی ۱۹۱۰ء)

جب ہم یہ آیات پڑھتے ہیں ...... تو یہ دو باتیں کھلتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اللہ کی ذات کس قدر غناء میں پڑی ہوئی ہے کہ وہ انبیاء جن کے مبارک وجود کی خاطر بعض اوقات تمام ملک کو بھی غرق کر دیتا ہے۔ اس کے حضور میں عاجزی سے گڑگڑانے کے محتاج ہیں اور دُعا کی احتیاج سے خالی نہیں۔ اب دیکھئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر عذاب آتا ہے۔ مگر دوسری جانب آپؐ ہی کے منہ سے کہلواتا ہے۔ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ : یعنی اے میرے رب مجھے ظالموں کی قوم میں سے نہ گردانیو۔ اس آفت میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ دوم یہ کہ وعدہ ہو یا وعید وہ ضرور ٹل سکتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ اِنَّا عَلٰٓى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ۔ یعنی ہم جو ان کو وعدہ دیتے ہیں۔ اس کے دکھانے پر قادر ہیں۔ یہ نہیں فرمایا کہ ضرور وہ وعدہ اسی رنگ میں پورا کریں گے۔ بلکہ یہ فرمایا کہ قادر ہیں۔ چاہیں تو اسے بدل کر کسی اور رنگ میں پورا کر دیں۔ یہ نکتہ معرفت اگر خوب سمجھ لیا جائے تو پھر بروز محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں پر کوئی اعتراض نہیں رہتا
(تشحیذ الاذہان جلد ۶ نمبر ۱۰ صفحہ ۴۹۹)

۹۷۔ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ۭ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿۹۷﴾

اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ط : اگر کوئی بدی ہو تو اس کیلئے عمدہ تدبیر

سوچتے رہو۔ کہ یہ بدی کس طرح دور ہو۔ بدیوں کے دور کرنے کیلئے باریک در باریک تدابیر ہیں منجملہ ان کے ایک دعا ہے پھر قول موجّہ۔ سمجھانا۔ اعلانیہ نصیحت کرنا بھی۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ رجولائی ۱۹۱۰ء)

۹۹۔ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۹﴾

رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ، کوئی بدکار میرے پاس بھی نہ آنے پائے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ رجولائی ۱۹۱۰ء)

۱۰۰۔ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿۱۰۰﴾

رَبِّ ارْجِعُوْنِ : چاہیئے اِرْجِعْ اور یہاں جمع آیا۔ یہ دراصل اِرْجِعْ اِرْجِعْ اِرْجِعْ تین مرتبہ کہنے کی جا بجا ہے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ رجولائی ۱۹۱۰ء)

۱۰۱۔ لَعَلِّيْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۰۱﴾

اِنَّهَا كَلِمَةٌ : عیسائی مسیح کو کلمہ کہنے سے درجہ الوہیت دیتے ہیں۔ دیکھو یہ بھی ایک کلمہ ہے۔
(ضمیمہ اخبار قادیان ۷ رجولائی ۱۹۱۰ء)

۱۰۵۔ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

كٰلِحُوْنَ : یعنی سکڑ جانے والے۔ چمڑے کو جب آگ کے سامنے رکھیں اور وہ جلے تو سکڑ جاتا ہے۔

۱۱۰۔ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ

اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۰﴾

يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا : دنیا میں فائز المرام بننے کے واسطے یہ دعا ہے۔ وہ فریق خلفاء راشدین ہو گیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷، جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۱۱- فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ : جو شخص کسی پاک بندے کی ہنسی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو سزا دیتا ہے کہ وہ خدا کی یاد کو بھول جاتا ہے۔ اِنْسَاء کی نسبت ان لوگوں کی طرف سبب کی وجہ سے ہے

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷، جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۱۶- اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۶﴾

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا : کیا تمہیں یہ خیال ہے کہ ہم نے تم کو عبث پیدا کیا۔ ایسا خیال تمہارا غلط ہوگا۔ ہمارے حضور تم کو آنا ہوگا۔ جب تم عبث نہیں بنائے گئے۔ تو پھر سوچو کہ تم کیوں بنائے گئے ہو۔ (الحکم ۷، اپریل ۱۹۰۱ء صہ ۳)

۱۱۸- وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۸﴾

ابتداء سورۃ میں قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ فرمایا تھا۔ اب اس کے مقابل میں کفار کا انجام بتایا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷، جولائی ۱۹۱۰ء)

لَا یُفْلِحُ الْکٰفِرُوْنَ : فلاح نہ پاتے کافر۔ ابتداء میں فرمایا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ
(تشحیذ الاذہان جلد ۹ ۔ ۹ صفحہ ۴۶۸)

۱۱۹۔ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۹﴾

وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ : کفر اور اس کے بدنتائج سے بچنے کی دعا۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷؍ جولائی ۱۹۱۰ء)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

سورۂ نور میں تمیز کا بیان ہے اور یہ کہ مطاعن سے بچنا چاہیئے اور ان کے اسباب سے بھی۔ اور رسول کے ساتھیوں کا مقابلہ نہیں کرنا چاہیئے۔ خلافت پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ کوئی سورۃ ایسی نہیں جس کے پہلے یہ لکھا ہو۔ کہ ہم نے تم پر یہ حکم واجب یا فرض کیا ہے۔ یہ تاکید اس سورۃ کے ساتھ مخصوص ہے۔ خوب غور سے سنو اور عمل کرو ....

میرے ایک پیر شاہ عبدالغنی صاحب فرماتے تھے کہ سورۃ نور قرآن شریف میں ہے۔ مگر ہندوستان کے لوگ اس پر عمل نہیں کرتے۔ اور اس کے ایک ٹکڑے کی طرف بھی توجہ نہیں۔ سورۃ مومنون کے اخیر میں یہ ارشاد فرمادیا ہے کہ اس آنیوالی سورۃ کے احکام پر جو عمل نہیں کریں گے۔ ان کو ہم مظفر و منصور کبھی نہ کریں گے۔ چنانچہ دیکھ لو ہندوستان کے مسلمانوں کا کیا حال ہے۔ (ضمیمہ بدر، جولائی ۱۹۱۰ء)

میرے ایک شیخ تھے۔ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب مجددی اور میں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اور اب تک ان کا معتقد ہوں۔ وہ فرماتے تھے۔ کہ ہندوستان کے مسلمانوں نے اس سورۃ میں سے ایک آیت پر بھی عمل نہیں کیا اور میرا بھی اتنی عمر کا تجربہ ہے۔ کہ یہ بات درست ہے۔ اس واسطے اس سورۃ کو بہت غور اور توجہ سے سننا چاہیئے اور اس پر عمل کرنے کی سعی کرنی چاہیئے۔ .....

(بدر ۶ ر جولائی ۱۹۰۵ء صہ ۳)

اس سورۃ میں بتایا ہے کہ نبی کریمؐ تک یہ سلسلہ نہیں۔ بلکہ خلافت کا سلسلہ بھی تا یوم قیامت ہے۔ خلافت کے منکر اور عیب چین ہوں گے۔ مگر آخر ذلیل۔ فرماتا ہے کہ مجرموں کو تو ہم سزا دینے کا حکم دیتے ہیں۔ انہیں خلفاء کیوں بنانے لگے۔ پس تم الزام دہی سے باز آؤ۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صہ ۴۶۸)

میں شاہ عبدالغنی صاحب کا مرید تھا۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ اہلِ ہند نے سورۃ نور پر عمل ترک کر دیا ہے بلکہ اپنے لئے اس کو منسوخ ہی سمجھ لیا ہے۔ پس تم اس پر ضرور غور کرو۔ اس میں سب سے پہلے زناء کی مذمت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ہے کہ ہر ایک عضو زنا کرتا ہے پس انسان ہر ایک عضو کا نگران بنے۔

(الحکم ۳۱ جولائی/۱۰ اگست ۱۹۰۴ء صہ ۹)

۲۔ سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝۲

یہ ایک سورۃ ہے۔ ہم نے اس کو نازل کیا اور ہم نے اس کو فرض کر دیا اور ہم نے اس میں احکام اُتارے جو کھلے کھلے ہیں تا کہ تم عمل درآمد کرو۔ اور قابلِ ذکر بن جاؤ۔ اس سورۃ پر عمل کرنے کے واسطے کس قدر تاکید اللہ تعالیٰ نے کی ہے۔ اوّل فرمایا۔ ہم نے اُتارا۔ پھر فرمایا۔ ہم نے فرض کیا۔ فرض تو سارا قرآن شریف ہے کہ اس پر عمل کیا جائے مگر اس سورۃ کو پھر بالخصوص فرض فرمایا کہ مسلمان اس کی طرف توجہ کریں۔

اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ: کھلے کھلے احکام۔ موٹی باتیں جن کو سب لوگ سمجھ سکتے ہیں۔ کوئی پیچیدہ اور ناقابلِ فہم یا خلافِ عقل باتیں نہیں۔ بلکہ ایسی عمدہ اور درست باتیں ہیں جو ہر شخص کی سمجھ میں آسکتی ہیں۔

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ: اس پر عمل کرنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم قابلِ ذکر آدمی بن جاؤ گے مشاہیر زمانہ میں سے بن جاؤ گے۔ لوگ تم کو نمونہ پکڑیں گے اور امام بنائیں گے۔

(بدر ۶ جولائی ۱۹۰۵ء صہ ۳)

۳۔ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۳

زانی مرد اور عورت ہر ایک کو اُن دونوں میں سے ایک سو کوڑہ مارو۔ یہ پہلا حکم ہے جو اس

سورہ شریف میں نازل ہوا کہ جب کسی مرد اور عورت پر زنا کا الزام ثابت ہو جائے تو انکی سزا یہ ہے کہ مرد کو بھی سو کوڑے مارے جائیں اور عورت کو بھی سو کوڑے مارے جائیں۔ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اور نہ پکڑے تم کو ان دونوں کے ساتھ نرمی اور ترس کھانا۔ اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملہ میں۔ اگر ہو تم ایمان لاتے والے ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے۔ کیا معنے۔ مومنوں کو نہیں چاہیئے کہ ایسے لوگوں پر ترس کھا کر ان سے درگزر کریں۔ اور ان کو سزا نہ دیں کیونکہ اس میں فتنہ و فساد ہے۔ اور بالآخر مفید امر اُن کے واسطے اور قوم اور تمدن کے واسطے یہی ہے۔ کہ ایسے جُرم کا مرتکب کھلے طور پر اپنی سزا کو پہنچے۔

وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؛ اور چاہیئے کہ مشاہدہ کرے ان کے عذاب کو ایک گروہ مومنوں کا۔ سزا پبلک میں دینی چاہیئے۔ اور مومنوں کو وہاں جمع ہونا چاہیئے آجکل نیک کہلانے والے ایک جھوٹی نرم دلی کا بہانہ کر کے ایسے موقع پر جانے سے پرہیز کرتے ہیں۔ ایسا خیال گناہ ہے کیونکہ حکم الٰہی کے برخلاف ہے۔ (بدر ۶ر جولائی ۱۹۰۵ء صہ)

۴۔ اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ؛ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۴

بدکار تو بدکاروں یا بُت پرست عورتوں کو ہی نکاح کرتے ہیں اور بدکار عورتیں بھی ایسی ہیں کہ انہیں بدکار یا مشرک ہی بیاہیں۔ اور ایمان والوں پر تو یہ باتیں حرام ہیں

(تصدیق براہین احمدیہ صہ۲۸۶)

اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ ؛ زانی نکاح نہیں کرتا مگر زانیہ سے۔

حُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ؛ ذٰلِكَ کے مرجع پر علماء میں بحث ہے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ زانیہ سے نکاح کرنا حرام ہے۔ اور بعض یہ کہ زنا حرام ہے۔ پھر علماء میں اختلاف ہے کہ تہمتِ زنا لگانے والے کی گواہی جائز ہے یا نہیں ؟ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ر جولائی ۱۹۱۰ء)

زنا کرنے والا مرد نہیں نکاح کیا کرتا مگر ایسی عورت سے جو زنا کار ہو چکی ہے۔ یا کسی مشرکہ عورت سے اور زناء کرنے والی عورت نہیں نکاح کرتی مگر کسی ایسے مرد سے جو زنا کار ہو چکا ہو یا کسی مشرک

سے اور حرام ہے یہ بات مومنوں پر۔ کیا معنے ؟ کوئی مومن زنا کار سے نکاح نہ کرے۔ تعلقاتِ شادی سے پہلے جہاں دوسرے امور کی تحقیق و تفتیش کی جاتی ہے وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ اچھی طرح سے دریافت کر لیا جائے کہ مرد یا عورت ایسے نہ ہوں جو زنا میں گرفتار ہیں۔ یہ تجربہ کی بات ہے۔ کہ نیک بدکار کے مناسب حال نہیں ہوتا۔ اور بدکار نیک کے مناسب حال نہیں ہوتا۔

سوال : اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ جب گناہ سے توبہ کرنے کے بعد تائبہ ایسی ہو جاتی ہے کہ گویا اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں تو پھر دوسری عورتوں کی طرح اس کا نکاح مومن کے ساتھ کیوں جائز نہیں۔

جواب : ایک کنچنی اپنے پیشہ کو چھوڑنے کے بعد بھی سب کے درمیان کنچنی ہی کہلاتی ہے کوئی اس کو تائبہ نہیں کہتا۔ ہندو مسلمان ہو جاتا ہے تو پھر اس کو کوئی ہندو نہیں کہتا۔ لیکن کنچنی باوجود نکاح کر لینے کے بھی لوگوں کے درمیان کنچنی ہی مشہور رہتی ہے۔ علاوہ ازیں گزشتہ عادتِ بد کا کچھ ایسا اثر اندر ہی اندر رہتا ہے کہ اس کا جانا مشکل ہوتا ہے .... ایک دفعہ ایک کنچنی تائبہ ہو کر ہمارے پاس آئی اور کہا کہ میں آپ سے نکاح کرنا چاہتی ہوں۔ ہم نے اس کو اسی آیت شریف کے حکم کے مطابق جواب دیا لیکن وہ اس خیال سے باز نہ آئی۔ اور ہمارے پیچھے پڑی رہی تو ہم نے جواب دیا کہ ایک علیحدہ مکان لے لے۔ اور گندے کام کو بالکل ترک کر دے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تیرا یہ نام ہٹا دے۔ انہیں دنوں میں ایک نوجوان امیر زادہ جو ہمارا بھی واقف تھا۔ اس کے پاس پہنچا اور اس کو اس طرح سے پھسلایا کہ میں ذمہ لیتا ہوں کہ تمہارا نکاح مولوی صاحب سے کرا دوں گا۔ مگر چونکہ پھر تم ہمیشہ کے واسطے پردہ نشین ہو جاؤ گی اس واسطے اب تم ایک رات کیلئے میرے مکان پر آجاؤ۔ اپنی گزشتہ عادتِ بد کے مطابق اس کے واسطے یہ امر قبول کرنا مشکل نہ ہوا۔ چنانچہ وہ اس کے مکان پر چلی گئی۔ رات کو اس بدکار نے شراب نوشی سے اپنا دردِ شکم ظاہر کیا۔ اور مجھے بلانے کو آدمی بھیجا کہ میں اس کا علاج کروں اگرچہ میں خود نہ گیا۔ تاہم میرے شاگردوں کے جانے کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ وہ عورت پھر کبھی میرے پاس نہ آئی۔ اور اس جوان نے صبح کو ہم کو کہا کہ دیکھو کس آسانی سے ہم نے اس عورت کو آپ کے پاس سے دفع کیا۔ (بدر ۶ جولائی ۱۹۰۵ء صـ۳)

۵۔ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً

وَلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۵

اور جو لوگ تہمت لگاتے ہیں پاک دامن عورتوں پر۔ پھر نہیں پیش کرتے چار گواہ۔ انکو اسّی کوڑے مارو اور انکی گواہی کبھی قبول نہ کرو۔ یہ لوگ فاسق ہیں۔

اس آیت شریفہ میں دو حکم ہیں اوّل تو یہ کہ جب تک چار گواہ نہ ہوں۔ کسی کا ایک عورت پر تہمت لگانا قبول نہیں کیا جا سکتا۔ جب کبھی کوئی شخص کسی عورت کے متعلق زنا کار کا لفظ بولے تو ضرور ہے کہ اس سے چار گواہ طلب کئے جاویں۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ جو شخص چار گواہ نہیں لا سکتا اور یونہی کسی کو بدنام کرتا ہے۔ اس کی سزا یہ ہے کہ اس کو اسّی کوڑے مارے جائیں اور پھر کسی معاملہ میں اس کی گواہی قبول نہ کی جائے۔

یہ ہر دو حکم نہایت ہی غور اور توجہ کے لائق ہیں۔ عموماً لوگوں کی عادت ہے کہ صرف خیالی طور پر بدظنی کر کے چہ جائیکہ رؤیت ہو اور چار گواہ بھی ہوں۔ عوام میں کہنے لگ جاتے ہیں کہ فلاں مرد یا عورت نے زنا کیا۔ پھر ایسی باتوں کو لوگ اپنی مجلسوں کا شغل بناتے ہیں۔ خدا کے غضب سے ڈرنا چاہیئے اور ایسی بات منہ پر نہیں لانی چاہیئے۔ کیونکہ خدا نے ایسے آدمی کا نام فاسق رکھا ہے۔ جو بغیر چار گواہوں کے کسی پر اتہام لگاتا ہے۔ (بدر ۱۳ جولائی ۱۹۰۵ء صفحہ ۴)

۶۔ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۶

مگر جن لوگوں نے اس کے بعد توبہ کی اور اپنی اصلاح۔ تو بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ جب لوگ ایسی شرارت کے بعد اپنی اصلاح کریں یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان ظاہر ہو جاوے کہ یہ اب اس طرز اور طریقہ کا آدمی نہیں رہا۔ اور نیک بن گیا ہے تو پھر دوسرے لوگوں کی طرح اس کی شہادت بھی قبول کی جاوے۔ اللہ تعالیٰ رحیم و کریم نادان جہاں کی طرح کینہ ور نہیں۔ اس کے احکام ہماری درستی اور اصلاح کے واسطے ہیں۔ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ (نساء: ۱۴۸) مندرجہ بالا حکم ان اشخاص کے واسطے ہے جو کسی غیر مرد یا غیر عورت کے

متعلق زنا کی بابت بولے۔ لیکن اپنی بیویوں کے متعلق ایسے فعل کے دیکھنے اور ظاہر کرنے کے بارے میں مندرجہ ذیل احکام ہیں۔ (بدر ۱۳ر جولائی ۱۹۰۵ء صفحہ ۴)

۸،۷۔ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ۝ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ۝

اور جو لوگ اپنی بیویوں کو زنا کا عیب لگاتے ہیں۔ اور سوائے اپنے اور کوئی گواہ ان کا نہیں ہے پس وہ ایک ہی آدمی چار دفعہ اللہ کی قسم کھائے کہ میں سچ کہتا ہوں اور پانچویں دفعہ یوں کہے کہ اگر میں جھوٹ کہتا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ چونکہ ایک مرد اپنی بیوی کے ساتھ اس قسم کے تعلقات رکھتا ہے کہ باوجود کسی شہادت کے نہ ہونے کے جس سے وہ کھلے طور پر صفائی کے جرم ثابت کر سکے۔ اسکی اپنی دید اس امر کے واسطے کافی ہے۔ کہ وہ اس عورت سے دلی تنفر رکھے۔ اس واسطے ایسے موقعہ پر صرف اسی کی پُر زور شہادت پر اکتفا کیا۔ لیکن چونکہ بعض مرد ایسے ہوتے ہیں کہ کسی اور ناراضگی کے باعث بھی ایسی قسم کھانے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ اس واسطے بالمقابل اس کے وہ حکم ہے جو اگلی آیت میں آتا ہے۔
(بدر ۱۳ر جولائی ۱۹۰۵ء صفحہ ۴)

۹، ۱۰۔ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ۝ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ۝

اور اُس عورت سے عذاب کو دور کر دیتی ہے یہ بات کہ وہ چار دفعہ خدا کی قسم کھائے کہ یہ شخص جھوٹ بولتا ہے۔ اور پانچویں دفعہ اس طرح قسم کھائے کہ اگر وہ مرد سچا ہے تو مجھ پر خدا کا غضب

نازل ہو۔ (بدر ۱۳ر جولائی ۱۹۰۵ء صفحہ ۴)

۱۱۔ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۝۱۱

اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت تم پر نہ ہوتا (تو ایسے پُر حکمت مسائل نازل نہ ہوتے) اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا اور حکمتوں والا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل اور رحمت سے بڑی حکمت سے بھرے احکام اس جگہ نازل فرمائے ہیں۔ (بدر ۱۳ر جولائی ۱۹۰۵ء صفحہ ۴)

۱۲۔ اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۱۲

تَوَلّٰى كِبْرَهٗ: جس نے اس بات میں بڑا حصہ لیا اس کیلئے عذابِ عظیم ہے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ر جولائی ۱۹۱۰ء)

تحقیق وہ لوگ جنہوں نے تہمت لگائی ہے۔ ایک گروہ ہے تم میں سے تم اس کو بُرا نہ سمجھو۔ اپنے لئے۔ بلکہ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ ہر مرد کیلئے ہے جو اس نے کمایا گناہ سے اور جو ان میں سے بُری بات کے پیچھے پڑا۔ اس کیلئے ہے بڑا عذاب۔

اس آیت میں اشارہ ہے اُس فتنہ کی طرف جبکہ بعض لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بدظنی کی تھی اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی سے حضرت عائشہ رضؓ کا پاک ہونا ظاہر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ واقعہ مومنوں کے واسطے کسی تکلیف کا موجب نہیں۔ بلکہ سراسر فوائد کا باعث ہے۔ اوّل تو خود یہی واقعہ ایک بڑے بھاری مسئلہ کے حل ہو جانے کا موجب ہوا کہ جب کسی عورت پر اتہام لگایا جائے تو کیا کرنا چاہیئے۔ اور خود اتہام لگانے والوں کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہیئے۔ دوم۔ حضرت عائشہؓ

کی بریت خدا کی پاک کتاب سے ثابت ہوگئی۔ اور اس طرح حضرت ام المومنین رضؓ کو یہ فخر حاصل ہوا کہ قرآن شریف میں ان کا ذکرِ خیر خصوصیت کے ساتھ کیا گیا۔ اور جو لوگ منافق تھے اور ان کے دلوں میں کجی تھی۔ اور کمزوری تھی وہ بھی ظاہر ہوگئے۔ اور مومنوں کو آئندہ کے واسطے احتیاط مدنظر ہوگئی کہ ایسے معاملات میں جلدی سے مُنہ نہیں کھولنا چاہیئے بلکہ بہت احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔

(بدر ۱۳ر جولائی ۱۹۰۵ء صؔ)

۱۳۔ لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۳﴾

کیوں ایسا نہ کیا گیا۔ کہ جب تم نے سُنا اس بات کو تو مومن مردوں اور عورتوں کو لازم تھا کہ اپنے جی میں نیک ظن رکھتے اور کہتے کہ یہ تو ظاہر جھوٹی تہمت ہے۔ اس آیت میں مومن مردوں اور عورتوں کو تمدن اور اخوت کا ایک بڑا ضروری اور امن قائم کرنے والا اصول سکھایا گیا ہے۔ کہ کسی پر بدظنی کرنے میں جلدی نہ کریں بلکہ اپنے بھائیوں پر نیک ظن قائم رکھیں۔ اور جب تک پوری تحقیقات نہ ہولے کسی کے حق میں کوئی کلمۂ بد استعمال کرنے کی جرأت نہ کریں۔ (بدر ۱۳ر جولائی ۱۹۰۵ء صؔ)

خدا تعالیٰ نے اس سورۂ شریفہ میں فرمایا ہے کہ زانیہ کی سزا کے وقت نیک لوگ موجود ہوں اور اس پر رحم قریب بھی نہ آوے (آیت ۳،) وہاں حضرت صدیقہؓ کا ذکر فرمایا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی یہی کنواری بی بی ہیں۔ ان کا درجہ میرے نزدیک حضرت خدیجہ رضؓ سے کچھ بھی کم نہیں۔ میں تم کو ایک نمونہ سناتا ہوں۔ یہ ایک ایسی ذہین۔ ذکی۔ اور نبی کریمؐ کے چال چلن پر گہری نظر کرنے والی بی بی ہے۔ کہ عقل حیران ہو جاتی ہے۔ اس کا ایک ایک لفظ معرفت کا بھرا ہوا اور جامع ہے۔ کسی صحابی نے اس بی بی سے پوچھا۔ کہ آنحضرتؐ تہجد کس طرح پڑھتے تھے۔ فرمایا کیا تُو نے قرآن نہیں پڑھا۔ ایک شخص نے اس بی بی سے آنحضرتؐ کی سوانح عمری دریافت کی۔ فرمایا کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ یعنی قرآن اگر کوئی قول ہے۔ تو نبی کریمؐ اس کا عامل ہے۔ دیکھو ایک لفظ میں نقشہ کھینچ دیا ہے۔ اس بی بی نے امت پر بڑا احسان کیا ہے۔ حضرت عمر رضؓ جیسے جلال والے انسان کا مقابلہ قرآن کریم سے ہی کرتی تھیں۔ اس بی بی پر لوگوں نے اتہام لگایا تھا۔ ان کے گلے میں ایک ہار تھا۔ کس چیز کا سلیمانی منکے۔ اور

کچھ لونگ اس میں پروئے ہوئے تھے ۔ وہ لشکر سے باہر پاخانہ پھرنے کو گئیں تو وہاں ہار ٹوٹ پڑا اس کو چننے لگیں۔ یہ نو برس کی بیاہی گئیں ۔ اور ۱۸ برس کی بیوہ بھی ہو گئی تھیں۔ اور ۶۳ برس کی عمر میں فوت ہو گئی تھیں۔ اس عرصہ میں مسلمانوں کے بہت انقلاب دیکھے۔

چونکہ بہت ہلکی پھلکی تھیں۔ ساربانوں نے ان کا ڈولا اونٹ پر کس دیا اور چل دیئے کسی کو معلوم نہ ہوا کہ آپؓ اس میں ہیں کہ نہیں۔ جب یہ جنگل سے واپس اس مقام پر آئیں تو دیکھا کہ قافلہ چلا گیا ہے ۔ جوانی کے ایام تھے نیند نے غلبہ کیا اور سو گئیں۔

ایک شخص ہمیشہ لشکر میں پیچھے رہتا کہ گری پڑی چیز اٹھا لاوے ۔ چنانچہ صفوانؓ صحابی اس کام پر مامور تھا۔ جب انہوں نے دور سے بی بی کو پڑا ہوا دیکھا تو سمجھا کہ کوئی عورت فوت ہو گئی ہو ۔ اور یہیں چھوڑ کر قافلہ چلا گیا ہے اور زور سے اِنَّا لِلّٰہ پڑھا۔ آواز سن کر آپؓ جاگ اٹھیں ۔ پھر صفوان نے ان کو اونٹ پر سوار کیا اور خود آگے آگے ہوا ۔ اور دوپہر کو لشکر میں لے کر پہنچا ۔ لیکن بہت سارے شریر اور بدگمان لوگوں نے کہا کہ شاید کسی بدی کی وجہ سے بی بی پیچھے رہ گئی ہیں۔

جب یہ خبر آنحضرتؐ کو پہنچی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان دنوں میں بیمار تھیں ۔ ان دنوں گھروں میں پاخانہ نہیں ہوتا تھا ۔ ایک روز آپؓ باہر پاخانہ کو گئیں تو ایک بڑھیا ساتھ تھی ۔ ساتھ والی بڑھیا راستہ میں گر پڑی (عورتیں بات دل میں نہیں رکھ سکتیں) گر کر اپنے بیٹے کو سخت گالی نکالی ۔ بی بی نے منع کیا غرض تین دفعہ اسی طرح کیا اور تین دفعہ بی بی نے منع کیا ۔ تو کہنے لگی کہ تجھے خبر نہیں ۔ تجھ پر لوگوں نے تہمت لگائی ہے اور اس میں میرا بچہ بھی شریک ہے ۔ اسی لئے اس کو گالی دیتی ہوں ۔ پس صدیقہؓ اسی دن اپنے میکے میں چلی آئی ۔ ایک مہینہ کے بعد آنحضرتؐ اس کے پاس آئے ۔ اور کہا ۔ عائشہ اگر تجھ سے غلطی ہوئی ہے تو تو استغفار کر ۔ اگر نہیں ہوئی تو خدا تعالیٰ مجھے وحی سے آگاہ کر دے گا ۔ اس سے معلوم ہوا ۔ کہ یہ لوگ غیب کی کنجیاں اپنے ہاتھ میں نہیں رکھتے ۔ بہت لوگ ان کو خدا کا ایجنٹ سمجھتے ہیں ۔ یاد رکھو کہ خدا بڑا بادشاہ ہے ! کل انبیاء ۔ اولیاء ۔ مرسل انکی قوت کے نیچے رہتے ہیں اور جس کو وہ چاہتا ہے اس کو اطلاع دیتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن کی آیات نازل کیں اور اس بی بی کا پاک اور مطہر ہونا بتلایا ۔ فرمایا (لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۔ الآیۃ)

جب عائشہؓ کے حق میں تم لوگوں نے برا فقرہ سنا تھا تو نیک گمان سے کیوں کام نہ لیا ۔ پس میں تمہیں یہی فقرہ سنانا چاہتا ہوں ۔ کہ نیک گمانی سے کام لیا کرو ۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیوں تم نے

ایسی باتیں سن کر نہ کہہ دیا کہ نہیں کہ ہمیں ایسی بات کہنا مناسب نہیں۔ پس یہ عیب مردوں میں بھی ہے۔ پھر عورتیں اس پر بڑے بڑے منصوبے باندھتی ہیں۔ اور اس پر بڑی بڑی حکایات چلاتی ہیں پس خدا نے اس سے منع کیا ہے۔ (الحکم ۳۱ جولائی / ۱۰ اگست ۱۹۰۴ء صفحہ ۹)

۱۴، ۱۵- لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِىْ مَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾

کیوں نہیں لائے اس پر چار گواہ۔ پس جب نہیں لا سکے گواہ تو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹے ہیں۔ جو شخص کسی کے متعلق ایسا کلمہ بولے۔ اس سے چار گواہ طلب کرنے چاہئیں لیکن اگر وہ اپنی بات کے واسطے چار گواہ پیش نہیں کر سکتا تو وہ جھوٹا اور خود مجرم ہے اور سزا کے لائق ہے"
اس سورہ شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے اختلاف کو مٹایا ہے۔ سب سے پہلے زنا کی جڑھ کو کاٹا ہے جو سب سے زیادہ دنیا میں اختلاف کا موجب ہوا کرتا ہے۔ پھر لوگوں کو بدظنی سے بچنے کے واسطے ہدایت کی ہے اور بے جا تہمت لگانے سے منع فرمایا ہے کیونکہ جو کوئی کسی پر بے جا تہمت لگاتا ہے وہ خود اس میں گرفتار ہوتا ہے۔ امام شعرانی نے لطائف المنن میں لکھا ہے کہ مصر میں ایک بزرگ ایک محلہ میں رہتے تھے۔ چند نوجوان ان کی خدمت میں تھے جن کے متعلق محلہ والے اس بزرگ پر اتہام باندھتے تھے۔ وہ بزرگ ان کو ہمیشہ نصیحت کرتے مگر وہ باز نہ آتے۔ آخر تنگ آ کر اس بزرگ نے بددعا کی کہ جو جھوٹا ہے وہ وبال پائے۔ اس بددعا کا یہ نتیجہ ہوا کہ وہ سارا محلہ کنجروں اور لوطیوں کا ہو گیا۔ مَعَاذَ اللّٰہِ۔ (بدر ۱۳ جولائی ۱۹۰۵ء صفحہ ۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۶ سال کی تھی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح ہوا اور ۹ برس کی عمر تھی جب نبی کریم اپنے گھر میں لے آئے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم بہت ہی معمولی غذا تنگی سے کھاتے تھے۔ بھلا ۹ برس کی لڑکی کہاں موٹی تازہ ہو گی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک جنگ میں گئی تھیں۔ اُونٹوں کو چلانے والے لوگ بڑے کج خُلق اور تُند خُو ہوتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضؓ ایک مقام پر ذرا قافلہ سے باہر پاخانہ کی حاجت رفع کرنے کیلئے گئیں۔ وہاں گلے کا ہار ٹوٹ گیا۔ اس کے دانے چُننے لگیں۔ ذرا دیر ہوگئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کوئی گھنٹہ جرس نہ ہوتا۔ اُونٹ والوں نے اونٹ کس لئے اور قافلہ روانہ ہوگیا۔ حضرت عائشہ رضؓ واپس آئیں تو دیکھا کہ لوگ چلے گئے تھے۔ آپؓ نے سوچا جس وقت نبی کریمؐ مقام پر پہنچیں گے اور مجھ کو نہ پائیں گے تو کسی کو لینے بھیجیں گے۔

قافلوں میں ایک شخص قافلہ سے پیچھے رہتا ہے۔ وہ آیا۔ تو آپؓ اس کے اونٹ پر سوار ہوکر آئیں اور بعض منافقین نے بے ہودہ بکواس شروع کی۔ اللہ تعالیٰ بریت کرکے ارشاد فرماتا ہے کہ اگر فضلِ الٰہی سے معافی نہ ہوتی۔ تو حضرت عائشہ رضؓ پر اتہام ان سب کو تباہ کردیتا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ رجولائی ۱۹۱۰ء)

۱۷۔ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷﴾

لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ : حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ پر اِفک باندھا گیا۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں
اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا : خوب یاد رکھو کہ اس قسم کی باتوں کا ذکر بھی جائز نہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ رجولائی ۱۹۱۰ء)

حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کے متعلق بعض نے سوءِ ظنی کی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کی تطہیر فرمائی۔ اور ان بدظنی کرنے والوں کیلئے حکم آیا لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ یعنی جب عائشہ صدیقہ رضؓ کی نسبت کوئی بات تم نے سُنی تھی۔ تو کیوں تم نے سنتے ہی نہ کہا۔ کہ یہ بات تو منہ سے نکالنے کے ہی قابل نہیں بلکہ تم یہ کہتے۔ سُبْحَانَكَ پاک ذات تو اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ مگر هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ یہ تو بہت ہی بڑا بہتان ہے۔

(الحکم ۱۷ رمئی ۱۹۰۵ء صفحہ ۵)

۱۸۔ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۸﴾

لِمِثْلِهٖ : بہتان ہو یا ایسی کوئی بات۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ ، جولائی ۱۹۱۰ء)

۲۰۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۰﴾

جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بے حیائی کی باتیں پھیلیں ان کیلئے عذاب الیم ہے دنیا اور آخرت میں۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ (نورالدین طبع ثالث صہ ۱۶ دیباچہ)

۲۲۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّىْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲﴾

لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ : ایمان والو اللہ سے دور خبیث رُوح یعنی شیطان کی راہ اختیار نہ کرو۔

وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ : یورپ اور شیعہ میں فسق و فجور بڑھنے کا باعث بزرگوں کو متہم کرنا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ ، جولائی ۱۹۱۰ء)

۲۳۔ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْۤا اُولِى الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ

يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۳﴾

وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ : دُکھ دینے تکلیف دینے والوں پر عفو کرو اور ان سے درگزر۔ کیا تم کو پسند نہیں کہ اللہ تعالیٰ تم سے درگزر کرے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا تم سے درگزر کرنا تمہیں پسند ہے تو اس کی یہی تدبیر ہے کہ تم لوگوں سے درگزر کرو۔

(تصدیق براہین احمدیہ صـ۲۷۷)

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اولوا الفضل (صاحبِ فضیلت) فرمایا ہے (پڑھو یہ آیت وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْۤا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۔ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔) بعض لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ فضل سے مراد مال ہے۔ مگر ان کی تردید کیلئے وَالسَّعَةِ ساتھ ہی فرمایا۔ اگر فضل سے مراد مال ہوتا تو سَعَةِ کو علیحدہ نہ فرماتا۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۶ نمبر ۱۰ صـ۳۹۸)

۲۴، ۲۵۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۪ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۴﴾ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۵﴾

جو لوگ شوہر دار۔ سادہ۔ بے خبر مومن عورتوں کو تہمت لگاتے ہیں وہ دربدر ہوئے۔ دُنیا اور آخرت میں۔ اور ان کیلئے بڑا عذاب ہوگا۔ جس دن گواہی دیں گی ان کی زبانیں اور ہاتھ اور پاؤں ان کی تمام کرتوتوں کے۔ (نور الدین طبع ثالث صـ۱۶ دیباچہ)

۲۷۔ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ

مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ۚ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۶﴾

اَلْخَبِيْثٰتُ : بُری باتیں بُروں سے منسوب ہوتی ہیں تشیید المطاعن ایک کتاب شیعوں نے بنائی ہے اس کے جواب میں ایک آیت کافی ہے۔ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ۔ (آل عمران: ۱۹۶) (تشحیذ الاذہان جلد ۸ء ۹ صـ ۴۶۹)

وہ جن کی فطرتیں بہت ہی پاکیزہ ہیں مگر قومی رواجوں اور بے پردگیوں میں عورتوں کو خطرناک آزادیوں میں دیکھتے ہیں تو گھبرا کر بہشتی بیبیوں سے بھی نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔ مگر جن کو یقین ہے کہ اَلطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ...... اور اعتقاد رکھتے ہیں اور ان کا اعتقاد واقعی ہے کہ جنت پاکیزگی اور پاکبازوں کی جگہ ہے۔ وہاں کے پڑوسی بھی طیب۔ بیبیاں بھی طیبہ۔ آپ بھی طیب اور ضعف و پیری کا نام نہیں۔ نہ ان خطرات کا کوئی موقعہ ہے جو صدمات اور امراض سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور افکار اور افلاس۔ کاہلی اور سستی ترقیات کے مشکلات اور حرج اور کسی قسم کے انفعالات نفسانیہ کا موقع وہاں نہ ہوگا۔ (نور الدین طبع ثالث صـ ۱۲۳)

۲۸۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۚ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۸﴾

لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ..... اپنے گھروں کے سوا دوسرے کے گھروں میں داخل مت ہو۔ جب تک ان سے اجازت نہ لے لو اور داخل ہوتے ہوئے گھر والوں پر سلام کہو۔ (نور الدین طبع ثالث صـ ۱۵ دیباچہ)

اے ایمان والو! اپنے گھر کے سوا کسی کے گھر میں اطلاع و اجازت کے بنا کبھی نہ جائیو۔ بے اجازت و اطلاع جانا وحشیوں کا کام ہے بلکہ سلام کہہ کر اجازت لو۔ (اگر اتفاقاً وہ نہ سُنے تو تین بار پوچھو۔ حدیث

میں ہے) یہ عمدہ باتیں ہیں اور اسی لئے بتائی جاتی ہیں کہ ان پر عمل کرو۔
(تصدیق براہین احمدیہ ضـ۲۷، صـ۲۷۱)

لَاتَدْخُلُوْا بُیُوْتًا : جب ظاہر میں مداخلت کی اجازت نہیں۔ تو ان خلفاء کی اوران کے متبعین کی عیب چینی کیونکر جائز ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹، صـ۴۶۹)

۲۹۔ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى یُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِیْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ﴿۲۹﴾

اگر وہاں کوئی نہ ہو۔ تو وہاں بدوں اجازت مت جاؤ۔ اگر تم کو کہا جائے کہ اس وقت تم کو اندر آنے کی اجازت نہیں۔ واپس چلے جاؤ۔ یہی پسندیدہ طرز ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال پر واقف ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ صـ۲۷۱)

فَارْجِعُوْا : لوٹ جاؤ۔ مگر آجکل کے مسلمان تو ناراض ہوتے ہیں اور طرح طرح کے شبہے کرتے ہیں۔ ایسی تعلیم بہت ہی نفع کی ہے۔ جب تم کسی گھر میں بغیر اجازت جا نہ سکو گے تو کسی کے عیب پر اطلاع بھی نہ پاؤ گے اور اس طرح مطاعن۔ عیب چینی سے بچو گے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ، ۷ جولائی ۱۹۱۰ء)

۳۰۔ لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِیْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۳۰﴾

ہاں ایسے غیر آباد گھروں میں جہاں کسی کی سکونت نہیں اور تمہارا وہاں اسباب رکھا ہے بدوں اطلاع و اجازت بھی جانا روا ہے۔ اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ تم کسی گھر میں بھلائی کو جاتے ہو یا شرارت کو
(تصدیق براہین احمدیہ صـ۲۷۱)

۳۱۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۚ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿۳۱﴾

تو کہہ دے ایمان والوں کو کہ آنکھوں کو نیچا رکھا کریں اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ نہایت پسندیدہ بات ہے۔ اور جو کچھ اپنی زبانوں سے کہتے اور دل سے مانتے اور اعضاء سے لیتے ہو سب کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۷۱)

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا: جب ظاہری آنکھ لے جانا جائز نہیں تو باطنی آنکھ سے ان کے حالات کی تفتیش کیونکر جائز ہو۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۴۶۹)

يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ: پولیس بھی شرارتوں کے روکنے کیلئے کسی حد تک مفید ہے۔ اور ضرور چاہیئے۔ لیکن بعض ایسے گناہ ہیں کہ پولیس ان میں کچھ نہیں کرسکتی۔ وہاں شریعت کام دیتی ہے۔ ہم نے بہت سے ایسے انسان دیکھے ہیں کہ ایک ہی نگاہ میں ہلاک ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ مومنوں سے کہہ دو۔ نگاہیں نیچی رکھیں۔ میں تو اسی لئے برقع کا دشمن ہوں۔ کیونکہ برقع والی آنکھ نیچی نہیں ہوتی مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اگر کسی حسین پر پہلی نظر پڑ جائے۔ تو تم دوبارہ اس پر ہرگز نظر نہ ڈالو۔ اس سے تمہارے قلب میں ایک نور پیدا ہوگا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ رجولائی ۱۹۱۰ء)

۳۲۔ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ

نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۪ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ؕ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۲﴾

ایسے ہی ایمان والی عورتوں سے بھی کہہ دے کہ آنکھوں کو بُرائی سے بچا رکھیں اور شرمگاہوں کی حفاظت رکھیں اور اپنے بناؤ سنگار کو مت دکھلاویں مگر وہ حصّہ لابُدی ہے جو ظاہر ہے۔ اور اوڑھنی کو ایسا اوڑھیں کہ جیب تک چھپ جاوے اور عورتیں اپنے بناؤ سنگار کو کسی پر ظاہر نہ کریں مگر اپنے خاوندوں اور باپوں اور خسر اور اپنے بیٹوں اور خاوند کے بیٹوں اور اپنے بھائیوں اور بھتیجوں اور بھانجوں اور اپنی نیک بخت بیبیوں (عیسائی مشن کی عورتوں کو جو لوگ اپنے گھروں میں آنے دیتے ہیں اور اسلام کے مدعی ہیں وہ غور کریں) اور غلاموں اور ان نوکروں پر جنہیں عورتوں کی رغبت ہی نہیں (جیسے پاگل) اور بچوں پر جو عورتوں کے معاملات سے واقف ہی نہیں۔ اور عورتوں کو واجب ہے کہ ایسی طرح پاؤں زمین پر نہ ماریں کہ ان کے کسی سنگار کی کسی کو خبر ہو جائے۔ اللہ کی طرف رجوع رکھو۔ ایمان والو! تو کہ نجات پاؤ۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۷۲،۲۷۱)

قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ (الآیہ)۔ کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں۔ شرمگاہوں کو محفوظ رکھیں اور اپنی زینت کو نہ دکھاویں سوائے خاوندوں اور باپوں وغیرہ کے اور سوائے اپنی خاص عورتوں کے۔ اس پر بھی مجھے حیرت ہے کہ بہت کم عمل ہے۔ بہت سی عورتوں سے بھی پردہ لازم ہے۔ ہر ایک عورت سے بے پردگی نہ ہو۔ (الحکم ۳۱ جولائی/ ۱۰ اگست ۱۹۰۴ء صفحہ ۹)

مَا ظَهَرَ مِنْهَا: قد۔ آواز (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۶۹)

يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ: عرب میں ناک کیلئے کوئی زیور نہیں۔ اسی واسطے ہماری شریعت میں ناک کے زیور کا ذکر نہیں۔

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ: اوڑھنیوں کے گریبان پر ڈالنے کے یہ معنے

ہیں کہ سر پر سے منہ کے سامنے گھونگٹ لٹکا کر گردن تک اس گھونگٹ کو لٹکا لو۔ پھر نظر بھی ضرور نیچے رہے گی۔

اَوْ نِسَآءِ هِنَّ : اس ھِنَّ سے ظاہر ہے کہ ہر مذہب کی عام عورتوں کو اجازت اندر آنے کی نہیں میں نے اس کے بڑے بڑے فساد دیکھے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ رجولائی ۱۹۱۰ء)

۳۳- وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ۚ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۳﴾

اور نکاح کرو اپنی بیوہ عورتوں کو اور اپنے نیک غلاموں اور لونڈیوں کو اگر غریب و مفلس ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے غنی کریگا۔ اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا۔ بڑے علم والا ہے۔

(تصدیق براہین احمدیہ صـ۲۷۲)

لَا تُعْرِهُوْا : رنڈیاں نہ بناؤ۔ رسمِ متعہ کا استیصال ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ رجولائی ۱۹۱۰ء)

یعنی اپنے میں سے بیوہ عورتوں اور قابل اور لائق لونڈوں اور لونڈیوں کا نکاح کر دو۔ اگر وہ مفلس ہوں اور اس خوف سے نکاح نہ کریں تو اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے گا۔ اس آیت کریمہ کے پہلے بدکاریوں سے بچنے کا وعظ ہے اور تاکید ہے کہ بدوں اجازت صاحبِ خانہ کسی کے گھر مت جاؤ۔ اپنی نگاہیں نیچی رکھو۔ پھر یہ حکم دیا ہے کہ بے بیاہے مردوں اور عورتوں اور اپنے اچھے غلاموں۔ داسوں اور لونڈوں کا باذن ان کے والیوں کے بیاہ کر دو۔ دیکھو کیسا پاک اصل ہے اور پاک حکم ہے کہ اپنے لڑکوں لڑکیوں کا بیاہ تو کرتے ہو۔ داسوں اور داسیوں کے بیاہ بھی کر دو نیز شرعِ اسلام میں غلاموں اور لونڈے کیلئے گھر میں آنے جانے کی اجازت ہے۔ اور ان سے پردہ نہیں۔ اب اگر ان کی شادی نہ کی جاوے تو آخر گھروں میں بدکاریوں کے مرتکب ہوں گے۔ پس ضرور ہوا کہ انکی شادیاں کر دی جاویں کیونکہ آخر وہ بھی ہمارے ہی بچے بچیاں ہیں۔ اور بتایا ہے کہ وہ قابلِ شادی ہوں۔ اور شادی کی صلاحیت ان میں ہو تو انکی شادی کرو۔ علی العموم شادی شدہ انسان کاہل و سست نہیں رہ سکتا نیز تعلقات کے باعث اس کے اخلاق میں بہت اصلاح ہو جاتی ہے۔ اور بی بی بچوں۔ بیبیوں کے کنبہ

اور تمام وسیع متعلقوں سے اسے بہت کچھ اخلاق سے کام لینا پڑے گا۔ .... غلام اور لونڈیاں اور بے بیاہے مرد و عورت جن کو شہوت کے اسباب و ہتھیار دئے گئے ہیں۔ غریبی کے باعث اگر بیاہ نہ کریں تو اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اور اس کے پیدا کردہ اعضاء شہوت کے متعلق کیا یقین کریں کہ ہم غریبوں کو یہ سامان حکیم خدا نے نعوذ باللہ نادانی اور ناعاقبت اندیشی سے دیا ہے۔

(نورالدین طبع ثالث صہ۲۲۴)

لونڈیوں کی تعلیم و تربیت چونکہ بڑی ضروری ہے اس واسطے شریعتِ اسلام نے یہ تجویز کیا کہ گھر میں بچوں کی طرح ان کی تربیت کرو۔ اگر مسلمان اس کے خلاف کرتے ہیں تو شرع کے خلاف کرتے ہیں حکم تو یہی ہے۔ مَنْ اَدَّبَهَا وَ اَحْسَنَ تَادِيْبَهَا۔ اور عَبِيْدُكُم۔ اِخْوَانُكُمْ وغیرہ وغیرہ بلکہ لونڈیوں کے نکاح میں تو ایسی رعائتیں رکھی ہیں۔ وَ اَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآئِكُمْ ہاں جس شخص کو لونڈیوں سے بیاہ کرنا ہو اس کیلئے قرآن مجید نے کچھ شرطیں لگائی ہیں۔ جیسے وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ (النساء:۲۶) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لونڈیوں کے بیاہ خود کرنا علی العموم شریعت کو پسند نہیں۔ اور تجربہ سے ثابت ہوا کہ شاہانِ اسلام کے گھر میں لونڈیوں کی اولاد سے ہی سلطنت تباہ ہوئی۔

(الحکم ۳۱ جنوری ۱۹۰۴ء صہ۴)

بعض عورتیں قسم قسم کے دکھوں میں مبتلا ہو جاتیں اور عورتیں ان کو طعنہ یا ملامت کرتی ہیں ایسی عورتیں بڑی بدطینت ہوتی ہیں۔ مثلاً اگر بیوہ کو نکاح کرنا موجب ملامت ہے تو جناب خدیجہؓ کے نبی کریمؐ تیسرے خاوند تھے۔ پس ایسی طاعن کس کو طعنہ دیتی ہے۔ بلکہ نبی کریمؐ کی ساری بیبیوں میں سے صرف حضرت عائشہ صدیقہؓ کنواری تھیں۔ (الحکم ۳۱ جولائی/۱۰ اگست ۱۹۰۴ء صہ۹)

۳۶- اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّ لَا غَرْبِيَّةٍ ۙ

يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۚ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ۚ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۗ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۳۵﴾

ابتداء سورۃ میں فرمایا۔ کہ ہم نے بڑے بڑے ضروری احکام اس سورۃ میں دئے پھر فرمایا۔ کہ زنا بُری چیز ہے۔ ب۔ کسی گھر میں بلا اجازت جانا منع ہے۔ ج۔ کسی پر عیب لگانا بہت بُرا ہے لیکن ساتھ بدی کو دور کر دینے کا حکم ہے۔ نور سے تمیز پیدا ہوتی ہے اور تمام علوم خدا کی ہی طرف سے آتے ہیں۔

ظلمت میں جو چیز پڑی ہوتی ہے۔ اس کی خوبی یا نقص کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ اندھیرے میں کیسے ہی گل و گلزار ہوں۔ کیسے ہی لطیف ریشم کے کپڑے ہوں۔ مگر جب تک روشنی نہ آوے کچھ تمیز نہیں ہو سکتی

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؛ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ یہ جہان میں جو کچھ عجائبات دیکھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کا نور ہے۔ یعنی حضرت حق سبحانہٗ کے نور کا ظہور ہے۔

اللہ تعالیٰ کا نور جن پر پڑتا ہے۔ ان میں بعض کو آفتاب بعض کو چاند بنا دیا۔

مَثَلُ نُوْرِهٖ ؛ اللہ تعالیٰ کے انوار میں سے ایک نور کی مثال یہ ہے۔

كَمِشْكٰوةٍ ؛ ایک طاق ہو۔ اس میں چراغ رکھ دیں۔

اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؛ اس کے اوپر ایک چمنی رکھ دیں۔ چمنی کے رکھنے سے کاربن جلنے کے سبب دھواں جاتا رہتا ہے۔

اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ ؛ پھر اس چمنی کے اوپر ایک اور گلوب (GLOBE) رکھ دیا۔ اس گلوب کے رکھنے سے اس کے خراب اجزاء جل کر بھڑک اٹھتے ہیں۔ پھر وہ چراغ ستارے کی طرح ہو جاتا ہے۔ دُرِّيٌّ جو ظلمت کو دور کرے۔ دھواں نہ رہے۔

يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ ؛ اس چراغ میں کوئی تیل ہو۔ پر وہ تیل برکت والا ہو۔ جو نہ شرق میں ملے۔ نہ غرب میں۔ (دنیا کا نہ ہو) یعنی فضلِ الٰہی کا تیل اس میں ڈالیں۔

وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ النَّارُ ؛ پھر اس تیل میں آگ لگانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ وہ تو الٰہی فضل ہے۔ وہ کوکب دری بنے گا الٰہی فضل سے۔

نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ : نور تو وہ پہلے ہی ہے۔ پھر طاق۔ چمنی۔ کَوکب سے نور علیٰ نور ہو گیا۔
یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ : اس نور پر یہ راہیں کیا نظر آتی ہیں۔ ہدایت کی نظر آئے گی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان، ۷ جولائی ۱۹۱۰ء)
اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ : نور کے معنی ہادی کے ہیں۔
مَثَلُ نُوْرِہٖ : اس کے ایک نور کی مثال دیتا ہے۔ جو خلفاء کے گھر میں ہوتا ہے۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۶۹)

۳۷۔ فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۳۷﴾

فِیْ بُیُوْتٍ : یہ نور چند گھروں میں ہوگا۔ اب اعلان کرتا ہے۔ کہ وہ گھر چھوٹے نظر آتے ہیں مگر وہ دن آتا ہے۔ کہ بڑے ہو جائیں گے
یُذْکَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ : ان گھروں میں اللہ کا بہت ذکر رہتا ہے۔ یعنی خدا کی باتیں ہی صبح شام کرتے رہتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان، ۷ جولائی ۱۹۱۰ء)
اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ : اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے۔ کہ ان گھروں کو بڑا بنا دے گا۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۶۹)

۳۸۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوةِ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ﴿۳۸﴾

مومن کو چاہیئے کہ اس طرح پر اللہ تعالیٰ کی محبت میں فنا ہو جاوے یہاں تک کہ اس کے بغیر اسے کوئی خیال نہ رہے۔ اس درجہ احسان کو دوسرے لفظوں میں تصوّف کہتے ہیں۔ اور ان کا نام صُوفی ہے۔
لِصَفَآءِ اَسْرَارِھِمْ وَنَقَآءِ اَعْتِقَادِھِمْ ان کے دلی خیالات صاف ہوتے ہیں۔ ان کے اعمال میں کوئی کدورت نہیں ہوتی۔ ان کا معاملہ اللہ کے ساتھ صاف ہوتا ہے۔ وہ خدا کے حضور احکام کی تعمیل

اوّل صف میں کھڑے ہونے والے ہوتے ہیں۔ اور اس دار الغرور میں دل نہیں لگاتے۔ چنانچہ تصوّف کی تعریف میں فرمایا اَلتَّجَافِیْ عَنْ دَارِ الْغُرُوْرِ وَالْاِنَابَۃُ اِلٰی دَارِ الْخُلُوْدِ صوفی موت کی تیاری کرتا ہے قبل اس کے موت نازل ہو۔ ظاہری و باطنی طور پر پاکیزہ رہتا ہے یہاں تک کہ تجارت و بیع اس کو اللہ تعالیٰ سے غافل نہیں کرتی (رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ) اصحابِ صفہ انہی لوگوں میں سے تھے۔ یہ لوگ دن بھر محنت و مشقت کرتے۔ اس سے اپنا گزارہ کرتے اور اپنے بھائیوں کو کھلاتے اور پھر رات بھر وہ تھے اور قرآن شریف کا مشغلہ۔

صحابہؓ میں تین گروہ تھے۔ بعض ایسے کہ حضورِ نبویؐ میں آئے۔ کچھ کلمات سُنے۔ کچھ مسائل پوچھے پھر چلے گئے اور بس۔ نماز پڑھ لی۔ زکوٰۃ دی۔ روزہ رکھا۔ بشرطِ استطاعت حج کیا اور معروف امور کے کرنے اور نواہی سے رُکنے میں حسبِ مقدور کوشاں رہیں۔

اور بعض ایسے جو اکثر صحبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں بیٹھے رہتے اس مخلوق کے اندر ایمان رچا ہوا تھا۔ سخت سے سخت تکلیف۔ مصیبت اور دُکھ اور اعلیٰ درجہ کی راحت۔ آرام اور سُکھ میں ان کا قدم یکساں خدا کی طرف بڑھتا تھا۔

انہی لوگوں میں سے خواص ایسے تیار ہوگئے کہ خدا ان کا متولّی ہوگیا۔ مجھے اس موقع پر ایک شعر یاد آگیا ؎ قَوْمٌ هُمُوْمُهُمْ بِاللّٰهِ عَلِقَتْ

وہ ایسے لوگ ہیں کہ سارا خیال ان کو اللہ کا رہ جاتا ہے۔ اور اس کے بغیر کسی کے ساتھ حقیقی تعلق نہیں رکھتے۔ نبی کی اتباع وہ کرتے ہیں مگر اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ بادشاہ کی اطاعت کرتے ہیں۔ تو اسی لئے کہ اللہ نے حکم دیا۔ بیوی بچوں سے نیک سلوک بھی اسی لئے کرتے ہیں۔ وہ دنیا کے کاروبار کرتے ہیں۔ چھوڑ نہیں بیٹھتے مگر یہ سب باتیں یہ سب کام ان کے للہ ہوتے ہیں چنانچہ فرمایا

؎ فَمَطْلَبُ الْقَوْمِ مَوْلَاهُمْ وَسَيِّدُهُمْ - يَاحُسْنَ مَطْلَبِهِمْ لِلْوَاحِدِ الصَّمَدِ!

(اخبار بدر قادیان ۲۷ جنوری ۱۹۱۰ء صفحہ ۸-۹)

۳۹- لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ؀

لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا ؛ پہلے لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ سے بتایا

کہ وہ آجکل تجارت کرتے ہیں۔ عنقریب خلفاء راشدین میں سے ہوں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ جولائی ۱۹۱۰ء)

۴۱۔ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰـهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ۚ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۚ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ۚ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿۴۱﴾

اَوْ كَظُلُمٰتٍ : ایسے لوگوں کا ذکر ہے جو جماعت میں داخل ہیں۔ مگر دراصل نہیں ہوئے

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۶۹)

۴۲۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ۚ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۲﴾

يُسَبِّحُ لَهٗ : اس کی فرماں برداری میں لگے ہوئے ہیں۔

وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ : اس میں پیشگوئی ہے کہ دنیا دیکھ لے گی۔ پرندان کفّار کی لاشیں نوچ نوچ کر کھائیں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ جولائی ۱۹۱۰ء)

۴۳۔ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۴۳﴾

وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ : خدا کی طرف انسان نے پہنچنا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ جولائی ۱۹۱۰ء)

۴۴۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ۭ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ۝۴۴

يُزْجِيْ سَحَابًا: دریا۔ سمندر۔ آدمی کے اندر سے سب جگہ سے پانی بھاپ بن کر اوپر کو جا رہے ہیں۔ اور مختلف جگہوں کے قطرے ایک دوسرے کے ساتھ مل رہے ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کی افواج میں دور دراز سے لوگ شامل ہوں گے۔

وَدْقَ: نالیاں

مِنَ السَّمَآءِ: بادلوں سے

يُصِيْبُ: بعض اشیاء کو نقصان پہنچتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان، ۷ جولائی ۱۹۱۰ء)

۴۵۔ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝۴۵

يُقَلِّبُ: رات کے وقت دن ہو جانا۔ تھوڑا عرصہ گزرا۔ اس وقت ۶ بجے رات ہو جاتی تھی آجکل روز روشن ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان، ۷ جولائی ۱۹۱۰ء)

۴۶۔ وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ۭ يَخْلُقُ اللّٰهُ

مَا يَشَآءُ ۚ إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۶﴾

مَآءٍ : نُطفہ کا پانی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ر جولائی ۱۹۱۰ء)

۴۷۔ لَقَدْ أَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ۚ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۷﴾

لَقَدْ اَنْزَلْنَا : اس سورۃ میں پیشگوئیاں صاف صاف کر دی ہیں۔
وَاللّٰهُ يَهْدِيْ : ان باتوں سے جو چاہے سیدھی راہ نکال سکتا ہے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ر جولائی ۱۹۱۰ء)

۴۸۔ وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ وَمَآ أُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۸﴾

يَقُوْلُوْنَ : منہ سے کہتے ہیں۔ عمل نہیں۔ اس میں اشارہ ہے کہ تقیہ کرنے والے مخالفینِ خلفاء مومن کہلائیں گے۔

۴۹، ۵۰۔ وَإِذَا دُعُوْٓا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَإِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوْٓا إِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ﴿۵۰﴾

دُعُوْا : ان کے مطلب کے برخلاف اللہ رسول کا حکم ہو تو اعراض کرتے ہیں۔
يَكُنْ لَّهُمْ : ان کے مطلب کے مطابق (حق) شریعت کا مسئلہ ہو تو ماننے کو تیار ہو جاتے ہیں
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ر جولائی ۱۹۱۰ء)

۵۳- وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ

یَتَّقْہِ: اصل میں یَتَّقِیْہِ تھا۔ مَنْ کی وجہ سے ی اڑ گئی۔ تو کا سکنہ کی لگائی گئی، ق مکسور، ماقبل مفتوح۔ لہذا ق ساکن ہوا۔

ان رکوعوں میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک نور معرفت کا ہوتا ہے جس سے بھلے بُرے کی تمیز ہوتی ہے۔ وہ نور اُن گھروں میں ہوتا ہے جن گھروں میں صبح و شام اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے۔ وہاں جو لوگ رہتے ہیں۔ وہ تاجر ہیں۔ ان کے گھر چھوٹے ہیں مگر کسی دن اللہ ان گھروں کو بڑا بنا دے گا۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ صدیق ہے۔ پھر حضرت عمرؓ پھر حضرت عثمانؓ اس کے شائع کرنے والے۔ پھر حضرت علیؓ جن سے سچے روحانی علوم دنیا میں پہنچے۔ مَیں نے بھی خود بلاواسطہ حضرت علیؓ سے قرآن کے بعض معارف سیکھے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان رکوعوں میں یہ بھی بتا دیا ہے۔ کہ انصار میں خلافت نہ ہوگی بلکہ مہاجرین میں پھر یہ بتایا کہ ان کا مقابلہ مسلمان بھی کریں گے اور کفار بھی۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ کی مخالفت اسی طرح ہوئی بعض لوگ خلافت کے قائل نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کی مثال دی۔ کہ ایک وہ جو کلّر کے بخارات کو پانی سمجھے۔ دوسرے وہ جو شریعت کے سمندر میں بھی ہو کر مقابلہ کریں گے۔

انجام یہ کہ چرند پرند ان کا گوشت کھائیں گے۔ خلفاء راشدین میں سے حضرت ابوبکرؓ کے لئے بہت مشکلات تھے۔ لشکر حضرت اسامہؓ کے ساتھ روانہ کر دیا گیا تھا۔

ادھر عرب میں جا بجا بغاوت پھیل گئی۔ مکہ میں لوگ آمادۂ بغاوت تھے۔ کہ وہاں ایک عقلمند انسان پہنچ گیا۔ کہ تم ایمان لانے میں سب سے پیچھے تھے۔ اب مرتد ہونے میں سب سے پہلے ہو۔ تو اس پر وہ باز آ گئے۔

اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ میں جس گروہ کا ذکر ہے۔ وہ نہ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں نہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں۔ نہ حضرت عثمانؓ و علیؓ کے زمانے میں۔ غرض کبھی مظفر و منصور نہیں ہوا۔ مگر دوسرا فریق سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا (البقرہ: ۲۸۶) کہنے والا مظفر و منصور رہا۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرما دیا وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (بقرہ: ۶)

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ رجولائی ۱۹۱۰ء)

۵۶۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۶﴾

لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ: خلیفہ کا بنانا خدا کے اختیار میں ہے۔ اور میں اس امر میں خود گواہ ہوں کہ خلافت خدا کے فضل سے ملتی ہے۔

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ: یہ سچے خلیفہ کی صداقت کے نشان بتائے کہ ان میں تمکین دے گا۔ اُن پر خوف بھی آئے گا۔ مگر وہ خوف امن سے بدلا جاوے گا۔ برخلاف اس کے جو ان کے منکر ہوئے۔ وہ فاسق ہوں گے۔ چنانچہ دیکھ لو۔ کنجروں سے۔ رنڈیوں سے پوچھو تو اپنے تئیں اسی گروہ کی خادم بتاتی ہیں۔ جو کافر ابوبکرؓ و عمرؓ ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ر جولائی ۱۹۱۰ء)

اللہ نے تم میں سے مومنوں اور نیکوکاروں سے وعدہ کیا۔ کہ انہیں سرزمینِ مکہ میں ضرور خلیفہ بنائے گا۔ جیسا ان سے پہلوں کو بنایا۔ اور وہ دین جو ان کیلئے پسند کیا ہے۔ اُسے ان کی خاطر مضبوط کر دے گا اور انکے خوف کو امن میں بدل دے گا۔ کہ وہ میری عبادت کریں گے۔ اور کسی کو میرا شریک نہ ٹھہرائیں گے۔

یہ پیشین گوئی صحابہؓ کے حق میں ایسی پوری ہوئی کہ تاریخِ عالم میں اس کی نظیر نہیں۔

(فصل الخطاب حصہ دوم صٖ۹۷)

اور جس طرح جناب موسیٰ علیہ السلام کی قوم دشمنوں سے نجات پاکر آخر معزز اور ممتاز اور خلافت اور سلطنت سے سرفراز ہوئی۔ اسی طرح ٹھیک اسی طرح۔ لاریب اسی طرح اس رسول کے اتباع بھی موسیٰ علیہ السلام کے اتباع کی طرح بلکہ بڑھ کر ابراہیمؑ کے موعود ملک بالخصوص اور اپنے وقت کے زبردست بادشاہوں پر علی العموم خلافت کریں گے (فرمایا) وعدہ دے چکا اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو تم میں سے جو ایمان لائے اور کام کئے انہوں نے اچھے ضرور خلیفہ کر دے گا ان کو اس خاص زمین میں (جس کا

وعدہ ابراہیمؑ سے ہوا) جیسے خلیفہ بنایا ان کو جو ان اسلامیوں سے پہلے تھے اور طاقت بخشے گا انہیں اس دین کو پھیلانے کیلئے جو اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے پسند فرمایا۔ اور ضرور ہی بدل دے گا انہیں خوف کے بعد امن سے۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۱۵-۱۶)

اللہ کی نعمت کی قدر کرو۔ اس نے خاتم الانبیاء بھیجا۔ کتاب بھی کامل بھیجی۔ کتاب کے سمجھانے کا خود وعدہ کیا اور ایسے لوگوں کے بھیجنے کا وعدہ فرمایا جو آ آکر خوابِ غفلت سے بیدار کرتے ہیں۔ اس زمانہ ہی کو دیکھو کہ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ کا وعدہ کیسا سچّا اور صحیح ثابت ہوا۔ اس کا رحم۔ اس کا فضل اور انعام کس کس طرح دستگیری کرتا ہے۔ مگر انسان کو بھی لازم ہے کہ خود بھی قدم اٹھاوے۔ یہ بھی ایک سنّت اللہ چلی آتی ہے۔ کہ خلفاء پر مطاعن ہوتے ہیں۔ آدم پر مطاعن کرنے والی خبیث روح کی ذرّیت بھی اب تک موجود ہے۔ صحابہ کرامؓ پر مطاعن کرنے والے روافض اب بھی ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان کو تَمْكِنَتْ دیتا ہے اور خوف کو امن سے بدل دیتا ہے۔

(الحکم ۵؍ مئی ۱۸۹۹ء صفحہ ۵)

چونکہ خلافت کا انتخاب عقلِ انسانی کا کام نہیں۔ عقل نہیں تجویز کر سکتی کہ کس کے قویٰ قوی ہیں۔ کس میں قوتِ انتظامیہ کامل طور پر رکھی گئی ہے۔ اس لئے جنابِ الٰہی نے خود فیصلہ کر دیا ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ۔ خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔

اب واقعاتِ صحیحہ سے دیکھ لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے کہ نہیں۔ یہ تو صحیح بات ہے کہ وہ خلیفہ ہوئے اور ضرور ہوئے۔ شیعہ بھی مانتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی انکی بیعت آخر کر لی تھی۔ پھر میری سمجھ میں تو یہ بات آ نہیں سکتی۔ اور نہ اللہ تعالیٰ کو قوی۔ عزیز۔ حکیم خدا ماننے والا کبھی وہم بھی کر سکتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ پر بندوں کا انتخاب غالب آ گیا تھا۔ منشاء الٰہی نہ تھا۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہو گئے۔

غرض یہ بالکل سچی بات ہے کہ خلفائے ربّانی کا انتخاب انسانی دانشوں کا نتیجہ نہیں ہوتا۔ اگر انسانی دانش ہی کا کام ہوتا ہے تو کوئی بتائے کہ وادیٔ غیر ذی زرع میں وہ کیونکر تجویز کر سکتی ہے؟ چاہیئے تو تھا کہ ایسی جگہ ہوتا جہاں جہاز پہنچ سکے۔ دوسرے ملکوں اور قوموں کے ساتھ تعلقات قائم کرنے کے اسباب میسّر ہوتے۔ مگر نہیں وادیٔ غیر ذی زرع ہی میں انتخاب فرمایا۔ اس لئے کہ انسانی عقل اُن اسباب و وجوہات کو سمجھ ہی نہیں سکتی تھی۔ جو اس انتخاب میں تھی۔ اور ان نتائج کا اس کو علم ہی نہ تھا۔ جو

پیدا ہونے والے تھے۔ عملی رنگ میں اس کے سوا دوسرا منتخب نہیں ہوا۔ اور پھر جیسا کہ عام انسانوں اور دنیاداروں کا حال ہے اور ہر روز غلطیاں کرتے ہیں نقصان اٹھاتے اور آخر خائب و خاسر ہو کر اور بہت سی حسرتیں اور آرزوئیں لے کر مر جاتے ہیں۔ لیکن جناب الٰہی کا انتخاب بھی ایک انسان ہی ہوتا ہے اس کو کوئی ناکامی پیش نہیں آتی۔ وہ جدھر منہ اٹھاتا ہے۔ ادھر ہی اس کے واسطے کامیابی کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور وہ فضل شفاء نور اور رحمت کہلاتا ہے۔

(الحکم ۲، فروری ۱۹۰۱ء صہ)

ہمارا انتخاب آخر غلط ہوتا ہے۔ اس کو معزول کرنا پڑتا ہے۔ زندگی اور موت ہی ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ ایک کو منتخب کریں اور رات کو اس کی جان نکل جاوے۔ میرے استاد کہتے تھے۔ سعادت علی خان نے کئی کروڑ روپیہ ہند کے واسطے انگریزوں کو دیا کہ اُسے دیدیں کہتے ہیں جب عمل درآمد کیلئے کاغذات پہنچے تو رات کو جان نکل گئی۔ یہ مشکلات ہیں جو ہمارے انتخاب درست نہیں ہو سکتے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ۔ الآیۃ۔ یہ خدا تعالیٰ ہی کا کام ہے کہ کسی کو خلیفہ بنادے۔ پس کسی دلیل کی حاجت نہیں۔ تم سمجھتے ہو کہ بنی ہاشم نے بڑی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئے۔ خدا نے جس کو بنانا تھا اُس کو بنادیا[1]

اسی امت میں خلیفہ ہونا اور خلیفہ کا تقرر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہونا ہی قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے۔ اور اگر خلیفہ بننا بہت کتابوں کے پڑھ لینے پر ہوتا تو چاہیئے تھا کہ میں ہوتا۔ میں نے بہت کتابیں پڑھی ہیں۔ اور کثیر التعداد میرے کتب خانہ میں ہیں۔ مگر میں تو ایک آدمی پر بھی اپنا اثر نہیں ڈال سکتا۔ غرض خدا تعالیٰ کا وعدہ آپ ہی منتخب کرنے کا ہے۔ کون منتخب ہوتا ہے۔ اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ (الانعام:۱۲۵) جو شخص خلافت کیلئے منتخب ہوتا ہے۔ اس سے بڑھ کر دوسرا اس منصب کے سزاوار اس وقت ہرگز نہیں ہوتا۔ کیسی آسان بات تھی کہ خدا تعالیٰ جس کو چاہے مصلح مقرر کردے۔ پھر جن لوگوں نے خدا کے ان مامور کردہ منتخب بندوں سے تعلق پیدا کیا۔ انہوں نے دیکھ لیا کہ ان کی پاک صحبت میں ایک پاک تبدیلی اندر ہی اندر شروع ہو جاتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلقات کو مضبوط اور مستحکم کرنے کی آرزو پیدا ہونے لگتی ہے۔ (الحکم ۱۷، اپریل ۱۹۰۱ء صہ)

کسی قسم کا خلیفہ ہو۔ اس کا بنانا جناب الٰہی کا کام ہے۔ آدم کو بنایا تو اس نے۔ داؤد کو بنایا

---

[1] الحکم ۱۰، اپریل ۱۹۰۱ء صہ

تو اس نے۔ ہم سب کو بنایا تو اس نے۔ پھر حضرت نبی کریمؐ کے جانشینوں کو ارشاد ہوتا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔

جو مومنوں میں سے خلیفہ ہوتے ہیں ان کو بھی اللہ ہی بناتا ہے۔ ان کو خوف پیش آتا ہے۔ مگر خداتعالیٰ ان کو تمکنت عطا کرتا ہے۔ جب کسی قسم کی بدامنی پھیلے تو اللہ ان کیلئے اس کی راہیں نکال دیتا ہے۔ جو اُن کا منکر ہو اس کی پہچان یہ ہے کہ اعمالِ صالحہ میں کمی ہوتی چلی جاتی ہے اور وہ دینی کاموں سے رہ جاتا ہے۔

جنابِ الٰہی نے ملائکہ کو فرمایا کہ میں خلیفہ بناؤں گا کیونکہ وہ اپنے مقربین کو کسی آئندہ معاملہ کی نسبت جب چاہے اطلاع دیتا ہے ان کو اعتراض سوجھا۔ جو ادب سے پیش کیا۔ ایک دفعہ ایک شخص نے مجھے کہا۔ حضرت صاحب نے دعویٰ تو کیا ہے۔ مگر بڑے بڑے علماء اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ میں نے کہا۔ وہ خواہ کتنے بڑے ہیں۔ مگر فرشتوں سے بڑھ کر تو نہیں۔ اعتراض تو انہوں نے بھی کر دیا۔ اور کہا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ (البقرہ:۳۱) کیا تو اسے خلیفہ بناتا ہے جو بڑا فساد ڈالے اور خونریزی کرے۔ یہ اعتراض ہے مگر مولیٰ۔ ہم تجھے پاک ذات سمجھتے ہیں۔ تیری حمد کرتے ہیں۔ تیری تقدیس کرتے ہیں خدا کا انتخاب صحیح تھا۔ مگر خدا کے انتخاب کو انکی عقلیں کب پا سکتی تھیں۔

(الفضل ۱۷ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۵)

خدا کے حضور قربانی کرنے والا متقی (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ صرف خود کامیاب ہوا بلکہ خلفائے راشدین کیلئے بھی وعدہ لے لیا۔ چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔ دنیا میں کئی نبی جن میں بعض کا ذکر قرآن مجید میں ہے اور بعض کا نہیں۔ اپنے ساتھ خارقِ عادت نشان لے کر دنیا میں آئے۔ مگر ان محسنوں۔ ان ہادیوں کیلئے کوئی دعا نہیں کرتا۔ بلکہ انہیں معبود سمجھ کر دُعا کا محتاج ہی نہیں سمجھتے۔ یہ شرف صرف ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہے کہ رات دن کا کوئی وقت نہیں گزرتا جس میں مومنوں کی ایک جماعت دردِ دل سے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ نہ پڑھ رہی ہو۔

(بدر ۲۳ جنوری ۱۹۰۸ء صفحہ ۹)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہمیشہ کچھ ایسے پاک لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصلی اور حقیقی مذہب اور تعلیم توحید کو قائم کرتے اور شرک و بدعات کا جو کبھی اِمتدادِ زمانہ کی وجہ سے اسلام میں راہ پا جاویں ان کا قلع قمع کرتے رہیں گے اور یہ ضروری ہے کہ آپؐ کی سچی تعلیم و تربیت کا نمونہ ہمیشہ بعض ایسے لوگوں کے ذریعہ ظاہر ہوتا رہے۔ جو امت مرحومہ میں ہر زمانہ میں موجود ہوا کریں۔ چنانچہ قرآن شریف میں بھی بڑی صراحت سے اس بات کو الفاظ ذیل میں بیان کیا گیا ہے

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔

(الحکم ۲؍اپریل ۱۹۰۸ء صفحہ ۴)

فرمان کے وقت نافرمانی کی جاوے تو پھر اسلام کا مفہوم نہیں رہتا۔ قرآن بھی یہی کہتا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ .... وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ

یہاں بھی ان خلفاء کے منکروں پر لفظ کفر کا ہی آیا ہے۔ کیونکہ وہ تو حکم الٰہی ہے۔ جس رنگ میں ہو جو اس سے نافرمانی کرے گا۔ وہ نافرمان ہوگا۔ میں اس چھت کے نیچے بیٹھا ہوں اگر مجھے اللہ تعالیٰ ابھی حکم دے کہ اٹھ جاؤ اور میں نہ اٹھوں تو میں نافرمان ہوں گا۔ اگر یہ چھت گرے اور میں مر جاؤں تو اس نافرمانی کی سزا ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو کیا میں تو کہتا ہوں کہ خدا کے کسی ایک حکم اور آپ کے جانشینوں کی کسی ایک نافرمانی سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ (الحکم ۱۰ جولائی ۱۹۰۳ء صفحہ ۴)

دنیا کے مذاہب کی حفاظت کیلئے مؤید من اللہ، نصرت یافتہ پیدا نہیں ہوتے۔ اسلام کے اندر کیسا فضل اور احسان ہے کہ وہ مامور بھیجتا ہے جو پیدا ہونے والی بیماریوں میں دعاؤں کے مانگنے والا۔ خدا کی درگاہ میں ہوشیار انسان۔ شرارتوں اور عداوتوں کے بدنتائج سے آگاہ۔ بھلائی سے واقف انسان ہوتا ہے۔ جب غفلت ہوتی ہے اور قرآن کریم سے بے خبری ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہوں میں بے سمجھی پیدا ہو جاتی ہے۔ تو خدا کا وعدہ ہے کہ ہمیشہ خلفاء پیدا کریگا۔ جس کے سبب سے کل دنیا میں اسلام فضیلت رکھتا ہے یہ امر مشکل نہیں ہوتا کہ ہم اس انسان کو کیونکر پہچانیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہے۔ اس کی شناخت کے لئے ایک نشان منجملہ اور نشانوں کے خدا تعالیٰ نے

یہ مقرر فرمایا ہے کہ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ ۔ خدا فرماتا ہے ۔ کہ ہمارے مامور کی شناخت کیا ہے ۔ اس کیلئے ایک تو یہ نشان ہے کہ وہ بھولی بسری متاع جس کو خدائے تعالیٰ پسند کرتا ہے اس سے لوگ آگاہ ہوں اور غلطی سے چونک اٹھیں اور اسے چھوڑ دیں ۔ اس کو پورا کرنے کیلئے اس کو ایک طاقت دی جاتی ہے ۔ ایک قسم کی بہادری اور نصرت عطا ہوتی ہے ۔ اس بات کے قائم کرنے کیلئے جس کیلئے اس کو بھیجا ہے قسم قسم کی نصرتیں ہوتی ہیں ۔ کوئی ارادہ اور سچا جوش پیدا نہیں ہوتا ۔ جب تک کہ خدا تعالیٰ کی مدد کا ہاتھ ساتھ نہ ہو ۔ بڑی بڑی مشکلات آتی ہیں ۔ اور ڈرانے والی چیزیں آتی ہیں ۔ مگر اللہ تعالیٰ ان سب خوفوں اور خطرات کو امن سے بدل دیتا ہے اور دُور کر دیتا ہے ۔ ایک معیار تو اس کی راست بازی اور شناخت کا یہ ہے ۔

اب ذرا ہادیٔ کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت پر غور کرو ۔ جب آپؐ نے دعوتِ حق شروع کی ۔ تنہا تھے ۔ جیب میں روپیہ نہ تھا ۔ بازو بڑے مضبوط نہ تھے ۔ حقیقی بھائی کوئی نہ تھا ۔ ماں باپ کا سایہ بھی سر سے اٹھ چکا تھا اور ادھر قوم کی دلچسپی نہ تھی ۔ مخالفت حد سے بڑھی ہوئی تھی ۔ مگر خدا کے لئے کھڑے ہوئے ۔ مخالفوں نے جس قدر ممکن تھے ۔ دُکھ پہنچائے ۔ جلا وطن کرنے کے منصوبے باندھے ۔ قتل کے منصوبے کئے ۔ کیا تھا جو انہوں نے نہ کیا ۔ مگر کس کو نیچا دیکھنا پڑا ۔ آپؐ کے دشمن ایسے خاک میں ملے کہ نام ونشان تک مٹ گیا ۔ وہ ملک جو کبھی کسی کے ماتحت نہ ہوا تھا آخر کس کے ماتحت ہوا ؟ اُس قوم میں جو توحید سے ہزاروں کوس دور تھی ۔ توحید پہنچا دی ۔ اور نہ صرف پہنچا دی بلکہ منوا دی ۔ خوف کے بعد امن عطا کیا ۔ اُن کے بعد اُن کے جانشین حضرت ابوبکرؓ ہوئے ۔ آپؓ کی قوم جاہلیت میں بھی چھوٹی تھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم میں سے بھی نہ تھے ۔ پھر کیونکر ثابت ہوا ۔ کہ خلیفہ حق ہیں ۔ اُسامہؓ کے پاس بیس ہزار لشکر تھا ۔ اُس کو بھی حکم دیدیا کہ شام کو چلے جاؤ ۔ اگر اُسامہؓ کا لشکر موجود ہوتا تو لوگ کہتے کہ بیس ہزار لشکر کی بدولت کامیابیاں ہوئیں ۔ نواحِ عرب میں ارتداد کا شور اُٹھا ۔ تین مسجدوں کے سوا نماز کا نام ونشان نہ رہا تھا ۔ سب کچھ ہوا ۔ میرے خدا نے کیسا ہاتھ پکڑا کہ رافضی بھی گواہی دے اٹھا کہ اسد اللہ الغالب کو خوف کی وجہ سے ساتھ ہونا پڑا ۔ کیسا خوف پیدا ہوا کہ عرب مرتد ہو گئے بلکہ سب خوف جاتا رہا ۔ کیوں ؟ اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنائے تھے ۔ اسی طرح ہمیشہ جب لوگ مامور ہو کر آتے ہیں تو خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی سے ۔ اُس کے ہاتھ کا تھامنا یہ دکھلا دیتا ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کی حفاظت میں محفوظ ہوتا ہے ۔ یاد رکھو ۔ جس قدر کمزوریاں ہوں وہ سب معجزات اور الٰہی تائیدیں ہیں کیونکہ ان کمزوریوں ہی میں تائیدِ الٰہی کا مزہ آتا ہے ۔ اور معلوم ہو جاتا ہے ۔ کہ خدا کی دستگیری کیسا کام

کرتی ہے۔امیر دولت کے گھمنڈ سے۔ مولوی علم کے گھمنڈ سے۔ کوئی منصوبہ بازیوں اور احکام کے پاس آنے جانے کے گھمنڈ سے اگر کامیاب ہوتا ہے تو خدا کے بندے خدا کی مدد سے کامیاب ہوتے ہیں۔ اُن کے پاس سرمایہ۔ علوم اور سفر کے وسائل نہیں ہوتے۔ مگر عالم ہونے کی لاف وگذاف مارنے والے ان کے سامنے شرمندہ ہو جاتے ہیں۔ اُن کے پاس کتب خانے اور لائبریریاں نہیں ہوتیں۔ وہ حکام سے جا کر ملتے نہیں۔ مگر وہ ان سب کو نیچا دکھا دیتے ہیں۔ جو اپنے رسوخ۔ اپنے معلومات کی وسعت کے دعوے کرتے ہیں۔ برادری اور قوم اس کی مخالفت کرتی ہے۔ مگر آخر یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی طرح ان کو شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ یہی ہمیشہ اُن کی پہچان ہوتی ہے۔

غرض راستباز اور مامور کی شناخت کے یہ نشان خدا تعالیٰ نے خود ہی بیان فرما دیئے ہیں۔ ......
انسان خوب مطالعہ کرے کہ اسلام سے بڑھ کر نعمت اور عزت و شرافت کا موجب اور کوئی چیز نہیں ہے۔ مَیں نے پہلے بتلایا ہے کہ زمانہ کی ضرورتوں کے لحاظ سے خلیفہ بنانے کا خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ اور وہ خلیفہ دلائل سے نہیں آدمیوں کے انتخاب سے نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ ہی کی تائید اور نصرت اور طاقت سے بنیں گے۔ اب اس زمانہ کے منعم علیہ[1] پر غور کرو۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ منصوبہ باز اور مشرک ہے۔ عبادت میں سست ہے۔ ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ ایک عابد اور موحّد خدا کا پرستار کہلانے والا ممکن ہے ریا کار ہو۔ مگر خدا تعالیٰ اس کے خلوص نیت اور صدق کو اپنی تائیدات اور نصرتوں سے ثابت کرتا ہے۔ پھر یہ خیال ہو سکتا ہے کہ خوف کے وقت ہی وہ پرستار الٰہی ہو۔ نہیں نہیں۔ وہ جبکہ خوف امن سے بدل جاتا ہے وہ اس وقت بھی سچا پرستار ہے۔ (الحکم ۳ مارچ ۱۸۹۹ء صفحہ ۵-۶)

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وعدہ اور پیشگوئی کے موافق جو استثناء کے ۱۸ باب میں کی گئی تھی۔ مثیلِ موسیٰ ہیں۔ اور قرآن نے خود اس دعویٰ کو لیا۔ اِنَّآ اَرۡسَلۡنَآ اِلَيۡكُمۡ رَسُوۡلًا ۙ شَاهِدًا عَلَيۡكُمۡ كَمَآ اَرۡسَلۡنَآ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ رَسُوۡلًا (المزمل ۱۶)۔ اب جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثیلِ موسیٰ ٹھہرے اور خلفاءِ موسویہ کے طریق پر ایک سلسلہ خلفائے محمدیہ کا خدا تعالیٰ نے قائم کرنے کا وعدہ کیا جیسا کہ سورۃ نور میں فرمایا :

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ كَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ... (الآیۃ) پھر کیا چودہویں صدی موسوی

---

[1] حضرت میرزا غلام احمد قادیانی۔ مسیح موعود علیہ السلام۔ مرتب

کے خلیفہ کے مقابل پر چودہویں صدی ہجری پر ایک خلیفہ کا آخری ہی تھا۔ یا نہیں؟ اگر انصاف کو ہاتھ سے نہ دیا جاوے اور اس آیت وعدہ کے لفظ کَمَا پر پورا غور کر لیا جاوے تو صاف اقرار کرنا پڑیگا کہ موسوی خلفاء کے مقابل پر چودہویں صدی کا خلیفہ خاتم الخلفاء ہوگا اور وہ مسیح موعود ہوگا۔

اب غور کرو کہ عقل اور نقل میں تناقض کہاں ہوا؟ عقل نے ضرورت بتائی۔ نقلِ صحیح بھی بتاتی ہے کہ اس وقت ایک مامور کی ضرورت ہے۔ اور وہ خاتم الخلفاء ہوگا۔ اس کا نام مسیح موعود ہونا چاہیئے پھر ایک مدّعی موجود ہے۔ وہ بھی یہی کہتا ہے کہ مَیں مسیح موعود ہوں۔ اس کے دعوٰی کو راست بازوں کے معیار پر پرکھ لو۔ (الحکم ۱۷ر نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۵)

۵۷۔ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۵۷﴾

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ؛ جاذبِ رحم کیا ہے۔ صلوٰۃ۔ زکوٰۃ۔ اطاعتِ رسول۔ حضرت ابوبکرؓ کے وقت زکوٰۃ کیلئے جنگ بھی ہوئی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ر جولائی ۱۹۱۰ء)

۵۹۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ؕ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۹﴾

قرآن نے حکم دیا ہے کہ اے ایمان والو تمہارے گھر میں تین وقتوں میں غیر مرد اور نابالغ لڑکے

نہ آویں۔ قبل از نماز فجر۔ دوپہر اور بعد عشاء کے۔ کیونکہ یہ خاص احتیاط کا وقت ہے۔
(الحکم ۳۱ر جولائی/۱۰ر اگست ۱۹۰۴ء صفحہ ۹)

۶۱۔ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِيْنَةٍ ؕ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۶۱﴾

اگر بوڑھی عورت بھی ہو تو اپنے کپڑے احتیاط سے رکھے اور اپنی زینت دوسرے پر ظاہر نہ کرے پھر کچھ مال خدا نے مردوں کا اور عورتوں کا بنایا ہے۔

..... بہت سی لباس پہننے والیاں ہیں۔ پر خدا کے نزدیک ننگیاں ہیں۔ بہت لباس خدا اور رسول کو پیارا نہیں ہوتا۔
(الحکم ۳۱ر جولائی/۱۰ر اگست ۱۹۰۴ء)

۶۲۔ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗۤ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا

عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ: اندھوں سے لوگ قسم قسم کی پرہیزیں کرتے ہیں۔ بعض احمق آدمی نابینا کے پیچھے نماز پڑھنے کو مکروہ سمجھتے ہیں۔ جو بے بنیاد بات ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ میں حضرت ابن ام مکتوم کو اپنا جانشین بنایا۔ جس میں نماز پڑھانا شامل ہے۔

مِنْ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ..... اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ: ہندوستان میں لوگ اکثر اپنے گھر میں خصوصاً ساس بہو کی لڑائی کی شکایت کرتے رہتے ہیں۔ قرآنِ مجید پر عمل کریں تو ایسا نہ ہو۔ دیکھو اس میں ارشاد ہے۔ کہ گھر الگ الگ ہوں۔ ماں کا گھر الگ۔ اولاد شادی شدہ کا گھر الگ۔

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا: جب اپنے گھروں میں جاؤ تو سلام علیک کہو۔ حدیث میں آیا ہے۔ کہ اگر گھر میں کوئی نہ ہو۔ تو اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ کہہ لیا کرو۔ اکثر گھروں میں اس کا عملدرآمد نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے گھروں میں سلامتی بھی کامل نہیں۔ سِفْرُ السَّعَادَة جنہوں نے لکھی ہے۔ وہ ہندوستان میں آئے۔ آٹھویں صدی کو آئے۔ بڑی خوبی کے آدمی تھے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ہندوستان میں بادشاہوں کو سلام علیک کہنے کا رواج نہیں۔ اس کا یہ نتیجہ دیکھ لیں گے۔ چنانچہ سلطنت ہی نہ رہی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان، ر جولائی ۱۹۱۰ء)

۶۴۔ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۭ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ

اَلِیْمٌ ﴿۶۴﴾

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ ۔ اس بات کا خیال رکھو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پکار ایسی نہ ہو جیسی اوروں کی پکار ہوتی ہے۔ مومن کو نہ چاہیئے کہ نبی کریمؐ کے بلانے کو بھی ایسا ہی سمجھے جیسا اوروں کے بلانے کو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ، ر جولائیؐ ۱۹۱۰ء)
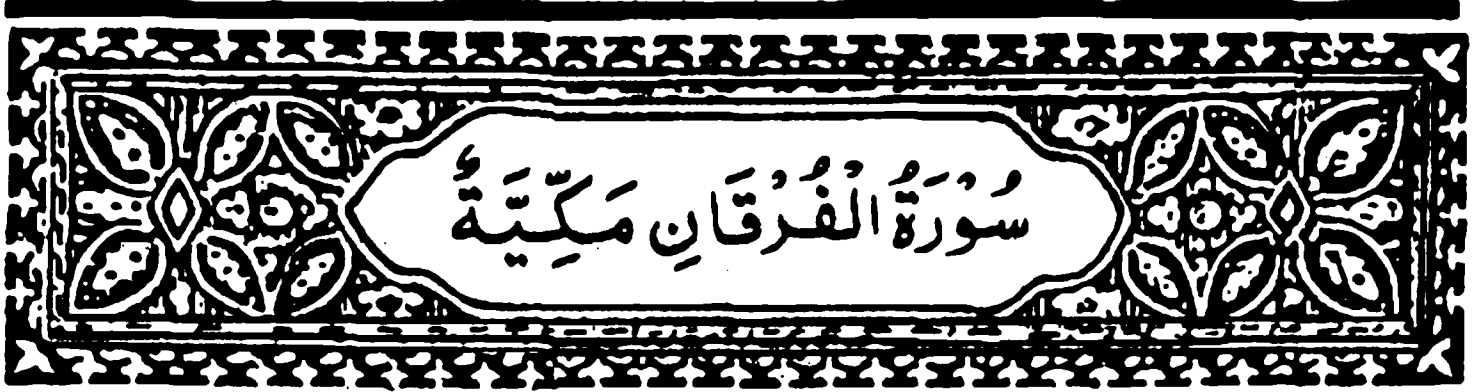
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

یہ سورۃ صحابہؓ کی تاریخ ہے۔ ان کے سچے حالات اس میں درج ہیں۔ سورۃ مومنون میں عام مومنوں کو بشارت دی ہے۔ النّور میں خلفاء کی خصوصیت بیان فرمائی ہے۔ اس میں صحابہؓ کی تاریخ اور حالات درج ہیں۔

۲۔ تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ﴿۲﴾

بہت برکت والا ہے وہ خدا جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل فرمایا۔ تاکہ لوگوں کے واسطے ڈرانے والا ہو۔

فرقان اس شئے کو کہتے ہیں جو جُدا کرنیوالی اور تمیز پیدا کرنیوالی ہو۔ جس سے وہ باہمی مخالفت جو دو گروہوں کے درمیان ہو۔ اس کا فیصلہ ہو جائے کہ ان میں سے سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے ہر ایک نبی کو ہمیشہ فرقان عطا کیا جاتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرقان وہ واقعہ تھا جس میں فرعون اور اس کا لشکر دریا میں غرق ہوئے۔ اور حضرت موسیٰ مع اپنی جماعت کے صاف بچ نکلے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرقان جنگِ بدر کا دن تھا جس دن کہ مخالفوں کی زبردست طاقت والے اس سرگروہ کے ہلاک ہوئے اور مسلمانوں کو فتح اور غلبہ حاصل ہوا۔ اس کے علاوہ دلائل اور حجج نیرہ کا فرقان ہے جو انبیاء اور ان کے متبعین کو عطا فرمایا جاتا ہے۔

فرقان یک دفعہ سارے جہان کو غارت نہیں کر دیتا۔ بلکہ بعضوں کو اس وقت ہلاک کیا جاتا ہے تاکہ دوسروں کے واسطے خوف اور عبرت کا موقعہ ملے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا۔ کیا معنے؟ فرقان اس واسطے نازل ہوتا ہے کہ دوسرے لوگوں کے واسطے ہدایت کا باعث ہو جائے۔ جنگِ بدر میں بڑے آدمی جو ہلاک ہوئے انکی تعداد قریباً آٹھ ہی تھی۔ مگر

مگر ایسا بڑا فرقان ہمارے دیکھتے ہوئے ہمارے ملک میں ہوا ۔ الا تعجب اور حیرت کا مقام ہے ۔ کہ دوسرے مشاہدہ کنندہ کو کوئی عبرت نہیں ہوئی ۔ یا ہوئی تو بہت کم ! غور کرو ۔ وادی کانگڑہ میں جو بیس ہزار آدمی ہلاک ہوا ہے ۔ وہ دوسروں کو ایک عبرت دلانے والا واقعہ ہے ۔ نہ صرف ان لوگوں کو جو اس سلسلہ کے مخالف ہیں ۔ بلکہ احمدیوں کو بھی اپنی حالت کی اصلاح کی طرف توجہ دلاتا ہے ۔

یہود کی ذلت اور ان کا سؤر اور بندر بننا بھی ایسا واقعہ تھا کہ لوگ اس سے عبرت پکڑتے مگر غفلت کے باعث وہ عبرت نہیں ۔ غور کرو !

فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۔ (البقرہ: ۶۷)
پس کر دیا ہم نے اس قصۂ یہود کو دہشت ان لوگوں کیلئے جو ان کے سامنے تھے اور پیچھے آنے والوں کے لئے اور نصیحت و وعظ متقیوں کے لئے ۔

یہ فرقان کی دلیل دہریہ لوگوں کو بھی ہدایت کی طرف بلاتی ہے کیونکہ اگر خدا کوئی نہیں تو کیا سبب ہے ۔ کہ دنیا میں ہمیشہ وہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں جو خدا کے مرسلین ہوتے ہیں ۔ اور عبادت الٰہی کا وعظ کرتے ہیں ۔ اور ان کے مخالف ناکام ہوتے ہیں ۔ اس سورۂ شریفہ میں تمام مذاہب باطلہ کی تردید کی گئی ہے ۔ چنانچہ اگلی آیت میں ان لوگوں کی طرف اشارہ کیا ہے ۔ جو کسی اور شئے کو مظہر خدا بناتے ہیں ۔ یا بت پرستی کرتے ہیں ۔ (بدر ۲۹ ؍ جون ۱۹۰۵ء صہ ۳)

۳ ۔ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ﴿۲﴾

لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا : جب ولد نہیں ۔ تو کسی کا کیا لحاظ ۔ جب قوم بگڑی ۔ نذیر آگیا ۔ اس میں پیشگوئی ہے ۔ کہ ابن اللہ کہنے والے مفتوح ہوں گے ۔ اور مشرک بھی ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ ؍ جولائی ۱۹۱۰ء)

اللہ تعالیٰ لاشریک ہے ۔ سب کا خالق ہے ۔ دلیل یہ ہے ۔ کہ ہر ایک چیز ایک اندازہ پر ہے ۔ اور محدود ہے ۔ اور یہ بات اگرچہ آریہ سماج اسے مانتے ہیں ۔ مشاہدات اور تجارب سے ہی ظاہر ہے ۔ اور ہر ایک محدود کیلئے حد بندی کرنے والا ضروری ہے ۔ اور مادہ و جیو کی حد بندی کرنے والا پھر خدا کے

سوا کون ہے۔ پس وہ ہر ایک چیز کا خالق اللہ ہی ہے۔

(نور الدین طبع ثالث صفحہ ۲۸ دیباچہ)

تقدیر۔ تدبیر اور امتحان تو سب سچے مسئلے ہیں اور مطابق واقع ہیں اور تمام نظامِ عالم اور انسانی افعال و اعمال میں نظر آرہے ہیں۔ انہیں ڈھکوسلا کہنا اپنی عقلمندی کا ثبوت دینا ہے۔ سنو! تقدیر کے معنی ہیں۔ اندازہ بنا دینا۔ اس کا ثبوت قرآن کریم میں یہ ہے خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا...... کیا معنے؟ ہر ایک چیز کو اللہ تعالیٰ نے بنایا پھر اس ہر چیز کے لئے ایک اندازہ اور حد مقرر کر دی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ماسوا سب محدود اور اس کے احاطہ کے ماتحت ہے۔ اب غور کرو کہ یہ مسئلہ ڈھکوسلا ہے یا تمام ترقیاتِ دینی اور دنیوی اسی تقدیر اور اندازہ سے ہو رہی ہیں مگر اس کو نہ مانا جاوے تو نہ دین رہے اور نہ دنیا۔

مثلاً ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی فرماں برداری اس لئے کرتے ہیں کہ اس کا اندازہ یہی ہے کہ ان باتوں کا نتیجہ ہمارے حق میں نیک اور عمدہ ہوگا۔ اگر اس اندازہ پر ایمان نہ ہو۔ تو پھر نیکی کیوں کی جاوے۔ غرض اس آیت نے بتایا ہے کہ ہر ایک عمل نتیجہ خیز ہے۔ اور بڑے علیم و حکیم نے تمام کارخانہ مضبوط علمی رنگ کا بنایا ہے۔ اس میں کوئی حرکت اور سکون عبث اور بے نتیجہ نہیں۔ یہ آیت ہر شخص کو چست اور کارکن بننے کی حد سے زیادہ ترغیب دیتی ہے۔ کس قدر نابینائی یا اعتراض کرنے کی ٹھیکہ داری ہے کہ ایسے حقائق کو ہنسی اور نکتہ چینی کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ کاش لوگ سمجھیں کہ اس نئے گروہ کو راست بازی سے کس قدر تعلق ہے؟ اور ان کی عملی حالت کیا ہے؟

اور تدبیر کا مسئلہ تو ایسا صحیح ہے کہ دیندار اور بے دین اللہ تعالیٰ کو ماننے والے اور نہ ماننے والے سب اس مسئلہ کو ضروری اور واجب العمل یقین کرتے ہیں۔ اور تدبیر کے معنے ہی یہی ہیں۔ کہ تقدیر کے مطابق تہیۂ[1] اسباب کیا جاوے۔.......

اور امتحان کے اصل معنے ہیں۔ محنت کا لینا۔ ایک دنیادار امتحان کیلئے اخذِ امتحان کے جواب مثلاً دیکھتا ہے تو اس لئے کہ طالبعلم کی محنت کا اس کو پتہ لگ جاوے اور محنت کا نتیجہ اس کو دے۔ اور اللہ تعالیٰ یہی امتحان لیتا ہے۔ یعنی محنت کرانا چاہتا ہے۔ سستی کو ناپسند کرتا ہے۔ ہاں علیم و خبیر ہے جب کوئی محنت کرتا ہے جیسے کوئی محنت کرے ویسی ہی جناب الٰہی سے محنت کرنے کا بدلہ ملتا ہے

---

[1] تیار کرنا۔

ع گندم از گندم بروید جو ز جو ⁂ از مکافاتِ عمل غافل مشو

اسی امتحان کے معنوں کو ایک حکیم مسلمان نے نظم کیا ہے۔ اور اسی سچے علم کو قرآن کریم نے یوں بیان کیا ہے۔ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى (النجم:۴۰تا۴۲) اور انسان کو اس کی سعی کے سوا اور کوئی فائدہ نہیں ملے گا اور یہ پختہ بات ہے کہ اس کی سعی دیکھی جائے گی۔ پھر اسی کے مطابق واقعی اسے پورا بدلہ دیا جائے گا۔ اور فرمایا فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ۔ (الانبیاء:۹۵) اور جو شخص نیک کام کرے گا اور وہ مومن بھی ہوگا تو اس کی سعی کی ناقدری نہیں کی جائے گی اور ہم اس کی سعی اور اعمال کو محفوظ رکھنے والے ہیں۔

پھر تقدیر کے معنے علمِ الٰہی کے بھی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ تمام اشیاء کا علم جنابِ الٰہی کو قبل از ایجاد اور وجود ان کے اشیاء کے حاصل ہے۔ اس مسئلہ میں بھی آریہ اسلام کے مخالف نہیں۔ (نور الدین طبع ثالث صہ۷۳-۷۴)

تقدیر کے معنے حسبِ لغتِ عرب اور محاورہ قرآن کے کسی چیز کا اندازہ اور مقدار ٹھہرانا ہیں دیکھو آیات مرقومۃ الذیل۔

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا (الفرقان: ۳)

اور بنائی ہر چیز اور پھر ٹھیک کیا اس کو ماپ کر۔

اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ (القمر: ۵۰)

وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ (الرعد: ۹)

خدا تعالیٰ نے ہر ایک چیز کو موجودات سے ایک خلقت (نیچر) اور اندازے پر بنایا ہے۔ اور جیسا اس کی ترکیب اور ہیئتِ کذائی کا مقتضاء ہو۔ لابدّ ویسے افعال اور آثار اس سے سرزد ہوتے ہیں۔ گویا جیسے اس کے مقدمات ہوں گے۔ لامحالہ ویسا نتیجہ اس سے ظہور پذیر ہوگا۔ ممکن نہیں ہے کہ کوئی شخص ان خدائی حدوں کو توڑ سکے اور ان اصلی خواص کو جو قدرت نے کسی چیز میں خلق کئے ہیں۔ بدوں ان اسباب کے جن کو خالق نے بمقتضائے فطرت اُن کا سبب معطّل قرار دیا ہو۔ کوئی شخص کسی اور طرح پر باطل کر دے سلسلۂ کائنات کے خالق کا کلام اس مطلب و مقام میں فرماتا ہے۔

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا
وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا (فاطر: ۴۴)

مثلاً توحید اور عبادت اور طاعت اور اتفاق اور صحیح کوشش اور چستی کو جن ثمرات اور پھلوں کا درخت بنایا ہے۔ ممکن نہیں کہ وہی پھل اور وہی ثمرات شرک اور ترکِ عبادت اور بغاوت اور باہمی نفاق اور تفرق اور غلط کوشش اور سستی سے حاصل ہو سکیں۔ جن باتوں کیلئے تریاق کا استعمال ہوتا ہے اُن باتوں کیلئے زہر مار سے کام نکلنا دشوار کیا محال ہے

ع گندم از گندم بروید جَو ز جو

گناہ اور جرائم کے ارتکاب سے نیکی اور فرماں برداری کے انعامات کو طلب کرنا بے ریب تقدیر اور خدائی اندازے کے خلاف ہے۔ اور نیکی اور فرماں برداری پر دوزخ میں جانے کا یقین بے شبہ رحیم اور کریم۔ عادل ذات پاک پر ظلم کا الزام قائم کرتا ہے۔ قرآن کہتا ہے۔

اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ (السجدہ ۱۹)

اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ (صٓ: ۲۹)

اسلام تقدیر کے مسئلے پر یقین دلا کر اہلِ اسلام کو اس بات پر اُبھارتا ہے۔ کہ بُرے کاموں کے نزدیک مت جاؤ۔ بُرے بیج بُرا پھل لاتے ہیں۔ آرام و آسودگی کے سامان مہیا کرو۔ بے دل مت ہو۔ کیونکہ ہر ایک چیز کا اندازہ خدا کی درگاہ سے معیّن ہو چکا ہے۔ نقصان کے اندازے والی چیزیں نافع نہ ہوں گی۔ اور منافع کی مثمر اشیاء دُکھوں کی موجب نہ ہوں گی۔ ہر ایک چیز اپنی فطرت پر ضرور قائم ہے اور تمہارا ہر فعل وجوباً وہی نتیجہ دیگا۔ جو اس کی ترکیب کا مقتضاء ہے......

آدمی کے اعمالِ بد اور افعالِ مکروہ سے آدمی پر وبال آتا ہے۔ جب ہر ایک تکلیف کا سرچشمہ گناہ ٹھہرا۔ جب ہر ایک گناہ کا نتیجہ تکلیف ٹھہری تو منغفو ابہ جا تعجب میں ہلاک نہ ہونے والو۔ قیامت میں نجات کے امیدوارو۔ راستی پسندو۔ سوچو اور اندازہ کرو کہ حسب تعلیم قرآن حضرت انسان کو گناہ سے کیسی نفرت ضرور ہے۔ اور آدمی کو خدا کی نافرمانی سے بچنا کیسا لابد ہوا۔ بھلائی کے لینے اور برائی سے بچنے کیلئے مسلمانوں۔ قرآن کے ماننے والوں کو کیسی تاکید ہوئی۔ جب ہر ایک تنزّل اور مصیبت گناہ کا نتیجہ ہوا۔ تو اہلِ اسلام کو کہاں تک ترقی کرتے اور عصیان الٰہی سے بچنے کی سعی کرنی چاہیئے۔ جن نافہم لوگوں نے کہا ہے کہ گناہ کو مسلمان ایک خفیف حرکت اور وہ بھی خدا کی طرف سے مان کر گناہ میں بے باک ہیں۔ وہ سوچیں کہ ان کی بات کچھ بھی درست ہے۔

(فصل الخطاب حصہ دوم ص۱۵۳ تا ۱۵۸)

وہ جس کیلئے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمینوں کی اور جسی نے کوئی بیٹا نہیں بنایا اور

جس کی بادشاہی میں کوئی شریک نہیں ہے۔ اور جس نے ہر شئے کو پیدا کیا اور پھر ہر شئے کا ٹھیک ٹھیک اندازہ مقرر کیا۔ آسمان وزمین سب جگہ خدا کی سلطنت ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں۔ اس واسطے وہی ایک عبادت کے لائق ہے۔ کسی اور کو معبود بنایا جاوے تو باطل ہے۔ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا (بنی اسرائیل:۱۱۲) اس نے اپنا کوئی بیٹا نہیں بنایا۔ اس میں عیسائیوں کی تردید ہے۔ جو مسیح کو ابن اللہ کہتے ہیں خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ہر شئے کا وہی خالق ہے۔ اس میں آریوں کی تردید ہے۔ جن کا مذہب ہے کہ خدا مادہ اور رُوح وغیرہ کا خالق نہیں۔ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا خدا نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کردیا ہے کیا معنے؟ جیسا عمل کیا جاتا ہے۔ ویسا ہی پھل ملتا ہے۔ نیکی کرنے والا بدنتیجہ نہیں پاسکتا۔ اور بدی کرنے والا نیک نتیجہ حاصل نہیں کرسکتا۔ سُست آدمی چستی کا فائدہ نہیں پاسکتا۔ یہ مسئلہ تقدیر کا بڑی ہمت بڑھانے والا ہے اور انسان کو اعلیٰ مراتب پر پہنچانے والا ہے۔ افسوس ہے کہ جن لوگوں نے اس کے صحیح معنے نہیں سمجھے وہ اس کو اپنی تمام کمزوریوں اور غفلتوں کی ڈھال بناتے ہیں۔ مسئلہ تقدیر کو مولوی رومیؒ صاحب نے ایک رباعی میں خوب ادا کیا ہے ؎

از مذاہب مذہب دہقان قوی اے مولوی ‏ ‏ ‏ مذہب دہقان چہ باشد ہرچہ کشتی بدروی

گندم از گندم بروید جَو زِ جَو ‏ ‏ ‏ ہرچہ کِشتی بدروی اے مولوی

سوال: جب خدا تعالیٰ انسان کے اعمال نیک و بد کو پہلے سے لکھ چکا ہے۔ تو پھر انسان مجبور ہے۔ کیونکہ ان میں کچھ کمی بیشی نہیں ہوسکتی۔

جواب: علم تابع معلوم ہوتا ہے۔ خدا کے علم نے ہم کو مجبور نہیں کیا کہ ہم یہ کام کریں یا نہ کریں بلکہ ہمارے اس کام کے کرنے یا نہ کرنے کے سبب خدا کو علم حاصل ہے۔ مثلاً استاد ایک لڑکے کی کم توجہی کے سبب امتحان سے پہلے کہہ دیتا ہے۔ یا لکھ دیتا ہے کہ یہ لڑکا ضرور فیل ہوجائے گا۔ اور بعد میں وہ فیل ہوجاتا ہے۔ تو استاد کے کہنے یا لکھنے نے اس کو فیل نہیں کردیا۔ بلکہ اس کی اس حالت نے ایک دانا استاد کو پہلے سے علم دے دیا۔ چونکہ خدا عالم الغیب ہے۔ وہ جانتا ہے کہ ہم کیا کریں گے لیکن اس کے جاننے نے ہم کو مجبور نہیں کیا۔ بلکہ ہمارا ایسا کرنا اس امر کا موجب ہوا تھا کہ خدا کو پہلے سے یہ علم حاصل ہو۔ (بدر ۲۹ جون ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

۴- وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا

نَفْعًا وَّلَا یَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَیٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ﴿۴﴾

اور اس کے سوائے اور معبود اختیار کئے۔ جو کچھ پیدا نہیں کرتے۔ اور خود مخلوق ہیں۔ اس آیت شریفہ میں ان تمام ادیانِ باطلہ کی طرف اشارہ ہے جن میں خدا کے سوائے کسی اَور کو معبود بنایا گیا ہے۔ یہ ایک بیّن دلیل اس امر کی ہے۔ کہ خدا کے سوائے کوئی معبود نہیں۔ کیونکہ جسے کو خلق کی طاقت نہیں وہ اپنی غیر مخلوق سے عبادت کروانے کا حق نہیں رکھتا۔ عیسائی کہتے ہیں کہ یسوع خدا تھا۔ ان کا یہ مسئلہ بڑی آسانی سے طے ہو جاتا ہے۔ جبکہ سوال کیا جاوے کہ یسوع نے کیا پیدا کیا۔ پیدا کرنا تو جدا وہاں تو یہ حال ہے کہ اپنے ہی شاگرد نے یہودیوں کے ہاتھ پکڑوا کر پھانسی دلوادیا۔ اور اتنا نہ ہو سکا کہ ان پھانسی دینے والوں کو مار ہی دیتا۔ کیونکہ خدا میں دونوں طاقتیں ہیں پیدا کرنا اور مارنا۔ خود عیسائی لوگ بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتے کہ مسیحؑ نے کچھ پیدا کیا تھا۔ موجودہ انجیلوں نے عیسویت کا اَور بھی بیڑہ غرق کیا ہے۔ کیونکہ ان میں لکھا ہے کہ یسوع نے بہت رو رو کر دعا کی کہ صلیب سے بچ نکلے پر پھر بھی نہ بچ سکا۔ (بدر ۲۹ر جون ۱۹۰۵ء صہ۳)

۶، ۷۔ وَقَالُوْٓا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِیَ تُمْلٰی عَلَیْهِ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا ﴿۶﴾ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِیْ یَعْلَمُ السِّرَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۷﴾

اَنْزَلَهُ الَّذِیْ یَعْلَمُ السِّرَّ، وَقَالُوْٓا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ کا جواب ہے۔ یہ کہانیاں نہیں ہیں پیشگوئیاں ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ر جولائی ۱۹۱۰ء)

۸۔ وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْكُلُ الطَّعَامَ وَیَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ ؕ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مَلَكٌ فَیَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِیْرًا ﴿۸﴾

مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ: یہ تو انسان ہے حالانکہ لکھا تھا۔ خدا فاران

کے پہاڑ سے آیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ ؍ جولائی ۱۹۱۰ء)

۹۔ اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ؕ وَ قَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۹﴾

يُلْقٰٓى اِلَيْهِ : یہ مطالبہ بعض پیشگوئیوں کی بناء پر تھا۔ کہ اُس کے ہاتھ تو قیصر وکسریٰ کے خزائن اور جنّتِ شام آنے چاہئیں یہ سب کچھ ہوا۔ مگر وہ جلدباز تھے۔ وہ کچھ فائدہ نہ اٹھا سکے۔

مَّسْحُوْرًا : جو روٹی کھائے پیئے ۲۔ بڑا مسافر ۳۔ جس پر کسی کا جادو چل جاوے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ ؍ جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۱۔ تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَ يَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ﴿۱۱﴾

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ : دنیا میں یہ باتیں پیشگوئی کے رنگ میں پوری ہوئیں، مسلمان ایسے باغات کے وارث ہوئے جن کے نیچے جیحون۔ سیحون۔ گنگا۔ جمنا بہتے ہیں۔ اور ایسے ملکوں کے وارث ہوئے جن میں قیصر و کسریٰ کے محل تھے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ ؍ جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۴۔ وَ اِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ﴿۱۴﴾

مُّقَرَّنِيْنَ : عمائدِ مکّہ کی مُشکیں اس دنیا میں بھی کسی گئیں۔

ثُبُوْرًا : ۱۔ صرف (نجات) ۲۔ ہلاکت (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۷ ؍ جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۶- قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ، كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّ مَصِيْرًا ﴿۱۰﴾

جَنَّةُ الْخُلْدِ ؛ وہ جنت جس میں آدم علیہ السلام رہے۔ وہ زمین پر تھا ....." وَالْقَوْلُ بِاَنَّهَا جَنَّةٌ فِي الْاَرْضِ لَيْسَتْ بِجَنَّةِ الْخُلْدِ" قول ابی حنیفہ واصحابہ رضی اللہ عنہ ....

۱۔ جَنَّةُ الْخُلْدِ جس میں نیک لوگ موت کے بعد داخل ہوں گے۔ اس کی صفت میں قرآن کریم فرماتا ہے۔ وہ دار المقام ہے۔ وہ ایسی جگہ ہے جہاں داخل ہو کر پھر لوگ نہ نکلیں گے۔ اور آدم علیہ السلام جس جنت میں رہے۔ وہاں سے نکالے گئے۔

۲۔ جَنَّةُ الْخُلْدِ دارِ تکلیف نہیں اور جہاں آدم علیہ السلام رہتے تھے وہاں درخت کے نزدیک جانے سے ممانعت اور شرعی تکلیف ان پر قائم تھی۔

۳۔ جَنَّةُ الْخُلْدِ کو اللہ تعالیٰ دار السلام فرماتا ہے۔ اور آدم اور حوّا علیہما السلام جہاں رہے وہاں سے سلامت نہ نکلے۔ وہ جگہ ان کیلئے دار السلام نہ ہوئی۔

۴۔ جَنَّةُ الْخُلْدِ کا نام دار القرار ہے اور جہاں آدم علیہ السلام اقامت پذیر تھے۔ وہ مقام اُن کے واسطے دار الزوال ہو گیا۔

۵۔ جَنَّةُ الْخُلْدِ کی تعریف میں آیا ہے۔ وَمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ (حجر: ۴۹) اور جہاں آدم علیہ السلام رکھے گئے۔ وہاں سے نکلے یا نکالے گئے۔

۶۔ جَنَّةُ الْخُلْدِ کی نسبت آیا ہے لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ (حجر: ۴۹) (اس میں ان کو کوفت نہ ہوگی) اور جہاں آدم علیہ السلام رکھے گئے یا مقیم ہوئے وہاں ان کو تکلیف پہنچی۔

۷۔ جَنَّةُ الْخُلْدِ کی نسبت جس کو بہشت کہتے ہیں وارد ہے لَا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ (طور: ۲۴) (جنت میں بدکاری اور بہکنا نہیں) اور جہاں آدم علیہ السلام رہتے تھے۔ وہاں شیطان نے لغو اور گناہ کیا۔

۸۔ جَنَّةُ الْخُلْدِ کی نسبت آیا ہے۔ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّ لَا كِذّٰبًا (النبا: ۳۶) (اس میں لغو اور جھوٹ نہ سنیں گے) اور جہاں آدم علیہ السلام رہے وہاں جھوٹ سنا۔

۹۔ جَنَّةُ الْخُلْدِ آسمان میں ہے اور جس جنت میں آدم رہے وہ زمین میں ہے جیسے کہا ہے اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً (بقرہ: ۳۱) اور نہیں فرمایا فِي السَّمَآءِ اَوْ جَنَّةِ الْمَاْوٰى

۱۰۔ جَنَّةُ الْخُلْدِ میں شیاطین کو دخل نہیں اور اس کی خبیث باتیں وہاں نہیں پہنچ سکتیں بَلْ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ (فاطر: ۱۱) اس کی طرف پاک باتیں صعود کرتی ہیں۔
(تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۱۳۰-۱۳۲)

۱۹۔ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿۱۹﴾

نَسُوا الذِّكْرَ: اللہ کی یاد چھوڑ دیتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان، ر جولائی ۱۹۱۰ء)

۲۱۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ۗ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ۗ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ﴿۲۱﴾

فِتْنَةً: ایک تندرست ہوتے ہیں۔ ایک مریض۔ ایک بادشاہ۔ ایک اولوالعزم رسول۔ ایک غنی۔ ایک فقیر۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہم ہوتے ہیں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان، ر جولائی ۱۹۱۰ء)

۲۲۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ۗ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ﴿۲۲﴾

لَا يَرْجُوْنَ: ڈرتے نہیں۔

لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ : ہمیں کیوں رؤیا نہیں ہوتے ؟ ہمیں کیوں الہام نہیں ہوتا ؟ وہ زمیندار احمق ہے جو کہے۔ بادشاہ خود آکر میرے گھر معاملہ کیوں نہیں لیتا کیونکہ اس کی تو اتنی ہی قدر ہے۔ کہ ایک نمبردار جمعہ تے مار کر اس سے معاملہ وصول کر لے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ ؍ جولائی ۱۹۱۰ء)

۲۳۔ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۲۳﴾

وَيَقُوْلُوْنَ : فرشتے کہیں گے۔

حِجْرًا مَّحْجُوْرًا : حرام محرم ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ ؍ جولائی ۱۹۱۰ء)

۲۴۔ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۴﴾

هَبَآءً مَّنْثُوْرًا : کوٹھڑی میں دھوپ پڑتی ہے۔ اس میں جو ذرّے نظر آتے ہیں ان کو هباء کہتے ہیں۔ ۲۔ غبار۔ ۳۔ ہوا میں جو دھول ہوتی ہے۔ ۴۔ پانی جو بہہ کے چلا جاتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ ؍ جولائی ۱۹۱۰ء)

۲۶۔ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ﴿۲۶﴾

وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ : دوسرے مقام پر فرمایا ہے۔ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ (بقرہ : ۲۱۱) یہ ایک پیشگوئی ہے۔ جنگ میں بادل بھی برسا۔ فرشتے بھی اترے اور مسلمان مظفر و منصور ہوئے اور کفار شکست یاب۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ ؍ جولائی ۱۹۱۰ء)

۲۸- وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ﴿۲۸﴾

اور جس دن کاٹ کاٹ کھاوے گا۔ گنہگار اپنے ہاتھ۔ کہے گا۔ کسی طرح میں نے پکڑی ہوتی رسول کی راہ۔ اے خرابی میری کہیں نہ پکڑی ہوتی میں نے فلانے کی دوستی۔

(فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۶۰)

۲۹- يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿۲۹﴾

لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا: کئی دوست بُری ترغیبیں دے کر جہنم کی راہ دکھلاتے ہیں۔ ان سے بچو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ر جولائی ۱۹۱۰ء)

۳۱- وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴿۳۱﴾

وَقَالَ الرَّسُوْلُ: ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلام کے تنزل کی یہی وجہ خدا کے حضور بیان فرمادیں گے کہ اسلامیوں نے عملی طور پر قرآن شریف کو چھوڑ دیا۔ مثلاً قرآن نے ایک قاعدہ بتایا ہے۔ وَلَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (ابراہیم: ۸) بہت لوگ ہیں جو اس کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ مجھے ایک دفعہ ایک عورت نے ایک دھیلا دیا۔ میں نے شکر کیا کہ یہی پیسہ خدا کے نام دے دوں تو خدا تعالیٰ ایک دانہ کی کئی بالیاں اور سات سات دانے بنانے والا ہے۔ اور اگر اپنے علم کے مطابق دوائی بنالوں تو دس ہزار غریب کے کام آئے۔ اور اس شکر سے بہت فائدہ اٹھایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شکر کی روح تھی۔ جو کپڑا مل گیا۔ پہن لیا۔ مگر بعض لوگ ہیں کہ وہ خدا کی نعمت پر شکر نہیں کرتے۔ اور پھر ساری عمر دکھ میں رہتے ہیں۔ ایک شخص کو میں نے تین ہزار روپیہ دیا۔ اس نے کہا کہ اس سے میرا کیا بنتا ہے؟ میں نے کہا۔ کہ یہ کفر نعمت ہے! واقعہ میں کچھ نہ بنے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ وہ سب روپیہ برباد ہوگیا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ر جولائی ۱۹۱۰ء)

کسی کے نام اس کے دوست کی چٹھی آجائے یا کسی حاکم کا پروانہ تو وہ شخص خواہ خواندہ ہو یا ناخواندہ سب کام چھوڑ چھاڑ کر پہلے اسے پڑھا کر سنتا ہے اور پھر اس پر عمل کرتا ہے۔ تجارتی معاملات میں بعض اوقات ایک چٹھی کی اتنی قدر ہوتی ہے کہ اس کے سب سے پہلے حاصل کرنے کیلئے کئی سو روپے خرچ کر دیتے ہیں۔ پھر باوجود کئی خطرات کے۔ مثلاً ممکن ہے جس جگہ سے مال کی زیادہ بکری کی خبر آئی وہاں کوئی اور سوداگر پہنچ گیا ہو یا رستہ میں اس کا مال ہی ضائع ہو جائے۔ وہ اس مقام پر خود یا اپنا مال پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر کس قدر تعجب کی بات ہے کہ حسن و احسان کے سرچشمے احکم الحاکمین ارحم الراحمین کی چٹھی ہو اور چٹھی رساں حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا جلیل القدر خاتم کمالات نبوت۔ خاتم کمالاتِ انسانیت انسان ہو اور پھر ایک مسلمان اس کی پرواہ نہ کرے۔ قرآن مجید ان میں ہو مگر محض اس لئے کہ گھر کے طاقچہ میں پڑا رہے۔ اور نیچے سے وباء کے دنوں میں مال مویشی گزار دیں۔ یا اسکی کوئی آیت لکھ کر گھول کر کسی بیمار کو پلا دیں۔ عدالت میں جھوٹا حلف اٹھانا ہو تو اسے ہاتھ میں لے لیں اور اسے یاد کریں تو محض اس لئے کہ رمضان شریف میں تراویح میں سنائیں گے تو چند روپے مل جائیں گے۔ یا حافظ کہلائیں گے تو کابل میں محصول سے بچ جائیں گے۔ افسوس ہے ان خیالات کے لوگوں پر کہ ملازمت کے حصول کے لئے کس قدر تکالیف اپنے اوپر اٹھاتے ہیں۔ چودہ برس تک بی اے ایم اے بننے کے واسطے پڑھتے ہیں۔ مدرسہ کی فیسوں اور دیگر اخراجات میں گھر کا اثاثہ تک بک جاتا ہے پھر یہ بھی یقین نہیں کہ پاس ہوں گے یا فیل۔ اور پاس ہو کر ملازمت ملے گی یا نہیں۔ لیکن نہیں پڑھتے تو قرآن مجید۔ نہیں سمجھتے تو قرآنِ مجید۔ نہیں عمل کرتے تو قرآنِ مجید پر جس کے پڑھنے اور جس پر عمل کرنے سے یقیناً دنیا و آخرت میں سکھ اور آرام کی زندگی ملتی ہے۔ اور بیشمار نمونے موجود ہیں جنہوں نے قرآن پر عمل کر کے دنیا کی سلطنتیں بھی پائیں اور آخرت میں اپنا گھر جنت الفردوس بنایا۔ مبارک وہ جو اس دردمندِ دل کی تحریر کو پڑھ کر قرآنِ مجید کی طرف توجہ کرے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۶ ، ۱۱ صفحہ ۴۳۸ ، صفحہ ۴۳۹)

میں اپنے تجربہ کی بناء پر کہتا ہوں کہ قرآن شریف سے بڑھ کر راحت بخش کوئی کتاب اور اس کا مطالعہ نہیں ہے۔ مگر آہ! دردِ دل سے کہتا ہوں۔ اسی راحت بخش کتاب کو آج چھوڑ دیا گیا ہے۔

رَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا

اے میرے رب بے شک میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ دیا ہے۔ مجھے قرآن اس قدر محبوب ہے کہ میں بار بار اس کا تذکرہ کرتا۔ اس کا پیارا نام لینا اپنی غذا سمجھتا ہوں اور اسی دھن اور لو میں ابھی

تک مَیں نے اس مضمون پر جو میں نے شروع کیا تھا کچھ بھی نہیں کہہ سکا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض آدمی میرے اس قسم کے طرزِ بیان کو پسند نہ کرتے ہوں۔ مگر مَیں کیا کروں۔ میں مجبور ہوں۔ اپنے عشق کی وجہ سے بار بار اپنے محبوب کے تذکرہ سے ایک لذّت ملتی ہے۔ کہے جاتا ہوں۔ (الحکم ۱۰ اپریل ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۷)

۳۶۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ۝۳۶

وَزِیْرًا: بوجھ اٹھانے والا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴؍ جولائی ۱۹۱۰ء)

۳۹۔ وَّعَادًا وَّثَمُوْدَاۡ وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ۝۳۹

اَصْحٰبَ الرَّسِّ: میں نے اس کے متعلق بہت تحقیقات کی ہے۔ کوئی کتاب انکے حالات کی نہیں ملی۔ ہاں قرآنِ مجید میں تدبّر کرنے سے معلوم ہوا کہ اس سے مراد یوسفؑ کو کنوئیں میں ڈالنے والے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴؍ جولائی ۱۹۱۰ء)

۴۲۔۴۳۔ وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ۝۴۲ اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَاۤ اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ؕ وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝۴۳

اور جہاں تجھ کو دیکھا۔ کچھ کام نہیں تجھ سے مگر ٹھٹھے کرتے۔ کیا یہی ہے جس کو بھیجا اللہ نے پیغام دے کر۔ یہ تو لگا ہی تھا کہ بچلا وے ہم کو ہمارے ٹھاکروں سے۔ کبھی ہم نہ ثابت

رہتے اُن پر۔ اور آگے جائیں گے جس وقت دیکھیں گے عذاب کون بچلا ہے راہ سے۔
(فصل الخطاب حصہ دوم صنـ۳۰)

۴۶۔ اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ﴿۴۶﴾

اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ : کیا تم نے نہیں دیکھا اپنے رب کا ایک عجیب نظارہ۔ اس نے وہ سایہ بنایا ہے جو صبح صادق سے لیکر غروب تک ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اختیار تھا کہ وہ سایہ اپنے رنگ میں ٹھہر جاتا۔ سورج کو دلیل بنایا کہ وہ سایہ سورج کے سامنے آگے آگے ہی سمٹتا چلا جاتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

۴۹۔ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ﴿۴۹﴾

اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بعض موحد لوگ امیہ بن صلت، زید بن عمرو پیدا ہوئے۔ مگر جماعت صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنائی۔ اسی طرح مسیح موعودؑ سے پہلے سید احمد خان وفاتِ مسیح کا قائل تھا۔ مگر یہ خدا پرست جماعت یہ پابندِ کتاب و سنت مرزا کیلئے تھی۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صـ۴۶۹)

۵۴۔ وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۵۳﴾

هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ : سمندر سے بخار اٹھتے ہیں مون سونیں چلتی ہیں۔ سمندر میں کھاری

پانی۔ بارش کا میٹھا پانی۔ جس سے کنوؤں اور چشموں میں پانی آتا ہے۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۴۶۹)

۶۰- الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا ﴿۶۰﴾

فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ : چھ وقتوں۔ چھ مختلف مراتب طے کرا کے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ر جولائی ۱۹۱۰ء)

۶۱- وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ ۚ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ﴿۶۱﴾

وَمَا الرَّحْمٰنُ : ان کا مطلب یہ تھا کہ ایسے خاص موقعہ پر رحمان نہیں بولا کرتے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ر جولائی ۱۹۱۰ء)

۶۲- تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا ﴿۶۲﴾

بُرُوْجًا : روشن ستارے۔
سِرَاجًا : سورج۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے سراج منیر فرمایا ہے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ر جولائی ۱۹۱۰ء)

۶۳- وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ

اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ﴿۶۳﴾

خِلْفَةً : ایک وقت میں ایک چیز رہ جاتی ہے۔ دوسرے وقت میں پوری کر لے۔ اس میں سمجھایا ہے۔ کہ تم زمین کے روشن ستارے بنو۔ اگر کوئی وقت غفلت کا گزرا ہے تو اب اس کی تلافی کر لو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ر جولائی ۱۹۱۰ء)

خِلْفَةً : جو رات کو نہ کر سکو۔ دن کو کر لو۔ جو دن کو نہ کر سکو وہ رات کو کر لو۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۶۸)

۶۴۔ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۴﴾

رحمٰن کے فرماں بردار بندے تو وہی ہیں جو زمین میں سکینت، وقار اور تواضع کی چال چلتے ہیں۔ نہ تکبر اور سستی کی۔ اور جب جاہل ان سے الجھیں تو ان سے ایسا سلوک کرتے ہیں۔ جس میں نہ بدی و ایذاء ہو اور نہ جہل و نادانی۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۶۲)

هَوْنًا : بڑی سکینت و آرام کے ساتھ۔ وقار سے زندگی بسر کرو۔ عباد الرحمٰن متکبر : متجبر۔ فساد میں کوشش کرنے والے عصیان میں منہمک نہیں ہوتے۔

قَالُوْا سَلٰمًا : جب جاہل مخاطب کریں تو سلامتی کی راہ اختیار کرتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ر جولائی ۱۹۱۰ء)

۶۵۔ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿۶۵﴾

يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا : مومن رات عبادت کے کام کرتا ہے۔ انگریزی پڑھنے والوں کی عادت چھوڑ دو۔ کہ دو بجے سوئے اور آٹھ بجے اٹھے!

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ر جولائی ۱۹۱۰ء)

وہی جو اپنے رب کے آگے سجدوں اور قیام میں راتیں گزار دیتے ہیں۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۶۲)

۶۶، ۶۷ - وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿۶۶﴾ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿۶۷﴾

وہی جن کی دُعا ہے کہ اے ہمارے رب ہٹا دے ہم سے دوزخ کا عذاب۔ اس کا عذاب تو دائمی ہلاکت ہے اور دوزخ تو بڑی تکلیف کی جگہ ہے۔ اور بُرا مقام ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۶۲)

غَرَامًا : سخت لازم

ﻫ اِنْ يُّعَاقِبْ يَكُنْ غَرَامًا

کسی کو اگر سزا دیتا ہے۔ تو عذاب لازم و سخت ہوتا ہے۔ غرام عشق و محبت کو بھی بولتے ہیں جو چیز مضبوطی سے کسی کے پیچھے پڑ جاوے وہ غرام ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ر جولائی ۱۹۱۰ء)

۶۸ - وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿۶۸﴾

وہی فرماں بردار بندے کہ جب اموال کو خرچ کرتے ہیں تو مالوں کو نہ بے جا ضائع کریں اور نہ موقع میں دینے سے کمی دکھلاویں بلکہ خرچ میں پسندیدہ راہ اختیار کریں۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۶۲)

قَوَامًا : معتدل (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ر جولائی ۱۹۱۰ء)

۶۹ - وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۹﴾

جو اللہ تعالیٰ کی یاد کے ساتھ دوسرے معبود کو نہیں پکارتے۔ اور ایسی جانوں کے ناحق قتل سے

بچتے ہیں جن کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا اور کسی قسم کا زنا نہیں کرتے۔ اور جو کوئی بندوں میں سے ایسی کرتوت کرتا ہے۔ وہ بڑی سخت بدکاری میں گرفتار ہوا۔ (تصدیق براہین احمدیہ صہ ۲۶۲-۲۶۳)

۷۰۔ يُضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۝

دُونا ہو اس کو عذاب دن قیامت کے اور پڑا رہے اس میں۔ (فصل الخطاب حصہ اول صہ ۶۱)

يُضٰعَفْ: بڑھ چڑھ کر۔

يَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا: مدت ہائے دراز رہے گا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ر جولائی ۱۹۱۰ء)

۷۱۔ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

مگر بچا تو وہی بچا جس نے بدی کو چھوڑ دیا اور تمام بھلائیوں کی اصل ایمان کو اختیار کر لیا۔ اور اچھے اعمال کئے آخر ایسے لوگوں کی برائیاں جاتی رہتی ہیں۔ اور ان کے بدلہ میں نیکیاں آجاتی ہیں۔ (دیکھو عربوں کے حالات اسلام سے پہلے اور پیچھے) اور ہر تائب کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول کرنے والا اور اس کی توبہ پر رحم کرنے والا ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ صہ ۲۶۳)

۷۲۔ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ۝

جو کوئی بدی کو چھوڑ کر بھلے کاموں کی طرف متوجہ ہوا وہی اللہ تعالیٰ کی طرف پسندیدہ طور سے جھکا (تصدیق براہین احمدیہ صہ ۲۶۳)

۷۳،۷۴۔ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ، وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿۷۲﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ﴿۷۳﴾

لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ، کبھی موجود نہیں ہوتے دھوکے کی بات میں۔ نہ خود کرتے ہیں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ر جولائی ۱۹۱۰ء)

وہی رحمان کے فرماں بردار بندے ہیں جو دھوکے کے پاس بھی نہیں جاتے اور جب کبھی کسی بیہودہ کام کے پاس سے بھی گزرتے ہیں تو اس طرح گزرتے ہیں کہ بھلائیوں کا حکم کرتے اور برائی سے روکتے ہیں۔ وہی جن کو کبھی الٰہی نشان دکھائے گئے تو اس نشان پر اندھے اور بہرے کی طرح ٹھوکر نہیں کھاتے۔
(تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۶۳)

۷۵۔ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿۷۴﴾

وہی جو دعا مانگتے ہیں۔ کہ اے ہمارے رب ہمارے ساتھیوں (بیبیاں ہوں یا اور دوست) اور ہماری اولاد سے ہمیں آرام دے۔ وہ ہماری آنکھوں کا نور ہوں جو دل کے سرور کا نشان ہے۔ اور دعا مانگتے ہیں کہ ہم سچے فرماں برداروں کے واسطے آئندہ کیلئے نمونے ہوں۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۶۳،۲۶۴)

۷۶۔ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ﴿۷۵﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا، حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿۷۶﴾

وہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے نیک اعمال کا بدلہ بڑے بلند مقامات کو پاکر وہاں نئی زندگی اور پوری سلامتی پاویں گے۔ اور پھر اتنا ہی نہیں بلکہ تناسخ سے بچ کر وہاں ہی ہمیشہ ہمیشہ کیلئے رہیں گے

واہ وہ کیسے آرام کی جگہ اور رہنے کا مقام ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص۲۶۴)

۷۸۔ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا

او مخاطب کہہ دے۔ میرے رب کو تمہارے ہلاک و تباہ کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اگر تمہاری بُت پرستی نہ ہوتی مگر تم تو راستی کو جھٹلا چکے۔ پس نافرمانی کا لازمی وبال تم پر ضرور آنے والا ہے۔
(تصدیق براہین احمدیہ ص۲۶۴)

اس میں بتایا ہے کہ رحمان کے پیارے۔ رحمان کے پرستار کون ہیں؟
دیکھو۔ اس وقت تم بیٹھے ہو۔ سب کی آوازوں میں اختلاف۔ لباسوں میں اختلاف۔ مکانوں میں اختلاف صحبتوں میں اختلاف۔ مذاقوں میں اختلاف غرض اختلاف ایک فطری امر ہے۔ اب خدا ہی کا فضل ہے۔ کہ تم ایک وحدت کے نیچے آگئے۔ مَیں کبھی گھبرایا نہیں کرتا۔ کہ فلاں شخص کو کیوں ہمارا خیال نہیں۔ کیونکہ میرے مولیٰ کا ارشاد ہے۔ لَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ إِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ (ھود ۱۱۹،۱۲۰) پس جس پر فضل ہوا۔ وہ اختلاف سے نکل کر وحدتِ ارادی کے نیچے آجائے گا۔
اس رکوع میں ان باتوں کی طرف متوجہ کیا ہے جن پر چل کر انسان اختلاف سے بچ سکتا ہے گالی کا جواب گالی۔ یہ جواں مردی کی بات نہیں۔ جو ایک گالی پر صبر نہیں کرتا۔ اسے آخر پھر سَو گالیوں پر صبر کرنا پڑتا ہے۔ اختلاف تو بے شک ہوتے ہیں۔ کیونکہ ہماری فطرتوں میں اختلاف ہے۔ مگر عباد الرحمان کا طریق یہ ہے کہ وہ دنیا میں اپنی روش سکینت و وقار کی رکھتے۔ تکبر، تجبر، عصیان سے کام نہیں لیتے ہیں۔ بھاری بھرکم رہتے ہیں۔ وہ ہر معاملہ میں صبر۔ عاقبت اندیشی سے کام لیتے ہیں کیونکہ اختلافوں سے بچنے کی راہ صَون ہے۔ میرا ایک استاد تھا۔ اس نے مجھے نصیحت کی کہ دنیا میں سُکھی رہنا چاہتے ہو تو اپنے تئیں ایسا نہ بناؤ کہ اپنے خلاف ہونے سے گھبرا جاؤ اور دوسروں سے لڑنے لگو
رحمان کے پرستار رحمان کے پیارے وہ ہیں جو سخت بات سُننے پر سلامتی کی راہ اختیار کر لیتے ہیں دوئم وہ رات عبادت میں گزار دیتے ہیں۔ کبھی کھڑے ہو کر جنابِ الٰہی کو راضی کرتے ہیں۔ کبھی سجدہ میں پڑ کر۔ سوئم راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر دعائیں مانگتے ہیں۔ اپنے مولیٰ کے آگے گڑگڑاتے ہیں۔ چہارم۔ وہ ان لوگوں کی طرح نہیں جو روپیہ ہاتھ لگنے پر جھٹ ناجائز جگہ پر خرچ کر دیتے ہیں۔ بلکہ سوچ سمجھ کر

ضرورت حقّہ پر درمیانی راہ اختیار کرتے ہیں۔ پنجم۔ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں جانتے اور اپنے تئیں ہلاکت میں نہیں ڈالتے۔ اور نہ قتل کرتے ہیں۔ نہ زنا کرتے ہیں۔ کیونکہ جو ایسا کرتا ہے وہ سزا پاتا ہے۔ رحمان کے پیارے تو ایسے افعالِ شنیعہ سے بچتے رہتے ہیں اور سنوارنے والے کاموں میں اپنا وقت خرچ کرتے ہیں۔

(الفضل ۹ر جولائی ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۵)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

سورۃ شعراء وغیرہ میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ان قصص کا بیان ہے۔ جن میں انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ان کے دشمنوں کے مقابلوں کا تذکرہ ہوتا ہے اور مخالفوں کی بے وجہ تکذیب کا آخری نتیجہ اور دائمی ثمر بتایا جاتا ہے اور پھر آخر میں ہر قصہ کے یوں کہا جاتا ہے۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً وَمَا کَانَ اَکْثَرُھُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۔ (الشعرآء: ۹)

اسی سورۃ میں حضرت نوح علیہ السلام کے اعداء نے جب حضرت نوح علیہ السلام کو یہ کہہ کر وعظ سے روکا۔

لَئِنْ لَّمْ تَنْتَہِ یٰنُوْحُ لَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِیْنَ۔ (الشعرآء: ۱۱۷)

اگر تو اس منادی سے اے نوح نہ رکا تو تجھ پر پتھراؤ کیا جائے گا۔

اس وقت حضرت نوح علیہ السلام نے بھی فرمایا اور اس طرح دعا کی۔

رَبِّ اِنَّ قَوْمِیْ کَذَّبُوْنِ۔ فَافْتَحْ بَیْنِیْ وَبَیْنَھُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِیْ وَمَنْ مَّعِیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ (الشعرآء: ۱۱۸، ۱۱۹) اے میرے رب میری قوم نے مجھے جھٹلایا۔ تو میرے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دے اور مجھے اور میرے ساتھ والے ایمان والوں کو بچا لے۔

پھر جو نتیجہ نکلا اس کا بیان ہے۔

فَاَنْجَیْنٰہُ وَمَنْ مَّعَہٗ فِی الْفُلْکِ الْمَشْحُوْنِ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِیْنَ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً (الشعرآء: ۱۲۰ تا ۱۲۲) پھر بچا لیا ہم نے اسے اور اس کے ساتھ والوں کو بھری کشتی میں اور غرق کر دیا اس کے پیچھے سب کو۔ لاریب اس قصہ میں ایک نشان معجزہ ہے

اسی طرح اس سورۃ شعراء میں قومِ عاد کا جنابِ ہود علیہ السلام سے مقابلہ اور قومِ ہود کا حضرت صالح علیہ السلام سے جھگڑا اور قومِ لوط کا جنابِ لوط علیہ السلام کے مواعظِ حسنہ پر کان نہ دھرنا ایسی ہی طرز سے بیان ہوتا ہے۔

(تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۱۴ و صفحہ ۱۵)

۲ تا ۴- طٰسٓمٓ ﴿۲﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۴﴾

اَلْمُبِيْنِ : کھول کر سنانے والی۔
اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ : کیا تو ہلکان کر دے گا اپنی جان - کہ یہ فُونش شریر ایمان نہیں لاتے
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ر مارچ ۱۹۱۰ء)

۵- اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ﴿۵﴾

اَعْنَاقُهُمْ : جماعت کی جماعت (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۴۷)

۶- وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ﴿۶﴾

مُحْدَثٍ : نئے پیرائے والا - بات تو وہی ہوتی ہے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ر جولائی ۱۹۱۰ء)

۷- فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۷﴾
سو جھٹلا چکے - اب پہنچے گی ان پر حقیقت اس بات کی جس پر ٹھٹھے کرتے تھے۔
(فصل الخطاب حصّہ اوّل صفحہ ۷۲)
يَسْتَهْزِءُوْنَ : جسے خفیف گردانتے ہیں (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ر جولائی ۱۹۱۰ء)

۸، ۹- اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ

زَوْجٍ كَرِيْمٍ ﴿٨﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٩﴾

کیا نہیں دیکھتے زمین کو کتنی اگائیں ہم نے اس میں ہر بھانت بھانت چیزیں۔ اس میں البتہ نشان ہیں اور وہ بہت لوگ نہیں مانتے۔ (فصل الخطاب حصہ اوّل صہ ۴۲)

۱۱۔ وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰٓى اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١١﴾

نَادٰى: آواز دی

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ: "قومِ فرعون" اس کا بیان کیا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ر جولائی ۱۹۱۰ء)

نَادٰى رَبُّكَ: الہام بلند آواز سے بھی ہوتا ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صہ ۴۷۰)

۱۳۔ قَالَ رَبِّ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ﴿١٣﴾

رَبِّ اِنِّيْٓ اَخَافُ: اس سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰؑ کو خود اپنے طور پر کوئی خواہش نہ تھی کہ میں نبی بنوں۔ جس قدر لوگ خواہشوں کے گرویدہ ہیں۔ وہ اکثر ناکام رہتے ہیں۔ فضلِ الٰہی پر ہوتا ہے جو خود خواہش نہیں کرتے۔ خدا کے فضل پر بھروسہ کرتے ہیں۔ ایک اور نکتہ قابلِ یادداشت ہے۔ کہ دعا قرآن میں یَارَبِّ سے شروع ہوتی ہے یا اَللّٰهُمَّ سے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ر جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۵۔ وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ﴿١٥﴾

وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْۢبٌ: یعنی اے مولیٰ۔ تیرا تو مجرم نہیں۔ مگر ان کے زعم میں ان کا ایک گناہ میرے ذمے ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ر جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۶۔ قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَآ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ﴿١٦﴾

فَاذْهَبَا : اس کے معنے ہیں جاؤ۔ جاؤ۔ کیونکہ معلوم ہوتا ہے۔ صرف موسیٰؑ نے جا کر کلام کیا۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴؍ جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۷۔ فَأْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُولَا إِنَّا رَسُولُ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ﴿١٦﴾

پس جاؤ فرعون کے پاس اور کہو ہم پیغام لائے ہیں جہان کے صاحب کا کہ بھیج دے ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو۔ (فصل الخطاب حصہ اوّل صفحہ ۱۵۶)

اِنَّا رَسُوْلُ : اِنَّا جمع ہے رَسُوْل واحد۔ صرفی نحوی تو اعتراض ہی کریں۔ خدا کا کلام ہے
(تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۷۰)

۲۰، ۲۱۔ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِي فَعَلْتَ وَأَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِينَ ﴿١٩﴾ قَالَ فَعَلْتُهَا إِذًا وَأَنَا مِنَ الضَّالِّينَ ﴿٢٠﴾

اَلَّتِيْ فَعَلْتَ : ایک شاہی خاندان کے آدمی کی موت کی طرف اشارہ ہے۔
وَاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ : فرمایا۔ بیشک مَیں نے ایسا کیا اور مَیں محبت کرنے والا ہوں۔ یعنی جیسے تم کو حُبِّ قومی ہے۔ مجھے بھی ہے۔ مجھے بھی اپنی قوم کو تکلیف میں دیکھا نہیں جاتا۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴؍ جولائی ۱۹۱۰ء)

اَلضَّآلِّيْنَ : قومی جوش۔ قومی حمیت میں تھا۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۷۰)

۲۳۔ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ أَنْ عَبَّدْتَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿٢٢﴾

وَتِلْكَ نِعْمَةٌ : حضرت موسیٰ علیہ السلام شرم دلاتے ہیں کہ واقعی بڑا تم نے احسان کیا ہے۔ کہ ساری قوم کو غلام بنا رکھا ہے۔ اور ایک آدمی کو پرورش کیا۔ تو بادشاہ ہو کر اس کا احسان جتاتے ہو۔ یہ معنے مجھے پسند نہیں۔ کہ حضرت موسیٰؑ نے اس احسان کا اقرار کر لیا۔ فرعون اسکا جواب نہ دے سکا

اس لئے اور بات شروع کردی اور پھر کبھی یہ احسان نہیں جتایا۔ کیونکہ حضرت موسیٰؑ نے شرم دلائی۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ر جولائی ۱۹۱۰ء)

۲۶- قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗۤ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ﴿۲۶﴾

قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗۤ : ایک گروہ ہے۔ جو خدا کو صرف علت العلل سمجھتا ہے۔ اور اسے موصوف قرار نہیں دیتا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ فرعون حضرت موسیٰؑ کے رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (آیت: ۲۵) پر ہنسی اڑاتا ہے۔ مگر حضرت موسیٰؑ اپنی بات پر قائم رہے۔ اور رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ (آیت: ۲۷) پھر رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ (آیت: ۲۹) فرما کر اس کے افعالِ قدرت کا ذکر کیا۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ر جولائی ۱۹۱۰ء)

۳۰- قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ﴿۳۰﴾

اِلٰهًا غَيْرِيْ : مشرک قومیں بادشاہ کو بھی معبود قرار دیتی ہیں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ر جولائی ۱۹۱۰ء)

۳۳، ۳۴- فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿۳۳﴾ وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۳۴﴾

فَاَلْقٰى عَصَاهُ : حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بتایا کہ خدا نے میرے عصا میں طاقت رکھی ہے کہ وہ تیرے ہاتھ میں سانپ ہو جاوے گا۔
بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ : اور میرے ہاتھ میں ایسی روشن تعلیم ہے کہ وہ ظلمات کو دور کر دیگی
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ر جولائی ۱۹ء)

۳۵، ۳۶- قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗۤ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۵﴾

يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ۖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۳۶﴾

لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ : باریک در باریک علوم کا ماہر چالاک شخص
فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ : اپنے ماتحتوں سے اس طرز کا کلام شرافت ہے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ر جولائی ۱۹۱۰ء)

۴۳- قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۲﴾

لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ : یعنی اپنے مصاحب بناؤں گا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ر جولائی ۱۹۱۰ء)

۵۰، ۵۱- قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۚ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۰﴾ قَالُوْا لَا ضَيْرَ ۖ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۵۱﴾

مِّنْ خِلَافٍ : خلاف ورزی کے سبب
لَاُوصَلِّبَنَّكُمْ : صلیب پر چڑھاؤں گا تاکہ عام طور پر تشہیر ہو جاوے۔
قَالُوْا لَا ضَيْرَ : دیکھو ایمانی قوت۔ یا تو وہی ساحر اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اور بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ (الشعراء:۴۵) کہہ رہے تھے۔ یا اب فرعون کی دھمکی کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ر جولائی ۱۹۱۰ء)

۵۳- وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۵۳﴾

انبیاء علیہم السلام کا بھروسہ اپنے جتھے پر نہیں ہوتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ اس بات کا شاہد ہے کہ آپؑ فرعون ایسے عظیم الشان بادشاہ کے مقابلہ میں اکیلے کھڑے ہوئے۔

اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ: یہ نبی کریمؐ کو سنایا ہے۔ کہ آپؐ بھی اور آپؐ کے ساتھ والے مکہ سے چل دو۔ تمہارا بھی پیچھا کیا جاوے گا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ دشمنوں نے پیچھا کیا مگر ان کا حشر فرعون کی مانند ہوا۔ راستبازوں کی عداوت کبھی نیک نتیجہ نہیں لاتی یہاں تک کہ انکی اولاد میں بھی نیک نتیجہ نہیں نکلتا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا يَخَافُ عُقْبٰهَا (الشمس: ۱۶)

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ر جولائی ۱۹۱۰ء)

۵۵۔ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ﴿۵۵﴾

شِرْذِمَةٌ: جماعت

قَلِيْلُوْنَ: خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ (بقرہ: ۲۴۴) کئی ہزار تھے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ر جولائی ۱۹۱۰ء)

۵۶ تا ۶۰۔ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ﴿۵۷﴾ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۵۸﴾ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿۵۹﴾ كَذٰلِكَ ، وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۶۰﴾

حٰذِرُوْنَ: چوکس۔ باساز و سامان

وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ: دوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے اپنی جماعت کو جب ایک علاقہ میں فتح کیلئے جانے کو کہا تو انہوں نے جواب دیا اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ (المائدہ: ۲۵) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بہت رنج ہوا۔ تو دعا کی۔ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ (المائدہ: ۲۶) جس کی وجہ سے چالیس سال جنگل میں سرگردان رہے پھر تاریخ شہادت نہیں دیتی کہ بنی اسرائیل مصر کے مالک ہوئے۔ پس مراد یہ ہے۔ کہ ملکِ مصر کی مثل دیئے گئے گویا ضمیر مثل کی طرف پھیری گئی۔ جیسے اَخَذْتُ دِرْهَمًا وَنِصْفَهٗ میں نے ڈیڑھ درہم

لیا حالانکہ وہ نصف اسی درہم کا نہیں بلکہ دوسرے درہم کا نصف ہے جو اس پہلے کی مثل ہے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

۶۲، ۶۳ فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰۤى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ۝ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ۝

تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ : یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ رُؤیت اَور چیز ہے اور ادراک اور (اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ)
سَيَهْدِيْنِ : میرا رب مجھے کوئی راہ مخلصی کی بتا دیگا۔
یہاں ایک صوفیانہ نکتہ ہے کہ ابوبکر صدیق رضؓ نے بھی جب غار میں اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ کہا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (توبہ : ۴۰) اور حضرت موسٰی علیہ السلام اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ کہتے ہیں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

۶۴۔ فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰۤى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ؕ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ۝

اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ۔ ایک مقام پر اِضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ (بقرہ : ۶۱) کی وحی ہوئی۔ اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ اپنے عصا کو بحر یا حجر پر مارو۔ اور ایک ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ اپنی جماعت کو سمندر میں سے لے چل۔ چنانچہ دوسرے مقام پر فرمایا فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا (طٰہٰ : ۷۸) ان کیلئے ایک راستہ خشک پڑا ہے۔ وہاں سے نکال لے جاؤ۔
فَانْفَلَقَ : یعنی وہاں دریا پھٹا پڑا ہے۔ خشک ہو چکا تھا۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

یہ کہ رات کو لے چل۔ میرے بندوں کو۔ پھر چل ان کیلئے ایک خشک راہ پر جو دریا میں ہے۔ مت ڈریو کسی کے احاطہ سے اور نہ کسی قسم کا خوف کرنا۔ چل اپنی فرماں بردار جماعت کیساتھ اس بحر میں۔ پس وہ کھلا تھا

اور ہر ایک ٹکڑا تھا۔ جیسے بڑے ریتے کا ٹیلہ۔

اضْرِبْ بِعَصَاكَ کے بدلہ سورہ طٰہٰ میں اَسْرِ بِعِبَادِیْ اور فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا پس معنے ہوئے۔ لیجا جماعت فرماں بردار کو یا جا ساتھ جماعت اسلام کے بحر میں جو خشک پڑا ہے پھر بچایا تم کو اور غرق کر دیا فرعونیوں کو تمہارے دیکھتے۔ (نور الدّین طبع سوم صـ۱۵۷)

۶۶ تا ۶۸۔ وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿۶۶﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۶۷﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۶۸﴾

اور بچا دیا ہم نے موسیٰ کو اور جو لوگ تھے اُس کے ساتھ سارے۔ پھر ڈبایا ان دوسروں کو البتہ اس میں ایک نشانی ہے اور نہیں وہ بہت لوگ ماننے والے۔

(فصل الخطاب حصہ اوّل صـ۷۲)

۷۰ تا ۷۲۔ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۷۰﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۱﴾ قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ﴿۷۲﴾

ابراہیم علیہ السلام کی وہ خبر ان پر پڑھ کر سنا۔ جب اس نے اپنے باپ کو اور اپنی قوم کو کہا۔ کہ تم لوگ کس کی پرستش کرتے ہو۔ ابراہیمؑ کے باپ اور قوم نے جواب دیا کہ ہم تو بتوں کی پرستش کرتے ہیں اور انہیں کے پاس بیٹھ رہتے ہیں۔ (تصدیق براہین احمدیہ صـ۲۹۰)

ابراہیم علیہ السلام کی اولاد دو۲ بیویوں سے تھی۔ ایک بیوی مع اولاد عرب میں مقیم ہوئی۔ چونکہ وہ مورثِ اعلیٰ تھے۔ اس لئے ان کا واقعہ اہل عرب کو خصوصیت سے سنایا جاتا ہے۔

لِاَبِيْهِ: اپنے ایک بزرگ کو معلوم ہوتا ہے کہ والد اور تھا۔ جبھی اَب کے ساتھ آذر آیا ہے۔ دوم بڑھاپے میں والد کے لئے دعا کی اور اَب کے لئے دعا سے منع کئے گئے۔ چنانچہ تورات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس

کا نام تارا تھا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ر جولائی ۱۹۱۰ء)

۷۳ تا ۷۵۔ قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ﴿۷۳﴾ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ﴿۷۴﴾ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۵﴾

ابراہیمؑ نے کہا۔ کیا یہ بُت تمہاری پکار کو سُنتے ہیں ہ یا کیا تم کو نفع دیتے ہیں ہ یا تم کو کوئی دُکھ دیتے ہیں ہ بت پرستوں نے جواب دیا۔ ہم بُت پرستی کی دلیل تو نہیں رکھتے۔ مگر ہم نے اپنے بزرگوں کو پایا ہے۔ کہ وہ ایسا ہی کرتے ہیں۔ (تصدیق براہین احمدیہ صٓ ۲۹۰)

وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا تعجب ہے کہ لوگ دنیا کے معاملات میں تو جدت پسند ہیں مگر دین کے بارے میں وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا کہہ دیتے ہیں۔ کیا لوگ ریلوں اور سٹیمروں میں سوار نہیں ہوتے۔ حالانکہ ان کے باپ دادا نہیں ہوئے۔ یہ محض حیلہ سازیاں ہیں جو مشرکین اللہ کی عبادت نہ کرنے کے لئے کیا کرتے تھے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ر جولائی ۱۹۱۰ء)

۷۶ تا ۷۸۔ قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۶﴾ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ﴿۷۷﴾ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۸﴾

تب ابراہیمؑ نے جواب میں کہا۔ سُنو۔ تم بُت پرستی کے معتقد تو کہا کرتے ہو کہ جن کی پرستش ہم کرتے ہیں۔ اگر ہم چھوڑ بیٹھیں تو شاید ہمیں دُکھ دیں۔ سُنو جن لوگوں کی تم نے اور تمہارے باپ دادا نے پرستش کی وہ سب کے سب۔ مجھے بُرے لگتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ربّ العٰلمین کے سوا کوئی بھی مجھے پیارا نہیں۔ (تصدیق براہین احمدیہ صٓ ۲۹۱)

فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْ: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اعلان کر دیا کہ یہ بُت میرے دشمن ہیں

ئہ تارح بھی آیا ہے۔

اگر ضرر پہنچا سکتے ہیں تو سب سے پہلے پہنچائیں گے۔ مگر ایسا ہرگز نہ ہوا۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ر جولائی ۱۹۱۰ء)

۷۹ تا ۸۲۔ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ﴿۷۹﴾ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ﴿۸۰﴾ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ﴿۸۱﴾ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ﴿۸۲﴾

وہی رب جس نے مجھے پیدا کیا اور وہی میرا رہنما۔ اور مجھے منزلِ مقصود تک پہنچانے والا۔ وہی جو مجھے کھانا دیتا ہے اور پانی پلاتا ہے۔ اور جب کبھی اپنی غلطی سے بیمار ہوتا ہوں تو فضل سے شفا بخشتا ہے۔ وہی جو مجھے مارے اور پھر جلادے۔ (تصدیق براہین احمدیہ صہ ۲۹۱)

فَهُوَ يَهْدِيْنِ: جب ہم ایک انسان کی رضامندی کی راہ دریافت نہیں کر سکتے۔ تو اس وراء الوراء ذات کی راہ سوا کسی کے بتانے کے کس طرح معلوم کر سکتے ہیں۔

وَاِذَا مَرِضْتُ: ایک عجیب نکتہ یہ ہے۔ کہ مرض کو اپنی طرف منسوب کیا ہے يُمْرِضُنِيْ نہیں فرمایا۔ کیونکہ دُکھ خدا کی طرف سے کبھی نہیں آتا۔ جب تک انسان کوئی کمزوری نہ کمالے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ر جولائی ۱۹۱۰ء)

۸۳ تا ۸۷۔ وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓـئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۸۳﴾ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ﴿۸۶﴾ وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۸۷﴾

وہی جس پر مجھے امید ہے۔ کہ بُرے اعمال کی سزا اور نیک اعمال کی جزا کے وقت مجھے معافی دے گا۔ اے میرے رب مجھے سمجھ عطا کر اور بھلے لوگوں کے ساتھ رکھ۔ اور مجھے اپنی

انعام والی جنّت کا وارث کر اور میرے باپ پر عفو کر۔ وہ تو بھُولا اور بہک گیا۔
(تصدیق براہین احمدیہ صـ۲۷۱)

حُکْمًا: وہ مضبوط راہ جس کی خلاف ورزی پھر نہ ہوسکے
بر ہموازم والے اپنے لئے ایک بات اختیار کرتے ہیں۔ تجربہ سے مفید ثابت نہیں ہوتی۔ تو وہ چھوڑ دیتے ہیں۔ خدا کی باتیں ایسی نہیں ہوتیں۔
لِسَانَ صِدْقٍ: بڑے بڑے علوم پھیلیں گے۔ ترقیاں ہوں گی۔ الٰہی میری زبان ایسی پختہ ہو کہ اس کے خلاف کبھی کچھ ثابت نہ ہو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ جولائی ۱۹۱۰ء)

۸۸ تا ۹۱۔ وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۸۸﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ﴿۸۹﴾ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿۹۰﴾ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۹۱﴾

اور مجھے قیامت میں ذلیل نہ کر۔ قیامت کا وہ دن ہے جس میں مال اور اولاد کام نہ آوے مگر وہی نجات پاوے جو اللہ تعالیٰ کے پاس سلامت والے دل کے ساتھ آیا۔
(تصدیق براہین احمدیہ صـ۲۹۱-۲۹۲)

۱۰۰۔ وَمَآ اَضَلَّنَآ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

اور ہم کو راہ سے بھُلایا ان گنہ گاروں نے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صـ۱۵۹)
اَلْمُجْرِمُوْنَ: خدا سے قطع تعلق کرنے والے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۱۲-۱۱۳۔ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالَ وَمَا عِلْمِيْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

حضرت نوح علیہ السلام کا ملک دجلہ فرات (کے علاقہ) میں تھا۔ وہاں کے رہنے والے بڑے عیش میں تھے

جیسے کہ آجکل یورپ و امریکہ کا حال ہے۔ ان کی دولتمندی کا یہ حال ہے۔ کہ سنکھ در سنکھ تک کوئی چیز نہیں۔ اور عرب میں تو ۱۰۰۰۱۰۰۱۰۰۰۱۰۰۰ اَنک ہے۔ حضرت مسیحؑ نے کہا کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے سے گزرنا آسان ہے۔ پر دولتمند خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اسی واسطے انبیاء کے متبعین غریب لوگ ہوتے ہیں اور نادان اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت نوحؑ کو بھی کہا وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ۔

بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ: حضرت نوحؑ سمجھاتے ہیں۔ کہ ان غریبوں نے کوئی ایسا عمل کیا جس سے ان کو نبی کی متابعت کی سعادت حاصل ہوئی اور تم نے کوئی ایسا عمل کیا جس کی وجہ سے خدا نے تمہیں یہ توفیق نہ بخشی اور تم منکرانِ رسالت سے ہوئے۔

انسان کا سلسلۂ اعمال چلتا ہے اور اس سلسلہ کے مطابق اعمال کا پھل انسان کو ملتا ہے۔

خشتِ اوّل چوں نہد معمار کج تا ثریا می رَوَد دیوار کج

اسی واسطے یہ دعا ہر خطبہ جمعہ میں پڑھی جاتی ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا کہ ہمیں اعمال کے بدنتائج سے محفوظ رکھ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ر جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۱۸۔ قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ

رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ: یہ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ (الشعراء: ۱۱۷) کے مقابلہ میں انبیاء کا ہتھیار ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ر جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۲۷۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ

وَاَطِيْعُوْنِ: جو لوگ نبیوں کی اطاعت کے منکر ہیں۔ وہ غور کریں یہاں تو رسول بمعنے کتاب اللہ نہیں ہو سکتا۔

۱۲۹، ۱۳۰۔ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ

وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ

اَتَبْنُوْنَ : وہ قوم اسٹیچو اور عالی شان مکان بناتی تھی۔
رِیْعٍ : شرف (اونچی جگہ) طریق (رستہ) منظر (عمدہ نظارہ کی جگہ)
مَصَانِعَ : جمع مَصْنَعٍ جس کے معنے مکین اعلیٰ کوٹھیاں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۳۸ تا ۱۴۰۔ اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۱۳۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾

خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ : اولڈ فیشن باتیں ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)
فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ : پھر اس کو جھٹلانے لگے تو ہم نے ان کو کھپا دیا۔ اس بات میں البتہ نشانی ہے۔ (فصل الخطاب حصہ اوّل صـ۷۲)

۱۴۹ تا ۱۵۴۔ وَّزُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ﴿۱۴۹﴾ وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ ﴿۱۵۰﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۵۱﴾ وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۱۵۲﴾ الَّذِيْنَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿۱۵۴﴾

هَضِيْمٌ : خوب پکا ہوا۔
اَلْمُسَحَّرِيْنَ : کھاؤ پیو (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۷۰)
وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا : پہاڑوں پر کوٹھیاں بناتے ہیں۔
اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ : یعنی تو بھی کھانے پینے کا محتاج ہے۔ ۲۔ تم پر کوئی جادو

کرگیا۔ ۳۔ تو جادو دیا گیا ہے یقریر لطیف کرتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۵۹۔ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۹﴾

پس لے لیا ان کو عذاب نے۔ اس بات میں البتہ نشانی ہے۔ (فصل الخطاب حصہ اول ص۲)

۱۶۱۔ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ۨالْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۶۱﴾

چار چیزیں بڑی نقصان دہ ہیں۔ ۱۔ غضب جس سے بولتے وقت ہوش و حواس باطل ہو جاتے ہیں۔ اس کے پانچ علاج ہیں۔ ۱۔ چلتا ہوا ٹھہر جائے ۲۔ ٹھہرا ہوا بیٹھ جاوے ۳۔ بیٹھا ہوا لیٹ جاوے ۴۔ لاحول پڑھے ۵۔ بائیں تھوک دیوے۔ ٹھنڈا پانی پی لے۔

۲۔ شہوت۔ اَلنِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّيْطَانِ۔ شہوت نے بہت سی مخلوق کو ہاویہ میں ڈالا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنْ يَضْمَنُ لِيْ مَابَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَابَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ وہ چیز جو دو جبڑوں کے درمیان ہے اور جو دو رانوں کے درمیان ہے۔ اگر تم ان پر قابو پا لو۔ تو میں تمہارے جنت کا ذمہ دار ہوتا ہوں۔

جو لوگ شہوت کا خیال رکھتے ہیں۔ وہ جریان میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ نظر۔ حافظہ۔ دل کا حوصلہ تمام طاقتیں کمزور ہو جاتی ہیں۔ یہ شہواتی نظر کا نقصان ہے۔ جو اس سے آگے بڑھے۔ وہ سوزاک اور آتشک میں گرفتار ہوتے ہیں۔

۳۔ حرص و طمع دنیوی۔ اس میں نہ حلال کو دیکھتے ہیں نہ حرام کو۔ نہ دیانت۔ نہ امانت۔ اپنے لئے سب کچھ حلال ہے۔ دوسروں کو اس کا حق دینا بھی بار خاطر۔

۴۔ کسل و کاہلی۔ مسلمانوں میں یہ مرض آجکل بہت ہی بڑھا ہوا ہے۔ نماز میں ابن حزم کا مذہب یہ ہے کہ وہ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ کو فرض سمجھتے تھے۔

عجز کے معنے ہیں اسباب کا جمع نہ ہونا۔ کسل اسباب مہیا شدہ سے کام نہ لینا۔

۵۔ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ (مومن : ۸۴) دوسرے کی تحقیر اور اپنے تئیں بہت کچھ سمجھنا اور اپنے علم پر نازاں ہونا۔

ان رکوعوں (۹، ۱۰) میں انہی باتوں کا ذکر ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴؍جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۶۸۔ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ ﴿۱۶۸﴾

لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ: جب ناصح نے بیجا شہوت سے روکا۔ تو غضب میں آئے یہ دوسرا جرم ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴؍جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۷۷۔ كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۷۷﴾

اَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ: اَيْك ندی کو کہتے ہیں۔ جو بہتی ہو۔ بَنْ بھی ترجمہ کیا ہے۔

۱۸۲۔ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ﴿۱۸۲﴾

۱۸۳۔ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ﴿۱۸۳﴾

یہ حرص و طمع دنیوی کے چھوڑنے کا وعظ ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴؍جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۹۴، ۱۹۵۔ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ﴿۱۹۴﴾ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۱۹۵﴾

لے اترا ہے۔ اس کو فرشتہ معتبر تیرے دل پر کہ تُو ہو ڈر سنانے والا۔
(فصل الخطاب حصہ اوّل صفحہ ۳۷)

۱۹۶، ۱۹۷۔ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ﴿۱۹۶﴾ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۹۷﴾

عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ: کھول کھول کر سنانے والی۔

یَعْنِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ ۔ دیکھو یسعیاہ کے باب ۴۲، ۵ کو۔

۲۱۱ تا ۲۱۳ - وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۱۱﴾ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۲۱۲﴾ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ﴿۲۱۳﴾

قرآن کریم ایسی کتاب ہے۔ کہ شریر اس کے سننے کی بھی برداشت نہیں کر سکتا چہ جائیکہ دوسروں کو اس کی تعلیم دے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴؍ جولائی ۱۹۱۰ء)

اللہ تعالیٰ سے دور ہلاک ہونے والی خبیث روحوں کے ذریعہ یہ کلامِ الٰہی نازل نہیں ہوا۔ اور ان کے مناسب حال بھی نہیں۔ اور ایسا کلام لانے کیلئے وہ طاقت ہی نہیں رکھتے۔ بے ریب ایسا کلام سننے سے وہ الگ کئے گئے ہیں کیونکہ تمام شیطانی کاموں کا قرآن مجید میں استیصال ہے۔ بھلا شیطان اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی مارتا ہے۔ شیاطین تو ہر ایک کذّاب۔ مفتری۔ بہتانی۔ بدکار پر نازل ہوا کرتے ہیں۔ (نور الدین طبع ثالث صـ۲۰۱)

۲۱۵ - وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿۲۱۵﴾

مومن پر لازم ہے کہ پہلے اپنی اصلاح کرے پھر اقرباء کو سمجھائے اور ان کو سمجھانا تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اقرباء کو خوب سمجھایا پہلے دعوت کی۔ موقعہ نہ ملا تو پھر دعوت کی اور انہیں وعظ کیا۔ پھر جو کسر رہی تو پہاڑ پر چڑھ کر سب کو نام بنام پکارا۔ یہاں تک صبح سے لیکر عصر کی نماز کا وقت آ گیا۔ عصر کے بعد کہا۔ اگر ہم کہہ دیں کہ مکہ پر دشمن کا لشکر چڑھائی کرنے والا ہے تو تم میری بات کا یقین کرو گے۔ یا نہیں۔ انہوں نے کہا۔ کیوں نہیں۔ کہ آپ صادق ہیں۔ اس پر آپ نے کہا اَنَا النَّذِيْرُ الْعُرْيَانُ۔ میں ڈرانے والا ہوں۔ دیکھو تم پر عذابِ الٰہی آنیوالا ہے اپنی عاقبت کی فکر کرو۔ اپنے تئیں شیطانی اعمال سے بچالو۔

مَیں بھی عصر کے بعد تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے تئیں بے جا غضب۔ شہوت۔ کسل و کاہلی۔ حرص و طمع سے بچالو۔ اس وقت صحابہؓ کی طرح تمہیں موت کا سامنا نہیں۔ بلکہ دین کی خدمت آسان ہے۔ تم قلم چلاؤ۔ تقریر کرو۔ مگر خدا کی رضامندی کیلئے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴؍ جولائی ۱۹۱۰ء)

۲۲۰ - وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ﴿۲۲۰﴾

تَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ : مسلمانوں کے گھروں میں جاتا ہے۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۴۲۰)

۲۲۵ - وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿۲۲۵﴾

وہ تُک بند جو بہادری - مروّت - تواضع - رحم کی تعریفیں کرتے ہیں - مگر خود اپنے اندر وہ باتیں پیدا نہیں کرتے - اور جس کی مذمّت کرتے ہیں - اس سے خود بچتے نہیں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ر جولائی ۱۹۱۰ء)

۲۲۸ - اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ؕ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۸﴾

مَا ظُلِمُوْا : اس وقت ہم پر یہ ظلم ہو رہا ہے - کہ اللہ پر اس کے رسولِ پاک پر - اس کی مطہر بیبیوں پر خطرناک حملے ہوتے ہیں - اوّل عیسائیوں کی طرف سے - پھر برہموں کی طرف سے - پھر آریوں کی طرف سے - انکی تردید کی جاوے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۴ر جولائی ۱۹۱۰ء)

سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

ان ظالموں کو پتہ لگ جائے گا کہ کیسی گردش ان پر آنے والی ہے۔
(تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۷)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

۲۔ طٰسٓ ۟ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡقُرۡاٰنِ وَ کِتَابٍ مُّبِیۡنٍ ۝۲

طٰسٓ : طٰ کے معنے صحابہؓ نے لطیف کئے ہیں۔ اور سٓ کے معنے سمیع۔ ابن جریر نے اسے سورۂ نمل میں بیان کیا ہے۔

مُّبِیۡنٍ : کھول کر سنانے والی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۱/۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء)

طٰسٓ : لطیف و سمیع (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۴۷۰)

جس قدر دنیا میں مفید اور نفع رساں باتیں ہیں۔ قرآن میں بھی ضرور ان کا شمہ موجود ہوتا ہے۔ منجملہ اُن کے حروفِ مقطعات سے کے ساتھ اختصارِ کلام بھی ہے۔ ہر زمانہ میں جب کسی نے کوئی اعتراض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یا قرآن کریم پر کیا ہے۔ وہی بات خود اُس کے اندر بھی پائی گئی ہے۔ بلکہ وہ نمونہ اس سے بھی بڑھ کر یا بدتر معترض کے اندر بھی پایا گیا ہے۔ آجکل طٰسٓ۔ یٰسٓ۔ طٰہٰ۔ الٓر وغیرہ حروف مقطعاتِ قرآنی پر بھی اعتراض کیا گیا ہے۔ کہ یہ حروف مُعَمّہ کی طرح ہیں۔ مگر یہ اعتراض ایسے وقت میں کیا گیا ہے۔ کہ جب ساری مہذب دنیا استعمالِ مفردات میں مجبور کی گئی ہے۔ انگریز تو یہ اعتراض کر ہی نہیں سکتے۔ ان کے کارخانے۔ سامان۔ خطابات۔ امتحانات۔ اپنے ناموں وغیرہ میں استعمال حروفِ مفردات کا بکثرت موجود ہے۔ ایف اے۔ بی اے۔ ایم اے وغیرہ۔

آریہ کے خطوط و مکانات۔ پر الف و مٓ اوم لکھا جاتا ہے۔ قرآنی حروف کی تفسیر صحابہؓ نے جیسے حضرت علیؓ۔ ابن مسعودؓ۔ ابن عباسؓ رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے کی ہے۔ بعض تفاسیر میں بھی بہت لمبی تفسیر ان حروف کی بیان کی گئی ہے۔ غرض کہ جو مضمون کسی سورۃ کا یا کوئی قصہ سمجھ میں نہ آئے۔ اور اس کا سمجھنا دشوار ہو تو کچھ اسماءِ الٰہیہ اُن کے ساتھ ہوتے ہیں۔ پس وہ اسماءِ الٰہیہ اس سورہ اور قصہ کے مضمون کے سمجھنے کیلئے کلید ہوتے ہیں۔ جس کی وہ آیات مظہر ہوتی ہیں۔

ان مفردات سے بڑا کام قرآن حدیث۔ طب وغیرہ علوم میں لیا گیا ہے۔ جیسے قرآن میں صلی

الوصل اولیٰ۔ صلی تقدیر وصل۔ ج جائز۔ ص وقف مرخص حدیث میں ثنا حدثنا۔ نا اخبرنا۔ طب میں مکئہ من کل واحد وغیرہ۔ غرض تمام علوم عربی میں مقطعات سے کام لیا گیا ہے۔ طٰسٓ۔ طٰ سے اسم الٰہی لطیف اور سمیع مراد ہے۔ یعنی یہ آیات قرآن اور کتاب کھول کر سنانے والی کی ہیں۔ جو اللہ لطیف سمیع کے حضور سے نازل ہوئی۔ جیسے فرامین کے سر پہ لکھا جاتا ہے اجلاس فلاں حاکم سے یہ حکم جاری ہوا ہے۔ اسی طرح اس سورۃ کے سرے پر فرمایا گیا۔

۳۔ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲

ہدایت اور بُشریٰ مومنوں کیلئے ہے۔ لطافت سے ہدایت اور سمیع سے مہتدی کو بُشریٰ ملتا ہے ہر ایک آسمانی مذہب والا اپنی کتاب کی نسبت ہادی اور بُشریٰ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ مگر صرف دعویٰ قابلِ پذیرائی نہیں ہوتا۔ جب تک ثبوت ساتھ نہ رکھتا ہو۔ ثبوت کے لئے بعض مذاہب بعد الموت کا وعدہ کرتے ہیں اور سچا مذہب وہ ہوتا ہے۔ جس کے پاس وعدہ ہی وعدہ نہ ہو بلکہ نقد ثبوت بھی موجود ہو چنانچہ مذہبِ اسلام اسی دنیا میں ہدایت والے کو بُشریٰ کا وعدہ دیتا ہے۔ قرآنِ مجید میں ہدایت بھی ہے اور جو ہدایت پر ایمان لاوے اور عمل کرے۔ اس کو بشریٰ بھی ہے۔ ہدایت تو ہے۔

۴۔ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝۳

جو مضبوط رکھیں نماز کو۔ ایک طریق ہدایت تو یہ ہے کہ عظیم الشان ذات کے سامنے خشوع خضوع قسم قسم کی نیاز مندی کا اظہار کرے عظمت وجبروت الٰہی کو یاد کر کے ہاتھ باندھ کر غلاموں کی طرح۔ حضور میں کھڑے ہونا۔ جھکنا۔ زمین پر گر پڑنا اور پھر اپنے محسن صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا۔ دعائیں کرنا۔ یہ تو نماز ہے۔ ہاتھ پاؤں زبان ناک آنکھ کان سے اکثر کام ہوتے رہتے ہیں۔ جو بعض ان پر غلطی پر مبنی ہوتے ہیں۔ خصوصاً ناک تو ایسی چیز ہے کہ اس کے پیچھے انسان سب کچھ برباد کر دیتا ہے پس بقدر طاقت ان کو ظاہری طور پر صاف کرو۔ اور باطنی پاکی اور صفائی کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اسی واسطے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بعد وضو کے پڑھو اَشْهَدُ اَنْ لَّآ

اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ ۔ یہ وضو ہوا۔

وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ : اور دیا کریں زکوٰۃ۔ بدنی خدمات تو کسی قدر سہل ہیں۔ مگر مال کا خرچ زیادہ مشکل ہوتا ہے ؎

گر جاں طلبی مضائقہ نیست زرمی طلبی سخن دریں است

مگر مومن صادق کو مال کا خرچ کرنا مشکل نہیں ہوتا۔ اسی واسطے اس کا نام صدقہ ہے یعنی مومن کے صدق کی علامت ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے اور مخلوق کی بہتری کیلئے مال خرچ کرتا ہے

وَھُمْ بِالْاٰخِرَۃِ یُوْقِنُوْنَ : اسی پر بس نہیں بلکہ وہ جزاء وسزا پر یقین رکھتے ہیں یہ تو ہدایت ہے۔

۵۔ اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ زَیَّنَّا لَھُمْ اَعْمَالَھُمْ فَھُمْ یَعْمَھُوْنَ ﴿۵﴾

جو لوگ جزا وسزا کو نہیں مانتے۔ ان کیلئے ہم نے انکو وہ اعمال جو اُن کو کرنے چاہئیں عمدہ عمدہ پیرایوں میں خوبصورت کر کے دکھائے (یہ ہدایت تامہ ہے) مگر شریر لوگ غور سے نہیں دیکھتے اندھوں کا سا کام کرتے ہیں۔ مگر بُرے کام کو خوبصورت کر کے دکھانا شیطان کا کام ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ زَیَّنَ لَھُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَھُمْ (النحل : ۶۴) شیطان نے انکو انکے بداعمال خوبصورت کر کے دکھائے۔ نیک کام کا خوبصورت کر کے دکھانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَہٗ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَکَرَّہَ اِلَیْکُمُ الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ (حجرات ۸) اللہ تعالیٰ نے ہی تمہارے دلوں میں ایمان محبوب بنایا اور خوبصورت کر کے دکھایا اُس کو تمہارے دلوں میں اور ناپسند کر کے دکھایا کفر و بدعہدی۔ بے فرمانی کو۔ ایسی آیات قرآن مجید میں اور بہت ہیں جن میں صریح لفظوں میں فرمایا کہ بداعمال شیطان خوبصورت کر کے دکھاتا ہے۔

(بدر ۲۰ جولائی ۱۹۰۵ء صفحہ ۲)

زَیَّنَّا لَھُمْ اَعْمَالَھُمْ : ترجمہ جو عام طور پر کیا جاتا ہے۔ وہ غلط ہے۔ صحیح معنے یہ ہیں جو کام بندوں کو کرنے چاہئیں۔ ہم نے ان کو نہایت خوبصورت کر کے پیش کیا ہے۔ مگر جیسا کہ اندھا

کسی خوبصورتی کو دیکھ نہیں سکتا۔ اسی طرح یہ بھی نیک اعمال کے جمال کو دیکھ نہیں سکتے۔ اس واسطے بداعمالی میں پڑے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۸/۲۱ جولائی ۱۹۱۰ء)

زَیَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ: ہم نے تو اُن کیلئے جو اعمال کرنے کے ہیں۔ بہت خوبصورت دکھائے ہیں۔ تاکہ ان کی طرف مشغول ہوں (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ؍۹ صفحہ ۴۷۰)

۶- اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۝۶

ان کو بڑا عذاب اور انجام کار اُن کو بڑا ٹوٹا ہوگا۔ انکے لئے بُشریٰ کا کوئی حصہ نہیں۔
(بدر ۲۰ جولائی ۱۹۰۵ء صفحہ ۲)

۷، ۸- وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۝۷ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ اِنِّىْٓ اٰنَسْتُ نَارًا ؕ سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝۸

اِذْ قَالَ مُوْسٰى: یہ بیان یہ بات سمجھانے کیلئے ہے۔ کہ اے نبی تمہیں یہ قرآن۔ تیری کسی خواہش کے سوا دیا ہے جیساکہ موسیٰ کو پیغمبری دی۔

لِاَهْلِهٖ: اپنے ساتھ والے کو۔ اس بات میں بحث ہے کہ بیوی ساتھ تھی یا نہیں۔

اِنِّىْٓ اٰنَسْتُ نَارًا: معلوم ہوتا ہے کہ کسی اور نے اسے نہیں دیکھا۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۸/۲۱ جولائی ۱۹۱۰ء)

وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ: موسیٰ سے کلام ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ ؍۹ صفحہ ۴۷۰)

حضرت موسیٰؑ کے بیان میں جو یہ لکھا ہے کہ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّىْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّىْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ (القصص: ۳۰) ۔ تُو تو دیا گیا ہے قرآن اللہ لطیف سمیع سے جو حکیم اور

علیم بھی ہے مومنوں کی دعائیں سنتا اور اُن کے ہدایت پر چلنے کو دیکھتا اور بُشریٰ دیتا ہے۔ اس کی ایک مثال جس کا ثبوت اسی دنیا میں نقد موجود ہے۔ یہ ہے کہ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖۤ اِنِّيْۤ اٰنَسْتُ نَارًا۔ جب کہا موسٰی نے اپنے ساتھیوں کو کہ میں نے آگ دیکھی ہے اور یہ نظارہ مجھے بھلا معلوم ہوتا ہے سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ لاؤں گا تمہارے لئے کوئی خبر یا لاؤں گا تمہارے لئے جلتا ہوا انگارہ۔ تاکہ تم تاپو۔ آرام پاؤ۔ سینکو۔ آجکل بڑے آدمی اپنے ماتحتوں یا کم درجہ والے لوگوں یا ساتھیوں کو کام کیلئے بھیجتے ہیں۔ مگر انبیاء خود مفید اور ضروری اور مشکل کام کرتے اور دوسروں کو آرام دیتے ہیں۔ یہ قابلِ غور اور قابلِ تقلید امر ہے۔ اب ہر ایک انسان اپنے اندر غور کرے کہ کیا وہ ایسا کرتا ہے کہ مشکل کام خود کرے اور دوسروں کو آرام دے۔ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہؓ کے ساتھ جنگل میں تھے۔ کھانے پکانے کے وقت تمام صحابہؓ پر کام تقسیم کر دیا۔ آخر فرمایا کہ اب سب کام تقسیم ہوگئے تو لکڑیاں میں لاؤں گا۔ وہ حیران ہوگئے۔ مشکل کام اپنے لئے رکھ لیا۔ کیسا پاک نمونہ ہے۔

(بدر ۲۰ جولائی ۱۹۰۵ء صـ۲)

۹۔ فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِيَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۹

اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ: برکت دیا گیا ہے وہ شخص جو آگ کی طلب وجستجو میں ہے یہی معنے صحیح ہیں۔

جب وہاں پہنچے آواز دی گئی کہ جو شخص آگ کی طلب میں آیا ہے۔ اس کو برکت دی گئی اور جو اس کے اردگرد موجود ہیں اور پاک ہے اللہ تعالیٰ پالنے والا جہانوں کا یعنی حضرت موسٰیؑ ظاہری طور پر خیر خواہ بنا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو روحانی طور پر خیر خواہ بنا دیا۔ وہ تھوڑوں کا بنا۔ ہم نے بہتوں کا بنا دیا۔ وہ ظاہری روشنی کیلئے گیا۔ ہم نے اندر کی روشنی بھی عطا کر دی۔ ظاہری منزلِ مقصود کے طلب کرنے کیلئے گیا۔ ہم نے باطنی منزلِ مقصود بھی دکھا دیا۔ سبحان اللہ۔ یعنی پاک ہے۔ مہتدی کو مہمل نہیں چھوڑتا۔ اب ہر بشارتیں دیتا ہے۔ (بدر ۲۰ جولائی ۱۹۰۵ء صـ۲ و ۶)

اصل بات یہ ہے کہ یہ موقعہ حضرت موسٰیؑ کیلئے تجلی الٰہی اور نزولِ وحی رحمانی کا تھا۔ ملائکہ کا

بھی نزول تھا اور یہ بات اَور کہنے کے لائق ہے کہ جب کسی رسول اور نبی پر وحی اترتی ہے۔ تو فرشتوں کا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس وحی کی حفاظت کیلئے نزول ہوتا ہے تاکہ رحمانی وحی کے ساتھ کسی قسم کا شیطانی دخل نہ ہو جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۃ جن میں فرماتا ہے۔ لَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا (الجن: ۲۸) پس اس آیت سے مطلب صاف ہوگیا کہ مَنْ حَوْلَهَا سے مراد اس جگہ ملائکہ کا نزول تھا جو اس وقت وحی الٰہی کے ساتھ جو حضرت موسٰیؑ پر ہوئی موجود تھے۔

(بدر ۲۰ جولائی ۱۹۰۵ء صفحہ ۲)

۱۰-۱۱- يٰمُوْسٰٓى اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۰﴾ وَاَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۚ يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۫ اِنِّيْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۱﴾

اَلْقِ عَصَاكَ: اپنا عصا رکھ دو۔

جَآنٌّ: سنپک

لَا تَخَفْ: آگ کے نظارہ سے مراد جنگ ہے۔ گویا سمجھایا گیا کہ بڑی جنگوں سے تجھے واسطہ پڑے گا۔ قرآن کریم نے اس مسئلہ کو خوب کھولا ہے۔ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ (مائدہ: ۶۵) اور سانپ کے نظارہ سے یہ بتایا کہ تُو اکیلا نہیں رہے گا۔ بلکہ تیری جماعت سانپ کی طرح ان دشمنوں کو کھا جاوے گی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۱/۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء)

اے موسٰی بات یہی ہے۔ کہ میں ہی اللہ غالب حکمت والا ہوں۔ لاٹھی رکھ دے۔ یعنی تجھے عزت اور غلبہ دوں گا۔ یہ بُشریٰ ہے۔

فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ط سو جب دیکھا تو گویا وہ ایک سنپک (چھوٹا سانپ) کی طرح جنبش کرتا ہے بھاگا اور مڑ کے بھی نہ دیکھا۔ یَا مُوْسٰی

لَا تَخَفْ اِنِّیْ لَا یَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ اے موسٰی نہ ڈر کہ میرے حضور بھیجے ہوؤں کو خوف نہیں رہتا۔ پھر میرے سامنے؟ (بدر ۲۶ر جولائی ۱۹۰۵ء صٓ)

۱۲- اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۲﴾

اِلَّا عاطفہ ہے اس کے معنے ہیں "اور" یعنی ان لوگوں کو بہت خوف نہیں ہوتا جن سے کوئی بدی ہو جاوے پھر وہ بدی چھوڑ کر نیکیاں کرے تو میں ان کیلئے غفور اور رحیم ہو جاتا ہوں۔ معافی دیتا اور رحم کرتا ہوں۔ (بدر ۲۰ر جولائی ۱۹۰۵ء صٓ)

۱۳- وَاَدْخِلْ یَدَکَ فِیْ جَیْبِکَ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ فِیْ تِسْعِ اٰیٰتٍ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَقَوْمِہٖ اِنَّھُمْ کَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ﴿۱۳﴾

اور ڈال اپنا ہاتھ اپنی جیب میں۔ نکلے گا سفید۔ نہ بُرا۔

(فصل الخطاب حصہ اوّل صٓ)

اَدْخِلْ یَدَکَ: یہ تیسرا نظارہ ہے۔ اس میں سمجھایا گیا کہ ہم تجھے روشن تعلیم کی کتاب دیں گے۔ جس میں کوئی بدی نہ ہوگی۔

تِسْعِ اٰیٰتٍ: عصا۔ ید بیضا۔ جراد۔ ضَفَادِع۔ دَم مری جس میں اکلوتے بیٹے مارے گئے طمس اموال۔ طوفان۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۱/۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء)

ہاتھ جیب میں ڈال نکلے گا چمکتا ہوا۔ کوئی اس میں عیب نہیں اور یہ دو نشان اور نشانوں کو ملا کر نو نشان ان میں داخل ہیں۔

اِلٰی فِرْعَوْنَ وَقَوْمِہٖ اِنَّھُمْ کَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ: جا فرعون اور اس کی قوم کی طرف۔ وہ بے شک فاسق ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ صرف کفر پر اس جہان میں نہیں پکڑتا۔ بلکہ شوخی کی سزا اس دنیا میں ملا کرتی ہے۔ (بدر ۲۰ر جولائی ۱۹۰۵ء صٓ)

۱۴- فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۴﴾

جب ان کے پاس نشان آگئے اور نشان بینائی کا موجب تھے۔ ان کو بینائی حاصل نہ ہوئی کیونکہ انہوں نے ان سے اندھوں کا سا کام لیا۔ بلکہ کہا کہ یہ دھوکہ بازیاں ہیں۔

(بدر ۲۰ر جولائی ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

۱۵- وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ۭ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۵﴾

جَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا: انکار کر دیا مگر دل ان کے مان گئے۔ موجب انکار دو امر ہوئے کچھ ظلم کیا اور کچھ تکبر کیا۔ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ دیکھا انجام شریر کیسا ہوا۔ موسیٰ کو ہدایت اور ہدایت پر بشریٰ اور مخالف محروم تباہ و ہلاک۔ (بدر ۲۰ر جولائی ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

۱۶- وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۶﴾

اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا: علم۔ حصولِ خرچ۔ صحت۔ دماغ۔ استاد۔ فرصت اور سب سے بڑھ کر فضلِ الٰہی پر موقوف ہے۔ بغیر فضلِ الٰہی کچھ بھی نہیں ہوتا۔ جس کی جاذب دعائیں ہیں۔ اٰتَيْنَا اسی واسطے فرمایا۔

وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ: دوسرا ذریعہ حصولِ علم کا حمد و شکر ہے۔ وَلَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (ابراہیم: ۸) (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۱/۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء)

وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ: مسلمانوں کو زیادہ حمد چاہیئے۔ داؤدؑ اور سلیمانؑ کو جو دیا گیا تھا

وہ قرآن کے ایک حصہ میں آگیا۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸، ۹ صلے۴؎)

اللہ کا نام رب ہے۔ رب کے معنے ادنیٰ درجہ اور ادنیٰ حالت سے اعلیٰ درجہ تک پہنچانے والا نباتات۔ حیوانات۔ جمادات سب میں یہی حالت ہے۔ بڑ کا تخم دیکھو۔ کھجور کی گٹھلی کی پشت پر جو باریک نشیب ہوتا ہے۔ اس کو دیکھو۔ پھر دیکھو کھجور کا اور بڑ کا کتنا بڑا درخت بن جاتا ہے۔ ابراہیمؑ بڑا آدمی ہے مگر اسکے باپ کے نام کی نسبت بحث ہے۔ کہ اس کا کیا نام تھا۔ بعض آذر کو ان کا باپ مانتے ہیں۔ بعض اس کے خلاف کہتے ہیں۔ مگر ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ نے کس قدر بڑھایا کہ امریکہ اور یورپ نے جسکو خدا کہا وہ بھی اسی کی نسل کا ایک انسان تھا۔ آج مسلمان باوجود اختلاف مذہب سلسلے کے سارے كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ پڑھتے ہیں۔ یہود اور عیسائیوں کو اسکی نسل سے ہونے کا فخر ہے۔ غرض خدا تعالیٰ جس بیج کو بڑھاتا ہے۔ وہ کتنا بڑا ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہم نے دیا تھا داؤدؑ اور سلیمانؑ کو علم۔ علم ایک بے نظیر۔ عزت بڑھانے والی نعمت الٰہی ہے۔ کتا جو ذلیل ترین حیوانات ہے جب اس کو شکار کرنے کا علم ہو جائے۔ اس کی کتنی عزت ہو جاتی ہے۔ اسی طرح باز ایک وحشی پرندہ ہے مگر سیکھا ہوا کیسا معزز ہو جاتا ہے۔ غرض جس قدر علم زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ اسی قدر عزت زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ بلکہ انسان عالم انسان جاہل سے کتنا زیادہ معظم ہوتا ہے اور ملائکہ میں بھی علم کے مدارج سے ہی ترقی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ترقی علم کی دعا سکھائی اور فرمایا قُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا (طٰہٰ:۱۱۵) اسی واسطے اس جگہ اللہ تعالیٰ نے علم کا ہی احسان جتلایا۔ چونکہ شکر سے نعمت میں ترقی ہوتی ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ اس لئے انہوں نے بطور شکر نعمت عرض کیا۔ کہ وَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ انہوں نے کہا۔ تمام تعریف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ جس نے ہم کو فضیلت دی اپنے بہت سے مومن بندوں پر۔ شریروں بدمعاشوں پر نہیں کہا۔ بلکہ اکثر مومنین سے بھی فضیلت کا ملنا بیان فرمایا۔ حضرت داؤدؑ کے انیس۱۹ لڑکے تھے۔ مگر یہ فضیلت صرف سلیمانؑ کو ہی ملی۔

۱۷۔ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۭ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۷﴾

حضرت سلیمانؑ حضرت داؤدؑ کا وارث ہوا (علم و کمالات روحانی میں) اور کہا۔ اے لوگو! ہم کو علم منطق الطیر سکھلایا گیا۔ علم منطق الطیر کو یونانی میں ارنی سولوجیا۔ سنسکرت میں بسنت راج۔ عبری و عربی عرف کہتے ہیں۔ یہ بڑا بھاری علم ہے۔ اس علم کے ایک شعبہ آوازوں سے شکاری لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں طبیب علاج میں اور سیاح پانی۔ آبادی راستوں کا پتہ ان کے ذریعہ لگاتے ہیں۔ روحانی لوگ کشف والے اللہ کے حالات سے اعلیٰ سے اعلیٰ عجائبات حاصل کرتے ہیں۔ حضرت سلیمانؑ کو دونوں قسم کے فوائد ظاہری و باطنی منطق الطیر سے حاصل تھے۔ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ علاوہ اس علم کے سب خبر ہم کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مل گئی ہے۔ بعض جاہل كُلِّ شَيْءٍ کے لفظ سے دھوکہ کھاتے ہیں۔ اور جاہل قرآن سے دُور جاتے ہیں تَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (انعام : ۱۵۵) قرآن کریم کی مدح میں آیا ہے پس اس سے وہ یہ امر نکالتے ہیں کہ ہر ایک عمل قرآن میں ہے۔ حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ اس جگہ اگر وہی معنے کئے جائیں تو پھر ریل۔ تار۔ ڈاک۔ مطابع اور نئی نئی آج کل کل ایجادیں بھی ان کے پاس ہونی چاہئیں اور کم سے کم ہم لوگ بھی انکی رعایا اور نوکر موجود ہوں۔ پس ایسے معانی کُلّ کیلئے غلط ہیں۔ کُلّ کا لفظ ہاں کُلّ کا لفظ موقعہ اور حیثیت کے لحاظ سے بولا جاتا ہے۔

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ : بے شک کھلا فضل اللہ تعالیٰ کا ہے۔

(بدر ۱۰؍ اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

وَرِثَ سُلَيْمٰنُ : یوں تو حضرت داؤدؑ کے انیس[19] لڑکے تھے۔ مگر علمی وارث سلیمانؑ ہوئے

مَنْطِقَ الطَّيْرِ : ایک منطق الطیر اس علم کا نام ہے جو انبیاء کو عطا ہوتا ہے۔ دوسرا وہ جو حکماء کو تیسرا تجربہ کاروں کو۔ سلیمان علیہ السلام کو تینوں علم بخشے گئے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۱؍۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء)

۱۸۔ وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۸﴾

اور جمع کیا گیا۔ سلیمانؑ کا لشکر جنّ و انس اور طیر سے اور وہ الگ الگ بنائے گئے۔ عیسوی انیسویں صدی یا تیرھویں صدی ہجری نے ہر قوم و مذہب پر اعتراض تو پیدا کئے۔ مگر بجائے جواب دینے کے شبہات اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ بعض لوگ یا علی العموم عملاً مذہب سے دست بردار ہو گئے۔ بعض

مذہب کو ہنسی میں بھی اڑانے لگے ۔ دوسرے اعتراضوں کے ساتھ لفظ جنّ پر بھی اعتراض ہیں ۔ بعض نے لفظ جنّ کی ایسی توجیہ کی ۔ جس کا ثبوت عربی زبان یا حضرات صحابہؓ سے نہیں دیا گیا ۔ بعض نے کہا کہ مخاطب لوگ چونکہ جنّ کو ایک مخلوق مانتے تھے ۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے مسلّمات کے لحاظ سے اس لفظ کو استعمال کیا ۔ یہ دونوں باتیں غلط ہیں ۔ قرآن مجید میں جو کچھ بیان ہوتا ہے ۔ بلحاظ واقعات حقّہ کے ہوتا ہے ۔

جنّ کے معنے جو چیز عام نظروں میں نہ آوے مثلاً آجکل طاعون کا کیڑا جو عام نظروں میں تو نہیں آسکتا ۔ مگر اللہ تعالیٰ نے منکروں کے لئے حجّت قائم کرنے کو اس کیڑے کو پیدا کر دیا ۔ اور وہ دیکھے گئے ۔ غرض شریر ۔ گندہ ۔ مشرک ۔ بڑے کافر کو بھی جنّ کہا ہے ۔ اس سے بدتر وہ ارواح خبیثہ ہیں جن سے بدی کی تحریک ہوتی ہیں ۔ حضرت سلیمانؑ کے وقت شریر بڑے سرعلاء اور کچھ پہاڑی لوگ بھی تھے ۔ ان کو جنّ کہا گیا ہے ۔

طَیْر بہادر سوار ۔ عرب میں بہادروں اور عمدہ فوجوں کی تعریف یہ بھی کی جاتی ہے ۔ کہ ان کے ساتھ پرندے رہتے ہیں ۔ یعنی یہ دشمن کو ہلاک کرتے ہیں ۔ اور پھر پرندے ان کا گوشت نوچ نوچ کر کھاتے ہیں ۔ اور ان کے دفن کا مجاز نہیں ہوتا ۔ (بدر ۱۰/اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّیْرِ : امیر لوگ ۔ غریب لوگ ۔ فاتح قوموں کی تعریف میں کہا جاتا ہے کہ پرندے ان کے ساتھ اڑتے ہیں تاکہ دشمن کی لاشیں کھائیں ۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۷)

۱۹ - حَتّٰۤی اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰی وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰۤاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَ جُنُوْدُهٗ ۙ وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۱۹﴾

وَادِ النَّمْلِ : طائف کے پاس سونے کے ذرّات نکلنے کا ایک نالہ ہے ۔ ان کو چننے والوں کا نام نملہ ہے ۔ ہمارے ملک میں بھی ایسے لوگوں کو کیرے کہتے ہیں ۔ اور اس قسم کی کئی قومیں ہیں ۔ مثلاً موہٹانے چوہے ۔ ایک کتاب میں لکھا ہے ہارون الرشید کے آگے ایک عورت نے تھیلی پیش کی اور کہا ۔ ہمارے ملک میں ایک دفعہ سلیمانؑ بھی آئے تھے ۔

قاموس میں برق کے آگے لکھا ہے کہ اَلْبَرَقَةُ مِنْ مِیَاهِ نَمْلَةَ (برقہ نملہ کے پانیوں میں سے ہے)

وَھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۔ یہاں ایک لطیف نکتہ ہے کہ پہلے لَا یَحْطِمَنَّکُمْ کہہ کر صریحاً ایک الزام لگایا۔ مگر ساتھ ہی لَا یَشْعُرُوْنَ سے ازالہ کر دیا کہ شیعہ پر افسوس کہ وہ نملہ جیسا حسن ظن بھی صحابہ نبی ؐ پر نہیں رکھتے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۱/۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء)

جب حضرت سلیمانؑ مع لشکر وادی نمل پر پہنچے تو نملہ نے کہا۔ اے نملو۔ اپنے اپنے مکانوں میں چلے جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ سلیمانؑ اور اس کا لشکر تم کو کچل ڈالے اور انکو تمہارے اس کچلنے کی خبر بھی نہ ہو۔ قاموس میں جو لغت کی کتاب ہے۔ لفظ برقؔ کی تفصیل میں لکھا ہے جہاں پانیوں کا ذکر کیا ہے۔ کہ برقہ نملہ کے پانیوں میں سے ہے۔ اس وادی میں سونے کے ذرات ریگ میں ہیں۔ وہ لوگ ان باریک ذرات کو چن کر گزارہ کرتے ہیں۔ اس لئے ان کا نام نملہ ہوا۔ جیسے اب بھی کیرا سائل کو کہتے ہیں۔ جو ایک ایک لقمہ ہر گھر سے لے کر جمع کرتا ہے۔ ضلع شاہ پور میں ڈڈو (مینڈک)۔ چوہا۔ لومڑ (ثعلب) وغیرہ اقوام اب بھی موجود ہیں۔ پنڈ دادنخان میں کیڑیاں والی گلی (کوچہ) ہے۔ اس میں قوم کیڑے رہتے ہیں۔ ہارون الرشید بھی دورہ کرتے کرتے اس وادی میں گیا تو اتفاقاً اس وقت بھی ان کی نمبردار نملہ (عورت) ہی تھی۔ اس نے ایک کیسہ[1] سونے کے ذرات کا ہدیہ ہارون رشید کے پاس پیش کیا۔ ہارون رشید نے تعجب کیا کہ تم غریب آدمی ہو۔ تمہارے کام آوے گا۔ نملہ نے کہا۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام اس وادی میں آئے تھے۔ تو ہمارے بڑوں نے اس کو بھی یہی ہدیہ پیش کیا تھا۔ اب تُو اس اُمت کا سلیمان ہے تم کو اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے بھی وہ موقعہ دیا ہے۔ تفسیر کبیر[2] میں اس موقعہ پر ایک لطیفہ لکھا ہے کہ نملہ نے کہا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زیر اثر اور تعلیم والے فوج پر یہ ظن تو نہیں ہوسکتا۔ کہ وہ دیدہ دانستہ کسی کو کچل ڈالے یا ظلم کرے۔ اس لئے بلحاظ ادب کے کہا کہ شاید ان کی بے خبری میں کسی کو نقصان پہنچے گو رافضی لوگ کیسے بے ادب ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ۲۳ سالہ تربیت یافتہ صحابہؓ کو ظالم و غاصب قرار دیتے ہیں۔

(بدر ۱۰/اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۳ نیز تشحیذ الاذہان جلد ۶ نمبر ۱۱ صفحہ ۴۳۵)

" اگر سلیمانؑ نملہ سے بات نہیں کر سکے اور نہ اس کی بات سن سکے ہیں تو یقین پڑتا ہے کہ اگنی وایو۔ ادت ۔ انگرہ کے ذریعہ وید کا پہنچنا بھی غلط ہے۔ سنو! نملہ کیڑی تو آخر حیوان ہے۔ آگ۔ ہوا ادت۔ سورج۔ انگرہ تو بسائط و عناصر ہیں۔ جب ایک حیوان بات نہیں کر سکتا تو عناصر کیونکر بات

---

[1] تھیلی۔ [2] مفاتیح الغیب امام رازی۔ مرتب

کر سکتے تھے۔ پھر مادری اور کنتی کے متعلق یہ کہنا کہ انہوں نے سورج۔ وایو۔ چندرماں سے بیٹے لئے کیونکر صحیح ہوگا۔ عناصر کیونکر جماع کر سکتے تھے اور ان کا نطفہ کیونکر رہ سکتا تھا۔ پھر ارجن نے ناگنی (سانپنی) سے شادی کس طرح کی۔ سملاس ۸ صفحہ ۲۹۸ دیانند نے ستیارتھ[1] میں پاربتی ناگنی۔ تلسی۔ گلابی۔ گیندا۔ گنگا۔ کوکلا سے شادی کرنے کی کیوں ممانعت کردی۔ بتاؤ توسہی۔ کیا کوئی ان نباتات وحیوان سے شادی کر سکتا ہے؟ اور سنو! تمہارے آریہ ورتی اعتقاد رکھتے تھے کہ زمین بیل کے سہارے قائم ہے۔ مگر آجکل کی نکتہ چینی سے بچنے کیلئے تمہارے مہارشی نے الکھشا کے معنی میں جس کے سنسکرت میں بیل کے معنے بھی ہیں۔ کہہ دیا کہ یہاں یہ معنے مناسب نہیں کیونکہ یہاں سورج کو زمین کے سیراب کرنے کی وجہ سے الکھشا کہا گیا ہے۔

اب ہم اصل حقیقت کا اظہار کرتے ہیں۔ قاموس اللغۃ میں برقہ لغت کے نیچے لکھا ہے البرقۃ مِنْ مِیَاہِ نَمْلَۃِ یعنی برقہ نملہ قوم کے پانیوں (چشموں) سے ایک چشمہ ہے۔ طائف عرب کا ایک مشہور شہر ہے اس کے اور یمن کے درمیان یہ وادی نملہ واقع ہے۔ اس وادی میں سے سونا نکلتا ہے۔ سونے کے باریک ذروں کو جو قوم چنتی اور اکٹھا کرتی ہے اس کو نمل کہتے ہیں کیونکہ چھوٹے چھوٹے ذرات کا جمع کرنا کیڑوں کا کام ہے۔ ہمارے ملک میں بھی تھوڑا تھوڑا طعام جمع کرنے والوں کو کیرا کہتے ہیں۔ اور ایسی عورتیں اپنے آپ کو اور لوگ ان کو کیری کہتے ہیں۔ اور کیری کا ٹھیک ترجمہ نملہ ہے۔

گوندل بار میں ڈڈو۔ چوہے اور مالیر کوٹلہ میں مورکٹا نے اب بھی موجود ہیں۔ الکھشا کا ترجمہ بیل کی جگہ سورج بنانے والو! انہیں سمجھ پیدا ہو۔ بیل کے بدلہ سورج تو بنا لیتے ہو اور دوسری قوموں پر اعتراض کرنے کو تیار ہو جاتے ہو۔ اگرچہ ان کے ہاں قرائن قویہ مرجحہ موجود ہوں۔ اس بیدادگری اور ناحق کی دل آزاری سے تم کس برومندی اور بہبود کی توقع رکھتے ہو! (نورالدین طبع ثالث صہ ۱۵۹)

۲۱، ۲۲ - وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَآ أَرَى الْهُدْهُدَ ۖ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِينَ ﴿٢١﴾ لَأُعَذِّبَنَّهُۥ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَأَا۟ذْبَحَنَّهُۥٓ أَوْ لَيَأْتِيَنِّى بِسُلْطَٰنٍ مُّبِينٍ ﴿٢٢﴾

[1] ستیارتھ پرکاش کا۔ مرتب

حضرت سلیمانؑ نے سولروں کا یا چڑیا خانہ کا جائزہ لیا تو دیکھا کہ ہُدہُد غائب ہے۔ آدمیوں کے نام بھی جانوروں کے نام سے ہوتے ہیں۔ جیسے قوموں کے چیتے۔ شیر۔ باز۔ سمندر۔ سوروداس وغیرہ کہا۔ میں اُس کو عذاب سخت کروں گا۔ یا ذبح کروں گا۔ ہاں اگر کوئی وجہ معقول اپنی غیر حاضری کی بیان کرے۔

کسی شخص نے اعتراض کیا۔ کہ ذبح سے معلوم ہوتا ہے کہ ہُدہُد انسان نہیں تھا بلکہ پرندہ ہی تھا۔ کیونکہ ذبح کا لفظ جانوروں پر ہی بولا جاتا ہے۔ انسان کیلئے تو قتل کا لفظ مستعمل ہے۔ یہ اعتراض کسی مولوی صاحب کا تھا تو ان کو ہمارے ایک دوست امیر الدین صاحب کمبل باف گجرات نے جو ہماری جماعت کا ہے جواب دیا کہ پہلے پارہ میں ہے يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَاءَكُمْ (البقرہ ۵۰) آیا ہے۔ تو مولوی صاحب نے کہا۔ بنی اسرائیل کی اولاد انسان نہ تھی۔ سارے جانور ہی تھے۔ (بدر ۱۷؍ اگست ۱۹۰۵ء صہ ۶)

ایک آریہ کے اس اعتراض پر کہ حضرت سلیمانؑ پرندوں کی بولی کیونکر سمجھتے تھے جواب میں فرمایا۔

کیا تم مانتے ہو کہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ جانوروں کی باتیں سنتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کیونکہ وہ گیان مئہ علیم) چت سروپ ہے تو پھر اس کے مقرب اور اس میں لئے ہونے والے پاک بندے ان جانوروں کی باتیں کیوں نہیں سن سکتے۔ ہم نے پرتیکش (محسوس) تجربہ کیا ہے کہ ایک دنیا کے جاہ وحشم والے کے ساتھ جس قدر کسی کا تعلق بڑھتا جاتا ہے اسی قدر جاہ وحشم کی طاقتیں اس مقرب پر اپنا عکس (پرتے بمب) ڈالتی اور وہ مقرب بھی صاحب گو نہ جاہ وحشم ہو جاتا ہے۔ تو سرب شکتیمان (القادر) عالمِ کُل۔ ہمہ طاقت جناب الٰہی کے قرب سے مقرب کو ان طاقتوں سے ذرا اثر نہ ہو۔ یہ کیونکر خیال میں آسکتا ہے۔ ہم نے تو جانوروں سے بدتر کلام کرنے والی پال کی بات کو سمجھ لیا۔ سلیمانؑ جانوروں کی باتیں کیوں نہ سمجھے ہوں اور سنو! اگر ہُدہُد سے بات نہیں ہو سکتی۔ تو اگنی سے رگ وید کو تمہارے بڑوں نے کس طرح اور کیونکر سُنا کیا آگ بات کر سکتی ہے؟ کہ وید جیسی بانی تم کو سُنا گئی اور آئندہ بھی سُنائے گی۔ سنو اور غور کرو۔ تمہیں کچھ معلوم ہے کہ انڈیا میں مشہور نیک بخت والدین کے فرماں بردار راجہ رام چندر جی گزرے ہیں۔ جب ان کو بن باس کے وقت لنکا کے شریر راجے نے دُکھ دیا تو ہنومان جی ان بیر اور داس نے انکی کیسی خدمت کی۔ ہنومان کو تم خوب جانتے ہو کہ وہ بانر (بندر) تھے۔ اور رات دن رام چندر جی سے باتیں کرتے اور رام جی اس بندر سے باتیں کرتے۔ اسی بندر کی وجہ سے آریہ ورت کے بندر آج تک مکرم و معظم ہیں۔ اگر یہ سچ ہے کہ ہنومان جی بندر تھے اور رام چندر سے ان کا مکالمہ ہوتا تھا تو ہُدہُد اور سلیمانؑ کے مکالمہ پر تمہیں تعجب کیوں ہے۔ سنو! جو حقیقت ہنومان کے لفظ کے نیچے ہے

وہی ہُدہُد کے نیچے ہے۔ کاش تم سمجھو۔ (نورالدین طبع اوّل ص۱۷۱ نیز تصدیق براہین احمدیہ ص۲۴۳-۲۴۴)

۲۳- فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ﴿۲۳﴾

تھوڑی دیر گزری کہ وہ ہُدہُد آگیا۔ اور کہا کہ میں تم کو ایک پختہ خبر ملکہ سبا کی دیتا ہوں۔ جو پہلے تم کو اس کی پوری خبر نہیں۔ (بدر ۱۷؍اگست ۱۹۰۵ء ص۶)

۲۴- اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۴﴾

شاہ یمن کی خبر دیتا ہے۔ کہ ایک عورت بھی ان کی مالک ہے۔ اور ہر خیر اس کو ملی ہوئی ہے اور اس کا ایک بڑا تخت بھی ہے۔ (بدر ۱۷؍اگست ۱۹۰۵ء ص۶)

۲۵- وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۲۵﴾

وہ مع اپنی قوم کے سوائے اللہ تعالیٰ کے آفتاب کی پرستش کرتے ہیں۔ اور شیطان نے ان کو ان کے شرک اور بداعمالیاں خوبصورت کرکے دکھلائی ہیں۔ اور ان کو راہِ ہدایت سے روک دیا۔ اس لئے وہ ہدایت نہیں پاتے۔ (بدر ۱۷؍اگست ۱۹۰۵ء ص۶)

۲۶، ۲۷- اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۲۶﴾

اَللّٰہُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ﴿۲۷﴾

کیوں نہ کریں سجدہ اللہ تعالیٰ کیلئے جو نکالتا ہے چھپی چیزوں کو آسمانوں اور زمین (سے) اور جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو۔ اللہ کوئی معبود سوائے اس کے ہو۔ وہ بڑے عرش کا رب ہے

(بدر ۱۷/اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

۲۸۔ قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ کُنْتَ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ ﴿۲۸﴾

کہا اب ہم دیکھتے ہیں کہ تو نے سچ کہا ہے یا جھوٹ۔

(بدر ۱۷/اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

۲۹۔ اِذْھَبْ بِّکِتٰبِیْ ھٰذَا فَاَلْقِہْ اِلَیْھِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْھُمْ فَانْظُرْ مَاذَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۲۹﴾

میرا یہ خط لے جا۔ اور ان کے آگے رکھدے۔ پھر الگ جاؤ۔ انبیاء علیہم السلام ہمیشہ حفظ مراتب کا لحاظ کیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی حضرت موسیٰ ؑ کو حکم دیا۔ قُوْلَا لَہٗ قَوْلًا لَّیِّنًا۔ (طٰہٰ: ۴۵) فرعون کے ساتھ نرم نرم بات کرو۔ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ اَنْ نُّنَزِّلَ النَّاسَ مَنَازِلَھُمْ ہر ایک آدمی کے مرتبہ کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بھی اس کو ادب کے ساتھ پیش آنے کا حکم دیا۔ یہ نکتہ بھی قابلِ غور ہے ؎

گر حفظِ مراتب نہ کنی زندیقی

(بدر ۱۷/اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

۳۰ تا ۳۲۔ قَالَتْ یٰٓاَیُّھَا الْمَلَؤُا اِنِّیْٓ اُلْقِیَ اِلَیَّ کِتٰبٌ کَرِیْمٌ ﴿۳۰﴾ اِنَّہٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَاِنَّہٗ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿۳۱﴾ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَیَّ وَاْتُوْنِیْ

مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۲﴾

اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمَانَ : یہ قرآن شریف میں خطوط کا نمونہ ہے۔ بڑے بڑے القاب و آداب لکھنے والے عبرت پکڑیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۱/۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء)

زمانہ نے بہت ترقی کی ہے۔ اور آجکل کی تہذیب کو انسانی ترقیات کا انتہائی زینہ قرار دیا جاتا ہے اور جن باتوں پر ناز ہے۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ خطوط میں بے سروپا طویل طویل القاب نہیں۔ مشکل ترکیبیں نہیں۔ جن کے مبتدا کی خبر دوسرے چوتھے ورق پر جا نکلتی ہو۔ مگر دیکھو۔ قرآن مجید نے تیرہ برس پہلے ایک خط کا نمونہ دیا جو کئی سو برس پہلے کا ہے۔ اور حقیقی مہذّب گروہ کے ایک ممبر کا لکھا ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ۔ اس سے زیادہ مختصر نویسی پھر جامع مانع کلمات اور عمدہ طرز تحریر کیا ہو سکتی ہے اس نمونہ پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوط ہیں۔ جو معتبر روایات سے ثابت ہیں۔ بلکہ بعض کے اصل بھی مل گئے ہیں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ صفحہ ۴۳۵)

۳۳۔ قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْۤ اَمْرِيْ ۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿۳۳﴾

حضرت سلیمانؑ کی نسبت یہ غلط طعنہ ہے کہ آپ (نعوذ باللہ) ایک عورت کے عشق میں مبتلا ہو کر بُت پرست بھی ہو گئے۔ قرآن کریم ایسے تمام مطاعن کی تردید کرتا ہے۔ کیونکہ ایسے بیہودہ و مضر قصص سے تمام راست بازوں کی ذات ستودہ صفات پر حملہ ہوتا ہے۔ اس رکوع میں بتایا گیا ہے۔ کہ وہ عورت خود بھی مشرک نہ تھی چہ جائیکہ حضرت سلیمانؑ ایسے ہوتے۔

اَفْتُوْنِيْ فِيْ اَمْرِيْ : یہ ہر ایک سعادت مند دانشور انسان کا قاعدہ ہے۔ کہ اہم امور میں مشورہ کر لیتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۱/۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء)

۳۶، ۳۷۔ وَاِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ

اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ فَمَآ اٰتٰـنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰـكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ﴿۳۷﴾

فَلَمَّا جَآءَ بِهَدِيَّةٍ سے ہدیہ لے جانے والے کا بھی پتہ چلتا ہے۔ جَآءَ کا فاعل وہی ہے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۱/۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء)

۳۹۔ قَالَ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۹﴾

قَالَ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ : ان دنوں حضرت سلیمانؑ طائف میں تھے۔ درمیانی بیان ہے کہ صلح ہوئی اور یہ کہ وہ حضرت سلیمانؑ کے نکاح میں آوے۔

يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا : یہ اس لئے کہ جب اس ملکہ نے آنا تھا۔ تو اس کیلئے تخت بھی چاہیئے تاکہ وہ اپنے تخت جیسا تخت نہ پا کر دل میں محسوس نہ کرے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۱/۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء)

۴۰۔ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ﴿۴۰﴾

اَنَا اٰتِيْكَ : میں ایسا بنا لاتا ہوں۔
لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ : اس کے جواہرات کے متعلق امانت کا یقین دلایا۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۱/۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء)

۴۱۔ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ

فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۖ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۖ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ﴿۴۱﴾

قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ : سرکاری معاملہ۔ جو ہر سہ ماہی یا ششماہی کے بعد آتا ہے اسے طَرَف کہتے ہیں ۲۔ بادشاہوں کو کسی بات کا خیال لگا ہو۔ اس خیال کے متعلق جواب آوے۔ تو اسے طَرَف کہتے ہیں ۳۔ عربی زبان میں یمن سے جو قاصد آوے اسے طَرَف کہتے ہیں کیونکہ وہ عرب سے ایک طرف پر ہے۔ پس معنے ہوئے کہ قبل اس کے کہ یمن کے لوگ آئیں۔ یا آپ کو جن کے آنے کا خیال ہے وہ آئیں یا قبل اس کے کہ آپ کا مالیہ وصول ہو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۱/۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء)

۴۲۔ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۲﴾

نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا : اس تخت کو ایسا بناؤ کہ اسے اپنا تخت ناپسند ہو جائے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۱/۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء)

۴۳۔ فَلَمَّا جَآءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ۖ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ﴿۴۳﴾

كَاَنَّهٗ هُوَ : یہ اس کی دانشمندی کی دلیل ہے کہ دھوکہ نہیں ہوا۔ کہہ دیا۔ گویا کہ ایسا ہی ہے حالانکہ انہوں نے نَكِّرُوْا لَهَا تک نوبت پہنچا دی تھی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۱/۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء)

۴۵۔ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ۚ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ

مُمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ؕ قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۵﴾

ادْخُلِي الصَّرْحَ : محل دیا۔ اور ساتھ ہی اس طرح ایک وعظ کیا۔

كَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا : اس کے معنے ہیں "گھبرا گئی" خوب یاد رکھو آپ کا مطلب یہ تھا کہ سورج کی تیری قوم جو پرستش کرتی ہے وہ ایسی ہی غلطی میں گرفتار ہے۔ جس طرح یہ شیشہ ہے اور اس کے نیچے پانی ہے۔ ایسا ہی سورج کو روشنی دینے والا ایک اور نور ہے۔ اصل وہی ذات ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۱/۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء)

آپ کے متعلق شریر لوگوں نے یہ قصے مشہور کر رکھے ہیں کہ ان کی بیوی مُشرکہ تھی۔ اور ایک انگوٹھی کے زور سے سب حکومت کرتے تھے۔ جب وہ گم ہوگئی۔ تو سلطنت بھی چھن گئی۔ اور ایک دیو ان کی شکل پر ہو کر اس ملک پر متصرف و قابض ہوا۔ وغیر ذٰلک مِن المزخرفات۔ جن کی نقل بھی ایک مومن کی غیرت گوارا نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب مطاعن کی تردید کیلئے یہ بیان مفصل کیا اور بتایا کہ ان کی بیوی تو مسلمان تھی۔ چنانچہ وہ خود کہتی ہے۔

وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ

اور پھر کہا اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۶ نمبر ۱۱ صفحہ ۴۳۴)

۴۶۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۶﴾

اعْبُدُوا اللّٰهَ : کامل محبت۔ کامل فرماں برداری۔ کامل تضرع ایک ہی ذات پاک کیلئے ہو جس کا نام اللہ ہے۔

فَرِيْقٰنِ : ایک ماننے والے۔ ایک منکر۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۱/۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء)

۴۸۔ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ؕ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ

عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴿۴۸﴾

طَيِّرْتَا بِكَ : برابر حصہ اٹھایا ہے۔ ہم نے تجھ سے اور تیرے ساتھ والوں سے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۱؍۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء)

۴۹۔ وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿۴۹﴾

فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ : یہ مکہ والوں کو سنایا جاتا ہے۔ مکہ میں بھی نو ہی تھے ان کے نام ۱۔ ابوجہل ۲۔ ولید ۳۔ نضر ۴۔ عقبہ ۵۔ شیبہ ۶۔ اُمیہ ۷۔ اُبی ۸۔ عقبہ ۹۔ حارث بن عامر (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۱؍۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء نیز تشحیذ الاذہان جلد ۹ء صفحہ ۴۷)

جب اللہ تعالیٰ ایک جماعت بنانے کا ارادہ کرتا ہے۔ اور کوئی مصلح دنیا میں بھیجتا ہے۔ تو انہی لوگوں میں سے جن کی وہ اصلاح کرنا چاہتا ہے۔ ایک مفسد گروہ پیدا ہو جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم جیسے شاندار نبی کے زمانہ میں بھی ایسے مفسد کھڑے ہوئے اور وہ نو طرز کے آدمی تھے۔ اور مفسد عموماً نو قسم کے ہی ہوتے ہیں۔ سورۂ شعراء میں انکی تفصیل ہے۔ یہ لوگ آپؐ کے کاموں میں بڑے حارج اور مفسد ہوئے۔ وہ کوئی معمولی آدمی نہ تھے۔ بلکہ بڑے درجہ کے لوگ تھے اس واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی شرارتوں کے سبب اور ان کے ہدایت کی طرف رجوع نہ کرنے کے سبب بہت غم اور حزن تھا۔ کہ یہ لوگ ہمارے کام میں رکاوٹیں ڈالتے ہیں۔ ایسے وقت میں خدا تعالیٰ اپنے پیاروں کو تشفی دیتا ہے۔ اور اگر خدا کی طرف سے تشفی نہ ہوتی تو وہ غم ناقابلِ برداشت ہو جاتا۔ (بدر ۵؍اکتوبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۸-۹)

۵۱۔ وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۱﴾

مَكَرْنَا مَكْرًا : بڑی باریک تدبیریں کیں وہ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ (انفال:۳۱) ہے

اس کی تدبیریں خیر و برکت کی ہوتی ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۱/۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء)

۵۳۔ فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿۵۳﴾

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً : مکہ والوں کو سمجھایا کہ تم ایسی ہی تدبیروں کے درپے ہو۔ مگر وہی انجام ہوگا جو صالحؑ کے مخالفوں کا ہوا۔ سب تباہ ہوئے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۱/۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء)

۵۷۔ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَن قَالُوا أَخْرِجُوا آلَ لُوطٍ مِّن قَرْيَتِكُمْ ۖ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ ﴿۵۷﴾

یَتَطَهَّرُوْنَ : جو شہوتِ رجال سے بچے۔ اسے عربی زبان میں مُتَطَهِّر کہتے ہیں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۱/۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء)

۶۰۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ ۗ آللَّهُ خَيْرٌ أَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿۶۰﴾

کہ حمد اللہ کیلئے اور سلام اس کے برگزیدہ بندوں پر۔ بتاؤ اللہ خیر و برکت ہے۔ یا وہ جنہیں شریک ٹھہراتے ہیں (نور الدین طبع ثالث صفحہ ۱۴۲)

۶۱۔ أَمَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنزَلَ لَكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنبَتْنَا بِهِ

حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْبِتُوْا شَجَرَهَا ۚ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ﴿۶۱﴾

کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تمہارے واسطے بادل سے پانی اُتارا۔ پھر ہم نے اس سے خوشنما باغ اُگائے۔ تمہاری قدرت میں نہ تھا کہ تم درختوں کو اُگاتے۔ بتاؤ کیا اللہ کے ساتھ کوئی معبود ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ مشرک ہیں۔ (نورالدین طبع ثالث صہ ۱۰۲)

خدا نے فرمایا اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ تو کفارِ مکہ جو بڑے مشرک تھے۔ انہوں نے بھی کہا۔ اَللّٰہُ۔ اسی طرح جاہلیت کے شعروں میں اَللّٰہُ کا لفظ کسی اور پر نہیں بولا گیا۔

(بدر ۱۲ر جنوری ۱۹۱۰ء صہ ۲)

۶۲۔ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّ جَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۚ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾

کس نے زمین کو تمام چیزوں کیلئے قرارگاہ بنایا۔ اور اس میں دریا رواں کئے اور اس کیلئے پہاڑ بنائے اور دو دریاؤں کے درمیان روک بنائی۔ بتاؤ۔ کوئی اور معبود اللہ کے ساتھ ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ نادان ہیں۔ (نورالدین طبع ثالث صہ ۱۰۲)

ہر انسان کی فطرت میں ہے کہ وہ اپنے سے بڑے اور زبردست کی بات کا پاس کرتا ہے۔ اللہ اس رکوع میں اپنے علم۔ اپنی قدرت و طاقت کا ذکر کرتا ہے۔

جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا : زمین گردش کھاتی ہے۔ مگر ہم آرام سے بیٹھے ہیں۔ اس ذاتِ پاک نے زمین کو قرار بنایا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء)

۶۳۔ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ

يَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ يَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَ اِلٰـهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۳﴾

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ: یہاں علماء عالی فہم کو سمجھاتا ہے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء)

کون ہے جو بیچارہ کی آواز سنتا ہے۔ جب وہ اسے پکارتا ہے۔ اور اس کے دکھوں کو دور کرتا ہے۔ اور تمہیں زمین پر دوسروں کے جانشین بناتا ہے۔ بتاؤ۔ کوئی اور معبود اللہ کے ساتھ ہے۔ تم نصیحت کو بہت ہی کم مقبول کرتے ہو۔ (نورالدین طبع ثالث صـ۱۰۲)

امام کی معرفت سے جو لوگ محروم ہیں وہ بھی دراصل دعاؤں سے بے خبر ہیں۔ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ سے پتہ لگتا ہے کہ اگر یہ لوگ اضطراب سے۔ تڑپ سے۔ حق طلبی کی نیت سے تقویٰ کے ساتھ دعائیں کرتے کہ الٰہی اس زمانہ میں کون تیرا مامور ہے۔ تو میں یقین نہیں کر سکتا۔ کہ انہیں خدا تعالیٰ ضائع کرتا۔ (بدر ۲۳ر جنوری ۱۹۰۸ء صـ۱)

۶۴۔ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ءَ اِلٰـهٌ مَّعَ اللّٰهِ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۴﴾

کون ہے۔ جو برّ و بحر میں تاریکیوں میں تمہیں راہ دکھاتا ہے۔ اور کون ہے جو اپنی رحمت (باراں) کے آگے آگے خوشخبری دینے والی ہواؤں کو بھیجتا ہے۔ بتاؤ کوئی اور معبود اللہ کے ساتھ ہے۔ بلند اور پاک ہے اللہ انکی تمام شرک کی باتوں اور شریکوں سے۔ (نورالدین طبع ثالث صـ۱۰۲، صـ۱۰۳)

۶۵۔ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ءَ اِلٰـهٌ مَّعَ اللّٰهِ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

صٰدِقِيْنَ ﴿٦٥﴾

کون ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے ۔ بتاؤ کوئی معبود اللہ کے ساتھ ہے ۔ کہہ کوئی دلیل تو لاؤ اگر سچے ہو ۔ کہہ آسمانوں اور زمین میں جو ہیں ۔ وہ غیب کو نہیں جانتے ۔ سوا اللہ کے انہیں کوئی بتا نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے ۔ (نور الدین طبع ثالث ص۱۰۳)

ثُمَّ يُعِيْدُهٗ : اس کی مثل بار بار بناتا ہے ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء)

٦٧- بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ﴿٦٧﴾

بَلِ ادّٰرَكَ : ختم ہو چکا ہے ۔ ان کا علم درباره آخرت ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء)

٧٠- قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٧٠﴾

٧٢- وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٧٢﴾

بڑی غفلت کا موجب ہے ۔ جزا و سزا کا انکار ۔ یہی تمام غفلتوں کی جڑھ ہے ۔ بعض لوگوں نے یہاں تک کہنے کی جرأت کی ہے ۔ ؎

گرچہ معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن ٭ دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ یہ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ (النمل:٦٩) کا جواب ہے کہ تم جا بجا دیکھو کہ دنیا میں منکرانِ قیامت کا کیا انجام ہوا ۔ جس سے آخرت کا حال ظاہر ہے ۔ حضرت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار کے کشتوں پر فرمایا۔ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا۔ فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا (الاعراف: ۴۵) وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ (النمل: ۷۲) دوسرے مقام پر هٰذَا الْفَتْحُ (سجدہ: ۲۹) ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء)

۷۳۔ قُلْ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۷۳﴾

رَدِفَ لَكُمْ یعنی میرے نکلنے کے پیچھے ہی تم پر عذاب ہوگا۔ چنانچہ دوسرے مقام پر لَكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ (سبا: ۳۱) اور وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (انفال: ۳۴) فرمایا۔ يَوْم سے مراد ایک سال ہے۔ یسعیاہ نبی نے باب ۲۱ آیت ۱۷ میں فرمایا ہے۔ عرب کی بابت الہامی کلام۔ وہاں لکھا ہے کہ ایک سال میں قیدار کے بہادر گھٹ جاویں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء)

تو کہ تم کو وعدہ ہے۔ ایک دن کا نہ دیر کرو گے اُس سے ایک گھڑی۔ نہ شتابی۔

اس میں بتایا کہ یہ عذاب کا کچھ حصہ اوس عذاب موعود کا ہوگا۔ اور تمہاری تباہی اور استیصال کا شروع ہوگا۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص۳۱ ایڈیشن دوم)

۷۶۔ وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۶﴾

اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ: خدا کی حفاظت میں ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء)

۷۷۔ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۷۷﴾

هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ؛ سب سے بھاری اختلاف مسیحؑ کی آمد کے متعلق تھا۔ اس زمانہ میں بھی یہی اختلاف ہے۔ قرآن شریف نے اسے صاف کر دیا ہے۔

دوسرا مسئلہ یہ تھا کہ نبوت و الہام بنی اسرائیل میں محدود ہے۔ اس زمانہ میں بھی کہتے ہیں۔ کہ سوائے بنی فاطمہ کے کسی میں مہدی نہیں آسکتا۔ لیکن جیسے بنی اسحاق کی بجائے بنی اسمٰعیل میں نبی آیا ایسے ہی اس زمانہ میں بھی امام آیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ ر اگست ۱۹۱۰ء)

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت میں یہود اور نصاریٰ کو کہا تھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے الہامی کتابوں کا مفسر بنایا اور جو کچھ اگلی اُمتوں نے الہامی کتابوں کے فہم میں غلطی کی اور غلطی سے ضروری مسائل میں باہم اختلاف کیا یا حق کے مخالف ہو گئے۔ اس اختلاف کے مٹانے کو اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول کیا ہے۔ ضرورتِ نبوت کے اَور وجوہ بھی ہیں جو ہم نے اسی کتاب[1] میں کچھ ان میں سے لکھے۔ مگر یہ بھی ضرورت تھی۔ میرے اس قول کی تصدیق یہ ہے۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ۔ (فصل الخطاب حصہ اوّل ایڈیشن دوم صفحہ [illegible])

۸۱۔ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۸۱﴾

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى ؛ یہاں سے بعض لوگوں نے استدلال کیا ہے۔ کہ مُردے نہیں سُنتے۔ یہ صحیح نہیں۔

۸۳۔ وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۸۳﴾

---

[1] فصل الخطاب - مرتب

وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ : صحابہؓ نے اس کے متعلق فرمایا۔ اِذَا تُرِكَ الْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَاِذَا لَمْ يَعْرِفُوْا مَعْرُوْفًا وَلَمْ يُنْكِرُوْا مَعْرُوْفًا جب خود نیکی نہ کریں اور نہ دوسرے کو نیکی کی ترغیب دیں اور جب ایسا وقت آجاوے کہ نہ خود بدی چھوڑیں۔ نہ دوسرے کو روکیں تو اس وقت عذاب آجاتا ہے۔

دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ : پس ایسی قوم کے لئے زمین سے کیڑا پیدا کرتے ہیں (یہ کیڑا میرے یقین میں طاعون کا ہے) اس کی نسبت لکھا ہے۔ وہ جنّ ہے وہ چوبہ لگاتا ہے۔ وہ عورت کی شکل ہے وہ ہاتھی شیر کی طرز کا ہے۔ اس پر لوگ ہنسی اڑاتے ہیں۔ حالانکہ یہ سیدھی بات ہے۔ آفات کا نظارہ جب قبل از وقت لوگوں کو دکھاتا ہے تو بعضوں کو وہ نظارہ ہاتھی کی شکل میں۔ بعض کو بدشکل عورت کی شکل میں دکھاتا ہے۔ پس یہ تمام اس بلاء کے روحانی نظارے ہیں۔ میں نے خود خواب میں طاعون کو ایک وقت میں ہاتھی اور آدمی کی شکل میں دیکھا۔

تُكَلِّمُهُمْ : زخمی کرتا ہے ان کو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ راگست ۱۹۱۰ء)

۸۴- وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۸۴﴾

وَيَوْمَ نَحْشُرُ : خود جرم کا احساس ایک سزا ہے پھر حاکم کو پتہ لگ جانا اس سے بڑھ کر پھر مجرموں کی ٹولی میں بٹھایا جانا اس سے بڑھ کر سزا ہے۔

فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ : بند کئے گئے۔ سارے کے سارے۔ اول سے آخر تک یہی معنے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ راگست ۱۹۱۰ء)

۸۵- حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِيْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۵﴾

وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا : اکثر صداقت کا انکار اسی وجہ سے ہوتا ہے۔ اَلْاِنْسَانُ عَدُوٌّ لِّمَا جَهِلَ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ راگست ۱۹۱۰ء)

۸۶- وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۸۶﴾

وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ: ان پر فردِ جرم لگ جائے گا۔
بِمَا ظَلَمُوْا: شرک کیا ۲۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ دیا۔ اور معروف و منکر کو نہ سمجھا۔
لَا يَنْطِقُوْنَ: دوسرے مقام پر یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ مجرم کچھ عذر کریں گے۔ چونکہ حالات مختلف ہیں۔ اس لئے مختلف حالتوں کا ذکر کیا۔ بعض مجرم سزا دیکھ کر بولنے کی طاقت نہیں پاتے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ ؍ اگست ۱۹۱۰ء)

۸۷- اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۸۷﴾

وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا: جس طرح ایک وقت رات ہوتی ہے اور دوسرے وقت دن۔ اسی طرح ایک وقت قوموں پر آتا ہے۔ کہ سب چُپ چاپ ہو جاتے ہیں۔ مگر دوسرے وقت مذہبی چھیڑ چھاڑ شروع ہو جاتی ہے۔ اور آفتابِ صداقت (نبی) کے طلوع سے نیک و بد نشیب و فراز کی تمیز ہو جاتی ہے
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ ؍ اگست ۱۹۱۰ء)

۸۹- وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ۭ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ۭ اِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۸۹﴾

وَتَرَى الْجِبَالَ: اس میں پیشگوئی ہے کہ یہ قیصر و کسریٰ کی سلطنتیں ایسی اڑیں گی جیسے بادل کو ہوا اڑا دیتی ہے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ ؍ اگست ۱۹۱۰ء)

ایک عجیب نکتہ آپ کو سناتے ہیں ۔ آپ سے میری مراد وہ سعادت مند ہیں ۔ جو اس نکتہ سے فائدہ اٹھاویں ۔ قرآن کریم میں ایک آیت ہے اس کا مطلب ایسا لطیف ہے کہ جس سے .... قرآن کی عظمت بھی ظاہر ہو ۔ غور کرو اس آیت پر ۔

وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ۔

اور تو پہاڑوں کو دیکھ کر گمان کرتا ہے ۔ کہ وہ مضبوط جمے ہوئے ہیں اور وہ بادل کی طرح اُڑ رہے ہیں ۔ یہ اللہ کی کاریگری قابلِ دید ہے ۔ جس نے ہر شے کو خوب مضبوط بنایا ہے ۔

غور کرو ۔ یہاں ارشاد فرمایا ہے ۔ کہ پہاڑ تمہارے گمان میں ایک جگہ جمے ہوئے نظر آتے ہیں اور وہ بادلوں کی طرح چلے جاتے ہیں ۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑ زمین کے ساتھ حرکت کرتے ہیں ۔ اور یہ کیسا عجیب نکتہ ہے ۔ (نورالدین طبع ثالث صفحہ ۲۰۵-۲۰۶)

۹۰، ۹۱ ۔ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ، وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿۹۰﴾ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۱﴾

بِالْحَسَنَةِ ، نبی کریمؐ نے فرمایا ہے ۔ اَفْضَلُهَا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (کلمہ توحید) وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ ۔

بِالسَّيِّئَةِ ، بدی میں کفر و شرک سب سے بڑھ کر ہیں ۔ اور رستوں میں روک ادنیٰ درجے (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء)

۹۳ ۔ وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ، فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ، وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ

الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۹۲﴾

وَ اَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ : اب مسلمانوں نے قرآن شریف پڑھنا پڑھانا چھوڑ دیا ہے یہی تنزّل کی جڑ ہے۔ کئی مدرسے قرآن کے میرے دیکھتے دیکھتے بند ہو گئے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

۲، ۳- طٰسٓمّٓ ② تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ③
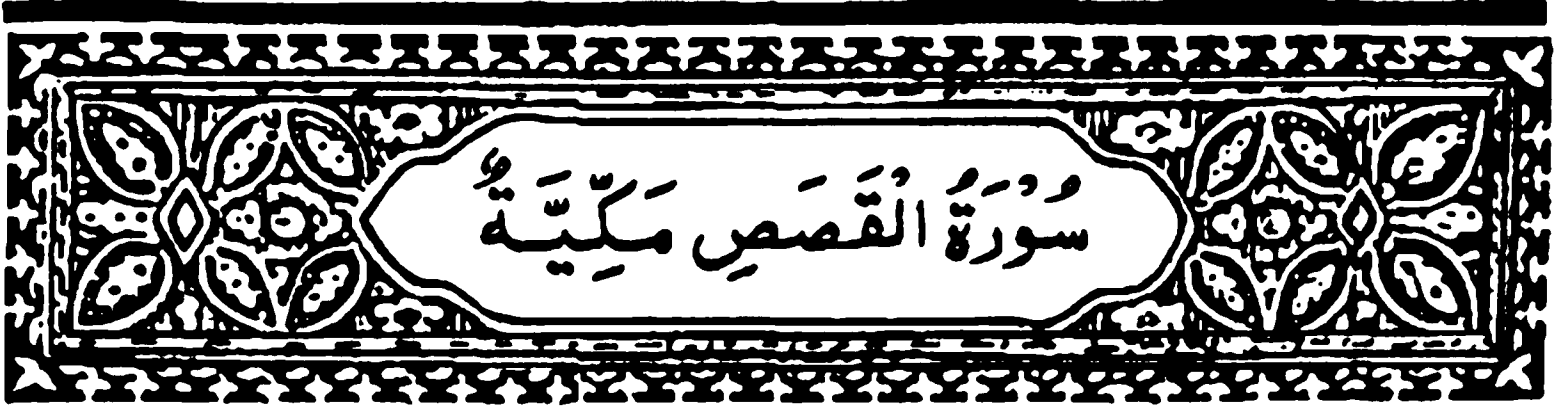
طٰسٓمّٓ : لطیف ۔ سمیع ۔ مجید خدا ۔
اَلْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ : یہ وہ کتاب ہے جو حق کو باطل سے جدا کرتی ہے ۔ حلال کو حرام سے الگ کرکے دکھاتی ہے ۔ پہلی کتاب کی سچائی کو اس میں شامل شدہ باطل اور تحریف سے الگ کر دیتی ہے ۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء)

۴- نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ④

نَتْلُوْا عَلَيْكَ : بات کہنے کو تو موسیٰؑ و فرعون کی کہی ہے ۔ مگر دراصل (لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ) مومنوں کو سمجھایا ہے کہ تم باہمی جنگ و جدل نہ کرنا ۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بہت ہی امن دوست تھے ۔ اس لئے فرمایا ۔ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ اَعْنَاقَ بَعْضٍ ۔ اور فرمایا ۔ اَلْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ كِلَاهُمَا فِي النَّارِ ۔ مگر افسوس کہ بعض مسلمانوں میں پھر بھی باہم جنگ ہوئے ۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء)
چونکہ نبی کریمؐ کو مثیلِ موسیٰؑ فرمایا ۔ اس لئے حضرت موسیٰؑ کا ذکر قرآن مجید میں بہت آیا ہے دوم اس لئے کہ وہ صاحبِ شریعت تھے ۔ سوم اس لئے کہ ؎

نفسِ ہر یک کمتر از فرعون نیست
لیک اُو را عون مارا عون نیست

پس لِعَلَّ فِرْعَوْنَ مُوْسٰی کے مطابق موسٰیؑ کا ذکر مومنوں کیلئے بہت مفید ہے۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ ص ۴۷۱)

۵۔ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝

تکبّر خدا تعالیٰ کو بہت ناپسند ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ فرعون نے علوّ کیا۔ تکبّر کیا۔ بنی اسرائیل کو ذلیل سمجھا۔ مسلمانوں میں بھی جب سلطنت آئی۔ تو ان میں علوّ پیدا ہوگیا۔ اور یہی موجب ان کے زوال کا ہوا۔ دیکھو مسلمانوں کے سب گھروں میں چوہڑوں کی آمدورفت ہے۔ وہ ان کے گھر کی صفائی کرتے ہیں۔ مگر ان کو کبھی ان پر رحم نہیں آتا۔ ان کی اصلاح کا کوئی خیال ان کے دلوں میں نہیں آتا۔ ان کو حقیر جانتے ہیں اور اسی حالت میں ان کو چھوڑ رکھا ہے میں دیکھتا ہوں کہ ملک کے بعض حصوں میں یہ قوم اب ترقی کر رہی ہے۔ بعض ان میں سے بڑے بڑے عہدوں پر پہنچ چکے ہیں۔ کسی کی حقارت نہیں کرنی چاہیئے۔ ایک سیّد صاحب کا حال معلوم ہے۔ کہ وہ اپنی ذات کو اتنا بڑا جانتے تھے۔ کہ اپنے شہر کے کسی سیّد کو اپنی لڑکی دینا پسند نہ کرتے تھے۔ اور چونکہ وہ کسی کو لڑکی نہ دیتے تھے۔ ان کے لڑکے کو بھی کوئی لڑکی دینا پسند نہ کرتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ان کا بیٹا اور بیٹی ہر دو عیسائی ہوگئے۔ اور انکی لڑکی نے ایک چمار نو عیسائی کے ساتھ شادی کرلی۔ یہ بیان عبرت کیلئے ہے۔ غرض اور کی حقارت کرنا بہت بُری بات ہے۔
(بدر ۱۹ ر اکتوبر ۱۹۱۱ء صہ ۴)

۶۔ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۝

وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ: اس میں سمجھایا گیا ہے۔ کہ جو لوگ اپنے تئیں ضعیف بنالیں۔ غضب سے کام نہ لیں۔ ہم خود ان کے ناصر و معاون بن جاتے ہیں۔

وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً : قرآن مجید میں دوسرے مقام پر فرمایا کہ امام انسان اس وقت بنتا ہے جبکہ لوگوں کو ہدایت دے۔ اور صبر سے کام لے۔ اور ہماری آیات پر یقین پیدا کرے۔ فرمایا وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ (سجدہ : ۲۵)

وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِيْنَ : وہ شام وغیرہ کے وارث ہوئے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء)

وَنُرِيْدُ : ہمارا یہ ارادہ رہتا ہے۔ مسلمان اس نکتہ کو سمجھیں وہ تکبر و فضول چھوڑ دیں تو خدا انہیں ائمہ بنا دے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۲۷)

خدا جو قادر مقتدر ہستی اور رب العلمین ہے۔ اس نے یہ قاعدہ بنا دیا ہے کہ ماموریں اور مرسلوں کے ساتھ ابتداء میں معمولی اور غریب لوگ ہی ہوا کرتے ہیں اور جتنے اکابر اور بڑے بڑے مدبر کہلانے والے ہوتے ہیں وہ ان کے مقابل میں کھڑے کر دئے جاتے ہیں تا کہ وہ اپنی سفلی کوششیں ان کے نابود کر دینے میں صرف کر لیں۔ اور اپنے سارے زوروں سے ان مرسلوں کی بیخ کنی کے منصوبے کر لیں۔ پھر ان کو ذلیل اور پست کر دیا جاتا ہے۔ اور خدا کے بندوں کی فتح اور نصرت ہوتی ہے اور وہی آخر کار کامیاب اور مظفر و منصور ہوتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ اس لئے ہوتا ہے۔ کہ تا کوئی خدائی سلسلہ پر احسان نہ رکھے۔ بلکہ خدا کی قدرت نمائی اور ذرّہ نوازی کا ایک بیّن ثبوت ہو کر ان مومن ضعفاء کے دلوں میں ایمانی ترقی ہو اور ان کے دلوں میں خدا کے عطایا اس کی قدرتوں اور کرموں کے گن گانے کے جوش پیدا ہوں۔

پس تم اس خیال کو کبھی بھی دل میں جگہ نہ دو۔ کہ اکابر اور بڑے بڑے مالدار اور رؤساءِ عظام تمہارے ساتھ نہیں ہیں۔ اگر تم ذلیل ہو تو تم سے پہلے بھی کئی گروہ تمہاری طرح کے ذلیل گزرے ہیں۔ مگر آخر کار کامیابی کا تمغہ ایسے پاک اور مومن ذلیلوں کو عطا کیا جایا کرتا ہے۔

دیکھو موسیٰؑ کے مقابلہ میں فرعون کیسا زبردست اور جبروت والا بادشاہ تھا۔ مگر خدا نے اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ فرمایا کہ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِيْنَ۔ کس طرح سے ان ضعیف اور کمزور لوگوں کو اپنے احسان سے امام اور بادشاہ بنا دیا۔ دیکھو یہ باتیں صرف کہنے ہی کی نہیں۔ بلکہ عمل کرنے کی ہیں۔ عمل کے اصول کے واسطے کہنے والوں پر حسن ظن ہونا ضروری اور لازمی امر ہے۔ اگر دل میں ہو کہ کہنے والا متدفاسق و

فاجر ہے۔ منافق ہے۔ تو پھر نصیحت سے فائدہ اٹھانا معلوم! اور عمل کرنا ظاہر! بعض اوقات شیطان اس طرح سے بھی حملہ کرتا ہے۔ اور نصیحت سے فائدہ اٹھانے سے محروم کر دیتا ہے۔ کہ دل میں نصیحت کرنے والے کے متعلق بدظنی پیدا کر دیتا ہے۔ پس اس سے بچنے کے واسطے بھی وہی ہتھیار ہے جس کا نام دُعا اور دردمند دل کی اور سچی تڑپ سے نکلی ہوئی دعا ہے۔ (الحکم ۲۶ر مارچ ۱۹۰۸ء صٓ)

۸۔ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ : الہامی عبارت کو سمجھنے کیلئے ایک فہم سلیم دیا جاتا ہے۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ جھٹ پھینک دے چنانچہ اسی واسطے اُمّ موسٰی نے صندوق بنایا۔ سوراخیں بند کیں ساتھ ہی اس کی بہن کو روانہ کیا۔ گویا ظاہری اسباب کی پوری رعایت رکھی اور الہام وحی الٰہی کی تعمیل بھی کی۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء)

۹۔ فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ۗ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـِٕيْنَ ۝

اٰلُ فِرْعَوْنَ : فرعون کی لڑکی نے لیا۔
لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا : اس نے کس غرض کیلئے لیا۔ یہ تو اسے معلوم ہوگا۔ خدا کا منشاء اس آیت سے ظاہر ہو گیا۔ لؔ نتیجہ کا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء)

۱۰۔ وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّىْ وَلَكَ ۚ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ

وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۱۰

قَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ : فرعون کی بیوی نے سفارش کی۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸، ۹ صفحہ ۴۷)

۱۱۔ وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ؕ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۱

وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا : لَا تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ کی وحی ہو اور پھر ایک مُلہمہ گھبراہٹ کا اظہار کرے۔ یہ بالکل غلط بات ہے۔ اس کے صحیح معنے یہ ہیں کہ موسیٰ کی طرف سے فارغ ہو گئی یعنی مطمئن۔ کیونکہ خدا نے اس کا ذمہ لیا تھا۔

لَتُبْدِيْ بِهٖ : اس خوشی کا اظہار کر دے کہ خدا اس کا متکفل ہو گیا۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء)

۱۵۔ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۵

حضرت موسیٰؑ کی پرورش فرعون کے گھر میں کرا دی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ان کو حکومت دینا چاہتا تھا۔ اس لئے بادشاہی گھر میں تربیت کا موقعہ دیا۔

وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ : اس میں سمجھایا کہ یہ حُکم و علم کا دینا حضرت موسیٰؑ ہی سے خاص نہیں۔ بلکہ جو محسن ہو۔ خدا اسے اس انعام سے بہرہ ور کرے گا۔ چنانچہ حضرت یوسفؑ کے بیان میں بھی فرمایا۔ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ (یوسف ۲۳)

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء)

۱۶- وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۖ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۶﴾

مِنْ عَدُوِّهٖ : قبطی تھا
هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ : حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ یہ مجھے شیطانی عمل کی سزا دی گئی ہے
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء)
اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ : بے شک وہ دشمن ہے ہلاک کرنے والا۔ کھلا کھلا۔
(نور الدین طبع ثالث صـ۲۷)

۱۷- قَالَ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۷﴾

ظَلَمْتُ نَفْسِيْ : اپنی جان کو مشکلات میں ڈال لیا۔
فَاغْفِرْ لِيْ : ستاری فرما۔ یہ قتل فی الحال واضح نہ ہو۔
فَغَفَرَ لَهٗ : چنانچہ خدا نے ستاری کر لی۔ اور انہیں نکل جانے کا موقعہ مل گیا۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء)

۱۸- قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۸﴾

بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ : حضرت موسیٰؑ کہتے ہیں۔ یہ تیرا فضل ہے۔ پس میں ہمیشہ ظالم کا مقابلہ کروں گا اور میں مجرموں کا مددگار نہ ہوں گا۔ کیونکہ اس وقت مجرم کو سزا اور مظلوم کی ہمدردی کرنے سے یہ فضل ہوا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء)

۱۹۔ فَاَصْبَحَ فِی الْمَدِیْنَةِ خَآئِفًا یَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِی اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ یَسْتَصْرِخُهٗ ؕ قَالَ لَهٗ مُوْسٰۤی اِنَّكَ لَغَوِیٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۱۹﴾

یَّتَرَقَّبُ : یہ آپ کے چوکس ہونے کی دلیل ہے۔
اِنَّكَ لَغَوِیٌّ مُّبِیْنٌ : جسے کل مددی تھی اسے کہا کہ تو بھی روز ہر ایک سے لڑتا رہتا ہے
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء)

۲۰۔ فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ اَنْ یَّبْطِشَ بِالَّذِیْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ یٰمُوْسٰۤی اَتُرِیْدُ اَنْ تَقْتُلَنِیْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ ۖۗ اِنْ تُرِیْدُ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِی الْاَرْضِ وَمَا تُرِیْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِیْنَ ﴿۲۰﴾

قَالَ یٰمُوْسٰی : اس مظلوم نے کہا (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء)

۲۱۔ وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ یَسْعٰی ؗ قَالَ یٰمُوْسٰۤی اِنَّ الْمَلَاَ یَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِیَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّیْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِیْنَ ﴿۲۱﴾

فَاَخْرُجْ : نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی نکلنا پڑا۔ حضرت داؤد اور ابراہیمؑ سے بھی یہی معاملہ ہوا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء)

۲۳۔ وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۲۳﴾

عَسٰى : قریب ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء)

۲۵۔ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ﴿۲۵﴾

مِنْ خَيْرٍ : اس دعا میں اس خیر کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تصریح کر دی ہے آپؐ نے فرمایا۔ جب کسی گاؤں میں داخل ہونا ہو تو یہ دعا پڑھو۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَآ اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرَضِيْنَ السَّبْعِ وَمَآ اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّيٰطِيْنِ وَمَآ اَضْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّيَاحِ وَمَا ذَرَيْنَ فَاِنَّا نَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ اَهْلِهَا وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَ شَرِّ اَهْلِهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاهَا وَحَبِّبْنَآ اِلٰٓى اَهْلِهَا وَحَبِّبْ صَالِحِيْ اَهْلِهَآ اِلَيْنَا۔

اس دعا کو میں نے خوب آزمایا۔ میں ہمیشہ اس کے ذریعے لوگوں کی نظروں میں محبوب بنا ہوں اور خود شریر النفسوں کے شر سے محفوظ رہا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء)

۲۷۔ قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ﴿۲۷﴾

اَلْقَوِيُّ : باوجود اجنبی ہونے کے ان چرواہوں کی پرواہ نہ کر کے پانی پلا دیا۔

اَلْاَمِيْنُ : ہم جوان لڑکیاں تھیں۔ مگر بہت ہی پاک رہا۔ اور پھر

کوئی طمع نہیں کیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ ؍ اگست ۱۹۱۰ء)

۲۸ - قَالَ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰٓى اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ ۭ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۲۸

اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی مدینہ سے آٹھ برس بعد وطن میں آئے اور دو برس بعد یعنی دس برس پر فتح کیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ ؍ اگست ۱۹۱۰ء)

ہندوستان میں بالخصوص عورتوں کی ایسی بے قدری ہے کہ جیسے گالی دینی ہو۔ اسے کہتے ہیں سُسرا یا سالا گویا لڑکی تو درکنار۔ لڑکی کا باپ۔ لڑکی کی ماں۔ لڑکی کا بھائی بھی مجرم ہیں۔ اور دنیا میں بدترین انسان ہیں۔ کئی خبیث باطن ہیں۔ جب اپنی بی بی پر ناراض ہوتے ہیں تو اسے کہتے ہیں اپنے باپ کے گھر سے کیا لائی تھی؟ گویا باپ کا جہاں یہ فرض ہے کہ اپنی لڑکی دے تو ساتھ ہی یہ بھی کہ وہ بہت سامان اسباب اپنے داماد کو دے! یہ طریق انبیاء کا نہیں۔ حضرت موسیٰؑ ایک بزرگ کے ہاں جاتے ہیں جو انہیں ارشاد فرماتے ہیں۔ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰٓى اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ۔ میں چاہتا ہوں کہ تجھے اپنی ایک لڑکی ان دونوں میں سے نکاح کر دوں۔ اس شرط پر کہ تو آٹھ سال میری نوکری کرے اور اگر تو دس سال پورے کرے تو یہ تیری برخورداری ہے۔ اسی طرح یعقوبؑ کو بھی اپنے سسرال کی خدمت کرنی پڑی اور جب اس لڑکی کی بجائے دوسری لڑکی کی خواہش کی تو انہیں سنایا گیا۔ کہ اتنے سال اور خدمت کرنی ہوگی۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۶ ۱۱ صفحہ ۴۳۹)

۲۹ - قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ ۭ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى

مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۲۹﴾

ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ : ہندو تو جہاں لڑکی دیں۔ وہاں سے پانی بھی حرام سمجھتے ہیں ان کی دیکھا دیکھی مسلمان بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ میرے نزدیک داماد سے کچھ لینا جائز ہے۔ صوفیوں نے لکھا ہے۔ نبوت کی تیاری کیلئے آپ اتنے برس رکھے گئے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱/ اگست ۱۹۱۰ء)

۳۰۔ فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿۳۰﴾

جو لوگ منصوبے باندھنے کے عادی ہیں کہ یوں کریں گے اور پھر یوں کریں گے پھر یوں ہو جائے گا یہ سب نامراد رہتے ہیں۔ شیخ چلی کی کہانی ہمارے ملک میں کسی پاک نے سنائی ہے۔ یہ ایسے لوگوں کے لئے عبرت دہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ایسے لوگوں کے شامل حال رہتا ہے۔ جو حضرت موسیٰ کی سی طبیعت رکھتے ہیں۔ آپ کے اندر کوئی خواہش نہ تھی کہ میں نبی بن جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے نبوت عطا فرمائی۔

لِاَهْلِهٖ : اپنے ساتھ والوں کو کہا۔ یوں ترجمہ میں نے اس لئے کیا کہ تورات کے بیان میں جو الجھن ہے وہ دور ہو جائے۔

لَعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا : ان امراء کیلئے یہ نمونہ شرم دلانے والا ہے۔ دیکھو امیر قافلہ خود کام کرتا ہے اور اپنے کسی خدمتگار کو نہیں کہتا۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ایسا کرتے تھے۔ ایک دفعہ صحابہ کرامؓ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر میں تھے۔ سب نے اپنے اپنے ذمے ایک کام لیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ میں تم سب کیلئے لکڑیاں لے آتا ہوں۔ چنانچہ آپ لائے۔ یہ سنت ہے نبیوں کی۔ اب تو ذرا کسی کی تنخواہ بڑھ جائے تو وہ معمولی کام کرنا اپنی ہتک سمجھتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱/ اگست ۱۹۱۰ء)

میں نے آگ دیکھی ہے تو کہ میں تمہارے پاس اسکی کوئی خبر لاؤں یا آگ کی کوئی چنگاری لاؤں تو کہ تم تاپو۔
(تصدیق براہین احمدیہ ص۱۵۳)

۳۱۔ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۳۱

پس جب اس کے پاس آیا برکت والے میدان کے کنارے سے مبارک زمین میں درخت کی طرف سے پکارا گیا کہ اے موسیٰ۔ یقیناً میں ہوں اللہ عالموں کا پروردگار۔
(تصدیق براہین احمدیہ ص۱۵۴)

مِنَ الشَّجَرَةِ: درخت کی طرف سے۔ نہ یہ کہ نعوذ باللہ درخت بولتا تھا۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء)

۳۲۔ وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۚ يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۣ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ۝۳۲

وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ: یہ کشف کا وقت ہے۔ اللہ نے نظارہ دکھایا کہ میں تیرے ساتھ ایک جماعت کروں گا جو تیرے دشمنوں کو سانپ کی طرح کھا جائے گی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی فرمایا کہ مجھے ایک بستی دکھائی گئی ہے جو دوسری بستیوں کو کھا جائے گی۔ یعنی مدینہ۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء)

۳۳۔ اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۡ وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ

الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَاۡئِهٖ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۳۲﴾

فِيْ جَيْبِكَ : اَے جَيْبَ قَمِيْصِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ اس کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تمہیں ایک کتاب دیگا جو بے عیب ہوگی اور روشن ۔ اللہ نے فرمایا اَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا (نساء : ۱۷۵) قرآن مجید بھی ایک ید بیضا ہے ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء)

۳۵، ۳۶ - وَاَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْاً يُّصَدِّقُنِيْٓ ز اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ﴿۳۵﴾ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا ۚ بِاٰيٰتِنَآ ۚ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ﴿۳۶﴾

هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ : دیکھو ۔ انبیاء میں ہرگز عُجب نہیں ہوتا کہ اپنے برابر یا اپنے سے بڑھ کر کسی کو نہ گردانیں ۔

سَنَشُدُّ عَضُدَكَ : یہ عربی کا محاورہ ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ ہم تیری مدد کریں گے ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء)

۳۸ - وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۚ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۳۸﴾

اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ : پیشگوئی فرمائی کہ دیکھو ظالم مظفر و منصور نہیں ہوں گے ۔ گویا خدا فیصلہ کریگا کہ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى کون ہے ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء)

۳۹ - وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَآاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳۹﴾

مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ : ہند میں مُشرک بہت ہیں۔ مَیں نے تحقیقات سے معلوم کیا ہے کہ یہ مشرکین بادشاہ کو سب سے بڑا دیوتا سمجھتے ہیں چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ بادشاہ سولہ کلاں سپورن ہوتا ہے۔ اسی بناء پر وہ فرعون کو اِلٰہ سمجھتے ہیں۔

يٰهَامٰنُ : ہامان کوئی بڑا آفیسر ہے۔ انجنیئر۔

فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا : یہ شرارت سے تمسخر کرتا ہے۔ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پر۔ ہامان کو کہتا ہے۔ کوئی رصدگاہ بناؤ کہ دیکھیں موسیٰ کا اس اِلٰہ سے کیا تعلق ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء)

۴۵ - وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۴۵﴾

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ : خدا نے مجھے یہ سمجھایا ہے کہ موسیٰؑ نے تین دفعہ رسول اللہ کی پیشگوئی کی ہے۔ ان حالات کا ذکر ہے۔ مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ۔ مَا كُنْتَ ثَاوِيًا وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ۔ ایک یہ جہاں یہ حکم تھا۔ کہ اوپر کوئی نہ آئے۔ زلزلہ آیا۔ آتش فشانی۔ اس وقت حضرت موسیٰؑ نے حسب الحکم قوم کو اوپر بلایا۔ مگر انہوں نے کہا۔ ہم کیا۔ ہماری اولاد بھی سننا نہیں چاہتی۔ خدا نے کہا بہت اچھا۔ اب یہ نبوت تمہارے بھائیوں کو ملے گی۔ غارِ حرا سے بھی مکہ نیچے ہے۔ یہ پیشگوئی باب ۱۸ استثناء میں ہے۔

پھر ۳۳ باب میں پیشگوئی ہے "دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ" پھر مدین میں کتاب پیدائش ۱۲ باب سے ۱۷ تک رسول اللہ کا ذکر ہے۔ فرماتا ہے۔ تیرے متعلق یہ تین پیشگوئیاں ہیں

کیا تو نے خود لکھوا لیں۔ ہرگز نہیں۔ (تشحیذالاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۷۲)

۴۷۔ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۷﴾

وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ : یہ رحمت ہے تیرے رب کی کہ تجھ کو غارِ حرا میں ندا دی تاکہ تو اپنی قوم کو ڈرائے آنیوالے عذاب سے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء)

۴۹۔ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى ۭ اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۚ قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۣ وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۹﴾

لَوْلَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى : یعنی موسٰیؑ والے اعجاز کیوں نہیں دکھاتا۔ اکثر لوگوں نے اس طرح ٹھوکر کھائی ہے۔

مسیح موعودؑ کو کہتے ہیں کہ مسیح ہے تو مسیح والے معجزے کیوں نہیں دکھاتا۔ اس کا جواب فرماتا ہے کیا موسٰیؑ کے وہ نشانات دیکھ کر انکار کرنے والوں نے انکار نہیں کیا؟ پس منکروں کیلئے تو پھر بھی جائے انکار ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء)

۵۰۔ قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۵۰﴾

هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ : یعنی تورات کی پیشگوئی نہیں مانتے تو پھر اور کتاب لے آؤ۔ اس

میں سے اپنی پیشگوئی دکھادوں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ ۱۹۱۴ء صفحہ ۴۷۲)

۵۱۔ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾

اِتَّبَعَ هَوٰىهُ : ہوا کے تابع ہونے سے اختلاف اٹھتے ہیں۔ ورنہ اگر صدق نیاز مندی پاک صحبت اور اللہ کی رضامندی ہو تو پھر اختلاف کیوں ہو۔ اور کیوں اللہ کے مرسلوں کا انکار کیا جاوے
فَاعْلَمْ اِنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ : تو جان لے کہ وے چلتے ہیں پرسے اپنی خواہش کے اور اس سے بہکا کون جو چلے اپنی خواہش پر بن راہ بتائے اللہ کے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۵۹)

۵۲۔ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۲﴾

وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ : اپنی سچائی اور سچائی کی باتوں کو لگاتار ہم نے پہنچایا۔
لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ : تاکہ رسم کی۔ عادت کی۔ جہالت کی۔ محبت کی صحبت کی۔
ایک شخص نے حضرت صاحب سے عرض کیا کہ میں تہجد تک پڑھتا اور خدا اور رسول کیلئے غیرت مند تھا۔ اب ایم اے میں پڑھتا ہوں۔ خدا کی ہستی میں شبہ پڑ گئے۔ آپ نے فرمایا۔ جس سیٹ پر تم بیٹھتے ہو اس کے ساتھ ضرور کوئی دہریہ ہوگا۔ جس کی صحبت کی ظلمت نے یہ حالت کر دی۔ وہ قائل ہوگیا۔ کہ یہ بالکل صحیح ہے۔
کچھ مدت ہوئی۔ میں نے اسے خط لکھا۔ وہ لکھتا ہے۔ اس دن سے سب ظلمت جاتی رہی۔ کبریائی کی ظلمتیں دور ہو جاتی ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء)

۵۵۔ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا

رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۵۵﴾

صَبَرُوْا : صبر کے معنے بدی سے رکنا۔ امیری۔ غریبی دونوں حالتوں میں مشکلات پیش آتے ہیں۔ ایسے موقعہ پر افراط و تفریط سے بچ کر حق پر ثابت قدم رہنا۔

مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ : مومن ضرور دوسرے کو اپنے علم۔ پیسہ۔ روٹی۔ غرض ہر ایک خدا کی دی ہوئی چیز سے خرچ کرتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء)

پہلی کتابوں کے ماننے والے اگر قرآن کریم پر بھی ایمان لائے تو انہیں دوہرا بدلہ ملے گا اس لئے کہ انہوں نے بڑی ہی بُردباری کی۔ اور اُن کی چال ہی ایسی ہے۔ کہ بدی کا مقابلہ نیکی کے ساتھ کر دیتے ہیں (تصدیق براہین احمدیہ صـ۲۷۶)

۵۷- اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۷﴾

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ : انبیاء خصوصیت سے ایک شخص کو مخاطب کر کے وعظ کرنے کی بجائے عام طور پر نصیحت کرتے ہیں۔

یہ کلمات خدا کی جناب میں ناپسند ہیں کہ فلاں اگر مسلمان ہو جاوے تو یوں ہو جائے گا۔ یوں سب روکیں ہٹ جائیں گی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء)

۶۰۔ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ﴿۶۰﴾

يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا : اُمّی کے معنے ہوئے ام القریٰ کا رہنے والا۔ اور ام القریٰ مکہ کا نام ہے۔ پس ان پڑھ کے معنے خواہ مخواہ لے لئے۔ موقعہ مناسب آگا پیچھا دیکھ کر معنے کرنا چاہیئے تھا اور سچ یہ تھا کہ جہاں کوئی ہادی بھیجا جاتا ہے۔ اس بستی کو اس ہادی کے زمانہ میں اور بستیوں

کا اُمّ جس کے معنی اصل کے ہیں کہا جاتا ہے۔ ثبوت یَبْعَثُ فِیْٓ اُمِّھَا رَسُوْلاً..... قرآن میں ہے پھر اس لحاظ سے بھی مکہ معظمہ کو اُمّ اور اُمّ القریٰ کہا گیا اور ہر مامور کی بستی اُمّ ہوا کرتی ہے۔
(نورالدین طبع ثالث صـ۲۳۰)

۶۲۔ اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۶۲﴾

اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ ۔ انسان کی فطرت میں وعدہ پر بھروسہ کرنا اور پھر اس سے خاص خوشی حاصل کرنا ہے دنیا کے تمام کام اسی وعدہ پر چلتے ہیں۔ پس جو وعدہ اس ذاتِ پاک سے ہو جو پورے طور پر قادر ہو اور صادق القول ہو وہ کیسی مسرت کا موجب ہو سکتا ہے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱؍ اگست ۱۹۱۰ء)

۶۴۔ قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا ۚ اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۚ تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ ۚ مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ ﴿۶۴﴾

حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ ۔ جن پر فردِ جرم لگ گئے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱؍ اگست ۱۹۱۰ء)

۶۹۔ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۗ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۹﴾

يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ : قائلینِ تناسخ کہتے ہیں۔ کہ یہ برتری گزشتہ عملوں کا نتیجہ ہے۔ اس کا رد یہ ہے۔ خود انسان کے وجود میں ایک عضو آنکھ ہے۔ ایک ایڑی ہے۔ اور دونوں برابر نہیں۔ اگر ایسا ہوتا۔ تو بہت نقصان تھا۔

عَمَّا يُشْرِكُونَ : بعض صفات میں شریک گردانتے ہیں۔ بعض تصرف میں۔ بعض غیر اللہ کو سجدہ کر لیتے ہیں۔ یہ سب شرک ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء)

۷۴- وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ

وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ : نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نیند سے اٹھتے تو دعا مانگتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانِيْ بَعْدَ مَا اَمَاتَنِيْ بلکہ کروٹ بدلنے میں بھی شکریہ ادا کرتے اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ پڑھتے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء)

۷۷- اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓءُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ

دولتمندی پر ناز و تکبر کرنیوالے خدا کے راستبازوں کا ساتھ نہیں دیتے۔ اس رکوع میں ایک ایسے دولتمند کا ذکر ہے۔

مَفَاتِحَهٗ : جمع مفتح۔ یعنی اس کے خزانے اور اسباب۔

لَا تَفْرَحْ : اکڑباز نہ ہو جا

لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ : بعض آدمی ذرا تدبیر میں کامیاب ہو جاویں یا ایک دو خواب سچے

آجاویں تو وہ راست بازوں کے مقابلہ پر اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ مگر آخر ناکام مرتے ہیں کیونکہ اللہ اترانے کو ناپسند کرتا ہے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱/ اگست ۱۹۱۰ء)

مَفَاتِحَهٗ: جمع مفتح خزانے
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۷۲)

۷۸۔ وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَ اَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِى الْاَرْضِ ۖ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝

لَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا: یعنی دار آخرت کے حصول کے حکم کے یہ معنے نہیں کہ دنیا بالکل چھوڑ دو۔ بلکہ اسلام دین میں، دنیا میں ایک حد بندی چاہتا ہے۔ چنانچہ بعض اوقات نماز پڑھنا بھی منع ہے۔ اس واسطے صوم متواتر اور ساری رات جاگنے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا۔ اٰتِ كُلَّ ذِىْ حَقٍّ حَقَّهٗ

كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ: کیونکہ اللہ نے تم پر احسان کیا۔

وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ: سب سے بڑا فساد تو حضرت موسیٰ کا انکار تھا کیونکہ اس سے وعدے میں فرق آتا ہے۔ جو تمام ترقیوں اور کامیابیوں کی جڑ ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱/ اگست ۱۹۱۰ء)

۸۰۔ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِىْ زِيْنَتِهٖ ۖ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِىَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝

فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ: آخر حضرت موسیٰؑ نے کہا۔ آؤ خدا کے حضور نذر گذاریں اور دعا کریں کہ جو شریر ہے وہ ہلاک ہو جائے۔ حضرت موسیٰؑ نے حکم دیا کہ سب لوگ قارون سے اپنے خیمے

الگ کریں۔ اڑھائی سو آدمی نے کہا۔ ہم تو قارون کے ساتھ رہیں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء)

۸۲۔ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ۔ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿۸۲﴾

فَخَسَفْنَا: ایک زلزلہ آیا۔ زمین پھٹی اور قارون ہلاک ہوا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء)

۸۴۔ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۚ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۸۴﴾

قرآن کریم کے عجائبات میں سے ایک بات یہ ہے کہ ابتداءِ خلق کا کوئی وقت نہیں بتایا۔ کیونکہ خالق کون و مکاں کی ذات کی ابدیت اور ازلیت کے سامنے سنکھ در سنکھ کو آپس میں ضرب دیتے چلے جائیں تو بھی کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ پھر جب سے تاریخ قوموں کا ذکر کرتی ہے۔ یہ بات کہیں سے نہ ملے گی۔ کہ راست بازوں کی جماعت ہلاک ہوئی۔ بلکہ یہی دیکھتے ہیں ان کے مخالف تباہ و برباد ہوتے رہے آج نمرود۔ فرعون وغیرہ کی اولاد کا پتہ لگانا مشکل ہے۔ مگر حضرت ابراہیمؑ کی اولاد دنیا کے تمام حصوں میں پائی جاتی ہے۔ اور حکمران ہے۔ امام حسینؓ کے دشمن یزید کی اولاد کا پتہ اسلامی ممالک میں نہیں ملتا مگر امام حسینؓ سے تعلق رکھنے والے۔ انکی تعظیم کرنے والے موجود ہیں۔

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ: پچھلا گھر ہزارہا برس کے بعد۔ یا مر کر۔

لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ: جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہوئے تو کسی نے حضرت ابو بکرؓ کے والد کو خبر پہنچائی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہو گئے۔ اس نے

کہا کہ اسلام کی کیا حالت ہے۔ اس نے بتایا ایک شخص اس کے قائم مقام ہوا۔ کہا۔ کہ مقام محمدؐ پر بیٹھنے والا کون شخص ہو سکتا ہے۔ اس نے کہا کہ ابوبکرؓ۔ پوچھا کون ابوبکرؓ۔ کہا۔ ابن ابی قحافہ۔ کہا کون۔ ابی قحافہ؟ اس نے کہا تم، اس نے بڑے تعجب سے پوچھا کہ بنو ہاشم کہاں گئے۔ اس نے کہا۔ سب نے اس کی بیعت کر لی۔ پوچھا بنو اُمیہ؟ کہا وہ بھی تابع ہو گئے۔ تب ابو قحافہ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور کہا کہ اسلام حق ہے اور یہ سب اسی اللہ کے سامان ہیں۔

حضرت عمرؓ حج سے آتے ہوئے ایک درخت کے پاس کھڑے ہو گئے۔ حذیفہ جو بے تکلف تھا اس نے جرأت کی اور وجہ پوچھی۔ آپؓ نے فرمایا کہ ایک وقت تھا کہ جب میں اپنے ایک اونٹ کو چراتا تھا اور اس درخت کے نیچے میرے والد نے مجھے بہت زجر و توبیخ کی تھی اور اب یہ وقت ہے۔ کہ اونٹ تو کیا۔ کئی لاکھ آدمی میرے آنکھ کے اشارے پر جان دینے کو تیار ہیں۔ یہ اسی لئے کہ ہم نے خدا کے رسل کو مان لیا۔

عبداللہ بن عُمرؓ گھر کی لپائی کر رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آ گئے۔ پوچھا یہ کیا کرتے ہو۔ عرض کیا۔ اَکُنُّ مِنَ الْمَطَرِ حضورؐ بارش سے محفوظ رہنے کے واسطے۔ فرمایا۔ بات قریب ہے! ملاں تو اس کے یہ معنے کرتا ہے۔ قیامت نزدیک ہے۔ مگر مَیں تو اس کے یہی معنے کروں گا۔ کہ وہ وقت نزدیک ہے جب تم بادشاہ ہو جاؤ گے اور خود لپائی کرنے کی ضرورت نہ رہے گی۔ چنانچہ آپ عراق بھیجے گئے۔ پھر قیصر و کسریٰ کی حویلیوں کے مالک ہوئے۔

ایک اور صحابی کا ذکر ہے۔ کہ چھپّر بنا رہے تھے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بھی فرمایا کہ بات قریب ہے۔ یعنی عنقریب تم حکمران ہونے والے ہو۔ اور ان چھپّروں کی بجائے محلّوں میں رہو گے قادیان میں کیا ہے؟ لباس۔ زبان۔ منظر وغیرہ کے اعتبار سے کچھ بھی نہیں! مگر خدا کا نام لینے والا ایک شخص پیدا ہوا۔ تو اس کے نفوسِ قدسیہ کے فیض سے تم (تین سو بندے بیٹھے ہو)۔

بوعلیؒ سینا کے ایک شاگرد نے کہا۔ استاد آپ نبوّت کا دعویٰ کرو۔ اس وقت تو آپ خاموش رہے۔ بعدازاں ایک موقعہ پر جبکہ ہوا تیز و سرد تھی اور پانی یخ بستہ۔ اس نے شاگرد کو حکم دیا کہ کپڑے اتار کر اس میں کود پڑو۔ اس نے استعجاب کی نظر سے دیکھا۔ بوعلیؒ سینا نے پوچھا۔ کیوں؟ کہا۔ آپ کو جنون تو نہیں ہو گیا؟ اس پر حکیم بولا نادان تیرے جیسے فرماں برداروں کی اُمید پر نبوّت کروں؟ دیکھ ایک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیرو تھے۔ کہ خون بہا دئے۔ اور گھمسان کی جنگوں میں جہاں موت سامنے دکھائی دیتی۔ سر کٹوانے کا حکم دیا اور انہوں نے چُوں تک نہ کی۔ اور ایک تُو ہے کہ جانتا ہے

کہ میں طبیب ہوں۔ پھر سردی سے ڈرتا ہے! صحابہؓ کی مرہم پٹی کا بھی تسلی بخش انتظام نہ تھا۔ بوعلی سینا نے دلیلِ نبوت دی کہ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ایک فرماں بردار جماعت کر دیتا ہے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ و ۱۸ر اگست ۱۹۱۰ء)

۸۶ - اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ۭ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَاۗءَ بِالْهُدٰى وَمَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۸۶

بے شک وہ جس نے تجھے قرآن کا پابند بنایا۔ یقیناً تجھے اصلی وطن (مکہ) میں پھر لے جائے گا۔
(فصل الخطاب حصہ دوم صـ۹۷)

لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ: قرآن جب کوئی بڑا دعویٰ کرتا ہے تو ساتھ ہی اسکی دلیل دیتا ہے جو بہت قوی ہوتی ہے۔ پہلے فرمایا۔ کہ میرے اتباع بادشاہ ہوجاویں گے۔ اسکی دلیل میں فرمایا کہ یہ قرآن جس میں لکھا ہے کہ تیرے ساتھی حکمران بن جائیں گے۔ اسی میں یہ پیشگوئی کی جاتی ہے کہ وہ مکہ جہاں سے تمہیں نکالا گیا۔ جہاں کے لوگوں کے سامنے کوئی تدبیر نہ چل سکی ایک وقت آتا ہے کہ اسی مکہ میں تم فاتح بن کر داخل ہوگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ: ہماری سرکار نہ کسی یونیورسٹی میں پڑھے۔ نہ تعلیمیافتوں میں رہے پھر ایسا قرآن شریف بخشا جس کو ساری دنیا کا فلسفہ باطل نہیں کرسکتا۔ پس وہی خدا اپنی رحمت سے تمہیں دشمنوں پر مظفر و منصور کریگا۔ اگر دشمنوں پر غلبہ اور تمام عرب کا مسلمان ہونا محال نظر آتا ہے تو ایسی کتاب کی تجھ ایسے اُمّی سے کب اُمید کی جاسکتی تھی۔ جس پر خدا نے اپنی رحمت سے یہ کام کیا وہ بھی کرے گا۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ر اگست ۱۹۱۰ء)

۸۷- وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا

لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾

فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ: یہ موسیٰؑ سے مماثلت ہے۔ آپؐ کے ہاتھ سے بھی صرف ایک آدمی مارا گیا۔ اُحد میں ایک شخص بڑے جوش سے بڑھا کہ میں نبی کو ماروں گا۔ آپؐ نے کہا آنے دو۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ بہت تیز ہے۔ فرمایا۔ اللہ حافظ ہے۔ کسی کا خنجر لے کر چرکا لگا دیا وہ پیچھے لوٹا اور پھر مر گیا۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۴۷۲)

۸۹۔ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ۚ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۹﴾

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ: ہر شے اسکی ذات کے سوا فنا ہونے والی ہے۔
(فصل الخطاب حصہ اوّل صفحہ ۱۴۶)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۳۔ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ۝۲

اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے۔ کوئی انسان کہہ دے کہ میں مومن ہوں۔ تو یہ تو مختلف وجوہات سے مثلاً کسی شرم و لحاظ سے کہہ سکتا ہے۔ کہ میں مومن ہوں چنانچہ قرآن کریم کے دوسرے رکوع میں لکھا ہے کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو مومن کہتے ہیں لیکن درحقیقت وہ مومن نہیں ہوتے آجکل نئی روشنی میں یہ وباء پھیلی ہوئی ہے کہ جس قسم کی سوسائٹی ہو ویسے ہی ہو جاؤ۔ وہ سمجھتے ہیں کہ مذہب صرف سوسائٹی میں آرام سے رہنے کا ذریعہ ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ صرف یہ کہہ دینا کہ میں مومن ہوں۔ کافی نہیں۔ جتنی قومیں ان سے پہلے آئی ہیں۔ سب کو کٹھالی میں ڈالا گیا تا معلوم ہو کہ کون جھوٹے ہیں اور کون سچے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ راگست ۱۹۱۰ء)

یاد رکھو کہ ہماری اور ہمارے امام کی کامیابی ایک تبدیلی چاہتی ہے۔ کہ قرآن شریف کو اپنا دستور العمل بناؤ۔ نرے دعوے سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس دعوے کا امتحان ضروری ہے۔ جب تک امتحان نہ ہو لے کوئی سرٹیفکیٹ کامیابی کا مل نہیں سکتا۔ خیر القرون کے لوگوں کو بھی یہی آواز آئی

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ

کیا لوگ گمان کر بیٹھے ہیں کہ وہ صرف اتنا ہی کہنے پر چھوڑ دئے جاویں گے کہ وہ ایمان لائے اور وہ آزمائے نہ جاویں۔

ابتلاؤں اور آزمائشوں کا آنا ضروری ہے۔ بڑے بڑے زلزلے اور مصائب کے بادل آتے ہیں۔ مگر یاد رکھو ان کی غرض تباہ کرنا نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا منشاء اس سے استقامت اور سکینت کا عطا کرنا ہوتا ہے اور بڑے بڑے فضل اور انعام ہوتے ہیں۔ اور یہ سچ ہے اور بالکل

پس یہ ہے کہ جو لوگ کچے غیر مستقل مزاج ۔ کم ہمت اور منافق طبع ہوتے ہیں ۔ وہ الگ ہو جاتے ہیں صرف مخلص۔ وفادار۔ بلند خیال اور سچے مومن رہ جاتے ہیں ۔ جو ان ابتلاؤں کے جنگلوں میں بھی امتحان اور بلاء کی خار دار جھاڑیوں پر دوڑتے چلے جاتے ہیں ۔ وہ تکالیف اور مصائب ان کے ارادوں اور ہمتوں پر کوئی برا اثر نہیں ڈالتے ۔ ان کو پست نہیں کرتیں بلکہ اور بھی تیز کر دیتی ہیں ۔ وہ پہلے سے زیادہ تیز چلتے اور اس راہ میں شوق سے دوڑتے ہیں ۔ نتیجہ کیا ہوتا ہے؟ وہ بلائیں اور وہ تکالیف و مصائب ۔ وہ شدائد خدا تعالیٰ کے عظیم الشان فضل اور کرم اور رحمت کی صورت میں تبدیل ہو جاتی ہیں ۔ اور وہ کامیابی کے اعلیٰ معراج پر پہنچ جاتے ہیں ۔ اگر ابتلاؤں کا تختۂ مشق نہ ہو۔ تو پھر کسی کامیابی کی کیا امید ہو۔ دنیا میں بھی دیکھ لو۔ اگر ڈگری حاصل کرنے کے واسطے اے ۔ بی ۔ سی شروع کرنے کے زمانہ سے لے کر ایم اے کے امتحان تک کس قدر امتحانوں کے نیچے آنا پڑتا ہے ۔ کس قدر روپیہ اس کے واسطے خرچ کرتا ہے ۔ اور کیا مشکلات اور مشقتیں برداشت کرتا ہے ۔ باوجود اس کے بھی یہ یقینی امر نہیں ہے کہ ایم اے پاس کر لینے کے بعد کوئی کامیاب زندگی کا سلسلہ شروع ہو جائے گا ۔ بسا اوقات دیکھا جاتا ہے کہ اس لمبے سلسلہ تعلیم میں طالبعلم کی صحت خطرناک حالت میں پہنچ جاتی ہے اور ڈپلومہ اور پیام موت ایک ہی وقت آ پہنچا ہے ۔ اس محنت اور مشقت اور ان امتحانوں کی تیاری، روپیہ کے صرف سے اس نے کیا فائدہ اٹھایا یا والدین نے کیا؟ مگر اس کے بالمقابل اللہ تعالیٰ کیلئے ابتلاؤں اور امتحانوں میں پڑنے والا کبھی نہیں ہوتا کہ وہ کامیاب نہ اترا ہو۔ اور نامراد رہا ہو۔ ان لوگوں کی لائف پر نظر کرو اور ان کے حالات پڑھو جن پر خدا تعالیٰ کے مخلص بندے ہونے کی وجہ سے کوئی ابتلاء آیا اور انہوں نے ثباتِ قدم استقلال اور صبر کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا اور پھر بامراد نہ ہوئے ہوں ۔ ایسی ایک بھی نظیر نہیں ملے گی ۔ (الحکم ۱۰ ر مارچ ۱۹۰۴ء صـ۴)

دنیاوی علوم و فنون کی تحصیل کے لئے غور کرو ۔ کہ ابجد شروع کر کے ایم اے کی ڈگری تک پھر امتحان مقابلہ ۔ ڈالیاں دینے اور دوسرے اخراجات ضروریہ، خرید کتب وغیرہ میں کس قدر محنت، وقت اور روپیہ صرف ہوتا ہے ۔ اور ہم کرتے ہیں ۔ مگر اس کے بالمقابل قرآن کریم کو اپنا دستور العمل بنانے کے واسطے ہم اس کے پڑھنے اور سمجھنے کے واسطے کس قدر محنت اور کوشش اور روپیہ ہم نے خرچ کیا ہے؟ اس کا جواب یہی ہوگا کہ کچھ بھی نہیں ۔ اگر اس کے واسطے ہم عشر عشیر بھی خرچ کرتے تو خدا تعالیٰ کے فضل و رحمت کے دروازے ہم پر کھل جاتے ۔ مسلمانوں کے افلاس انکی تنگ دستی اور قلاشی کے اسبابوں پر آئے دن انجمنوں اور کانفرسوں میں بحث ہوتی ہے اور بڑے بڑے لیکچرار

اپنی طلاقت لسانی سے اس افلاس کے اسباب بیان کرتے ہیں۔ میں نے بھی ان لیکچروں کو پڑھا ہے اور مسلمانوں کے اِفلاس پر بھی غور کیا ہے۔ (الحکم ۳۱ مارچ ۱۹۰۴ء صفحہ ۲)

۶۔ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

مَنْ كَانَ يَرْجُوْا: يَرْجُوْا کے معنے يَخَافُوْا کے بھی ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ اگست ۱۹۱۰ء)

۷۔ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝

فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ: کوئی خدا اور رسول کیلئے محنت کرے۔ وہ درحقیقت اپنے لئے ہی محنت کرتا ہے۔ بھلا خدا تعالیٰ کا وہ کیا گھٹا بڑھا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کسی طرح بھی محتاج نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ اگست ۱۹۱۰ء)

۹۔ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ؕ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

ماں باپ جن کی اطاعت اور فرماں برداری کی خدا نے سخت تاکید فرمائی ہے۔ خدا کے مقابلہ میں اگر وہ کچھ کہیں تو ہرگز نہ مانو۔ فرماں برداری کا پتہ مقابلہ کے وقت لگتا ہے۔ کہ آیا فرماں بردار اللہ کا ہے یا کہ مخلوق کا۔ ماں باپ کی فرماں برداری کا خدا نے اعلیٰ مقام رکھا ہے اور بڑے بڑے تاکیدی الفاظ

میں یہ حکم دیا ہے۔ ان کے کفر و اسلام اور فسق و فجور یا دشمنِ اسلام وغیرہ ہونے کی کوئی قید نہیں لگائی اور ہر حالت میں انکی فرمانبرداری کا تاکیدی حکم دیا ہے۔ مگر مقابلہ کے وقت ان کے متعلق بھی فرما دیا کہ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِىْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا۔ اگر خدا کے مقابلہ میں آجاویں تو خدا کو مقدم کرو۔ انکی ہرگز نہ مانو......

غرض نفس ہو یا دوست ہوں۔ رسم ہو یا رواج ہوں۔ قوم ہو یا ملک ہو۔ ماں باپ ہوں یا حاکم ہوں۔ جب وہ خدا کے مقابلہ میں آجاویں یعنی خدا ایک طرف بلاتا ہے اور یہ سب ایک طرف تو خدا کو مقدم رکھو۔ (الحکم ۱۰ر مارچ ۱۹۰۸ء صـ۲)

۱۲- وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ﴿۱۲﴾

وَلَيَعْلَمَنَّ: علم دو قسم ہے۔ایک ازلی قبل از وجود اشیاء۔ دوم ساتھ ساتھ جب چیز جو حادث ہو۔ یہ دوسرا علم ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صـ۴۷۲)

۱۳- وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۳﴾

وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ: کئی پیر ایسے پائے جاتے ہیں جنہوں نے اپنے پیرؤوں کو ایسے فقرے کہہ کہہ کر گناہ پر دلیر کر دیا۔ ان کا انجام بد ہوگا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ر اگست ۱۹۱۰ء)

۱۴- وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ:

وَلَيُسْـَٔلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۴﴾

اَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ : کچھ اور بوجھ اضلال کا نہ کہ کفارہ کا۔ جیسا کہ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ (العنکبوت : ۱۳) میں بتایا۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۴۷۲)

۱۵۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ؕ فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۵﴾

لَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا : یہ ایک لمبی بحث ہے کہ ۹۵۰ برس عمر کسی انسان کی ہو سکتی ہے یا نہیں۔
ایسے معترضوں کے ذوق پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضرت نوحؑ کی شریعت ۹۵۰ برس تک رہی میرے نزدیک تو اس میں کوئی استبعاد نہیں۔ جب قرآن مجید میں آگیا ہے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ راگست ۱۹۱۰ء)

۱۸۔ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۸﴾

وَتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا : جھوٹ بنا لیتے ہو۔
فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ : یہ ایمان پیدا ہو تو انسان بہت سے گناہوں سے بچ جائے
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ راگست ۱۹۱۰ء)

۲۴- وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖٓ اُولٰٓئِكَ يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ وَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۴﴾

مِنْ رَّحْمَتِيْ: اس رحمت سے جس سے انبیاء صالحین اولیاء۔ مومنین متمتع ہوتے رہتے ہیں
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ راگست ۱۹۱۰ء)

۲۶- وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۫ وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۶﴾

مَوَدَّةَ بَيْنِكُمْ: یعنی تمہاری بُت پرستی کی جڑھ یہ ہے کہ باہم دوستانہ کے لحاظ سے خدا کے احکام کی پرواہ نہیں کرتے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ راگست ۱۹۱۰ء)

۲۷- فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾

مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ: اللہ تعالیٰ کیلئے مومن کو بہت کچھ چھوڑنا پڑتا ہے۔ بعض اوقات عقائد و رسومات کو۔ بعض اوقات مکان کو۔ خوراک کو۔ بعض اوقات احباب کو۔ اقرباء کو۔ بعض اوقات وطن کو۔ غرض تمام ایسی چیزیں جو ظلمات سے نور کی طرف جانے یا آئندہ ترقیات میں مانع ہوں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ راگست ۱۹۱۰ء)

۲۸- وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۸﴾

اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا: مجوسی۔ یہودی۔ عیسائی۔ مسلمان سب ابراہیمؑ کو مقدس و راستباز سمجھتے ہیں۔ ابراہیم کے معنے ایمانداروں۔ مقدسوں کا باپ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ ر اگست ۱۹۱۰ء)

۳۴- وَلَمَّآ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالُوْا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ۫ اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۴﴾

انسان کو جب اپنے کسی پیارے کا پیام آتا ہے یا اس کی طرف سے کوئی آدمی۔ تو بہت خوش ہوتا ہے۔

بوعلی سینا کا ذکر ہے کہ ایک مریض کے مرض کا حال معلوم نہ ہو سکا۔ اس لئے اس نے کہا کہ مختلف شہروں کا نام لو۔ جب ایک شہر کا نام لیا تو اس کے چہرہ کی حالت تبدیل ہوئی۔ پھر اس شہر کے محلوں کا نام لینے کیلئے کہا۔ جب ایک محلہ کا نام آیا تو اس کے چہرہ پر غیر معمولی اثر نظر آیا۔ پھر ایک گھر کے آدمیوں کا نام لینا شروع کیا تو اس کی نبض کی حالت متغیر ہو گئی۔ اور وہ سمجھ گیا کہ فلاں عورت اسکی محبوبہ ہے۔ اس کے ساتھ شادی کیلئے ہدایت کی۔ تو وہ اچھا ہو گیا۔

انبیاء کا معاملہ ہی جدا ہے۔ ان کا جناب احدیت سے خاص تعلق ہوتا ہے۔

سِيْٓءَ بِهِمْ: بعض معنے کرتے ہیں کہ ان کو برا کہا۔ یہ غلط ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ حضرت لوطؑ نے ان کو مہمان جان کر گھر آنے کیلئے اصرار کیا۔ انہوں نے انکار کیا تو ان کو برا لگا۔ کہ کیوں مہمانی قبول نہیں کرتے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ ر اگست ۱۹۱۰ء)

۳۵، ۳۶- اِنَّا مُنۡزِلُوۡنَ عَلٰۤى اَهۡلِ هٰذِهِ الۡقَرۡيَةِ رِجۡزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوۡا يَفۡسُقُوۡنَ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ تَّرَكۡنَا مِنۡهَاۤ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ ﴿۳۶﴾

مِنَ السَّمَآءِ : قرآن میں جہاں مِنَ السَّمَآءِ آئے اس کے معنے اٹل کے ہوتے ہیں۔ تَرَكۡنَا مِنۡهَاۤ اٰيَةً : کئی قوموں پر عذاب آئے اور انکا نشان ہی نہیں رہا۔ مگر خدا نے اس بدذات قوم کے عذاب کا نشان اب تک موجود رکھا۔ جہاں یہ قوم ہلاک ہوئی اسے ڈیڈ سی[1] (بحیرہ مُردار) کہتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ر اگست ۱۹۱۰ء)

۳۸- فَكَذَّبُوۡهُ فَاَخَذَتۡهُمُ الرَّجۡفَةُ فَاَصۡبَحُوۡا فِىۡ دَارِهِمۡ جٰثِمِيۡنَ ﴿۳۸﴾

الرَّجۡفَةُ : اب بھی ایسے زلزلے آئے مگر لوگ باز نہ آئے۔ سینٹ پیری۔ سان فرانسسکو کانگڑہ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ر اگست ۱۹۱۰ء)

۴۱- فَكُلًّا اَخَذۡنَا بِذَنۡۢبِهٖ‌ۚ فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ اَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِ حَاصِبًا‌ۚ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ اَخَذَتۡهُ الصَّيۡحَةُ‌ۚ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ خَسَفۡنَا بِهِ الۡاَرۡضَ‌ۚ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ اَغۡرَقۡنَا‌ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظۡلِمَهُمۡ وَلٰـكِنۡ كَانُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ يَظۡلِمُوۡنَ ﴿۴۱﴾

---

[1] DEAD SEA

مَنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ: جیسے قارون کو ذلیل کیا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ راگست ۱۹۱۰ء)

۴۲۔ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۚ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۲﴾

اَوْلِيَآءَ: حمایتی۔ مددگار

بَيْتًا: گھر اس لئے ہوتا ہے کہ پردہ ہو۔ گرمی سردی۔ بارش۔ جھکڑ سے بچاؤ ہو۔ آرام کیلئے مکڑی کا جالا۔ ان ضرورتوں میں سے ایک کو بھی پورا نہیں کرتا۔ بدمذہب لوگوں کا بھی یہی حال ہے۔ ایک بات پر ٹھہرتے نہیں۔

ایک دہریہ نے مجھے کہا۔ کہ انسان گن کرم۔ سبھاؤ دریافت کرے تو پھر وہ کھلا دہریہ ہو سکتا ہے میں نے اسے پوچھا کہ فلاں چیز کا گن کرم سبھاؤ کیا ہے۔ اُس نے جھٹ گن دئے۔ مَیں نے تھوڑی دیر بعد پوچھا۔ ہاں جی۔ آپ نے کیا فرمایا تھا۔ پھر جو بتایا تو کچھ اَور ہی بک دیا۔ تھوڑی دیر بعد پھر ایک رنگ میں پوچھا تو کچھ اَور ہی کہہ دیا۔ میں ساتھ ساتھ لکھتا گیا۔ جب اس نے معلوم کیا کہ یہ میری کمزوری کو تاڑ گیا۔ تو بہت ہی نادم ہوا۔

ایک اور شخص آیا۔ اس نے بڑے دعوے سے کہا۔ میں بحث کرنا چاہتا ہوں۔ تین گھنٹے وقت لوں گا۔ مَیں نے کہا کہ بہت اچھا۔ اس نے کہا کہ مسئلہ تناسخ پر بحث ہوگی۔ میں نے جیب سے دو روپے ملکہ کے بت کے نکالے اور کہا کہ ایک کو اٹھالو۔ تو وہ خاموش رہ گیا۔ اور پھر نہ بولا۔ اسکی وجہ یہ تھی۔ کہ اگر وہ کہتا کہ میں نہیں اٹھا سکتا تو یہ جھوٹ تھا۔ اور اگر ایک اٹھاتا تو پھر اس پر سوال ہوتا کہ دوسرے کو کیوں نہ اٹھایا۔ جواب دینا پڑتا، میرا اختیار!

پس کسی کو امیر۔ کسی کو غریب یا کسی کو بینا کسی کو نابینا بنانے کا بھی یہی جواب تھا کہ خدا کا اختیار تناسخ والے تو اس کو تناسخ کا ثبوت قرار دیتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ راگست ۱۹۱۰ء)

عَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ : مباحثہ میں ایک رنگ پر نہ رہنے والا آدمی جھوٹے مذہب کا پَیرو ہوتا ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸، ۹ صـ۴۷۲)

۴۴- وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَ مَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعَالِمُوْنَ ﴿۴۴﴾

اور ہم یہ مثالیں لوگوں کیلئے بیان کرتے ہیں اور انہیں عالم ہی سمجھتے ہیں۔
(نور الدین طبع ثالث صـ۱۳ دیباچہ)

۴۶- اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ۭ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۶﴾

اُتْلُ : پڑھاکر
وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ : سمجھاتا ہے۔ کہ صرف پڑھنا ہی کافی نہیں بلکہ عملی رنگ بھی ہو۔
وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ : میرے ذوق میں اس کے یہ معنے ہیں کہ اس نماز کے اجر میں اللہ جو تمہیں یاد کریگا۔ وہ اس (صلوٰۃ) سے بہت بڑا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ اگست ۱۹۱۰ء)
اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ : آجکل کے مسلمان زندوں کو سناتے نہیں البتہ قبروں پر مُردوں کو سناتے ہیں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸، ۹ صـ۴۷۳)

تُو پڑھ جو اتری ہے تیری طرف کتاب اور کھڑی رکھ نماز بے شک نماز روکتی ہے بے حیائی سے اور بُری بات سے اور اللہ کی یاد ہے سب سے بڑی اور اللہ کو خبر ہے جو کرتے ہو۔ (اس آیت سے نماز کی علتِ غائی خوب ظاہر ہوتی ہے کہ نماز منکرات اور فواحش سے محفوظ رہنے کیلئے فرض کی گئی ہے اگر نماز کی اقامت اور مداومت سے نمازی کے اقوال و افعال میں کچھ روحانی ترقی نہیں ہوتی۔ تو شریعت اسلامی ایسی نماز کو مستحق درجات نہیں ٹھہراتی۔ اب مجاز و ظاہر کہاں رہا۔
نبیٔ عرب علیہ الصلوٰۃ کیلئے کچھ کم فخر کی بات نہیں اور اس کے خدا کی طرف سے ہونے کی قوی دلیل

ہے کہ اس نے خدا کی عبادت کو طبلوں۔ مزماروں۔ سارنگیوں اور بربطوں سے پاک کردیا! اللہ کے ذکر کی مسجدوں کو رقص وسرود کی محفلیں نہیں بنایا! اور یہاں تک احتیاط کی کہ تصاویر اور مجسمہ بنانے کی اور مسجدوں میں موہم بالشرک نقش ونگار کرنے کی قطعی ممانعت کردی! کہ ایسا نہ ہو یہی مجاز رفتہ رفتہ مبدّل بحقیقت ہوکر اور یہی مجسمی معبودی تماثیل بن کر توحید کے پاک چشمے کو مکدر کرڈالیں۔

جب ہم ایک خوش قطع گرجا میں عیسائی جھنڈ کو بزعم عبادت جمع ہوئے دیکھتے ہیں۔ سجے سجائے بنے ٹھنے۔ نیٹو زنیاں اور گوری گوری یورپانیاں قرینے سے کرسیوں پر ڈٹی ہوئیں۔ اس وقت ہمیں عیسائیوں کا یہ فقرہ "کہ مسلمانوں میں صرف رسمی اور مجازی عبادت" بڑا حیرت انگیز معلوم ہوتا ہے۔ یقیناً اہل اسلام کی غیور طبیعت نصاریٰ کی اس حقیقت سے آشنا ہونے کی کبھی کوشش نہیں کرے گی۔

(فصل الخطاب حصہ دوم (ایڈیشن دوم) صـ۱۲۳)

نماز ظاہری پاکیزگی اور ہاتھ منہ دھونے اور ناک صاف کرنے اور شرمگاہوں کو پاک کرنے کے ساتھ یہ تعلیم دیتی ہے۔ کہ جیسے میں ان ظاہری پاکیزگی کو ملحوظ رکھتا ہوں۔ اندرونی صفائی اور پاکیزگی اور سچی طہارت عطا کر اور پھر اللہ تعالیٰ کے حضور سبحانیت۔ قدوسیت۔ مجدیت پھر ربوبیت۔ رحمانیت رحیمیت اور اس کے ملک در ملک میں تصرفات اور اپنی ذمہ واریوں کو یاد کرکے کہ اس قلب کے ساتھ ملنے کو تیار ہوں سینہ پر ہاتھ رکھ کر تیرے حضور کھڑا ہوتا ہوں۔ اس قسم کی نماز جب پڑھتا ہے تو پھر اس میں وہ خلعیت اور اثر پیدا ہوتا ہے۔ جو اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ میں بیان ہوا ہے پھر پاک کتاب کا کچھ حصہ پڑھے اور رکوع کرے اور غور کرے کہ میری عبودیت اور نیازمندی کی انتہا بجز سجدہ کے اور کوئی نہیں۔ جب اس قسم کی نماز پڑھے تو وہ نیازمندی اور سچائی جب اعضاء اور جوارح پر اثر کر چکی تو اور جوش مار کر ترقی کرے گی اور اس کا اثر مال پر پڑے گا۔

(الحکم ۲۴ر جنوری ۱۹۰۳ء صـ۱۵)

۴۷۔ وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَھْلَ الْکِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْھُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْکُمْ وَ اِلٰھُنَا

وَإِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۴۷﴾

اَحْسَنُ : پسندیدہ طور پر۔

وَقُوْلُوْٓا : لوگوں پر اپنے افعال سے بھی یہ ظاہر کر دو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ اگست ۱۹۱۰ء)

اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ : مباحثہ میں ابتدا نہ کرو۔ وقت مقرر ہو۔ اور نیز حملے کتنے ہوں دشمن کی جو بات حق ہو۔ اسے مان لو۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ ۱ صفحہ ۴۴۳)

۴۸۔ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰٓؤُلَآءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۸﴾

ایسے ہی ہم نے اتاری تجھ پر کتاب۔ سمجھ والے اہلِ کتاب تو اس پر ایمان لاتے ہیں اور مکہ والوں سے بھی کچھ اس پر ایمان لانے والے ہیں اور ہماری نشانیوں (معجزوں) کا کافروں کے سوا کوئی منکر نہیں۔

(ایک عیسائی کے تین سوال اور انکے جوابات صفحہ ۵۹)

اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ : بائبل و دیگر کتبِ الٰہیہ مختلف مذاہب کو پڑھ کر قرآن مجید پر ایمان لانے کی تحریک ہوتی ہے اور وہ اس پر ایمان لاتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ اگست ۱۹۱۰ء)

۴۹، ۵۰۔ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۹﴾ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿۵۰﴾

تُو اس وقت سے پہلے لکھا پڑھا نہیں تھا۔ ایسی بات ہوتی تو یہ جھوٹے دھوکا کھاتے۔ کیا

معنے ؟ اب دھوکہ کے باعث منکر نہیں ۔ صرف ضد اور ہٹ اور عداوت کے سبب سے منکر ہو رہے ہیں ۔ بہ بریں وہ (قرآن) کھلی نشانیاں ہیں ۔ علم والوں کے لئے اور ہماری نشانیوں سے وہی منکر ہیں جو بڑے ظالم ہیں ۔
(ایک عیسائی کے تین سوال اور انکے جوابات صفحہ ۵۹-۶۰)

۵۱ - وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۱﴾

اِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ : نشان مانگتے ہیں ۔ پہلا نشان تو یہی ہے کہ میں نذیر ہوں ۔ میرے مخالفوں پر عذاب آنے والا ہے ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ راگست ۱۹۱۰ء)

اِنَّمَا الْاٰيٰتُ ، قہری نشانات ۔ معجزات قرآنی کے منکر تین گزرے ہیں ۔ سر سید ۔ لیکھرام حافظ نذیر احمد ۔ حالانکہ ایسی آیتوں میں انکار نہیں ۔ وہ تو فرماتا ہے ۔ اللہ کے پاس نشانات ہیں اور میں انہی سے ڈرانے والا ہوں ۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۷۳)

۵۲ - اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾

اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ : یہ رحمت کا نشان فرمایا ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ راگست ۱۹۱۰ء)

اگر انسان ضد میں نہ ہو اور غور و فکر کرے تو قرآن کافی کتاب ہے ۔ قرآن نور ہے ۔ ہدایت ہے رحمت ہے شفا ہے ۔ اور ہر ایک قسم کے اختلاف مٹانے کے واسطے آیا ہے ۔ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۔ اور یہی راہ ایمان کی ہے ۔ ...... (الحکم ۱۰ ر جولائی ۱۹۰۳ء صفحہ ۴)

یہ کتاب (قرآن مجید) ہزارہا شبہات کے مقابلہ کیلئے کافی ہے ۔ کیا ہی پاک روح تھی وہ جس کے منہ سے نکلا حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ اس فقرے پر ایک قوم رنجیدہ ہے ۔ اس کے ایک فرد نے مجھ پر بھی اعتراض کیا ۔ تو میں نے اس سے پوچھا آپ حَسْبُنَا کے کیا معنے کرتے ہیں اس نے کہا كَافِيْكَ

میں نے کہا کہ یہ تو قرآن مجید ہی کا قول ہے ۔ وہ فرماتا ہے اَوَلَمْ یَکْفِهِمْ اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْکِتٰبَ یُتْلٰی عَلَیْهِمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِکْرٰی لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ کیا ان کیلئے یہ کتاب کافی نہیں جو ہم نے ان پر اتاری ۔ یہی حضرت عمرؓ نے کہا ۔ (الفضل ۳۰ جولائی ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۵)

میں نے بہت سی کتابیں پڑھی ہیں ۔ اور خوب سمجھ کر پڑھی ہیں ۔ مجھے قرآن کے برابر پیاری کوئی کتاب نہیں ملی ۔ اس سے بڑھ کر کوئی کتاب پسند نہیں ۔ قرآن کافی کتاب ہے ۔ اَوَلَمْ یَکْفِهِمْ اِنَّآ اَنْزَلْنَا ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور آتے ہیں اور آتے رہیں گے ۔ میں نے اپنے زمانہ میں مرزا غلام احمد صاحب کو دیکھا ۔ سچا پایا اور بہت ہی راست باز تھا ۔ جو بات اس کے دل میں نہیں ہوتی تھی وہ نہیں منواتا تھا ۔ اس نے ہی ہم کو بھی حکم دیا کہ قرآن پڑھو اور اس پر عمل کرو ۔

(الفضل ۱۲ نومبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۵)

۵۳-۵۴ ۔ قُلْ کَفٰی بِاللّٰهِ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ شَهِیْدًا ۚ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَکَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَیَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۗ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّی لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ۗ وَلَیَاْتِیَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۵۴﴾

اَلْبَاطِلُ : جس کی کچھ حقیقت نہ ہو ۔

اَجَلٌ مُّسَمًّی : کتبِ سابقہ

(یسعیاہ نبی باب ۳۰) میں یہ بات مقرر نہ ہوتی کہ عذاب اس وقت آئے گا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے چلے جائیں گے ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ اگست ۱۹۱۰ء)

وَلَیَاْتِیَنَّهُمْ بَغْتَةً : لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیٰتٌ کا جواب ہے ۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۷۳)

۵۶ - يَوْمَ يَغْشٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۶﴾

مِنْ فَوْقِهِمْ : باہر سے لوگ آئیں گے۔ یا آسمان سے مراد ہے۔
مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ : ۱۔ نوکروں چاکروں کے ذریعے ۲۔ زلزلہ وغیرہ
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ر اگست ۱۹۱۰ء)

۵۷ - يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۵۷﴾

اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ : مومن اگر ایمان بچانے کیلئے کسی زمین کو چھوڑ دے تو اللہ اس کو بہتر سے بہتر بدلہ دے گا۔ صحابہ کرامؓ کی مثال موجود ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ر اگست ۱۹۱۰ء)

۵۹-۶۰ - وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۵۹﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۶۰﴾

غُرَفًا : اونچے مقام
صَبَرُوْا : غضب۔ شہوت۔ طمع۔ سستی۔ کاہلی۔ کمزوری سے رُکے رہیں۔ اور نیکیوں پر قائم۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ر اگست ۱۹۱۰ء)

۶۱ - وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ اَللّٰهُ

يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٦١﴾

كَأَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ : ہجرت کرتے ہوئے یہ فکر کہ خرچ کا کیا حال ہوگا۔ اس کے جواب میں فرماتاہے۔ مگر اس سے یہ مراد نہیں کہ ہاتھ پہ ہاتھ دھر کر بیٹھ رہو۔ دیکھو وہی جانور جو کھو نسلے میں کچھ نہیں رکھتے۔ وہ بھی آخر سفر کی مشقت اٹھاتے ہیں۔ کاوش کرتے ہیں۔ محنت سے۔ ابتغاءِ فضل کرتے ہیں
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ / اگست ۱۹۱۰ء)

اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ : مہاجرین کے رزق کا بھی اللہ متکفل ہے۔ جانور گھر سے کچھ ساتھ لے کر نہیں چلتے۔ مگر محنت ضرور کرتے ہیں پس مہاجر کو ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہنا جائز نہیں۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۷۳)

۶۲ ۔ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ ۚ فَأَنّٰى يُؤْفَكُونَ ﴿٦٢﴾

فَأَنّٰى يُؤْفَكُونَ : یہ مان کر کہ سب کچھ اللہ نے پیدا کیا۔ محبت۔ عبادت۔ تذلل غیر کیلئے کرتے ہیں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ / اگست ۱۹۱۰ء)

۶۴ ۔ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ ۚ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٦٣﴾

مِنَ السَّمَآءِ : بادلوں سے
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ / اگست ۱۹۱۰ء)

۶۵ ۔ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ إِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۚ وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوا

يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۵﴾

اَلْحَيٰوةُ الدُّنْيَا: یہ ورلی زندگی
لَهْوٌ: جس چیز میں شغل رکھنے سے انسان اللہ سے راست بازوں سے غافل ہو جاوے
لَعِبٌ: بے حقیقت بات۔ جس کی تہہ میں کوئی سچائی اور پاک نتیجہ۔ نفع رساں بات نہ ہو۔
صوفیاء نے لکھا ہے۔ آدمی کو چاہیئے۔ ہر شام کو سوتے وقت اپنے نفس کا محاسبہ کرے کہ میں نے جو کام کئے وہ لہو و لعب تو نہ تھے۔
اَلْحَيَوَانُ: حقیقی زندگی۔ حیوٰۃ طیبہ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ راگست ۱۹۱۰ء)

۶۶، ۶۷۔ فَإِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۶﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۛ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۷﴾

دَعَوُا اللّٰهَ: جب انسان اپنے منصوبوں سے عاجز آجاتا ہے۔ تو پھر ہار کر اللہ سے دعا مانگتا ہے۔
عرب میں حلّی دیوتا کوئی نہیں۔ البتہ ہندوستان میں کچھ کچھ اوتار ہیں۔ اس لئے عرب کشتیوں پر سوار ہو کر صرف اللہ ہی کو یاد کرتے ہیں۔ مسلمان بھی ان ہندوؤں کے اثر سے متاثر ہو گئے۔ یہ ملاح جب کشتی چلاتے ہیں تو خضر کا نام لیتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ راگست ۱۹۱۰ء)

۷۰۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۷۰﴾

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا: سچا اضطراب۔ سچی خواہش۔ سچی کوشش۔ دعا حق سمجھنے کے

لئے پاک راہ ہے۔

میں جب پہلے یہاں آیا۔ یہی نکتہ حضرت صاحب سے سُنا کہ صرف محبت کام نہیں آتی۔ بلکہ ہم میں ہو کر جہاد کریں اور اس کوشش کے مطابق اپنا عمل درآمد بھی رکھیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ اگست ۱۹۱۰ء)

قرآن شریف کے حقائق قرآن شریف کی صداقتیں اسکی اعلیٰ تعلیم اور معرفت کی باتیں کوئی گورکھ دھندا نہیں ہیں۔ جو کسی کو معلوم نہ ہوں۔ نہیں۔ بلکہ ہر شخص اپنے ظرف اپنے عزم و استقلال اور محنت و مساعی کے موافق اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے اسکا فیصلہ کر دیا ہے۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا: جو لوگ ہم میں ہو کر مجاہدہ کرتے ہیں ہم ان پر اپنی راہیں یقیناً یقیناً کھول دیتے ہیں۔ یہ بالکل سچی بات ہے۔ مولیٰ کریم تو اس وقت ہر متنفس کو یہ حقائق اور صداقتیں دکھا دیتا ہے۔ جب وہ خدا تعالیٰ میں ہو کر کسی صداقت کے پانے کیلئے اضطراب ظاہر کرتا اور اس کیلئے سچی تلاش کرتا ہے۔ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو مجاہدہ تو کرتے ہیں۔ لیکن وہ مجاہدہ خدا میں ہو کر نہیں کرتے۔ بلکہ اپنی تجویز اور عقل سے کوئی بات تراش لیتے ہیں اور جب اس میں ناکام رہتے ہیں تو پھر کہہ دیتے ہیں کہ ہم کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ یہ انکی اپنی غلطی اور کمزوری ہے اور وہ الزام خدا تعالیٰ اور اس کی پاک کتاب پر رکھتے ہیں۔

میں نے دیکھا ہے کہ قرآن شریف کا علم صرف و نحو کی کتابوں کے رٹنے پر موقوف نہیں۔ بدیع و معانی قرآنی علوم و حقائق کیلئے لازمی طور پر پڑھنے ضرور نہیں ہیں۔ یا دوسرے علوم کے بغیر قرآن شریف کا سمجھ میں آنا ناممکن نہیں ہے۔ یہ خیالی باتیں ہیں۔ اس قدر تو میں بے شک مانتا ہوں کہ جس قدر علوم حقہ سے انسان واقف ہوگا۔ اور ان علوم میں جو قرآن کریم کے خادم ہیں۔ دسترس رکھتا ہوگا۔ وہ اس کے فہم قرآن میں ایک ممد و معاون ہوں گے۔ لیکن اسی صورت میں کہ اس کا مجاہدہ مجاہدہ صحیح ہوگا۔ مجاہدہ صحیحہ کی تشریح بہت بڑھ سکتی ہے۔ مگر مختصر طور پر یاد رکھو۔ کہ قرآن شریف پڑھو اس لئے کہ اس پر عمل ہو۔ ایسی صورت میں اگر تم قرآن شریف کھول کر اسکا عام ترجمہ پڑھتے جاؤ اور شروع سے اخیر تک دیکھتے جاؤ کہ تم کس گروہ میں ہو کیا مُنْعَمْ عَلَيْهِمْ ہو؟ یا مغضوب ہو یا ضالین ہو؟ اور کیا بننا چاہیئے۔ منعم علیہم بننے کیلئے سچی خواہش اپنے اندر پیدا کرو۔ پھر اس کیلئے دعائیں کرو۔ جو طریق اللہ تعالیٰ نے انعام الٰہی کے حصول کے رکھے ہیں۔ ان پر چلو اور محض خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے واسطے چلو۔ اس طریق پر اگر صرف سورۃ فاتحہ ہی کو پڑھ لو تو میں یقیناً کہتا ہوں کہ قرآن شریف کے نزول کی حقیقت کو تم نے سمجھ لیا اور پھر قرآن شریف

کے مطالب و معانی پر تمہیں اطلاع دینا اور اس کے حقائق و معارف سے بہرہ ور کرنا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور یہ ایک صورت ہے مجاہدہ صحیحہ کی۔
(الحکم ۲۴ر اپریل ۱۹۰۴ء صٓ۱۲)

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا، جب اللہ تعالیٰ میں ہو کر انسان مجاہدہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی راہیں اس پر کھول دیتا ہے۔ پھر سچے علوم سے معرفت نیکی اور بدی پیدا ہوتی ہے اور خدا کی عظمت و جبروت کا علم ہوتا ہے۔ اور اس سے سچی خشیت پیدا ہوتی ہے۔
(الحکم ۳۱ر جنوری ۱۹۰۲ء صٓ۷)

کتاب اللہ پر ایمان بھی اللہ کے فضل اور ملائکہ ہی کی تحریک سے ہوتا ہے۔ اللہ کی کتاب پر عمل درآمد جو سچے ایمان کا مفہوم اصلی ہے چاہتا ہے محنت اور جہاد۔ چنانچہ فرمایا۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ یعنی جو لوگ ہم میں ہو کر مجاہدہ اور سعی کرتے ہیں۔ ہم ان پر اپنی راہیں کھول دیتے ہیں۔ یہ کیسی سچی اور صاف بات ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں اختلاف کے وقت انسان مجاہدات سے کام نہیں لیتا۔ کیوں ایسے وقت انسان ڈبدبہ اور تردّد میں پڑتا ہے۔ اور جب یہ دیکھتا ہے کہ ایک کچھ فتویٰ دیتا ہے اور دوسرا کچھ تو وہ گھبراجاتا اور کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ کاش وہ جَاهَدُوْا فِيْنَا کا پابند ہوتا تو اس پر سچائی کی اصل حقیقت کھل جاتی مجاہدہ کے ساتھ ایک اور شرط بھی ہے وہ تقویٰ کی شرط ہے۔ تقویٰ کلام اللہ کیلئے معلم کا کام دیتا ہے۔
(الحکم ۱۷ر جنوری ۱۹۰۳ء صٓ۱۵)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

۲ تا ۶ - الٓمّٓ ۝۲ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝۳ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۝۴ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۭ۬ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ۭ وَيَوْمَىِٕذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۵ بِنَصْرِ اللّٰهِ ۭ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝۶

فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ : بِضْعِ نَو سال تک بولا جاتا ہے[1]۔

فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ : ملک شام

يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ : یعنی اُس دن مومنوں کو بھی کفار کے مقابلہ میں فتح ہوگی۔ وہ فتح بدر میں ہوئی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸؍ اگست ۱۹۱۰ء)

۷ - وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۷

لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ : یعنی اس وعدہ کا خلاف نہیں ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض مواعید کسی اور رنگ میں پورے ہوتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸؍ اگست ۱۹۱۰ء)

---

[1] ۳ سے لیکر ۹ سال تک۔ دیکھیں تشحیذ الاذہان جلد ۸ ء۹ صفحہ ۲۷۳۔ مرتب

۱۰- اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَاۤ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ؕ ﴿۱۰﴾

وَاَثَارُوا الْاَرْضَ: ان لوگوں نے بڑے بڑے کام کئے۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر عالی شان مکان بنائے۔ اور پھر وہاں کنویں لگوائے۔
محی الدین ابن عربی فتوحات مکیہ میں لکھتے ہیں کہ ایک عمارت کے کتبہ سے معلوم ہوا کہ تیس لاکھ سال سے بنائی گئی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ راگست ۱۹۱۰ء)

۱۲- اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۲﴾

يَبْدَؤُا الْخَلْقَ: نابود کو بود کرتا ہے۔ لَمْ يَكُ شَيْئًا (مریم: ۶۸) سے ثابت ہوتا ہے کہ مادہ بھی خدا نے پیدا کیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ راگست ۱۹۱۰ء)
ثُمَّ يُعِيْدُهٗ: ہر وقت آدمی خلق میں رہتا ہے۔ ہر روز ہمارا گوشت پوست خون نیا ہوتا ہے (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۴۷۳)

۱۶- فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ﴿۱۶﴾

يُحْبَرُوْنَ: خوشی دئے جاتے ہیں۔ عزت دئے جاتے ہیں۔ نئی نئی

نعمت دیئے جاتے ہیں۔ (تشحیذالاذہان جلد ۸ ۔ ۹ صفحہ ۴۷۳)

۱۸ تا ۲۴ ۔ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿۲۳﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۲۴﴾

مِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ : بڑے بڑے مدبر اپنے عندیہ میں تدابیر کے ہر پہلو پر لحاظ کر کے مناسب وقت اور عین موافق لوازم کو مہیا کرتے ہیں۔ پھر نتائج سے محروم ہو کر اپنی کم علمی پر افسوس۔ مگر قانونِ قدرت کے مستحکم نظام کو دیکھ کر ہمہ قدرت ذاتِ پاک

کا لابد اقرار کرتے ہیں۔ سلیم الفطرت۔ دانا جب تمام اپنے اردگرد کی مخلوق کو بے نقص۔ کمال ترتیب۔ اعلیٰ درجہ کی عمدگی پر پاتے ہیں۔ ضرور بے تابی سے ایک علیم وخبیر قادر کے وجود پر گواہی دیتے ہیں فطرت کی اسی زبردست دلیل پر غور کرو۔ قرآن مجید کیسے الفاظ میں بیان فرماتا ہے۔

وَمِنْ اٰیٰتِہٖۤ اَنْ خَلَقَکُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَاۤ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ

اور اس کے نشانوں سے کہ تم کو مٹی سے پیدا کیا۔ پھر تم اچانک چلتے پھرتے آدمی ہو گئے

ان کلمات میں قرآن اُن آیات صانع حکیم کی طرف توجہ دلاتا ہے جو انسان کی ذات میں موجود ہیں۔

ان کلمات طیبات سے پہلے اور اس دلیل سے اوّل اللہ تعالیٰ نے اپنی قدوسیت ہر ایک نقص سے پاک ہر ایک صفتِ کاملہ کے ساتھ متصف ہونے کا اظہار اور عبادت کی تاکید کی ہے اور کہا ہے۔

فَسُبْحٰنَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ ۔ وَلَہُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْھِرُوْنَ

اللہ کی قدوسیت بیان کرو۔ جب تم شام کرتے اور جب تم صبح کرتے ہو اور اُسی کیلئے حمد ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور تیسرے پہر اور جب تم ظہر کرتے ہو۔

اس دعویٰ کا مدار وجودِ صانع پر تھا۔ اس لئے وجود صانع کی دلیل بیان فرمائی اور دلیل بھی ایسی دی جس سے یہ مطلب بھی ثابت ہو گیا۔

بیان دلیل یہ ہے کہ آدمی کو دو باتیں حاصل ہو رہی ہیں۔ اوّل شخص انسانی کا وجود اور اسکی بقا۔ دوم بقائے نوع جو مرد و عورت کے ملنے سے حاصل ہوتا ہے۔ پہلے انعام کی نسبت فرمایا کہ انسان اپنی اصل بناوٹ پر نظر کر کے دیکھیں کہ وہ مٹی سرد اور خشک ہے۔ اسی سرد و خشک سے تیری گرم اور تر جسمانی روح کو پیدا کیا اور عیاں ہے۔ کہ مٹی میں تو کوئی ادراک نہیں۔ حرکت ارادیہ نہیں۔ کوئی حیات نہیں۔ رنگت میں دیکھیں تو میلی گدری، وزن میں ثقیل۔ کثافت میں یکتا۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَلَہُ الْحَمْدُ۔ اسی مٹی کے ذرات سے مدرک متحرک بالارادہ۔ زندہ۔ نئی زندگی کے قابل انسان کی ایسی جسمانی رُوح بنا دی۔ جو کدورتوں سے پاک۔ ہلکا۔ پھلکا۔ اعلیٰ درجہ کا شفاف صاف نیّر جوہر ہے کس تحتانی حالت سے کس بلند درجے پر پہنچایا۔ پھر بے ریب وہ زبردست طاقت موجودہ اور بے تردد وہ قدوسیت اور حمد کے لائق ہے۔ یہ اُس یدِ قدرت کا نقش ہے جسے اللہ۔ یہوواہ۔ یزدان اُوم کنجک کہتے ہیں۔ بناءً علیٰ ھذا اس مبارک آیت کو پڑھو اور مانو فَسُبْحٰنَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَہُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْھِرُوْنَ

پھر اس مٹی غیر مدرک ۔غیر متحرک سے انسان کی بقائے نوع اور اس کے آرام کیلئے اُسی کی جنس کی بی بی بنائی۔ اور اپنے اس ارادہ کو جو دونوں کے باہمی تعلق کی نسبت تھا۔ غور کرو۔ کن پیارے پیارے الفاظ میں بیان فرمایا۔

وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً ۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ۔

اور اس کے نشانوں سے ہے کہ تم ہی میں سے تمہارے واسطے جوڑا بنایا تاکہ تم اس سے آرام پکڑو اور تمہارے درمیان دوستی اور رحمت ڈال دی۔ یقیناً اس میں سوچنے والوں کے واسطے نشانیاں ہیں

پھر انسانی صفات کی طرف انسانی فطرت کو توجہ دلاتا اور فرماتا ہے۔

وَمِنْ اٰیٰتِہٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِکُمْ وَاَلْوَانِکُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ ۔

اور اس کے نشانوں سے ہے پیدا کرنا آسمانوں اور زمین کا اور اختلاف تمہاری بولیوں اور تمہارے رنگوں کا ۔یقیناً اس میں عالموں کیلئے نشانیاں ہیں۔

مگر یاد رہے ۔ انسانی صفات ایک تقسیم میں دو قسم ہوا کرتے ہیں ۔ایک قسم انسان کے اعراضِ لازمہ اور دوسری قسم انسان کے اعراضِ مفارقہ ۔انسان کے اعراض لازمہ میں اسکی رنگت ۔ بول چال اشکال وخطوط ہیں۔ ان ترابی ذرات سے مختلف انسان اگر ایک ہی رنگت ایک ہی آواز۔ ایک ہی بول چال۔ ایک قسم کی اشکال اور خطوط رکھتے ۔ تو کیا ہم دوست کو دشمن سے ممتاز کر لیتے ؟ کیا رات میں بلکہ دن میں کچھ اپنے اور پرائے کا تفرقہ کر سکتے ؟ ہرگز ہرگز نہیں! پس جس غالب طاقت نے یہ تفرقہ کر دیا وہ معدوم نہیں۔ بلکہ وہ موجود اور اس قابل ہے کہ اس کی نسبت کہیں سُبْحٰنَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَہُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔

اور انسانی شخص کے اعراضِ مفارقہ میں سونا اور جاگنا۔ حرکت ۔ سکون ۔ کمانا ۔ وغیرہ وغیرہ ہیں جن کی طرف اشارہ فرماتا ہے ۔

وَمِنْ اٰیٰتِہٖ مَنَامُکُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَابْتِغَآؤُکُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ ۔

اور اس کے نشانوں سے تمہارا رات کو سونا اور دن کو اس کے فضل کو تلاش کرنا یقیناً اس میں نشانیاں ہیں سننے والوں کیلئے۔

وَلَهُ الْحَمْدُ۔ جیسے فَسُبْحٰنَ اللّٰہِ سے سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ پڑھنے کا ارشاد معلوم ہوتا ہے۔ ایسا ہی نماز میں اَلْحَمْدُ پڑھنے کا حکم ہے۔
یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ : اچھوں سے بُرے اور بُروں سے اچھے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔

مِنْ تُرَابٍ : مٹی میں بیج بوتے ہیں۔ کھیتیاں پکتی ہیں۔ وہ کھاتے ہیں۔ خون پیدا ہوتا ہے پھر نطفہ۔ پھر انسان۔
مِنْ اَنْفُسِکُمْ : تمہاری جنس سے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ راگست ۱۹۱۰ء)
لِتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا : یاد رکھو بیبیاں اس لئے ہیں کہ ان سے آرام پاؤ۔ بہت بدبخت ہیں وہ جو بی بی کو دکھ سمجھیں۔
مَوَدَّۃً : ان کے ذریعے دو مختلف خاندانوں میں باہمی محبت بڑھتی ہے۔
رَحْمَۃً : بی بی پر رحم کرو۔ وہ تمہارے مقابل میں بہت کمزور ہے۔ لطیف پیرائے میں ادب سکھاؤ
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ راگست ۱۹۱۰ء)
لِتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا : بیاہ کے بعد اگر خدا چاہے تو انسان کو آرام آتا ہے۔ انسان کی آنکھ ناک کان وغیرہ بدی کی طرف راغب نہیں ہوتے۔ سکونِ قلب حاصل ہو جاتا ہے۔ نکاح آرام کیلئے ہوتا ہے بے آرامی کیلئے نہیں ہوتا
میں نے خود کئی بیاہ کئے ہیں۔ ہر بیاہ میں مجھے بہت آرام ملا۔ وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً۔
(بدر حصہ دوم ۵ ر دسمبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۸۹)
ہندوستان میں لوگ عورتوں کو فرائض شادی و نکاح کے علم نہیں سکھاتے۔ یہاں تک کہ حیض و نفاس تک کے امراض کی عورتوں کو خبر نہیں ہوتی کہ یہ کیا بلاء ہے۔ اور کس بلاء کا نام ہے۔ تعلیم و تربیت عورتوں کی بہت کم رہ گئی ہے۔ مرد چاہتا ہے۔ جیسا کہ میں نے ہومر اور شیکسپیئر اور اَور لوگوں کے ناول پڑھے ہیں۔ میری بیوی بھی ایسی ہی ہو۔ اور ایسے ہی نازو نخرے میری عورت کو بھی آتے ہوں جیسے کہ اکثر ناولوں میں پڑھ چکا ہوں۔ ہمارے مولیٰ کو چونکہ یہ سب باتیں معلوم تھیں۔ اس لئے اس نے لِتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا فرمایا ہے یعنی شادی سے تم کو بڑا آرام ہوگا اور چونکہ عورتیں بہت نازک ہوتی ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان سے ہمیشہ رحم و ترس سے کام لیا جائے اور ان سے خوش خلقی اور حلیمی برتی جائے مجھے پنجاب اور ہند کی عورتوں پر خاص کر ترس آتا ہے کہ یہ بیچاری ہر ایک کام سے ناواقفیت رکھتی ہیں

عرب کی عورتیں بڑی آزاد ہوتی ہیں اور وہ اپنے حقوق طلب کرنے میں بڑی ہوشیار ہوتی ہیں۔

(البدر یکم مئی ۱۹۱۳ء کلام امیر)

وَاَلْوَانِكُمْ: کسی نے ایک بزرگ سے کہا کہ شطرنج بھی ایک عجیب کھیل ہے کہ ہر آدمی نئی کھیل کھیلتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اس سے بڑھ کر عجیب انسان کا چہرہ ہے۔ اتنی سی جگہ ہے اور آدم سے لیکر ایندم تک مختلف۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸/ اگست ۱۹۱۰ء)

وَطَمَعًا: ہزاروں قسم کے موذی جرم اس بجلی کی چمک سے مرتے ہیں اور کئی قسم کے فاسد مولد تباہ ہوتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸/ اگست ۱۹۱۰ء)

۲۵، ۲۶- وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ۭ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ڰ مِّنَ الْاَرْضِ ڰ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴿۲۶﴾

اور اس کے نشانوں سے ہے کہ بیم و امید کی خاطر تمہیں بجلی دکھاتا ہے اور بادل سے پانی اتارتا ہے۔ پھر اس سے زمین کو مر جانے سے پیچھے زندہ کرتا ہے۔ یقیناً اس میں عقلمندوں کیلئے نشانیاں ہیں۔ اور اس کے نشانوں سے ہے کہ آسمان اور زمین اس کے امر سے قائم ہیں۔ پھر جب تم کو ایک ہی پکار سے پکارے گا۔ اچانک تم زمین سے نکل پڑو گے۔

(تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۱۴۷-۱۵۷)

۲۸- وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَ هُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ؕ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۸﴾

اَهْوَنُ عَلَيْهِ: جب کچھ نہ تھے تو بنایا۔ تو اب جب کچھ ہو چکے۔ پھر بنانا اُس ذات پر آسان ہے۔ جس نے "جب کچھ نہ تھے" تو تمہیں بنالیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ راگست ۱۹۱۰ء)

۲۹- ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۹﴾

هَلْ لَّكُمْ: تم اپنے غلاموں کو اپنے ساتھ برابر کا شریک قرار نہیں دیتے اور نہ تم ان سے اب ڈرتے ہو جیسے اپنے غیروں سے۔ تو اللہ کے کاموں میں مخلوق برابر کیونکر ہو سکتی ہے۔

لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کئی طرح پر توحید سکھاتا ہے۔ بعض وقت اسکی تدابیر کو مفید و بابرکت نہیں ہونے دیتا۔ اور جس راستہ سے اس کو رزق ملتا ہے۔ اسے بند کر دیتا ہے تا وہ سمجھ لے۔ کہ یہ تمام آمد خدا کے فضل سے ہے۔ کسی کی لیاقت قابلیت یا کسی کی امداد کا نتیجہ نہیں یہ نکتہ حضرت صاحب نے مجھے بتایا تھا " مومن کو چاہیئے کہ ایسے موقعوں میں اللہ کی حکمتوں پر ایمان لائے اور گھبرائے نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ راگست ۱۹۱۰ء)

۳۱- فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ

ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۱﴾

پس درست رکھ مخاطب اپنے آپکو سچے دین پر اور وہ یہ ہے۔ کہ انسان سب سے قطع تعلق کرکے اللہ تعالیٰ کی طرف جُھک جاوے اور تمام اقوال و افعال۔ حرکات وسکنات اسکی محبت سے صادر ہوں۔ یہی الٰہی فطرت کے مطابق بات ہے۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا۔ الٰہی اندازہ کو بدلانہ چاہیئے۔ یہی پکا اور ٹھیک دین ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ صـ۲۵۲ صـ۲۵۳)

فِطْرَتَ النَّاسَ عَلَيْهَا: اسلام کے تمام احکام فطرت کے مطابق ہیں۔ مصنوع ہے۔ صانع کی طرف اعمال کی جزاء کا اعتقاد۔ ہر چیز کا ایک اندازہ میں ماننا۔ اندرونی تحریکوں کا تتبع ہونا سب ملتے ہیں۔ اور یہی اصولِ اسلام ہیں۔ چور و ڈاکو زانی اپنے لئے وہ فعل پسند نہیں کرتا۔ جو دوسروں سے کرتا ہے۔ یہ فطرت کی گواہی ہے اسلام کے احکام پر۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صـ۴۷۳)

۳۲- مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۳۲﴾

وَكَانُوْا شِيَعًا: خوب یاد رکھو۔ کہ اسلام ایک ہی راہ ہے۔ دو ہرگز نہیں۔ یہ راہِ حق کی تڑپ دلی دعاؤں۔ صدقہ وخیرات۔ تقویٰ سے ملتی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ راگست ۱۹۱۰ء)

۴۲- ظَهَرَ الْفَسَادُ فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِى النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِىْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۲﴾

ظَهَرَ: غالب ہوگیا ہے۔

فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ: پہاڑوں۔ ملکوں۔ پانی کے کناروں۔ جزیروں میں لوگوں کی بدعنوانیاں بڑھ گئی ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ راگست ۱۹۱۰ء نیز الحکم ۱۰ ستمبر ۱۹۰۲ء صـ۷)

ایک وہ وقت ہوتا ہے کہ جب دنیا میں اندھیرا ہوتا ہے اور ہر قسم کی غلطیاں اور غلط کاریاں پھیلی ہوئی ہوتی ہیں۔ خدا کی ذات پر شکوک۔ اسماء الٰہیہ میں شبہات۔ افعال اللہ سے بے اعتنائی اور مسابقت فی الخیرات میں غفلت پھیل جاتی ہے۔ اور ساری دنیا پر غفلت کی تاریکی چھا جاتی ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا کوئی برگزیدہ بندہ اہلِ دنیا کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے اور اپنے مولیٰ کی عظمت و جبروت دکھانے۔ اسماء الٰہیہ و افعال اللہ سے آگاہی بخشنے کے واسطے آتا ہے۔ تو ایک کمزور انسان تو ساری دنیا کو دیکھتا ہے کہ کس رنگ میں رنگین اور کس دُھن میں لگی ہوئی ہے۔ اور اس مامور کی طرف دیکھتا ہے کہ وہ سب سے الگ اور سب کے خلاف کہتا ہے۔ کل دُنیا کے چال چلن پر اعتراض کرتا ہے۔ نہ کسی کے عقائد کی پرواہ کرتا ہے نہ اعمال کا لحاظ۔ صاف کہتا ہے۔ کہ تم بے ایمان ہو اور نہ صرف تم بلکہ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ سارے دریاؤں جنگلوں۔ بیابانوں۔ پہاڑوں اور سمندروں اور جزائر۔ غرض ہر حصہ دنیا پر فساد مچا ہوا ہے۔ تمہارے عقائد صحیح نہیں۔ اعمال درست نہیں۔ علم بودے ہیں اعمال ناپسند ہیں۔ قویٰ اللہ تعالیٰ سے دور ہو کر کمزور ہو چکے ہیں۔ کیوں! بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ تمہاری اپنی ہی کرتوتوں سے۔ پھر کہتا ہے۔ دیکھو میں ایک ہی شخص ہوں۔ اور اس لئے آیا ہوں کہ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا۔ لوگوں کو ان کے بدکرتوتوں کا مزہ چکھا دیا جاوے۔ بہت سی مخلوق اس وقت ایسی ہوتی ہے کہ ان کے عدم اور وجود کو برابر سمجھتی ہے اور بہت سے ایسے ہوتے ہیں کہ بالکل غفلت ہی میں ہوتے ہیں۔ انہیں کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ کیا ہو رہا ہے۔ اور کچھ مقابلہ و انکار پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور کچھ ایسے ہوتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنی عظمت و جبروت دکھانا چاہتا ہے۔ وہ ان لوگوں کے مقابلہ میں جو مال و دولت کنبہ اور دوستوں کے لحاظ سے بہت ہی کمزور اور ضعیف ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے رؤسا اور اہل تدبیر لوگوں کے مقابلہ میں ان کی کچھ ہستی ہی نہیں ہوتی۔ یہ اس مامور کے ساتھ ہو لیتے ہیں۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ یعنی ضعفاء سب سے پہلے ماننے والے کیوں ہوتے ہیں؟ اس لئے کہ اگر وہ اہلِ دُوَل مان لیں تو ممکن ہے خود کہہ دیں۔ کہ ہمارے ایمان لانے کا نتیجہ کیا ہوا۔ دولت کو دیکھتے ہیں۔ املاک پر نگاہ کرتے ہیں۔ اپنے اعوان و انصار کو دیکھتے ہیں۔ اس لئے خدا کی عظمت و جبروت اور ربوبیت کا ان کو علم نہیں آسکتا۔ لیکن جب ان ضعفاء کو جو دنیوی اور مادی اسباب کے لحاظ سے تباہ ہونے کے قابل ہوں عظیم الشان انسان بنا دے اور اُن رؤسا اور اہل دُوَل کو ان کے سامنے تباہ اور ہلاک کر دے تو اسکی عظمت و جلال کا کارصاف نظر آتی ہے۔

غرض یہ بستر ہوتا ہے کہ اوّل ضعفاء ہی ایمان لاتے ہیں۔ اس دُبدھا کے وقت جبکہ ہر طرف سے

شورِ مخالفت بلند ہوتا ہے۔ خصوصاً بڑے لوگ سخت مخالفت پر اُٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔ کچھ آدمی ہوتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے چُن لیتا ہے اور وہ اس راستباز کی اطاعت کو نجات کیلئے غنیمت اور مرنے کے بعد قربِ الٰہی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اور بہت سے مخالفت کیلئے اٹھتے ہیں جو اپنی مخالفت کو انتہاء تک پہنچاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد آجاتی ہے۔ اور زمین سے آسمان سے دائیں سے بائیں سے غرض ہر طرف سے نصرت آتی ہے اور ایک جماعت تیار ہونے لگتی ہے۔ اس وقت وہ لوگ جو بالکل غفلت میں ہوتے ہیں اور وہ بھی جو پہلے عدم و وجود مساوی سمجھتے ہیں آ آکر شامل ہونے لگتے ہیں۔ وہ لوگ جو سب سے پہلے ضعف و ناتوانی اور مخالفت شدیدہ کی حالت میں آکر شریک ہوتے ہیں انکا نام سابقین اوّلین، مہاجرین اور انصار رکھا گیا۔ مگر ایسے فتوحات اور نصرتوں کے وقت جو آکر شریک ہوئے ان کا نام ناسؔ رکھا ہے۔

یاد رکھو جو پودا اللہ تعالیٰ لگاتا ہے اسکی حفاظت بھی فرماتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ دنیا کو اپنا پھل دینے لگتا ہے لیکن جو پودا احکم الحاکمین کے خلاف اس کے منشاء کے موافق نہ ہو اس کی خواہ کتنی ہی حفاظت کی جاوے وہ آخر خشک ہو کر تباہ ہو جاتا ہے۔ اور ایندھن کی جگہ جلایا جاتا ہے۔ پس وہ لوگ بہت ہی خوش قسمت ہیں جن کو عاقبت اندیشی کا فضل عطا کیا جاتا ہے۔

(الحکم ۷؍ فروری ۱۹۰۲ء صفحہ ۶)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

یہ سورۃ قرآن شریف کی پہلی سورۃ بقرہ کے ساتھ مضامین میں بہت ملتی ہے۔ ترتیب عبارت اور الفاظ اکثر دونوں سورتوں کے ایک ہی ہیں۔ ناظرین مقابلہ کر کے دیکھیں اور لطف اٹھائیں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ر اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

۲ تا ۴۔ الٓمّٓ ۚ﴿۲﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۙ﴿۳﴾ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۙ﴿۴﴾

الٓمّٓ : اَنَا اللّٰهُ اَعْلَمُ
اَلْحَكِيْمِ : حق و حکمت سے بھری ہوئی۔ بڑی مضبوط باتوں والی۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵ر اگست ۱۹۱۰ء)

لِلْمُحْسِنِيْنَ : جن میں احسان کا مادہ ہے۔ ان کیلئے ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان کے معنے کئے ہیں۔ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ وَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ (الحدیث) ۲۔ دوسروں سے سلوک و نیکی۔ ایک یہودی کسی مسلمان کے پڑوس رہتا اور کوٹھے پر جانوروں کو دانے ڈالتا تھا۔ اس مسلمان نے کہا کہ تیرا عمل بے فائدہ ہے۔ مگر آخر اُسی نے اُسے مکّہ کا حج کرتے دیکھا اور یہودی نے جتایا کہ اس خیرات کا اجر ہے۔

۳۔ ایک صحابی نے اپنی اونٹوں کی قربانی کا ذکر کر کے حضور نبویؐ میں عرض کیا کہ وہ شاید قبول نہ ہوئی فرمایا۔ اَسْلَمْتَ عَلٰى مَا اَسْلَفْتَ۔

۴۔ ایک بدکار نے کتے کو دیکھا۔ کیچڑ چاٹ رہا ہے۔ اس نے رحم کر کے موزہ اتارا اور کنوئیں سے بھر کر اسے پانی پلایا۔ خدا نے نیکی کی راہ پر ایسا ڈالا کہ وہ جنتی ہوگیا (الحدیث) پس احسان کرنے والوں کو قرآن مجید خوب موجبِ ہدایت و رحمت ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵ر اگست ۱۹۱۰ء)

۵،۶- الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝

سورۂ بقر کے ابتداء میں بھی قریباً یہی آیات ہیں۔ میں نے دیکھا ہے۔ ۱۔ جو لوگ دعاؤں کے قائل نہیں ۲۔ غیب الغیب رنگ میں کسی مالک خاص کے قائل نہیں ۳۔ داد و دہش کی عادت نہیں رکھتے وہ کبھی کتب الٰہیہ سے متمتع نہیں ہوتے۔ اسی واسطے فرمایا۔ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (بقرہ ۲:۳،۴)

سورۂ یوسف میں ہے۔ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ (یوسف ۲۳) جس سے ظاہر ہے۔ کہ ہر محسن کو حکم و علم بخشا جائے گا۔

بِالْاٰخِرَةِ: جزاو سزا "غیب" میں ہے۔

عَلٰى هُدًى: ہدایت پر سوار ہو جاتے ہیں۔ اور منزلِ مقصود پر مظفر و منصور پہنچیں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵ر اگست ۱۹۱۰ء)

۷- وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ۝

لَهْوَ الْحَدِيْثِ: ایسی باتیں جن سے جناب الٰہی سے غفلت ہو جائے۔ راگ۔ سرود بالخصوص اس کے معنے لینے اپنے اپنے ملک کے حالات کے مطابق ہیں۔

بِغَيْرِ عِلْمٍ: ناسمجھی سے۔

هُزُوًا: ہلکا (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵ر اگست ۱۹۱۰ء)

لَهْوَ الْحَدِيْثِ: ایسی بات جو انسان کو خدا سے غافل کر دے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک کافر نضر بن حارث نام تھا۔ جو لوگوں کو کہتا کہ تم قرآن سننے کیا جاتے ہو آؤ میں تم کو

رستم و اسفندیار کے قصے سناؤں۔ جو بڑے لمبے اور بہت عجائب ہیں۔ اس زمانہ کے اکثر ناول نویس اور قصہ خواں اس نضر بن حارث کے روحانی شاگرد ہیں جو بیہودہ قصوں میں لوگوں کو مصروف کر کے حکمت کی سنجیدہ باتوں سے دور ڈال دیتے ہیں۔ (بدر ۲۴ر اگست ۱۹۰۵ء صؔ۳)

۸- وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝

فَبَشِّرْهُ ؛ کھول کر خبر دو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵ر اگست ۱۹۱۰ء)

۱۱- خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَ اَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَ بَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۚ وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝

اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ: مَید چکر کو کہتے ہیں۔ پس اس کے معنے ہوئے کہ زمین پر پہاڑ بھی گردشِ روزانہ اور سالیانہ میں تمہارے ساتھ چکر کھاتے ہیں۔

۲۔ مید۔ غذا کو کہتے ہیں۔ جس صورت میں یہ معنے ہوئے ہیں کہ زمین پر پہاڑی علاقے اس واسطے بنائے کہ تم کو غذا پہنچائیں۔ چنانچہ دریا بھی پہاڑوں سے ہی نکلتے ہیں اور پہاڑوں پر اکثر درخت اور میوے ہوتے ہیں۔ اور کنوئیں کا پانی بھی انہیں کی فروعات ہیں۔

۳۔ مَید پیس ڈالنے کو کہتے ہیں جس سے ہندی لفظ میدہ نکلا ہے اس صورت میں یہ معنے ہوئے کہ زمین پر پہاڑ اس واسطے رکھے گئے ہیں کہ جب زمین نافرمانوں سے بھر جائے تو پہاڑ اپنی آتش فشانی اور زلازل کے ساتھ بعض باغیوں کو پیس ڈالیں۔ جیسا کہ ہمیشہ ہوتا رہا ہے۔ تاکہ دوسروں کو عبرت ہو۔ اسی واسطے یہود کی مغضوبیت کو فرمایا۔ نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَ خَلْفَهَا وَ

مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ (بقرہ: ۶۷) (بدر ۲۴ اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا: ایسا ستون نہیں جو تم دیکھ سکو۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸، ۹ صفحہ ۴۷۳)

۱۳۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۱۳﴾

الْحِكْمَةَ: نہایت مضبوط بات جس کا انجام بخیر ہو۔ جموّں میں ایک شخص تھا جس نے علموں کی تعریفیں یاد کر رکھی تھیں۔ اکثر اہل علم کا اس ذریعہ سے امتحان کر کے ان کو برسرِ محفل نادم کیا کرتا ایک دن مجھ سے بھی سوال کیا۔ کہ حکمت کی جامع مانع تعریف کیا ہے۔ میں نے سورہ بنی اسرائیل کا رکوع ۴ کا ترجمہ سنا دیا۔ اس کے اخیر میں ہے۔ ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ (آیت: ۴۰) سُن کر دم بخود رہ گیا۔

اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ: شکر کرنے سے نعمت بڑھتی ہے۔ فرمایا لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (ابراہیم: ۸) تم شکر کرو گے تو قسم ہے ہمیں اپنی ذات کی کہ ہم ضرور بڑھ چڑھ کر دیں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵ اگست ۱۹۱۰ء)

اَلْحِكْمَةَ: یہ لفظ ان الفاظ میں سے ہے جن کے معانی عام استعمال میں ٹھیک نہیں لئے گئے۔ آجکل کے محاورہ میں حکمت طبابت کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے لقمان کو حکمت دی اور اس حکمت کی ابتداء یہ ہے کہ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ۔ اللہ کا شکر گزار ہو۔

(بدر ۲۴ اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

ان آیاتِ کریمہ پر غور فرمائیے اور داد دیجئے۔ نہ صرف داد بلکہ قبول فرمائیے۔ میں آپکو حق کی طرف بلاتا ہوں اور بے انصافی کے سخت وبال سے آگاہ کرتا ہوں۔ دیکھو۔ مرنا ہے۔ اور بھلائی اور برائی کا نتیجہ پانا ہے۔ کیا یہ دور از قیاس ہے۔ انصاف سے کہئے۔ بلکہ یہ تمام قصہ بھلائیوں کا مجموعی عطر ہے ہاں بُت پرست ناشائستہ کج خُلق آدمی اس کو دور از قیاس کہے تو ممکن ہے۔

(تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۶۴)

۱۴ - وَإِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۖ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۴﴾

ہم نے لقمان کو حکمت (اپنی پہچان) دی کہ تو اللہ کا شکر گزار ہو اس لئے کہ جو شکر گزار ہوا اس میں اسکا اپنا فائدہ ہے۔ اور جس نے کفرانِ نعمت کیا وہ جان لے کہ اللہ غنی ہے تعریف کیا گیا۔ اور جب لقمان نے وعظ کرتے ہوئے اپنے بیٹے سے کہا۔ اے پیارے بیٹے اللہ سے شرک مت کر کیونکہ شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ صد ۶۳)

حضرت لقمان کی نصیحت بیٹے کیلئے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں درج فرمایا ہے۔ تاکہ لوگ اس پر عمل کریں۔ اس میں دس احکام ہیں۔

۱۔ شرک سے مجتنب رہو ۲۔ والدین سے حسنِ سلوک کرو۔ سوائے حکمِ شرک کے ان کے سب حکم مانو ۳۔ علمِ الٰہی پر ایمان رکھو کہ وہ تمہاری ہر حرکت سے واقف ہے۔ ۴۔ نماز قائم رکھو ۵۔ بھلی بات کا حکم دو ۶۔ بُری باتوں سے منع کرتے رہو ۷۔ لوگوں کے ساتھ تکبر سے پیش نہ آؤ ۸۔ زمین پر اکڑ کر نہ چلو ۹۔ ہر ایک معاملہ میں میانہ روی اختیار کرو ۱۰۔ اپنی آواز کو دھیما رکھو۔

اسمیں دوسرا حکم والدین کے ساتھ سلوک کرنے کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت ہی تاکیدی ہے اور شرک سے اجتناب کے بعد سب سے زیادہ ضروری حکم یہی ہے۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے اس وصیت نامہ میں اس حکم کو خاص اپنی طرف منسوب کیا ہے اور اسکے دلائل بیان کئے اور دوسرے احکام کی نسبت اسکی زیادہ تفصیل کی ہے۔

چونکہ یہ وصیت نامہ حضرت لقمان کا صرف اپنے بیٹے کیلئے تھا اور بیٹا ہی اس وقت مخاطب تھا اس واسطے ممکن ہے کہ حضرت لقمان نے ان حقوق کا ذکر چھوڑ دیا ہو جو خود انہی کے متعلق تھے۔ اور پسند نہ کیا ہو کہ اپنے بیٹے کو یہ کہیں کہ تو میری ایسی اطاعت کر اور ایسی خدمت کر لیکن اللہ تعالیٰ نے جب یہ وصیت تمام دنیا کی ہدایت کے واسطے اپنی پاک کتاب میں درج فرمائی تو یہ ضروری حکم بھی اس کے اندر درج فرمایا۔

إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ: تحقیق شرک بڑا ظلم ہے! کسی ادنیٰ کو اعلیٰ خطاب دینا یا اعلیٰ کو ادنیٰ خطاب دینا۔ پیادہ کو بادشاہ کہنا اور بادشاہ کو پیادہ کہنا ایک ظلم ہے باوجودیکہ پیادہ اور بادشاہ ہر دو انسان ہیں اور ایک جیسا جسم رکھتے ہیں اور ممکن ہے کہ کبھی بادشاہ پیادہ بن جائے

یا پیادہ بادشاہ بن جائے۔ پھر کس قدر ظلم ہوگا۔ کہ پتھر۔ مورت۔ عناصر۔ اشجار۔ حیوان یا انسان کو معبود بنادیا جاوے۔ حالانکہ ان میں اتنا بڑا فرق ہے۔ کہ کوئی مناسبت ان کے درمیان ممکن نہیں ہے۔ ایک ہندو نے ایک دفعہ شرک کی تردید میں ایک حکمت کا کلمہ بولا۔ اس نے کہا کہ چوہڑا اور میرا باپ دونوں انسان ہیں، اور ہر دو یکساں آنکھیں۔ ناک۔ منہ وغیرہ اعضاء رکھتے ہیں۔ اور بہت سی باتوں میں ایکدوسرے کی مانند ہیں۔ لیکن پھر اگر کوئی مجھے کہے کہ تیرا باپ چوہڑا ہے تو مجھے اس قدر رنج اور دکھ ہوتا ہے جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ جب ہمارا یہ حال ہے تو کسی پتھر کی مورت یا عاجز انسان کو معبود کہنا یا معبود بنانا کیسا سخت جرم اور بھاری ظلم ہے۔! .... (بدر ۲۴ر اگست ۱۹۰۵ء صہ ۴)

تین بار مجھ سے یہ سوال پوچھا گیا کہ شرک کیا چیز ہے۔ اس سوال سے مجھے رنج بھی ہوا۔ تعجب بھی افسوس بھی۔

قرآن کریم سارا اس کے رد سے بھرا ہوا ہے۔ پھر شرک کے سب سے بڑے دشمن رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے شرک کا پتہ لگ سکتا ہے۔

شرک وہ بری چیز ہے کہ اسکی نسبت خدا نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ! پھر بھی مسلمان اس کے معنے نہ سمجھیں تو افسوس ہے۔

سب سے پہلا کلام جو انسان کے کان میں بوقت پیدائش و بلوغ ڈالا جاتا ہے وہ شرک کی تردید میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے۔ یہ ایک بحث ہے کہ کان بہتر ہیں یا آنکھیں یہ وہ کے کان میں اذان کہنے کی سنت سے یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ اگر یہ لغو فعل ہوتا تو کبھی رسولؐ کی سنتِ مؤکدہ نہ بنتا۔ یقظہ نومی جو بیماری ہے۔ اسکے عجائبات سے بھی اس کی حکمتیں معلوم ہو سکتی ہیں۔

غرض پہلا حکم کانوں کیلئے نازل ہوا اور انبیاء بھی اسی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی اشاعت کیلئے آئے اور خدا کی آخری کتاب نے بھی اسی کلمہ کی اشاعت کی اور جس کتاب سے میں نے دینی امور کی طرف خصوصیت سے توجہ کی۔ اس میں بھی اسی پر زیادہ بحث ہے۔

چونکہ بعض لوگ حکیموں کی بات کو بہت پسند کرتے ہیں۔ اور ان کے کلمہ کا ان کی طبیعت پر خاص اثر ہوتا ہے۔ اس لئے یہاں ایک حکیم کی نصیحت کو بیان کیا ہے۔ اور یہ بھی مسلّم ہے کہ آدمی اپنی اولاد کو وہی بات بتاتا ہے جو بہت مفید ہو اور مضر نہ ہو۔

شرک عربی زبان میں کہتے ہیں۔ ساجھ کرنے کو۔ کسی سے کسی کے ساتھ ملانے کو۔ تو مطلب یہ ہوا۔ کہ اللہ کے ساتھ کسی کو جوڑی نہ بناؤ۔ ایک مقام پر فرمایا ہے۔ ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّہِمْ

يَعۡدِلُوۡنَ (الانعام:۲) کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے برابر اسکی ذات میں کسی دوسرے کو بھی مانتا ہے۔ یہ شرک میں نے کسی سے نہیں سُنا۔ ثنوی ایک فرقہ ہے جو کہتے ہیں۔ دنیا کے دو خالق ہیں۔ ایک ظلمت کا، ایک نُور کا مگر برابر وہ بھی نہیں کہتے۔

خدا نے فرمایا کہ اَمَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ (النمل:۶۱) تو کفارِ مکہ بڑے مشرک تھے۔ انہوں نے بھی کہا۔ اللہ۔ اسی طرح ان کے جاہلیت کے شعروں میں اللہ کا لفظ کسی اور پر نہیں بولا گیا۔

پھر شرک کیا ہے۔ جس کے واسطے قرآن شریف نازل ہوا؟ سنو! دوسرا مرتبہ صفات کا ہے اللہ تعالیٰ ازلی ابدی ہے۔ سب چیزوں کا خالق ہے۔ وہ غیر مخلوق ہے۔ پس یہ صفات کسی غیر کے لئے بنانا شرک ہے۔

آریہ قوم نے پانچ ازلی مانے ہیں۔ ۱۔ اللہ قدیم ازلی ہے ۲۔ روح ازلی ہے ۳۔ مادہ ازلی ہے ۴۔ زمانہ ازلی ہے ۵۔ فضاء ازلی ہے۔ جس میں یہ سب چیزیں رکھی ہیں۔ اس واسطے یہ قوم مشرک ہے۔

عیسائی قوم نے کہا ہے کہ بیٹا ازلی ہے باپ ازلی ہے۔ روح القدس ازلی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَقَدۡ كَفَرَ الَّذِيۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ

ایک قوم ہے جو اللہ تعالیٰ کے علم میں اور تصرّف میں کسی مخلوق کو بھی شریک بناتی ہے۔ یہ بدبختی ہے مسلمانوں میں بھی ایسا فرقہ ہے۔ جو کہ پیر پرست ہے حالانکہ رسول کریمؐ سے بڑھ کر کوئی نہیں اور وہ فرماتا ہے لَاۤ اَعۡلَمُ الۡغَيۡبَ (الانعام:۵۱) اور لَوۡ كُنۡتُ اَعۡلَمُ الۡغَيۡبَ لَاسۡتَكۡثَرۡتُ مِنَ الۡخَيۡرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوۡٓءُ (الاعراف:۱۸۹) پس کسی اَور وَلی کو کبھی یہ قدرت حاصل ہو سکتی ہے۔ کہ اسے جانی جان کہا جاوے اور یہ سمجھا جاوے کہ وہ حاضر و غیب ہماری پکار سنتے ہیں۔ یہ جواب جو دیا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو علمِ غیب یا تصرف دے دیا ہے۔ صحیح نہیں کیونکہ شرک کے معنے ہیں۔ ساجھی بنانا۔ خود بن جاوے یا دینے سے بنے۔ یاد رکھو۔ اللہ کا علم ایسا وسیع ہے کہ بشر اس کے مساوی ہو ہی نہیں سکتا۔ جو نشان اللہ تعالیٰ نے اپنی الوہیت کیلئے بطور نشان رکھے ہیں۔ وہ کسی اَور میں نہیں بنانے چاہئیں۔ بڑا نشان تذلّل کا ہے سجدہ اس سے بڑھ کر اور کوئی عاجزی نہیں۔ زمین پر گر پڑے۔ اب آگے اَور کہاں کدھر جاویں۔ فرماتا ہے لَا تَسۡجُدُوۡا لِلشَّمۡسِ وَلَا لِلۡقَمَرِ وَاسۡجُدُوۡا لِلّٰهِ الَّذِيۡ خَلَقَهُنَّ (حٰم سجدہ:۳۸) پس جو غیر کو سجدہ کرے وہ مشرک ہے ....

قرآن شریف نے ایک اَور شرک کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ

يَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرہ : ۶۶)
یعنی جیسا پیار اللہ سے کرتے ہو۔ یہ کسی اور سے کرنا خدا کا شریک بنانا ہے۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا ۔ ند بنانا یوں ہے کہ مثلاً ایک طرف آواز آرہی ہے حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اور دوسری طرف کوئی اپنا مشغلہ جس کو نہ چھوڑا تو یہ بھی شرک ہے۔

اس سلسلہ میں آخری شرک کا نام لیتا ہوں اور وہ ریاء ہے۔ اس سے بچنا چاہیئے۔

حضرت صاحب سے مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے پوچھا تو آپؑ نے فرمایا۔ جیسا تم لوگوں کو کسی گھوڑی وغیرہ کے سامنے ریاء نہیں آسکتا۔ اسی طرح ماموران الٰہی کو لوگوں کے سامنے ریاء نہیں آتا۔ ان تمام شرکوں کا رد اسی کلمہ میں ہے۔ جو بہت چھوٹا ہے۔ مگر بہت عظیم۔ اور میرا ایمان ہے کہ اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ توحید کامل نہ ہوتی اگر اس کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ نہ ہوتا کیونکہ دنیا نے ہادیوں کو خدا کہنا بھی شروع کر دیا۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے عاجز اور خاکسار انسان کو خدا بنایا گیا کرشن جیسے خدا کے محب کو بھی ایسا ہی سمجھا گیا۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاں ہم پر اور احسان کئے ہیں وہاں یہ بھی کیا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رکھ دیا۔ تاکہ آپ کی اُمت کبھی اس ابتلاء میں نہ پڑے اور جب آپؐ بندے تھے تو آپؐ کے خلفاء و نواب پر کب خدائی کا گمان ہو سکتا ہے

(بدر ۱۳ر جنوری ۱۹۱۰ء صـ۲)

۱۵۔ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾

ہم نے انسان کو والدین سے حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔ اس کی ماں نے دُکھ پر دُکھ سہہ کر اسے پیٹ میں رکھا اور دو سال میں اس کا الگ ہونا ہوا۔ تو اب میرا اور اپنے والدین کا شکر گزار ہو اور پھر آنا میری طرف ہے۔

(تصدیق براہین احمدیہ صـ۶۳)

حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ : پہلے ماں باپ ہر دو کی طرف توجہ دلا کر پھر ساتھ ہی ماں کا خصوصیت کے ساتھ ذکر شروع کر دیا کیونکہ عموماً لوگ باپ کی عزت تو کرتے ہیں مگر ماں کی خدمت کا حق ادا نہیں کرتے

(بدر ۳۱ر اگست ۱۹۰۵ء صـ۶)

۱۶۔ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ز وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ج ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾

اور اگر تیرے ماں باپ تجھے شرک کرنے پر مجبور کریں جس سے تو بالکل نادان ہے تو ان کا کہا مت مان اور دنیا میں ان کے ساتھ نیک سلوک سے سنگت رکھ اور میری جانب رجوع کرنے والوں کی راہ کے پیچھے چل پھر تم سب کا لوٹنا میری طرف ہے۔ میں تم کو تمہارے عملوں کی خبر دوں گا۔

(تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۶۳-۶۴)

۱۷۔ يٰبُنَيَّ اِنَّهَاۤ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ط اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۷﴾

اے پیارے بیٹے اگر رائی کے ایک دانے کے برابر کوئی چیز کسی چٹان کے تلے ہو یا آسمانوں میں یا زمین میں۔ اللہ اسے لے آوے گا۔ یقیناً اللہ لطیف و خبیر ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۶۴)

اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ: اللہ تعالیٰ ادنیٰ و اعلیٰ سب باتوں سے باخبر ہے۔ علمِ الٰہی پر ایمان لانے سے نیکی پیدا ہوتی ہے۔ جب انسان کو یہ یقین ہو کہ کوئی بڑا شخص مجھے دیکھ رہا ہے۔ تو پھر وہ بدی کرنے سے رُکتا ہے۔ پھر اپنے بزرگوں، افسروں حاکموں کے سامنے بدی کرنے سے اور بھی رُکتا ہے ایسا ہی جس کو یہ ایمان ہو کہ اللہ تعالیٰ ہمارے تمام افعال۔ حرکات۔ سکنات کو دیکھتا ہے۔ اور ہمارے دل کے خیالات اور ارادات سے بھی باخبر ہے۔ وہ شخص کبھی بدی کے نزدیک نہیں جا سکتا۔

(بدر ۳۱ راگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

۱۸۔ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ

الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۸﴾

اے بیٹے نماز کی پابندی کر۔ نیک باتوں کا امر کر اور بدی سے روک اور مصیبتوں پر صبر کر یقیناً یہ بڑے حوصلہ کی بات ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۶۴)

یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ : پہلے عقائد کے بارے میں فرمایا۔ اب عملی حصہ کے متعلق وعظ سناتا ہے۔ ۱۔ جب عقائد صحیح ہوگئے ۲۔ اعمال صالح ہوگئے۔ پھر تم نے امر بالمعروف شروع کیا تو لوگوں کی مخالفت پر صبر و استقلال سے کام لو۔ اس کے بعد جب تمہیں کامیابی حاصل ہو تو دیکھنا متکبر نہ ہو جانا۔ اسی لئے فرمایا (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵ر اگست ۱۹۱۰ء)

وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ : جو مصائب تجھ پر آئیں۔ ان میں صبر کر۔ حضرت لقمانؑ نے جب اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ لوگوں کو نیکی کا حکم کر اور بدی سے منع کر تو چونکہ اس حکم کی تعمیل کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ نیک نصیحت کرنے والوں اور بدی سے منع کرنے والوں کے لوگ مخالف ہو جایا کرتے ہیں۔ اور ان کو دکھ دیا کرتے ہیں اس واسطے ساتھ ہی ایسے مصائب پر صبر کرنے کی وصیت کی۔ آجکل کے صوفیوں میں ایک ملامتی فرقہ کہلاتا ہے جو جان بوجھ کر ایسے کام کرتے ہیں۔ جن سے وہ مخلوق کے درمیان قابلِ ملامت ہو جائیں۔ مثلاً رمضان شریف میں بغیر عذر کے لوگوں کے سامنے روزہ توڑ دیا۔ اور کچھ کھانے پینے لگ گئے اور بعد میں خفیہ طور پر اس کا کفارہ ساٹھ روزے رکھ لیا۔ اس واسطے کرتے ہیں کہ خلقت کے درمیان قابلِ تعریف نہ بنیں بلکہ ملامت کئے جائیں۔ لیکن یہ ملامتی بننے کا طریق انبیاء و رسل کے خلاف ہے۔ جو لوگ احکام الٰہی پر عمل کر کے خلقت کے درمیان آمر بالمعروف و ناہی عن المنکر بنتے ہیں۔ وہ تو خود بخود ملامتی بن جاتے ہیں۔ (بدر ۳۱ر اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

۱۹۔ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِى الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۹﴾

اور لوگوں پر اپنی گالیں مت پچکا (گھمنڈ مت کر) اور زمین پر اترا کر مت چل۔ یقیناً اللہ مغرور اور بڑائی جتلانے والوں کو پیار نہیں کرتا۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۶۴)

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ : اپنی گالیں مت پُھلا۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵ر اگست ۱۹۱۰ء)

۲۰۔ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۚ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ﴿۲۰﴾

اور اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز دھیمی کر (کڑک کر مت بول) کیونکہ بُری سے بُری آواز گدھے کی آواز ہے۔
(تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۶۴)

وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ : اپنے تمام اقوال۔ افعال۔ خیالات میں میانہ روی اختیار کرو۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵ر اگست ۱۹۱۰ء)

۲۱۔ أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً ۗ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُنِيرٍ ﴿۲۱﴾

کیا تم نہیں دیکھتے اللہ تعالیٰ نے مفت تمہاری خدمت میں لگا دیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے
(تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۱۰)

سَخَّرَ لَكُمْ : مفت میں تمہارے کام میں لگا دیا ہے۔ سورج روشنی دیتا ہے۔ پھل پکاتا ہے بادل پانی لاتا ہے۔ سب چیزیں انسان کے فائدہ کیلئے کاموں میں مصروف ہیں۔
(بدر ۳۱ر اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

انسان اس شخص کی فرماں برداری کرتا ہے جو محسن ہو۔ حاکم مسلّط ہو۔ اللہ جلّشانہٗ اس فطرت کے لحاظ سے انسان کو سمجھاتا ہے۔

ظَاهِرَةً : حسن و تناسب و صحت اعضاء اس میں شامل ہے۔

بَاطِنَةً : اس میں عقل و تمیز۔ قابلیت۔ لیاقت۔ علم۔ ولایت۔ نبوّت شامل ہے۔

بِغَیْرِ عِلْمٍ : وہ علم جو خدا تعالیٰ اپنی جناب سے بخشتا ہے ۔ اور نور ۔ فراست اور پاک کتاب کو نہیں سمجھتے ۔ مگر جھگڑنے اور ہر دین کی بات پر رائے دینے کو تیار ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵ اگست ۱۹۱۰ء)

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا ہے کہ بحث کرنے کے واسطے تین چیزوں کا ہونا ضروری ہے بحث صرف وہ شخص کر سکتا ہے جس کو تین باتیں حاصل ہوں ۔ علم ۲ ۔ ہدایت اور ۳ ۔ روشن کتاب ۔ ہر شخص کا کام نہیں کہ بحث کے کام میں مصروف ہو جاوے ۔ (بدر ۳۱ اگست ۱۹۰۵ء صـ۶)

حضور علیہ السلام نے ایسے وقت جب تمام دنیا پر روحانی تمدنی اور اخلاقی حالت کی نسبت ظلمت اور تاریکی چھائی ہوئی تھی اور دنیا کے لوگ گم کردہ راہ بھول بھلیاں میں مبتلا تھے آفتاب کی مانند طلوع فرما کر راہ نمائی کا بیڑا اٹھایا اور لگے نکالنے لوگوں کو ظلمات سے نور کی طرف ۔

خدا کے واسطے ذرا غور تو کرو ۔ اس سراج منیر کی نور افشانی کے وقت تمام آباد دنیا کا کیسا حال تھا دنیا کے اشیاء جنہیں انسان کے خادم کہنا چاہیئے اور حسب الحکم

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ

انسان کے ماتحت ہیں ۔ بالعکس انسان کے معبود بنائے گئے ۔ غور کرو ۔ ہندوستان کا ملک ایسا تھا کہ اس میں پتھر اور درخت پوجے جاتے تھے بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ آریہ ورت بقول آریوں کے بھی ہندوستان ہو چکا تھا ۔

حیرانی ہوتی ہے کہ لنگ کی فہما اور اسکی پوجا کا دور دورہ یہاں تھا ۔ لنگ اور شکتی کی پرستش یہاں تھی ۔ وام مارگ ۔ اگھور ۔ کپال مت کے بانی اور گروہ یہاں ہی تھے ۔ جین اور ناستکوں کا مبداء اور مَولَد بھی آریہ ورت تھا ۔

آریوں کے یا ہندؤں کے ہمسایہ یا پہلے استاد بلکہ بھائی بند قدیم ایرانی اگنی ہوتری ہے جنہوں نے آسمانی بروج ۔ سیاروں ۔ ستاروں اور خاص کر سورج کو معبود بنا رکھا تھا ۔ بلکہ ان کے نہایت ناپاک اثر سے فارسی لٹریچر میں تمام سکھوں اور دکھوں کو آسمانی گردش کی طرف منسوب کیا گیا تھا ۔ اسلام کے مدعی لائق منشیوں نے سورج کو نیرِ اعظم وغیرہ مقدس الفاظ سے یاد کیا ۔

یہ لوگ یزدان اور اہرمن دو خداؤں خالق خیر اور خالق شر کے معتقد تھے ۔ مغرب اور شمال بلکہ اندرونی حصہ عرب میں یہود اور عیسائی تھے ۔

عیسائیوں کا یہ حال کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا ازلی بیٹا بلکہ خدا یقین کرتے اور اس کو ایمان جانتے تھے۔ اور ان کا اعتقاد تھا اور ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْكَ لَہٗ مِنْ کُلِّ الْوُجُوْہ ایک ہے اور تین ہے۔ پناہ بخدا !!! عیسائی کہتے ہیں۔ خدا باپ ازلی خدا بیٹا ازلی۔ خدا روح القدس ازلی تینوں خدا ہیں۔ پھر خدا ایک ہے ....

اُس وقت کیتھولک فرقہ کا عروج تھا اور عیسائیوں میں بعض ایسے بھی تھے جو صدیقہ مریم علیہا السلام کو متمم تثلیث جان کر ان کی تصویر پر گوٹے کناری کے کپڑے ڈلاتے تھے۔ ہند میں بھی بعض لوگ بتوں کو گرمی اور سردی کا لباس علیحدہ علیحدہ چڑھاتے ہیں۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۹ تا صفحہ ۱۱)

۲۳- وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۭ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝

وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ : اپنی ساری توجہ اللہ کی طرف سونپ دیتے ہیں۔ دنیا بے شک کماؤ مگر اللہ کیلئے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵ راگست ۱۹۱۰ء)

۲۸- وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

مَا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ : اللہ کی باتیں ختم نہیں ہوتیں صرف اسی بات کو لو۔ ایک قطرے میں کتنے کیڑے ہوتے ہیں۔ اب ان کے اعضاء کی تشریح اور خداوند عالم کی قدرت کا ذکر شروع ہو تو کب ختم ہو سکتا ہے (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵ راگست ۱۹۱۰ء)

مَا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ : کیونکہ ہر ہر قطرہ میں کئی کئی حکمتیں ہیں۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۷۳)

۲۹- مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ۭ اِنَّ

اللّٰہَ سَمِیۡعٌۢ بَصِیۡرٌ ﴿۲۹﴾

اِنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌۢ بَصِیۡرٌ : اللہ تعالیٰ دعاؤں کا سننے والا اور تمہارے حالات کو دیکھنے والا ہے

(بدر ۳۱ اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

۳۲- اَلَمۡ تَرَ اَنَّ الۡفُلۡکَ تَجۡرِیۡ فِی الۡبَحۡرِ بِنِعۡمَتِ اللّٰہِ لِیُرِیَکُمۡ مِّنۡ اٰیٰتِہٖ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوۡرٍ ﴿۳۲﴾

اللہ تعالیٰ نے مختلف ممالک میں مختلف نعمتیں دی ہیں مثلاً عرب میں کھجور، ہندوستان میں آم، کابل میں انگور۔

ایسا ہی کسی کو کوئی علم بخشا ہے کسی کو کوئی ہنر۔ ان تمام ممالک میں تبادلۂ انعام وخیالات کے لئے جہاز ہیں۔

بِنِعۡمَتِ اللّٰہِ : اللہ کے فضل سے مختلف قسم کی نعمتیں لے کر۔

صَبَّارٍ شَکُوۡرٍ : دور کی نعمتیں دیکھ کر انسان شکر بجالائے۔ اور اپنے تئیں اعتداء وعصیان سے بچائے۔ یہ آیت بائیکاٹ کرنے کی تردید کرتی ہے۔ تبادلہ اشیاء غیر ممالک سے منع نہیں۔ بلکہ خدا کی دی ہوئی نعمتوں کا ادائے شکر ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵ اگست ۱۹۱۰ء)

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ الۡفُلۡکَ تَجۡرِیۡ فِی الۡبَحۡرِ بِنِعۡمَتِ اللّٰہِ لِیُرِیَکُمۡ مِّنۡ اٰیٰتِہٖ : کیا تو نے نہیں دیکھا کہ کشتی سمندر میں چلتی ہے۔ یہ اللہ کی نعمت ہے۔ تاکہ تم کو اس کے نشانات دکھائے۔ اس میں پیشگوئی ہے۔ کہ مسلمانوں کے فتوحات وہاں تک پہنچیں گے۔ کہ تم کشتیوں اور جہازوں میں سوار ہو کر دوسرے ممالک اور جزائر میں جاؤ گے اور ان کو فتح کرو گے۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ کے زمانے میں جزائر قبرص و روڈس فتح ہوئے۔ اور مسلمان جہازوں پر چڑھ کر ان جزائر کو گئے۔ جن میں ایک بیوی امّ ایمنؓ نام بھی شامل تھیں۔ جن کے گھر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوئے ہوئے ہنس کر جاگے۔ تو اس بی بی نے سبب اس خوشی کا دریافت کیا تو اس پر فرمایا۔ میں نے دیکھا ہے۔ کہ مسلمان جہازوں پر اس طرح سوار ہیں۔ جس طرح بادشاہ تختوں پر۔ تب اس نے عرض کیا کہ دعا کرو۔ میں ان لوگوں میں ہو جاؤں۔ فرمایا۔ تو

ان میں سے ہے۔ پھر آپؐ سو رہے اور ہنس کر اٹھے تو اس بی بی کے سبب دریافت کرنے پر وہی بات فرمائی اور اس عورت نے وہی پہلی دعا چاہی۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ تو پہلے لوگوں سے ہے۔ آنحضرتؐ نے اسی وقت فرمایا تھا کہ تو ان میں سے ہوگی۔ جو پہلے جہاز پر سوار ہو کر جائیں گے۔

(بدر ۳۱ اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

۳۳۔ وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۲﴾

خَتَّارٍ: بدعہد (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵ اگست ۱۹۱۰ء)

كَفُوْرًا: منکر (بدر ۳۱ اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

۳۴۔ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۫ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ٙ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۳۳﴾

اتَّقُوْا رَبَّكُمْ: سمجھاتا ہے۔ کہ یہ تمام نعمتیں تقویٰ سے مل سکتی ہیں۔

الْغَرُوْرُ: ایک غرور مصدر ہے۔ اس کے معنے ہیں۔ تکبر۔ یہ غرور ہے اس کے معنے دھوکہ دینے والا۔ یہ شیطان کا نام ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵ اگست ۱۹۱۰ء)

۳۵۔ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِى الْاَرْحَامِ ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ

مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ﴿۳۵﴾

وَمَا یُنَزِّلُ الْغَیْثَ : واقعی یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ بارش اس کیلئے مفید ہوگی یا مضر اس سے جو پھل نکلے گا وہ خدا جانے اس کے نصیب ہوگا یا نہیں۔

مَا فِی الْاَرْحَامِ : شقی ہوگا یا سعید۔

مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا : سعیدوں والے کام کریگا یا شقیوں والے۔ بعض لوگ ایسے ہیں کہ یُمْسِیْ مُؤْمِنًا وَیُصْبِحُ کَافِرًا ہمیشہ ایمان پر ثابت رہنے کی دُعا کرتے رہنا چاہیئے۔

ایک بزرگ اپنے حالات میں لکھتے ہیں کہ مجھے مباحثات میں یہ زبردست دلیل سُوجھی۔ کہ محسوسات سے غیر محسوس اشیاء پر دلیل پکڑنی چاہیئے۔ اور اس طرح کئی مباحثے جیتے۔ ایک دن چھت پر لیٹے ہوئے ستاروں پر نظر جا پڑی۔ خیال میں آیا یہ ستارے جس قدر مجھے چھوٹے محسوس ہوتے ہیں کیا واقعہ میں بھی اتنے ہی ہیں۔ عقل نے جواب دیا نہیں۔ جب یہ امر حسّی خلاف واقعہ نکلا تو میں بہت گھبرایا یہاں تک کہ بارہ سال ہی مخمصہ میں رہا۔ آخر اللہ کی طرف رجوع کیا تو اس نے انشراحِ صدر بخشا۔

مَیں تم سب کو نصیحت کرتا ہوں کہ حق پہچاننے کا یہی ایک معیار ہے کہ خدا تعالیٰ سے تڑپ تڑپ کر دُعا مانگے اور مُتشابہات (جن کے معنے اس پر نہیں کھلے) محکمات (جو اس کیلئے صاف ہیں) کی تابع کرے۔ اگر پھر بھی سمجھ میں نہ آئے تو حوالہ بخدا کرے اور دعا کرے رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (آل عمران ۹،) اللہ تعالیٰ ضرور تسلّی کی راہ نکال دیگا

بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ : یہ کسی کو معلوم نہیں کہ یہ زمین اس کیلئے رَوْضَةٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّةِ ہوگی یا حُفْرَةٌ مِّنَ النَّارِ۔

یُوں تو ایک بادشاہ کہہ سکتا ہے۔ میں یہیں مَروں گا۔ اور بعض لوگوں نے اپنی قبریں زندگی میں کھُدوائیں اور وہیں مرے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵ اگست ۱۹۱۰ء)

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ : اس گھڑی کا علم اللہ ہی کو ہے اور وہی بادل اتارتا ہے۔ آجکل کے علمِ آب و ہوا والے اس کے متعلق تو کچھ نہ کچھ خبریں اڑا ہی لیتے ہیں (گو وہ بھی اکثر بے اعتبار ثابت ہوتی ہیں) کہ مینہ کب برسے گا۔ مگر کون دعویٰ کر سکتا ہے۔ کہ یہ بارش مفید ہوگی یا اُلٹی ضرر رساں۔ جیسا کہ آجکل اکثر مقامات پر ہو رہا ہے۔ اور بابرکت ہوگی یا خائب و خاسر کرے گی۔

وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ : وہی جانتا ہے کہ رحموں میں کیا ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی دعویٰ کرے کہ بعض علامات سے رحم کے اندر لڑکا یا لڑکی کی شناخت ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ دعویٰ کون کر سکتا ہے کہ وہ بچہ نیک ہوگا یا بد ہوگا۔ زندہ رہے گا یا مر جائے گا۔

وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا : اور کیا جانتا ہے کوئی شخص کہ کل کیا کمائے گا۔ انسان کے دل کی مخفی حالت کو اور اس کے گزشتہ گناہوں یا نیکیوں کی تیاری کو خود انسان بھی نہیں جانتا۔ کہ وہ آئندہ اس کے واسطے کیا نتائج پیدا کرنے والے ہیں۔

وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ : اور کیا جانتا ہے کوئی شخص کہ کس زمین میں مروں گا۔

اس میں ایک پیشگوئی ہے کہ عرب کے مسلمان دور دور کے ملکوں کے فاتح ہو کر وہاں حکومت کریں گے اور آخر انہیں ممالک میں فوت ہو کر دفن ہوں گے۔ چنانچہ حضرت عباسؓ کا ایک بیٹا تاتار میں دفن ہوا۔ ایک یوروپ میں۔ ایک افریقہ میں اور ایک عرب میں۔

(بدر ۳۱ ؍اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

"حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن نمازِ فجر کی پہلی رکعت میں یہ سورۃ شریفہ ہمیشہ نہیں ۔ تو اکثر ضرور پڑھا کرتے تھے ۔ اس سورۃ شریفہ میں اللہ تعالیٰ کی عظمت ۔ نبوت کی صداقت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک علامات اور دنیا کے تغیرات کا بیان ہے"

(بدر ۷ر ستمبر ۱۹۱۵ء صہ۴)

۲'۳ - الٓمّٓ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

الٓمّٓ : اَنَا اللّٰهُ اَعْلَمُ میں اللہ جاننے والا ہوں ۔ جن سورتوں کے شروع میں یہ الفاظ آئے ہیں ۔ وہاں ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی کتاب کا خصوصیت کے ساتھ ذکر آیا ہے ۔ مثلاً الٓمّٓ ۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ (بقرہ ۲: ۳'۲) الٓمّٓ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ (لقمان ۲'۳) الٓمّٓ ۔ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ (السجدہ ۲: ۳'۲)

حروفِ مقطعات ۔ قرآنِ شریف میں کئی سورتوں کے شروع میں اس قسم کے حروف ہیں جیسے کہ اس سورۃ کے ابتداء میں حروف الٓمّٓ ہیں ۔ ان کو حروفِ مقطعات کہتے ہیں ۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حروفِ مقطعات کے معانی تلاش کرنا گناہ ہے اور یہ کسی کو معلوم نہیں ۔ مگر ایسا کہنا قرآن شریف کی بے ادبی کرنا ہے ۔ قرآن شریف میں تدبر کرنا فرض ہے ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان حروف کو اجزاء اسمائے الٰہی مانا ہے ۔ میں نے بہت محنت کے ساتھ جن کتابوں کا مطالعہ کیا ہے جس میں ان کا ذکر ہے ۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقدس گروہ کا اجماع مجھے اسی پر دکھائی دیا ہے ۔ کہ حروف اجزائے اسماء الٰہی ہیں اور اسی واسطے سورتوں کے نام ہیں ۔

آجکل کے جنٹلمین تو اس طریق پر اعتراض کر ہی نہیں سکتے ۔ کیونکہ ان میں عموماً قابلِ عزت وہی ہے

جس کے نام کے ساتھ بی اے یا ایم اے یا ایم بی یا ایل ایل بی غرض دو یا تین حروف لگے ہوتے ہیں اور بعض بڑے معززین کے ناموں کے ساتھ اس قدر حروف ہوتے ہیں کہ سارے حروف تہجی وہاں ختم ہوتے نظر آتے ہیں۔

ویدوں میں بھی سب سے پہلے اوم ہی آتا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ باوجود اس کو حروفِ مقطعات ماننے کے وہ لوگ اس کے معنے کے واسطے کوئی سند نہیں رکھتے۔

(بدر ۷ ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۲)

الٓـمّٓ : مقطعاتِ قرآنی کے معنے اس زمانہ میں خوب کھلے ہیں۔ انگریزی میں تو آجکل ایسے حروف بہت آتے ہیں۔ بعض لوگوں کے ساتھ تو تقریباً تمام حروفِ تہجی ہوتے ہیں۔

لَا رَیْبَ فِیْهِ : ریب کے معنے ہلاکت کے بھی ہیں۔ جیسے نَتَرَبَّصُ بِهٖ رَیْبَ الْمَنُوْنِ (طور: ۳۱) میں اور شک کے بھی۔

قرآن شریف میں جو راہیں بتائی گئی ہیں۔ وہ نہ تو ہلاکت کی ہیں۔ نہ ان میں کسی قسم کا شک ہے۔ پس شک مت کرو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵ راگست ۱۹۱۰ء)

۴۔ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِیْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ ﴿۴﴾

مَآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِیْرٍ : نہیں آیا ان کے پاس کوئی ڈرانے والا۔ عرب کے لوگ مامور من اللہ اور مکالمہ الٰہی سے بالکل ناواقف تھے۔ جیسا کہ ہمارے زمانہ کے لوگ ناواقف ہیں جو قوم اس وقت عرب میں موجود تھی ان میں یا ان میں سے پہلے قریب دنوں میں ان کے درمیان کوئی ایسا نبی نہ گزرا تھا جس سے ان کو معلوم ہوتا کہ نذیر کس طرح ہوا کرتے ہیں۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ ان کو ایک نذیر نظر آیا۔

بَلْ هُوَ الْحَقُّ : تمام دواوین۔ کتبِ ادبیہ۔ حدیث فقہاء کے کلام سے قرآن کی شان الگ ہے جس سے ظاہر ہے کہ وہ انسان کی کلام نہیں ہو سکتا۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۴۴)

۵۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا

بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۔ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ۔ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝۵

فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ : چھ وقتوں میں ہر چیز کا کمال چھ مرتبے طے کر کے ہوتا ہے ۔ ایک شخص نے مجھے کہا خدا آناً فاناً نہیں بنا سکتا ۔ پاس ایک مکی کا کھیت تھا میں نے کہا اس کا ایک بھٹہ لاؤ ۔ اس نے کہا وہ تو کئی ماہ بعد ہوگا ۔ تب میں نے کہا ۔ ایک بھٹے کیلئے اتنے مہینے بھی خدا ہی لگاتا ہے ۔

ثُمَّ : پھر ہم تم کو اور بات سنائیں ۔ ثم سے یہی مراد ہے نہ یہ کہ آسمان زمین بنا کے پھر عرش پر جا چڑھا ۔ اس کی مثالیں قرآن شریف میں کئی ہیں ۔ چنانچہ انعام ع ۶ پ ۸ میں ہے کہ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ (انعام : ۱۵۴) پھر آگے چل کر فرماتا ہے ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ (انعام : ۱۵۵) قرآن شریف کے بعد موسیٰ کو کتاب دینے کا ذکر " ثُمَّ " سے فرمایا ، حالانکہ تورات کا نزول قرآن شریف سے پہلے ہوا ۔

اِسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ : وہ اپنے تخت حکومت پر ہے ۔ بے عیب ہے ٹھیک ٹھاک ہے

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵ اگست ۱۹۱۰ء)

فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ : چھ دوروں میں ۔ یوم ایک وقت اور ایک دورہ کو کہتے ہیں ۔ یوم کا لفظ ایک دن پر ۔ ایک برس پر ۔ ایک ہزار برس پر ۔ پچاس ہزار برس پر یا کسی کام کے پورا ہونے کی ایک منزل کی معیاد کو کہتے ہیں ۔ آجکل کے جیالوجسٹ یعنی علم الارض کے ماہروں نے یہ ثابت کیا ہے کہ زمین کو اس موجودہ صورت تک پہنچنے تک چھ خاص حالتوں میں سے گزرنا پڑا ہے ۔ جن پر چھ زمانے گزرے تھے ۔ ......

انسان کا بچہ جب ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے تو اس پر بھی چھ ایام آتے ہیں ۱ ۔ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۲ ۔ نُطْفَہ ۳ ۔ عَلَقَہ ۴ ۔ مُضْغَہ ۵ ۔ عِظَام ۶ ۔ كَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا

اس کے بعد پھر انسانی بچہ پر چھ ایام آتے ہیں ۔ ۱ ۔ جنین ۲ ۔ رضیع ۳ ۔ غلام ۴ ۔ شاب ۵ ۔ کہل ۶ ۔ شیخ ۔ ایسا ہی زمیندار ۱ ۔ ہل چلا کر ۲ ۔ ڈھیلے توڑتا ۳ ۔ پانی دیتا ۴ ۔ بیج ڈالتا ۵ ۔ لونکلتی ۶ ۔ فصل پکتا ۔

ایسا ہی آجکل تعلیم چھ درجوں پر کامل ہوتی ہے ۔ ۱ ۔ پرائمری ۲ ۔ مڈل ۳ ۔ انٹرنس ۴ ۔ ایف اے

بی اے ۶۔ ایم اے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے اعتراض کیا کہ خدا تعالیٰ زمین و آسمان کو ایک دن میں نہیں بنا سکتا تھا چھ یوم کیوں لگا دیئے۔ مکی کا ایک کھیت سامنے تھا۔ میں نے اسکی طرف اشارہ کر کے پوچھا کہ یہ کتنے عرصہ میں پکے گا۔ وہ شرمندہ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کا مقتضا ہے کہ ہر ایک شئے بتدریج نشو و نما اور ترقی پائے۔

ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ: اللہ تعالیٰ اپنے تخت پر ٹھیک ٹھاک حکمران ہے۔

(بدر ۷ ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

۶۔ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝۶

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ: کل احکام اوپر سے آتے ہیں۔ ہم آنکھیں رکھتے ہیں۔ مگر آسمانی روشنی کے سوائے کچھ دیکھ نہیں سکتے اگر اوپر سے بارش نہ آئے تو کنویں بھی خشک ہو جاتے ہیں

(بدر ۷ ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

۷۔ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝۷

عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ: گزشتہ اور آئندہ لوگ۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۷۴)

۱۰۔ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا

تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۰﴾

وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ، اپنا پاک کلام اس میں پہنچاتا ہے۔ ہزار برس کے بعد ایسا انسان ضرور ہوتا ہے جسے اللہ اپنے کلام سے ممتاز فرماتا ہے۔

جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ ، سمع کو اس لئے مقدم فرمایا۔ کہ خدائی معاملات میں سب سے پہلے کان ہی کام کرتے ہیں۔ کیونکہ ۱۸ برس تک تو عموماً غفلت میں گذرتے ہیں۔ پھر کانوں میں خدائی آواز پڑتی ہے اور وہ متنبہ ہوتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵ راگست ۱۹۱۰ء)

رُوْح : قرآن شریف میں روح کا لفظ جان کے واسطے کہیں استعمال نہیں۔ بلکہ روح کے معنے کلام الٰہی میں ہر جگہ وحی الٰہی لئے گئے ہیں۔ مثال وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا۔ (الشوریٰ : ۵۳) (بدر ۷ رستمبر ۱۹۰۵ء صٓ)

۱۱۔ وَقَالُوْۤا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ بَلْ هُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۱﴾

اضلال کے معنے ابطال اور اہلاک کے ہیں۔ جیسے قرآن مجید کی اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے۔ وَقَالُوْۤا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ .... اور وہ کہتے ہیں کیا جب ہم زمین میں نابود ہو جاویں گے۔ کیا ہمیں نئی پیدائش ملے گی۔ (نورالدین طبع ثالث صٓ)

۱۲۔ قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۲﴾

يَتَوَفّٰىكُمْ : تمہاری روح کو قبض کرتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵ راگست ۱۹۱۰ء)

۱۳۔ وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَاۤ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا

نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ﴿۱۳﴾

نَاكِسُوا رُءُوْسِهِمْ : سر نیچے کئے ہوں گے۔ اس لئے کہ اپنی بداعمالیاں یاد آ کر شرمسار ہوں گے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵ اگست ۱۹۱۰ء)

وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ : اور اگر تو دیکھے وہ لوگ جنہوں نے قطع تعلق کیا ہے۔ جنابِ الٰہی سے اس وقت وہ سر جھکائے ہوئے ہوں گے۔ عذاب الٰہی سے ڈر کے مارے اور کہیں گے اے ربّ ہمارے۔ اب تو ہم نے دیکھ لیا اور خوب سمجھ لیا۔ ہمیں دنیا میں لوٹا دے۔ اب ہم دنیا میں چل کے اچھے عمل کریں گے۔ یہ ان کا جھوٹا عذر ہوگا۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک چیز کے بالمقابل ایک دوسری چیز بنائی ہے اگر انسان میں بدی کرنے کی طاقت ہے تو اس کے بالمقابل اس بدی کو روکنے کی طاقت بھی موجود ہے۔ اس واسطے بدی کرنے والی کسی طاقت کو جو کسی انسان میں ہے عذر کرنا قابلِ قبول نہیں۔ کیونکہ اس کے بالمقابل فطرتاً دوسری طاقت اس بدی کے روکنے والی بھی تو انسان میں موجود ہے۔ ایک دفعہ کسی افسر نے ایک اپنے ملازم کو گالی دی۔ اس نے بھی جوش میں آ کر اپنے افسر کو گالی دیدی۔ تب اس افسر نے اپنے افسرِ بالا کو رپورٹ کر دی۔ اس نے اس ملازم کو بلوا بھیجا۔ سامنے آتے ہی اس نے ایک سخت گالی دیکر اس سے پوچھا کہ تُو نے کیوں اپنے افسر کو گالی دی۔ اس نے عرض کی۔ کہ جب مجھے میرے افسر نے گالی دی تو میں بے ہوش سا ہو گیا۔ بالا افسر نے کہا کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ اسی لئے تو مَیں نے تجھے پہلے گالی دی۔ اب غصہ اور جوش اور بیہوشی کیوں نہیں آئی؟ (بدر ۱۴ ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

۱۴- وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۴﴾

لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ : اس آیت پر احمق لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ جب خدا نے خود ہی آدمیوں اور جنّوں سے دوزخ بھرنا ہے تو کسی کا کیا قصور قرآن کریم نے اس آیت کا حل ایک دوسری آیت سے کر دیا ہے۔

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ۔ (الاعراف: ۱۸۰)

اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ : وہ انسان انسان نہ رہے۔ بلکہ حیوان بن گئے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بدکرداریوں کا نتیجہ جہنم ہے۔ لوگوں کی شرارت کے سبب فردِ جرم لگنے کے بعد یہ سزا جہنم ملی ہے۔ (بدر ۱۴؍ستمبر ۱۹۰۵ء صـ۳)

۱۵۔ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا، اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾

اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ : ہم ترک کرتے ہیں تم کو (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵ اگست ۱۹۱۰ء)

فَذُوْقُوْا : پس چکھو مزہ اس بات کا جو بھلا دیا تم نے احکامِ الٰہی کو۔

(بدر ۱۴؍ستمبر ۱۹۰۵ء صـ۳)

۱۶۔ اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۱۶﴾

اِنَّمَا يُؤْمِنُ : ایمان لاتے ہیں وہ لوگ جو ہماری آیتیں سنتے ہیں اور فرماں بردار بن جاتے ہیں اور سُبْحَانَ اللّٰہِ بِحَمْدِہٖ کہہ اٹھتے ہیں (بدر ۱۴؍ستمبر ۱۹۰۵ء صـ۳)

۱۷۔ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۱۷﴾

تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ ، الگ ہوجاتی ہیں انکی پسلیاں اپنے بستر ے سے رب رب کہتے ہیں خوف بھی لگا ہوا ہے۔ اور امیدوار بھی رہتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے سے خرچ کرتے ہیں۔
نکتہ : کنجوس۔ متکبر۔ بدعہد۔ حاسد۔ تنہائی میں خدا سے نہ مانگنے والے کبھی ہدایت نہیں پاتے۔ (بدر ۱۴ ستمبر ۱۹۰۵ء صہ ۳)

۱۸- فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾

انسان کو کیا معلوم ہے کہ ظاہری تکالیف میں اس کے واسطے کیا کچھ آرام وراحت مقدر ہے۔ خدا تعالیٰ کے علم پر قیاس نہیں چل سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے کسی فعل پر ناراض ہونے کے کیا معنی ؟ ایک ڈاکٹر کی چیر کاٹ پر کوئی ناراض نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ جو علیم وحکیم ہے اس کے فعل پر ناراضگی کیوں ؟ ممکن ہے کہ اس کے بدلہ میں اس کیلئے بھلائی ہو ! اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ.... الخ (البقرہ : ۱۵۹) حضرت ہاجرہ ایک شاہزادی تھی۔ شاہانہ طور پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مال بھی دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک بچہ بھی دیا وہ وَادٍ غَیْرِذِیْ زَرْعٍ (ابراہیم : ۳۸) میں رکھی گئی۔ اس جگہ اس نے کہا کہ کیا تو مجھے اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہاں چھوڑتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا۔ ہاں۔ تب ہاجرہ نے کہا۔ کہ جا۔ اب ہم ضائع نہیں کئے جاویں گے۔ اب جاکر صفا مروہ کا نظارہ دیکھو ریت کے دانوں کی مانند انکی اولاد بھی گنی نہیں جا سکتی ہاجرہ کو کیا خبر تھی کہ ایسا ہوگا !۔ (بدر ۱۴ ستمبر ۱۹۰۵ء صہ ۳)

۱۹- اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۭ لَا يَسْتَوٗنَ ﴿۱۹﴾

ہمیشہ حق کے مخالف اور متکبر۔ انبیاء اور انکے غریب جاں نثاروں کو ستاتے اور ان کے مقابلہ میں ظالمانہ صف آراء ہوتے ہیں۔ پر مآل کار وہی کمزور اور مومن غالب ہوتے ہیں۔ سچ ہے۔
اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۭ لَا يَسْتَوٗنَ۔
کیا جو مومن ہے وہ فاسق کا سا ہو سکتا ہے۔ نہیں وہ برابر نہیں۔

یاد رکھو۔ یہی ایک راحت بخش قانون ہے۔ جو سچائی کا معیار رہا اور رہے گا۔ اور یہی تسلّی وہ معجزہ ہے جس کی بھلائی اور بُرائی کو عام نظر کا آدمی بھی امتیاز کر سکتا ہے۔ ہاں فتح مندی اور کامیابی کا تاج لینے کے واسطے۔ استقامت۔ حسنِ ظن۔ وفاداری۔ راستی اور کوشش شرط ہے

(تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۱۷)

۲۰۔ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى نُزُلًا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۰﴾

نُزُلًا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ، یہ جنت الماویٰ تو ان کے واسطے مہمانی ہے۔ ورنہ انعامات تو اسکے علاوہ ہوں گے۔ جیسے رضوان اللہ تعالیٰ۔ (بدر ۱۴ ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

۲۲۔ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۲﴾

دنیا میں اس لئے عذاب آتے ہیں تا لوگ ان بداعمالیوں سے باز آویں جن میں وہ گرفتار ہیں دوسرے مقام پر لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ (انعام : ۴۳) فرمایا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵ اگست ۱۹۱۰ء)

۲۳۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ۭ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۲۳﴾

وَمَنْ اَظْلَمُ : انبیاء اور ان کے نشانوں کے منکر اور ان سے اعراض کرنے والے سب سے بڑے ظالم ہیں اور خدا تعالیٰ ایسے قطع تعلق کرنے والوں کو ضرور سزا دیگا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵ اگست ۱۹۱۰ء)

۲۴، ۲۵- وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۲۴﴾ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ۗ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۲۵﴾

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یقیناً موسیٰ علیہ السلام کا مثیل بنایا گیا ہے۔ چنانچہ ان آیات سے بھی تصدیق ہوتی ہے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔ (مزمل: ۱۶)

۲- وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ (احقاف: ۱۱) شاہد انبیاء کی ذات ہوتی ہے۔

۳- اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ۔ (آل عمران: ۷۴)

تورات کے استثناء باب ۱۸ آیت ۱۸ اعمال کے تین باب میں اس مثلیت کا ذکر ہے۔

فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ: اس کے معنے کئے گئے ہیں کہ موسیٰ تجھے ملیں گے چنانچہ معراج میں ملاقات ہوئی۔ مگر میرے نزدیک یہ معنے نہیں نکلتے۔ مطلب یہی ہے کہ تم موسیٰؑ کے مثیل ہو۔ تمام پیشگوئی کے واقعات اپنے اپنے وقت پر پورے ہوں گے۔

جَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً: امام بننے کیلئے تین شرائط فرمائی ہیں۔

۱- يَهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا، ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کریں ۲- لَمَّا صَبَرُوْا اپنے آپکو بدیوں سے بچانے کیلئے باہمت طعن وتشنیع سننے پر دلیر اور خدا کی بتائی ہوئی بات پر مستقل رہتے ہیں

۳- وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ اللہ تعالیٰ کی آیات پر کامل یقین رکھتے ہیں۔ ۴- چوتھی بات اس سے نکلتی ہے وہ یہ کہ وہ امام بننے کی خواہش نہیں رکھتے۔ نہ اس کے منصوبوں میں رہتے ہیں۔

جَعَلْنَا مِنْهُمْ: سے ظاہر ہے کہ امتِ محمدیؐ میں بھی ایسے لوگ ہوں گے جو خدا سے الہام پاکر ہادی و امام بنیں گے۔

ایسے لوگوں کی شناخت کیلئے ہمارے واسطے کوئی اتنی مشکل نہیں کیونکہ پہلے اولیاء وانبیاء کے

نمونے موجود ہیں۔ ان کے حالات ہم تک پہنچے ہیں۔ اسی منہاج پر ان کو پرکھ لیا جائے کہ کس طرح غریب آدمی ان کے سلسلے میں شامل ہوتے ہیں۔ اور آخر وہ ائمۃ الکفر پر غالب آتے ہیں۔ اور انکی تعلیم اصولی طور پر تمام اولیاء سابقین سے ملتی ہے۔ جس طریق پر ایک راست باز کو مانا۔ اسی طریق پر دوسرے کو مان لیں۔ آخر انسان اپنی ماں کو بھی ولادت کے معاملہ میں صرف اسی کی شہادت پر راست باز یقین کرتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان یکم ستمبر ۱۹۱۰ء)

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ : توریت کے دیکھنے۔ قرآن کریم کے پڑھنے اور خدا تعالےٰ کے بار بار احسانات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کیا پاک تعلیم تھی۔ یرمیاہ نبی اپنی قوم کو ملامت کرتا ہے۔ عرب کے لوگ ایسے ہیں کہ وہ اپنے جھوٹے خداؤں کو نہیں چھوڑتے تم سچے خداؤں کو چھوڑ بیٹھے ہو۔ اس سے سبق ملتا ہے کہ عربوں کی یہ حالت تھی۔ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے کس طرح سچے خدا کو ماننا آپکی ختمِ نبوت کی صداقت پر دلیل ہے۔ آپؐ کی کیا پاک زبان تھی۔ عرب فتح کیا۔ ایران بھی فتح کیا۔ عرب بھی ایسا جو کبھی نہ فاتح نہ مفتوح تھا۔

مِنْ لِقَآئِهٖ : اس کتاب کلامِ مجید کے ملنے سے شک میں نہ ہو۔

امام کس طرح بن سکتا ہے۔ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا....الخ

امام : بادشاہ کو۔ ہادی کو۔ قوم کے بڑے آدمی کو۔ مسجد کے ملّانوں کو بھی امام کہتے ہیں۔ امام بننے کے لئے تین طریق بیان فرمائے۔

اوّل : يَهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا ، ہمارے حکم سناتے ہیں

دوم : لَمَّا صَبَرُوْا : لوگوں کے ایذاء پر صبر کرتے ہیں۔

سوم : بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ، یعنی اپنی کامیابی پر اور مخالف کی ہلاکت پر کامل یقین رکھتے ہیں۔

دنیا کے لوگ تین اقسام کے ہیں۔ بڑے عظیم الشان لوگ جن کو تبلیغ کرنا ہر ایک کا کام نہیں۔

ادنیٰ درجہ کے لوگ۔ ان کو وعظ کی ضرورت نہیں۔ وہ تابع حکم ملّاں ہوتے ہیں۔

اوسط درجہ کے لوگ جن کو گاہے گاہے وعظ سننے کا موقع مل جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر ایک آدمی کے اندر اور اس کے ساتھ ایک واعظ رکھا ہوا ہے۔ عظیم الشان لوگوں کے واسطے اللہ تعالیٰ نے خاص قسم کا واعظ رکھا ہے جو خطرناک واعظ ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کے واسطے ہمسایہ کی تباہی کا نظارہ عبرتناک واعظ ہے۔

؎ مجلسِ وعظ رفتنت ہوس است ﴿ مرگِ ہمسایہ واعظِ تو بس است

وَسَكَنْتُمْ فِي مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ۔

(بدر ۱۴ ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

۲۷۔ اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ؕ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ۝۲۷

كَمْ اَهْلَكْنَا: ہدایت کا ذریعہ ایک یہ بھی ہے کہ پچھلی قوموں کی حالت پر غور کیا جاوے۔ راستباز اپنے مخالفوں کے مقابل میں کامیاب ہوتا ہے اور شریر و مفسد تباہ و ہلاک ہو جاتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان یکم ستمبر ۱۹۱۰ء)

۲۸۔ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ؕ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ۝۲۸

اَلْجُرُزِ: چٹیل میدان جس میں بوٹے لگائے جاتے ہیں۔ ویران میدان۔

(بدر ۱۴ ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا: جس طرح پانی برسنے کے بعد روئیدگی کو اُگنے سے روک نہیں سکتا اسی طرح اب جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فضلِ الٰہی کی بارش ہوئی ہے۔ اس کا نتیجہ ضرور نکلے گا۔ یعنی انکی جماعت بڑھے گی اور پھولے پھلے گی۔ یہاں تک کہ دوسرے لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھائیں گے

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان یکم ستمبر ۱۹۱۰ء)

۲۹۔ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۲۹

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ: کفار بھی نزول خوب سمجھتے تھے وہ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا کی پیشگوئی کو خوب سمجھ گئے۔ اسی لئے سوال کیا کہ یہ فتح جسکی پیشگوئی کرتے ہو۔ کب ہوگی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان یکم ستمبر ۱۹۱۰ء)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۲۔ يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

اَلْمُنٰفِقِيْنَ ، منافق کے نشان حدیث میں آئے ہیں۔ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ۔ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ۔ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ۔

كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا : کفر و نفاق سے بچنے اور تقویٰ کے حصول کیلئے علاج بتاتا ہے کہ اللہ کو علیم یقین کرے۔

ایک کہانی ہے کہ زلیخا نے یوسف سے ناجائز درخواست کرتے ہوئے اپنے بت پر کپڑا ڈال دیا اور پوچھنے پر بتایا کہ اس سے شرم آتی ہے۔ جب ایک پتھر سے شرم آنی ممکن ہے تو کیا اس یقین سے کہ خدا علیم ہے کسی بدی کا ارتکاب کرتے ہوئے خدا سے شرم نہ آویگی۔

حکیم کا کام ہے کہ خلافِ پرہیز کام کرنے سے روکتا ہے۔ پس جب اللہ کو حکیم مانے گا تو ایسے کام نہیں کریگا جو حصولِ تقویٰ میں مانع ہوں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان یکم ستمبر ۱۹۱۰ء)

يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ : اے نبی۔ اس میں مخاطب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اس خطاب کے ذریعہ تمام جہان کو آگاہی دی گئی۔

اتَّقِ اللّٰهَ : دُمْ عَلَى التَّقْوٰى۔ تقویٰ پر ہمیشہ قائم رہو۔

لَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ، کافروں اور منافقوں کی فرماں برداری مت کرنا۔ کافر وہ ہے جو حق بات پر کچھ غور نہ کرے اور اس کا انکار کر دے اور پھر ایسا بن جاوے کہ اس کے واسطے انذار اور عدم انذار برابر ہو۔ منافق کے جو علامات نبی کریمؐ نے بیان فرمائے ہیں وہ یہ ہیں ۱۔ جب بات کرے جھوٹ بولے ۲۔ وعدہ کرے تو اس کے برخلاف کرے ۳۔ امانت میں خیانت کرے

۴۔ جھگڑے میں فحش گالیاں دے ۵۔ خود بخل کرتا ہے ۶۔ دوسرے صدقہ دینے والے کو بخل کی ترغیب دیتا ہے۔ ۷۔ صبح اور شام کی نماز میں سست ہوتا ہے ۸۔ اس میں قوت فیصلہ نہیں ہوتی نہ تاب مقابلہ۔
(بدر ۲۲ ستمبر ۱۹۰۵ء صد ۳)

۳۔ وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝۲

وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ: لَا تُطِعْ ترک شرک کا وعظ تھا۔ اب نیکیوں کے اختیار کرنے کیلئے فرماتا ہے۔ اِتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى کیونکہ انسان اپنے علم سے نہیں جانتا کہ کون کون سی چیز میرے لئے بلحاظ انجام کے مضر یا مفید ہے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان یکم ستمبر ۱۹۱۰ء)

مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ: جو خدا کی طرف سے تجھ پر وحی کیا گیا ہے۔ اس میں اول قرآن شریف ہے اور پھر حدیث صحیح۔
(بدر ۲۲ ستمبر ۱۹۰۵ء صد ۳)

۴۔ وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝۲

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا: كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا کیوں کہا۔ ائمہ نے لکھا ہے کہ یہ دو جملے ہیں۔ اصل یوں ہے۔ كَفَى اللّٰهُ۔ اِكْتَفِ بِاللّٰهِ۔ ایک جملہ کا (اللہ) اور دوسرے کا (اِكْتَفِ) حذف کیا ہے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان یکم ستمبر ۱۹۱۰ء)

۵۔ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاۗءَكُمْ اَبْنَاۗءَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ۝۵

نہیں بنائے اللہ نے دو دل کسی شخص کے اندر اور نہ بنایا ہے تمہاری ان بیویوں کو جن کو تم نے مائیں کہا۔ تمہاری مائیں۔ اور نہ بنایا تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارے بیٹے۔ یہ سب تمہارے منہ کی باتیں ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ حق فرماتا ہے۔ اور وہی راہ دکھاتا ہے۔

یہ ایک مثال ہے کہ جیسا یہ ناممکن ہے کہ کسی کے اندر دو دل ہوں۔ ایسا ہی یہ بھی ناممکن ہے کہ اس ماں کے سوائے جس کے پیٹ سے آدمی نکلتا ہے کوئی اور عورت اسکی حقیقی ماں بن جاوے اور ایسا ہی یہ بھی ناممکن ہے کہ اس باپ کے سوائے جس کا نطفہ انسان ہو کوئی دوسرا اسکا باپ بن جاوے یہ سب منہ کے کہنے کی بات ہے کہ کوئی کسی عورت کو ماں کہہ دے یا کسی مرد کو اپنا باپ کہہ دے ورنہ حقیقت میں ماں صرف وہی ہے جو ایک ماں ہے۔ اور باپ صرف وہی ہے جو ایک باپ ہے۔ نہ کسی کے اندر دو دل ہو سکتے ہیں اور نہ ایک بچہ دو پیٹوں سے نکلتا ہے۔ اور نہ ایک بیٹا دو مختلف مردوں کے نطفوں کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ کسی شاعر نے اس مثال کو شعر میں خوب بیان کیا ہے۔

ہم معتقد دعویٰ باطل نہیں ہوتے ؎ سینہ میں کسی شخص کے دو دل نہیں ہوتے

(بدر ۲۲ ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

۷۔ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝

اُمَّهٰتُهُمْ: ابھی فرما چکا ہے کہ حقیقی ماں نہیں بنتی۔ پس یہ اعزاز و اکرام کے رنگ میں ہے
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان یکم ستمبر ۱۹۱۰ء)

اَوْلٰى: اَقْرَبُ[1]

---

[1] زیادہ قریب۔ مرتب

۸- وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّنَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَأَخَذْنَا مِنْهُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا ﴿۸﴾

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّنَ: سب نبیوں سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی خبر دینے اور ان کے ظہور کی پیشگوئی کرنے کا عہد لیا حتٰی کہ خود نبی کریمؐ سے بھی کہ اپنی نبوت کا اندازہ کریں
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صـ ۴۷۴)

۹- لِيَسْأَلَ الصَّادِقِينَ عَنْ صِدْقِهِمْ وَأَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿۹﴾

لِيَسْأَلَ: تاکہ اظہار کئے جاویں۔ (بدر ۲۲ ستمبر ۱۹۰۵ء صـ ۳)

۱۰- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ﴿۱۰﴾

نِعْمَةَ اللَّهِ: جنگ احزاب میں فتح۔

قصہ جنگِ احزاب:-

مدینہ میں جو یہود رہتے تھے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ امن کا اور بیرونی مخالف کا مقابلہ کرنے کا وعدہ کر چکے ہوئے تھے۔ ان کی خفیہ سازش کے ساتھ دس ہزار عرب مسلمانوں کے برخلاف لڑائی کے واسطے مدینہ منورہ پر چڑھ آئے۔ اندر سے یہود دشمن ہو گئے۔ باہر سے اس قدر لشکر آیا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑے سے مسلمانوں کے ساتھ جن کی تعداد اس وقت چھ سو تھی۔ اس لشکر کے مقابلہ کے واسطے نکلے۔ ایک پہاڑی کے پہلو میں رات گزارنے کے واسطے ڈیرہ لگایا

ایک طرف پہاڑ تھا۔ اور ایک طرف بہ نظر اسباب ظاہری ایک خندق کھودی گئی۔ اتنے بڑے لشکر کے مقابلہ میں مسلمانوں کی کیا تعداد تھی۔ آپؐ دعاؤں میں لگے رہے۔ ایک رات کو آدھی رات کے قریب آپؐ نے آواز دی کہ کوئی ہے جو جاکر دیکھے کہ کافروں کا لشکر کہاں ہے۔ تیز ہوا سردی اور دشمنوں کا ڈر۔ جس نے آپؐ کا آواز سنا وہ بھی مارے خوف کے خاموش ہو رہا۔ لیکن ایک صحابی اٹھا۔ اور باہر گیا۔ اور واپس آکر خبر دی۔ کہ کفّار کا نام و نشان نہیں۔ معلوم نہیں دس کا دس ہزار کہاں چلا گیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ سب کے سب وہاں سے اس طرح بھاگ گئے تھے جس طرح ایک چھوٹا سا لشکر کسی بڑے عظیم الشّان لشکر کے ڈر سے ہراساں و ترساں بھاگ جاتا ہے۔ اور اسکی وجہ اس طرح سے خداوند تعالیٰ نے قائم کی کہ رات کو جب تیز ہوا چلنی شروع ہوئی تو ایک کافر سردار کے ڈیرے کی آگ بجھ گئی۔ آگ سے وہ لوگ جنگ کی تعبیر لیا کرتے تھے۔ اور میدانِ جنگ میں آگ کا بجھنا ایک بڑی بدشگونی سمجھی جاتی تھی۔ کافر نے سوچا کہ یہاں خیر نہیں۔ آگ بجھ گئی ہے انجام بُرا معلوم ہوتا ہے۔ بہتر ہے کہ چپکے چپکے نکل جاؤں۔ چنانچہ اس نے اپنا خیمہ ڈنڈا اکھیڑا اور وہاں سے چل کھڑا ہوا۔ پاس والوں نے جو دیکھا کہ وہ اس طرح سے نکل گیا ہے تو انہوں نے سمجھا کوئی بہت ہی خرابی کی بات واقع ہوئی ہے جو وہ راتوں رات بھاگا ہے۔ انہوں نے بھی اپنا بستر ابوریا لپیٹا اور بھاگ نکلے۔ ان کو دیکھ کر پھر اَور بھاگے غرض اس طرح خدا کے فرشتوں نے ان سب کو سراسیمہ اور ہراساں کرکے بھگا دیا۔ یہاں تک کہ کفّار کے لشکر کا کمانڈر اپنے اونٹ کی پچھاڑی کاٹنا بھی بھول گیا اور جلدی سے اونٹ پر سوار ہوکر اس کو ایڑی لگائی کہ چل۔ پر وہ چلے کہاں۔ اس وقت جو نعمتِ الٰہی مسلمانوں پر ہوئی۔ اس کا ذکر ان آیات میں ہے۔

(بدر ۲۲ ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

۱۱ تا ۱۳۔ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ﴿۱۱﴾ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ﴿۱۲﴾ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا

وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۳﴾

جُنُوْدٌ : لشکرِ کفار۔ دس ہزار آدمی باہر سے حملہ آور ہوئے اور اندر سے یہود دشمن ہو گئے۔

مِنْ فَوْقِكُمْ : باہر سے آئے۔

مِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ : مدینہ کے دشمن یہود جو برخلاف معاہدہ بیرونی دشمنوں کے ساتھ مل گئے تھے۔

بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ : دل دھڑکتے ہوئے حنجرے پر معلوم ہوتے۔

(بدر ۲۹ ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

غزوۂ خندق جسے غزوۂ احزاب بھی کہتے ہیں (وجہ تسمیہ اسکی یہ ہے۔ کہ آپؐ نے سلمانؓ کے کہنے پر اپنی فوج کے گرد اگرد خندق کھدوالی تھی جیسا اس زمانے میں اہلِ فارس کا دستور تھا)

اس موقعہ پر عرب کے بہت سے قبائل اہلِ اسلام کے استیصال کو اکٹھے ہوئے۔ یہود کی ایک جماعت سلام بن حقیق نضری اور حُیَیّ بن اخطب نضری و کنانہ بن ربیع بن ابی حقیق نضری و ہوذہ بن قیس وائلی و ابوعمار وائلی بنی نضیر اور بنی وائل قبیلے بہت سے لوگوں کو ساتھ لے کر خیبر سے چل کر قریش مکّہ کے پاس آئے اور انہیں اپنی کمک و رفاقت کے قوی وعدے دیکر آنحضرتؐ سے لڑنے کو کہا اور سخت ترغیب دی۔ کہ ایک دفعہ مل کر مسلمانوں کا استیصال کر ہی ڈالیں۔ قریش نے انہیں کہا۔ اے گروہ یہود تم لوگ پہلے اہلِ کتاب ہو اور تم ہمارے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے درمیان اختلاف کی وجہ کو جانتے ہو یہ تو بتاؤ کہ ہمارا دین اچھا ہے یا دینِ محمدؐ۔ انہوں نے (یہود بنی اسرائیل۔ اہلِ کتاب۔ موحّد۔ بت پرستی کے دشمن) کہا۔ تمہارا دین اس سے کہیں بہتر ہے۔ اور اس سے زیادہ حق پر ہو۔ انہیں کے حق میں یہ آیت اتری۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا (نساء : ۵۲)

اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ۔ (نساء : ۵۵)

قریش اس بات سے نہایت خوش ہوئے اور اجتماع عظیم کیا۔ پھر وہ یہود غطفان قیس کے پاس

آئے۔ اور وہی مضمون پیش کیا اور کہا کہ قریش سب اس امر میں ہم سے متفق ہیں۔ وہ بھی جمع ہوئے قریش اور غطفان نکل کھڑے ہوئے۔ قریش کا سپہ سالار ابو سفیان تھا اور غطفان کا عُیَینَہ بن حصین فزاری۔ غرض دس ہزار فوج جرار بڑے بڑے منصوبے باندھ کر خدائی لشکر کے مقابلے کو روانہ ہوئے قریش تو مدینے کے اس طرف اترے جہاں بارشی ندیاں بہتی تھیں۔ بنی کنانہ۔ اہل تہامہ۔ بنو قریظہ۔ بنو نضیر غطفان اہلِ نجد وغیرہ اُحد کی طرف اترے۔ جہاں سَلع نام پہاڑ انکے عقب میں تھا۔ اور تعداد میں فقط تین ہزار تھے۔

حُیَیّ بن اخطب خیبر کا ایک یہودی کعب بن اسد قرظی رئیس بنی قریظہ کے پاس آیا اور کعب قبل اس کے اپنی قوم کی جانب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسالمت کا معاہدہ کر چکا تھا۔ کعب قرظی نے یہ کہہ کر دروازہ بند کر لیا کہ مَیں نے آنحضرتؐ سے معاہدہ کر لیا ہے اور میں نے اس شخص میں سوائے وفا و صدق کے نہیں دیکھا۔ اس لئے مَیں نقضِ عہد نہیں کرنے کا۔ ابنِ اخطب نے بڑے زور سے اس سے کہا۔ کہ او کمبخت مَیں تو لشکرِ کرار اور فوج جرار تیرے پاس لایا ہوں۔ دیکھ وہ مجتمع الاسیال (ندیاں بہنے کی جگہ) میں اترے پڑے ہیں۔ اور غطفان ان کے مقدمۃ الجیش ہیں۔ وہ اُحد کے پاس ٹھہرے ہیں اور مجھ سے ان سب جماعتوں نے مضبوط عہد باندھا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے استیصال کئے بغیر یہاں سے ٹلیں گے نہیں۔ غرض بڑے الحاح اور اصرار سے کعب راضی ہو ہو گیا۔ اور نقضِ عہد کی شامت سے نہ ڈرا۔

جب یہ خبر آنحضرتؐ کو ہوئی۔ آپؐ نے سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ اور ابن رواحہ اور خوات کو اس لئے بھیجا کہ یہود کی خبر لاویں۔ کہیں کفارِ مکہ سے مل تو نہیں گئے۔ جب یہ لوگ وہاں پہنچے۔ دیکھا یہود سخت بگڑے ہوئے ہیں اور مخالف ہو گئے۔ یہ لوگ واپس چلے آئے۔ اور اس واقعہ کو نبی عربؐ پر ظاہر کیا۔ عضل اور قارہ نے جیسے اصحاب الرجیع کے ساتھ غدر اور مکاری کی ہے ایسی ہی اس تکلیف کے وقت یہود نے عہد شکنی کی۔ اسی واسطے اس غزوۂ احزاب اور خندق کے واقعہ میں قرآن فرماتا ہے

اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا۔ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۔ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا۔ (الاحزاب: ۱۱ تا ۱۳)

اس لڑائی میں نوفل بن عبد اللہ کفار کی طرف سے حملہ آور ہوا۔ اور خندق میں گر کر مر گیا۔ دشمنوں

نے خون بہا دیکر اس کی لاش لینی چاہی۔ مگر نبی اللہ نے مفت دیدی۔

اس شدت کی حالت میں مختلف اقوام عرب اور نواحی مدینہ کے یہود کی حملہ آوری اور اسلام کی کمزوری کو منافق اور کمزور لوگ دیکھ کر چل نکلے اور کل تین سو آدمی آپؐ کے پاس رہ گیا۔ اس قلیل جمعیت میں خدائی لشکر اسلام کی امداد کو آیا۔ ہوا کی تیزی اور سردی نے دشمن کے ڈیرے خیمے اکھیڑ کر دشمن کو راتوں رات بھگا دیا۔ وَکَفَی اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ (الاحزاب: ۲۶) کی تصدیق ظاہر ہوئی۔

اس لڑائی میں غطفان اور بنو قریظہ اور بنو نضیر اور اہل خیبر کا سلوک ہرگز ہرگز فراموش کرنے کے قابل نہیں۔ ان بدعہد۔ عہد شکن قوموں کی لڑائی کی جڑھ یہی واقعات ہیں۔ اس لڑائی میں پانچ نمازیں ایک وقت میں پڑھی گئیں اور اس مکی آیت کی جُنْدٌ مَّا ھُنَالِکَ مَھْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ (ص: ۱۲) اسی لڑائی میں تصدیق ہوتی ہے۔ (فصل الخطاب حصہ اول ایڈیشن دوم صفحہ ۱۰۷-۱۰۹)

غزوہ خندق اور احزاب کی لڑائی میں ..... مشرکوں کے مختلف گروہ اور یہودی اور غطفانی خاص مدینہ میں اسلامیوں پر چڑھ آئے حُیَیّ بن اخطب یہودی بنو نضیر کی جلاوطنی کے بعد قریش کو تحریص دیتا۔ اور کنانہ ابو الحقیق کا پوتا غطفانیوں کو اُکسا لایا۔ اور اُن سے وعدہ کیا ..... خیبر کی آمدنی سے نصف آمدنی میں دوں گا۔ اگر مسلمانوں پر حملہ آوری کرو۔ سلام بن مشکم اور ابن ابی الحقیق اور حُیَیّ اور کنانہ یہ سب بنو نضیر مکہ میں پہنچے اور کہا ہم تمہارے ساتھ ہیں اگر تم اسلام پر حملہ آوری کرو۔

ان یہودیوں کی کارستانی اور جادو بیانی قریش کے غیظ و غضب سے مل کر تمام عرب کو مدینہ پر چڑھا لائی۔ جب یہ مختلف اقوام بغرض استیصال اسلام مدینہ میں پہنچے حُیَیّ بن اخطب یہودی۔ خیبری نضیری کعب بن اسد قرظی (یہ شخص بنو قریظہ کا ہم عہد تھا) کے پاس پہنچا۔ پہلے تو کعب نے حُیَیّ کو گھر میں گھسنے نہ دیا۔ اور کہا۔ ہمارا اور اسلامیوں کا باہم معاہدہ اور اتحاد ہے۔ اور بنو قینقاع اور بنو نضیر پر جو کچھ بدعہدی کا وبال آیا۔ اسے یاد کیا۔ مگر حُیَیّ نے کہا۔ میں تمام قریش اور عرب کے مختلف قبائل کو مدینہ پر چڑھا لایا ہوں۔ اور ان تمام اقوام عرب نے عہد کر لیا ہے کہ جب تک اسلام کا استیصال نہ کرلیں گے مدینہ سے واپس نہ جائیں گے۔ کعب نے پہلے پہل بہت ٹلم ٹالا کیا اور کہا۔ محمدؐ بڑا راستگو۔ راستی پسند انسان ہے اور عہد کا بڑا پکا ہے۔ ہم کو مناسب نہیں اس کے ساتھ بدعہدی۔ مگر آخر دشمنوں کی کثرت اور ان کے استقلال کو دیکھ کر اور حُیَیّ کے پھسلانے اور عداوت اسلام کی قدیم بدعہدی میں آکر باغی بن گیا اور تمام عہدوں کو بالائے طاق رکھ کر اس عبرت بخش عاقبت اندیش عقل کو کھو بیٹھا۔ جو معاملات بنو قینقاع اور بنو نضیر میں تجربہ کار ہو چکی تھی۔ اور عین جنگ کے وقت آنحضرتؐ کو ان یہودیوں کی بدعہدی کی خبر

پہنچی ۔ آپؐ نے بہت سے آدمی تحقیق خبر کے لئے روانہ فرمائے اور کہا۔ ان لوگوں کو فہمائش کرو۔ عہد پر قائم رہیں مگر یہود نے درشت جواب دیا اور کہا۔ رسول اللہؐ کیا ہیں۔ جو ہم انکی اطاعت کریں؟ ہمارا ان کا کوئی عہد نہیں! ان تمام آدمیوں نے جو یہود کے مقابلہ کی خبر لینے گئے تھے آ کر عرض کیا۔ یہود دشمن کے ساتھ ہو گئے۔ قرآن بھی اسکی خبر دیتا ہے۔ اور احزاب کے قصہ میں کہتا ہے۔

إِذْ جَآءُوكُم مِّن فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونَا هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا... (الاحزاب: ۱۱، ۱۲)

جہاں یہود کی سزا کا قرآن نے تذکرہ کیا ہے وہاں صاف وجہ سزا کو بیان فرمایا ہے۔ اور اسی سورۃ میں کہا ہے:

وَأَنزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُم مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِن صَيَاصِيهِمْ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا... (الاحزاب: ۲۷)

آپؐ کے ساتھی گھبرا گئے۔ ادھر تھوڑے سے معدود گروہ پر سارے عرب کی چڑھائی۔ ادھر گھر میں یہود کی بدعہدی۔ پھر یہود مدینہ کے طرق اور راستوں کی کیفیت سے واقف محاصرین کفار کو غیر محفوظ مقام بتا سکتے تھے۔ اس لئے بڑا خوف ہوا۔ علاوہ برآں منافقوں کا نکل بھاگنا اور کمزوردلوں کا غدر بلاؤں پر بلائیں لایا۔ قربان جائیے۔ الٰہی عاجز نوازی کے! اسی کے جنود نے ان سب اعداء کو بھگوڑا بنلیا اور تخمیناً ایک مہینے کے محاصرے پر کفار عرب الٰہی اسبابوں سے بھاگ گئے۔ کیونکہ دس ہزار کی بھیڑ کے ساتھ تین ہزار اسلامیوں میں سے صرف تین سو باقی رہ گئے تھے (وہی جو سچے مسلمان تھے) جب دشمن خود بخود بھاگ گئے اور آپؐ کو انکی طرف سے امن ہوا۔ اور یہ اندیشہ مٹ گیا تو اہلِ اسلام کو ایک نیا کھٹکا ہوا۔ کہ بنو قریظہ عہد شکنی کر چکے ہیں۔ اگر انہوں نے مدینہ پر شب خون مارا تو ہر ایک اسلام والا قتل ہو جائے گا۔

لہٰذا مقتضٰی عاقبت اندیشی نے بتایا کہ آپ مقام جنگ سے جہاں خود حفاظتی کیلئے آپ نے کھائی کھود لی تھی۔ مدینہ میں تشریف لائے اور قلعہ جات بنو قریظہ کا محاصرہ کیا۔ دس پندرہ روز محاصرہ میں لگ گئے۔ اب قلعہ بند لوگ گھبرائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈالا (وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ) تب یہودان بنو قریظہ کا رئیس کعب بن اسد قوم میں کھڑا ہوا۔ اور وہ اسپیچ دی جس میں کہا۔ اے قوم تم کو مناسب ہے۔ تین باتوں میں سے ایک بات مان لو۔ تو اس شخص (محمدؐ) پر ایمان

لاؤ۔ تم کو صاف عیاں ہو چکا ہے یہ شخص بے شک نبی ہے۔ اور یہ وہی ہے جس کی بابت توریت میں پیشگوئی اور بشارت ہو چکی ہے۔ تم اور تمہارا مال و اسباب اور تمہاری جانیں بچ رہیں گی! قوم نے اس پر انکار کیا تب اس نے کہا۔ آؤ عورتوں اور بچوں کو قتل کر ڈالیں (اس کی سزا پائی) اور تلواریں لے کر مسلمانوں پر گر پڑیں یہاں تک کہ شہید ہو جاویں۔ قوم نے کہا اگر ہم جیت گئے تو بال بچوں اور عورتوں کے بغیر ہماری زندگی کیونکر ہو گی؟ تب کعب نے کہا۔ آج سبت کی رات ہے۔ محمدؐ جانتے ہیں آج ہم غافل ہیں لڑ نہیں سکتے اسلئے مسلمان بھی غافل اور سست ہیں۔ آؤ غفلت میں مسلمانوں پر حملہ آوری کریں۔ تب قوم نے کہا۔ تجھ کو خبر نہیں سبت کی بے حرمتی سے ہمارے بڑوں پر کیسے وبال آئے۔ وہ سؤر اور بندر بن گئے۔

آخر قوم کے اتفاقات سے یہود نے ایک سفیر جناب رسالت مآب کے حضور روانہ کیا۔ اور کہا۔ کہ ابو لبابہ بن منذر کو ہمارے پاس بھیجے۔ ہم اس سے صلاح لیں گے۔ جب ابو لبابہ انکی درخواست سے وہاں آئے۔ عورتیں اور بچے چلائے۔ اور یہود نے کہا۔ کیا تیری صلاح ہے۔ ہم لوگ محمدؐ کے فیصلہ پر دروازہ کھول دیں؟ اس نے کہا۔ بیشک۔ مگر اشارہ کیا۔ وہ تم کو ذبح کا فتویٰ دیں گے۔ پھر ابو لبابہ پچھتایا اور اپنے آپ کو مسجد میں جا باندھا۔ جب محاصرے پر مدت گزری اور وہ یہود تنگ ہوئے تو ان کم بخت لوگوں نے کہلا بھیجا ہماری نسبت جو سعد بن معاذ فیصلہ کرے۔ وہ فیصلہ ہم کو منظور ہے۔ بدقسمتوں نے رحمۃ للعالمین کو حاکم نہ بنایا۔ بلکہ سعد کے فتوے پر راضی ہو گئے۔ اور قلعہ سے نکل آئے۔

رسولِ خدا نے سعد بن معاذ کو بلایا اور کہا۔ یہ لوگ تیرے فیصلہ پر ہمارے پاس آئے ہیں۔ اس سپاہی کو اس قوم کی بد چلنی اور بد عہدی اور ناعاقبت اندیشی اور بنو قینقاع اور بنو نضیر سے عبرت نہ پکڑنے پر یہی سوجھی کہ اس بدذات قوم کا قصہ تمام کرو۔ اس نے کہا۔ ان کے قابلِ جنگ لوگ مارے جاویں اور باقی قید کئے جاویں۔ غرض کئی سو آدمی قریظی مدینہ میں لا کر قتل کیا گیا۔

مانا انسانی فطرت کا خاصہ ہے۔ چاہے کوئی کیسے جرائم اور معاصی کا مرتکب ہو جب اس سے کوئی ایسا سلوک کیا جاوے جو ہمارے نزدیک سختی اور بے رحمی ہے تو اس وقت ہمیں خواہ مخواہ ایک نفرت اور کراہت معلوم ہوتی ہے اور ہمارے دل میں رحم۔ عدل کی جگہ کو چھین لیتا ہے۔ مگر رحم کے باعث عدل چھوڑنا اور جرائم کی سزا سے درگذر نہ چاہیئے۔ یہود نے دغا دی۔ بد عہدی کی۔ عین شہر کا امن کھو دیا۔ مسلمانوں کی توحید اور موسیٰؑ و توریت کی تعظیم کو بت پرست قوم کے مقابلہ میں بھلا دیا۔ بہر حال مسلمانوں کا حکم قریظہ کی نسبت کرامویل کے حکم سے بہت کم تھا۔ جس کے بموجب آئرلینڈ میں شہر ورڈھیڈا کے سب باشندے بلا فرق تہ تیغ بے دریغ کئے گئے۔ کارلائل لکھتا ہے۔ سچ ہے شریر کا سو مرتبہ قتل ہونا بہتر ہے کہ وہ بے گناہوں

کو اغوا کرے۔ یہ اسلام کا فعل اس وقت کے مارشل لاء سے بہت نرم تھا۔ اور حضرت داؤدؑ کی سزا سے جس میں انہوں نے جیتے آدمی جلتے پژاوؤں میں جلائے اور پھر ہمیشہ خدا کے مطیع کہلائے۔ نہایت نرم ہے۔
(فصل الخطاب حصہ اوّل ایڈیشن دوم ص ۱۱۹-۱۲۲)

غزوۂ احزاب میں تمام عرب کے مختلف فرقے مدینے پر چڑھ آئے اور مدینہ کے یہود اور کل منافق لوگ حملہ آوروں کے ساتھ شریک ہوئے اور مسلمانوں کی یہ حالت ہوئی کہ لوگوں نے کہہ دیا۔

اور اس واقعہ کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی سے مکہ میں دے دی تھی۔ کہ عرب کے احزاب اور انکی سنگتیں ہم پر چڑھ آئیں گی۔ (جیسا عنقریب آتا ہے) الاّ وہ سب بھاگ کر ناکامیاب چلے جائیں گے اور ایسا ہوا کہ جب مسلمانوں نے اُس فوج کثیر کو دیکھا باوجود قلت تعداد بول اٹھے۔

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ...... (احزاب: ۲۲)

اس آیت سے صاف واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حملہ کی بابت پہلے ہی خبر دے دی تھی اور یہ خبر علی العموم موافق و مخالف میں پھیلی ہوئی تھی۔ چنانچہ

اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ ظاہر کے ساتھی جن سے امداد کی امید تھی وہ بھی الگ ہونے شروع ہوئے جس کا بیان اس آیت میں ہے۔

مسلمان پہلے ہی قلیل التعداد تھے۔ اور دس ہزار کفار کے مقابلے میں تین ہزار ۳۰۰۰ سے بھی کم تر انکی جمعیت تھی اب ان لوگوں کے الگ ہو جانے سے ایسی خطرناک حالت ہو گئی جس کا نقشہ قرآن شریف ان الفاظ میں کھینچتا ہے۔

وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا ....! (احزاب: ۲۳)

اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ منافق وغیرہ مخالفین بھی پہلے ہی سے اس وعدہ کو خوب جانتے تھے گو اب بے ایمانی اور بزدلی نے انہیں قائم نہ رہنے دیا۔

نکتہ۔ لفظ وَعَدَنَا جو مسلمانوں کے منہ سے نکلا صاف بتلاتا ہے کہ وہ شروع ہی سے اپنی کامیابی پر وثوق کلی رکھتے ہیں کیونکہ وَعَدَ کے معنی ہیں۔ کسی کو اُس کے مفید مطلب وعدہ دینا بخلاف اِيْعَاد کے کہ اس کے معنے دھمکی دینا اور ڈرانا ہے۔

اب ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ اس وعدے کا ذکر خود قرآن کی ایسی سورۃ میں موجود ہے جو مکہ میں

اتری وہ آیت یہ ہے :

جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ (ص : ۱۲)

اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ

(القمر : ۴۵-۴۶)

(فصل الخطاب حصہ دوم طبع دوم صـ۹۵-۹۶)

۱۴- وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا، وَ يَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ، وَ مَا هِيَ بِعَوْرَةٍ، اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴿۱۴﴾

يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ : اے مسلمان مدینہ والو۔ تمہارے ٹھہرنے کی جگہ نہیں۔
فَارْجِعُوْا : اپنے اپنے مذہبوں میں لوٹ جاؤ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان یکم ستمبر ۱۹۱۰ء)
اور ایک فریق اُن میں سے نبی سے اجازت مانگتا کہ ہمارے گھر خالی ہیں حالانکہ وہ خالی نہ تھے منشاان کا فقط بھاگ جانا تھا۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صـ۹۵)

مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے جو سلسلۂ بیعت میں داخل ہیں۔ مگر یہاں نہیں آتے اور اگر آتے ہیں تو اسقدر جلدی کرتے ہیں کہ ایک دن رہنا بھی اُن کیلئے ہزاروں موتوں کا سامنا ہو جاتا ہے۔ ان کے جتنے کام بگڑتے ہیں۔ وہ یہاں ہی رہ کر بگڑتے ہیں جتنے مریض ہوتے ہیں وہ یہاں ہی رہ کر ہوتے ہیں ہزاروں ہزار عذر کرتے ہیں۔ یہ بات مجھے بہت ہی ناپسند ہے۔ مجھے ایسے عذر سُن کر ڈر لگتا ہے کہ ایسے لوگ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ کے الزام کے نیچے نہ آجائیں۔ پس جب یہاں آؤ تو امام کی صحبت میں رہ کر ایک اچھے وقت تک فائدہ اٹھاؤ۔ کسل اور بُعد اچھا نہیں ہے۔ خدا کرے۔ ہمارے احباب میں وہ مزہ دار طبیعت پیدا ہو۔ جو وہ اُس ذوق اور لُطف کو محسوس کرسکیں۔ جو ہم کر رہے ہیں۔
اللہ تعالیٰ ستّار ہے اور جب تک کسی کی بدیاں انتہاء تک نہ پہنچ جاویں اور اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ (البقرہ : ۸۲) نہ ہو جاوے اور حد سے تجاوز نہ کر جاوے۔ خدا تعالیٰ کی ستّاری کام کرتی ہے۔ بعد اسکے

پھر سزا کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس سے پہلے کہ تمہاری بدیاں اور کمزوریاں اپنا اثر کر چکیں اور یہ زہر تمہیں ہلاک کر دے۔ اس کی تریاق توبہ کا فکر کرو۔ (الحکم ۱۲ر مئی ۱۹۰۴ء صفحہ ۳)

۱۵۔ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ﴿۱۵﴾

اَلْفِتْنَةُ: کفر، شرک، خانہ جنگی، مسلمانوں کو قتل

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان یکم ستمبر ۱۹۱۰ء)

۲۰۔ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۖ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۚ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ۚ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۲۰﴾

اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ: تم پر جان قربان کرنے میں بخیل ہیں۔

اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ: مال دینے میں بخیل ہیں۔ (بدر ۲۹ر ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

۲۲۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ

وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿۲۲﴾

لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ : کئی لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ جب انہیں بتایا جائے۔ یہ کام یوں کرنا چاہیئے۔ تو وہ کہتے ہیں۔ کیا ہم بھی کوئی نبی ہیں۔ یہ بالکل غلط راہ ہے۔ نبی کا نمونہ نہ اختیار کیا جاوے تو کسی فرعون یا ہامان کی پیروی کرنی چاہیئے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان یکم ستمبر ۱۹۱۰ء)

تمہارے لئے اللہ کے رسول کا عمدہ نمونہ ہے۔ اُس نمونہ کی بموجب اپنے اعمال بناؤ۔ اس لئے مسلمانوں کو رسول کریمؐ کے افعال۔ اعمال اور ہر قسم کے نمونہ کے علم کی ضرورت ہے۔ اسی لئے صحابہؓ نے حضرت رسول کریمؐ کے پوشیدہ سے پوشیدہ امور کو دریافت کیا اور بعد والوں نے جہاں تک انکی طاقت تھی حضرت رسول کریمؐ کے دیکھنے والے یا دیکھنے والوں کے دیکھنے والوں سے۔ اسی طرح سلسلہ سے حضرت رسول کریمؐ کے قول اور فعل کو اکٹھا کیا تا کہ حضرت رسول کریمؐ کا نمونہ ہاتھ آئے۔ ہمیشہ سے قاعدہ ہے کہ کوئی کاریگر جب کوئی چیز نمونہ کے بموجب بناتا ہے۔ تو نمونہ آگے رکھ لیتا ہے۔ اس لئے صحابہ کے لئے حضرت رسول کریمؐ نمونہ تھے۔ اور وہ حضرت رسول کریمؐ کو دیکھ کر ان کے قدم بقدم چل کر کامیاب ہوئے۔ (الحکم ۱۰؍ اگست ۱۹۰۳ء صفحہ ۱)

۲۴- مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿۲۴﴾

مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ : اپنی بات کو پورا کر چکے ہیں۔ خدا کی راہ میں اپنی جانیں بھی دے چکے۔
مَنْ يَّنْتَظِرُ : جو اس انتظار میں ہیں۔ کہ اگر ضرورت ہو تو وہ بھی اپنی جانیں قربان کریں۔
(بدر ۲۹؍ ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

۲۵- لِيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۵﴾

اَلْمُنٰفِقِيْنَ: عہد کی خلاف ورزی کرنے والے۔ عہد توڑنے کا نتیجہ نفاق ہے۔ دوسرے مقام پر فرمایا۔ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ (التوبہ:۷۷) وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (الاحزاب:۲۶) ہوا تیز چلی۔ کفار کے رئیس کے خیمے کی آگ بجھ گئی۔ جسے اس نے منحوس قرار دیا۔ وہ ایسا گھبرایا۔ کہ اونٹ پر چڑھ کر دوڑا۔ وحشت کا یہ عالم تھا کہ اونٹ کا گھٹنا کھولنا یاد نہ رہا۔ ایک دوسرے کو دیکھ کر کافر بھاگتے گئے۔ یہ خدا کی طرف سے نصرت تھی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان یکم ستمبر ۱۹۱۰ء)

۲۷- وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ﴿۲۷﴾

اور اتارا اللہ نے اُن لوگوں کو جنہوں نے اہلِ کتاب سے ان کی مدد کی ان کے قلعوں سے اور ڈالا اُن کے دلوں میں خوف کو۔ ایک گروہ کو تم ہلاک کرتے ہو اور ایک گروہ کو تم قید کرتے ہو۔

صَيَاصِيْهِمْ: ان کے قلعے۔ (فصل الخطاب حصہ اول صفحہ ۱۲۰)

مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ: اصل بانی فساد قریظہ۔ انہوں نے نبی کریمؐ کا حَکَم بنانا منظور نہ کیا۔ بلکہ ایک اور شخص کو منصف ٹھہرایا۔ اس نے حکم دیا کہ جو لڑائی کے قابل ہیں۔ وہ سب قتل کر دیئے جائیں ان مقتولوں کی تعداد اڑھائی سو سے نو سَو تک بیان کی جاتی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان یکم ستمبر ۱۹۱۰ء)

۲۸- وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۸﴾

وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا: اور ملکوں کا بھی وارث کرے گا۔ جن پر ابھی تمہارے قدم

نہیں پہنچے۔

پہلے رکوع میں خدا نے ذکر فرمایا ہے کہ بنو قریظہ نے قریشِ مکہ و دیگر فرقوں کو اکسایا۔ اور نبی کریمؐ پر چڑھا لائے۔ یہ بنو نضیر کی تحریک تھی جو جلا وطن کئے گئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے مالوں اور گھروں کے وارث نبی کریمؐ اور صحابہ کرامؓ قرار پائے اور اس قسم کی کئی اور فتوحات ہوئیں۔

ان تمام اموال کے قبضہ میں آنے کا نتیجہ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ ازواج النبیؐ کے دل میں خیال آجاوے کہ اب ہماری حیثیت شاہی بیبیوں کسی ہونی چاہیئے۔ اور اتنی مدت ہم نے فقر و فاقہ سے گزاری۔ اب تو فراخی ہونی ضروری ہے۔ اس لئے ان کو اس رکوع میں سمجھایا گیا ہے۔ کہ اسی طرح فقر و فاقہ میں گزارہ کرنا ہوگا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان یکم ستمبر ۱۹۱۰ء)

اَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا: جس زمین پر تم نہیں چلے۔ ارضِ شام۔ اس میں پیشگوئی ہے۔ کہ شام کا ملک بھی تم فتح کرو گے۔ (بدر ۲۹ ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

۲۹- يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۲۹﴾

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ: اوپر جنگ اور اُن میں فتوحات کا ذکر ہے۔ اس کے ساتھ ہی دفعتہً یہ ذکر بھی شروع ہو گیا کہ اے نبی اپنی بیویوں کو کہہ دے۔ کہ اگر تم دنیوی زیب و زینت اور مال اسباب کی خواہشمند ہو۔ تو آؤ۔ میں تمہیں رخصت کر دوں۔ ان دونوں آیات کا باہم ربط یہ ہے کہ جب فتوحات سے متعلق پیشگوئیوں کی آیات نازل ہوئیں۔ تو طبعاً آنحضرتؐ کے اہلِ بیت کے دل میں یہ خیال آسکتا تھا کہ جب اس قدر فتوحات ہوں گے اور بے شمار مالِ غنیمت آئے گا۔ اور قیصر و کسریٰ کے خزانے یہاں مدینہ میں آجاویں گے تو ہم کو بڑا مال و دولت ہاتھ آئے گا۔ اور بڑے عیش و آرام سے زندگی بسر ہوگی۔ برخلاف اس کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اپنے واسطے جمع کرنا اور مال و دولت سے دل لگانا گناہ سمجھتے تھے۔ اس واسطے ازواج کا دل بھی پہلے سے ہی اس قسم کے خیالات سے پاک کر دیا گیا اور صرف اللہ اور اس کے رسولؐ کی خاطر وہاں رہنا انہوں نے منظور کیا۔

(بدر ۲۹ ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

قُلْ لِاَزْوَاجِكَ : اس سے پہلے مال و منال دینے کا ذکر کیا ہے۔ تو ساتھ نبی کی بیویوں کو سنا دیا کہ یہ دنیا کے ساز و سامان تمہارے لئے نہیں۔ اس بات کا خیال بھی نہ کرنا۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ ، ۹ صفحہ ۴۴۲)

یہ آیتیں قرآن شریف کے ۲۱ پارہ کے اخیر اور ۲۲ کے ابتداء کی ہیں۔ ان میں خدا نے ایک گھر والیوں کو وعظ فرمایا ہے۔ اس گھر اور اس واعظ کا وعظ اور جن بیبیوں سے اس وعظ کا تعلق ہے اس کا ذکر فرمایا ہے۔ اس سے میری غرض یہ ہے کہ واعظ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور وہ وہ ذاتِ گرامی ہے جس کیلئے دنیا کو یہ حکم ہوا۔ کہ

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران : ۳۲) کہ اگر تم کو یہ منظور ہے کہ خدا کے محبوب بنو تو اس کی اتباع کرو۔

جب انسان کسی کا پیارا بنتا ہے تو پیار کرنے والا اپنے پیارے کی تکلیف کو پسند نہیں کرتا۔ اگر کسی غلطی کی وجہ سے وہ کسی تکلیف میں ہو تو اس کی تکالیف کو دور کرتا ہے مگر کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ محبوب کی تکلیف دیکھتے اور اس کو دور نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ ان میں طاقت دور کرنے کی نہیں ہوتی۔ مگر خدا تو کامل قدرت والا کامل علم والا ہے۔ پس خدا نے فرمایا کہ اگر تم کو مجھ سے تعلق ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو۔ پھر تم میرے محبوب بن جاؤ گے۔ جب تم اس کے محبوب بن جاؤ گے تو ہر ایک قسم کے سامان تمہارے لئے اللہ تعالیٰ مہیا کرے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس پاک بندے سے گھر میں وعظ کروا دیا۔ اس لئے کہ ہم اس پر عمل کر کے فضل اور ابدی آرام حاصل کریں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ کیا اور اپنی بیبیوں کو سنایا۔ وہ بیبیاں کیسی تھیں۔ اَلطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِيْنَ (النور ۲۷)

پس ان بیبیوں کو وعظ سنایا۔

ہم کو اتباع کا حکم ہے اس لئے کہ یہ وعظ محمدؐ کو دو طرح پر سنانے کیلئے مامور کیا جاتا ہے۔ پہلے رسول اللہ کی اتباع کا حکم۔ دوسرے اس کے سچے اور حقیقی نائب اور خدا کے پاک بندے نے حکم دیا ہے کہ میں تم کو وعظ سناؤں۔

اب بتاتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا وعظ کیا اور کیا وہ وعظ خود کیا یا خدا کے ارادہ سے کیا اس میں خدا کا ارشاد بھی تھا کہ وعظ سناؤ۔ اس سے ہم کیا فائدہ اٹھائیں۔ سنیں اور سنائیں اور اس کے اغراض پر غور کر کے عمل کریں۔

آجکل دنیا میں ایک بیماری ہے نہ صرف عورتوں میں بلکہ مردوں میں بھی کہ جب ہم کسی راست باز کے

اعمال۔ احکام اور چال چلن بیان کرتے ہیں۔ تو اس وقت بہت لوگ شیطانی اغوا سے کہہ دیتے ہیں کہ یہ کام ہم سے نہیں ہو سکتا۔ نہ ہم رسول نہ رسول کی بی بی۔ میرے نزدیک یہ کہنا کفر ہے اور خدا پر بھی الزام آتا ہے۔ اس لئے کہ اگر ہم سے ان احکام کا نباہ نہیں ہو سکتا۔ تو کیا خدا نے کوئی لغو حکم دیا ہے۔ پھر جب خدا نے نبی کی اتباع کا حکم دیا ہے۔ جبکہ ہم وہ کام کر ہی نہیں سکتے۔ تو ہمیں ان کی اتباع کا حکم کیوں ملا؟ میرا یہ ایمان ہے کہ جن احکام کا متبع خدا نے ہم کو بنایا ہے۔ ہم ضرور کر سکتے ہیں اور جن سے روکا ہے ان سے ہم رُک سکتے ہیں۔ پس مَیں یقین کرتا ہوں کہ خدا نے جو حکم دئے ہیں ان کو ہم کر سکتے اور اس کے مَوانعات سے ہم رُک سکتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی بیبیاں جب مدینہ میں تشریف لائے تو مدینہ میں کوئی مکان باغ۔ زراعت یا تجارت کا سامان نہ تھا اور سب کو ایک گونہ تکلیف تھی اور وہ اس قسم کی تکلیف نہ تھی جیسے آجکل لوگوں کو لنگر سے کھانا ملتا اور مہمان خانہ میں چارپائی ملتی بلکہ اس وقت ان چیزوں میں سے کچھ بھی نہ ملتا تھا۔

پھر ایک شریر قوم یہود نے آنحضرتؐ سے سخت چھیڑ کی یعنی دس ہزار آدمی کو باہر سے چڑھا کر لائے اور اندر سے خود تباہ کرنا چاہا۔ مگر خدا نے ان باہر والوں کو بھگا دیا۔ اور یہود کو اس پاداش میں ہلاک کیا۔ اور ان کے کل اموال آنحضرتؐ کے سپرد کئے۔ اس پر کمزور طبائع کی عورتوں کو خیال آیا کہ اب ہمیں آسائش ہو جاوے گی۔ اس پر یہ حکم آیا کہ اے نبی! اپنے گھر والوں سے کہہ دو کہ اگر تمہارا اصل منشاء دنیا والی زندگی اور اسکی زیب و زینت کا خیال ہے تو آؤ ہم تمہیں کچھ دے کر علیحدہ کر دیتے ہیں۔ اور اگر یہ منشاء ہے کہ خدا راضی ہو۔ اسکا رسولؐ راضی ہو۔ آئندہ سُکھ پاؤ تو یاد رکھو۔ کہ خدا کسی کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ اے نبی کی بیبیو! اگر تم میں سے کوئی بدی کا ارتکاب کرے گی تو اسکو دوہرا عذاب ملے گا اور یہ بات خدا پر آسان ہے اور جو کوئی تم میں سے خدا اور رسول کی اطاعت کرے گی اور عملِ صالح کریگی۔ دوگنا اجر دیں گے۔ اے نبی کی بیبیو! کیا تم عام عورتوں کی طرح تو ہو نہیں۔ جبکہ تم نے متقی بننے کا ارادہ کیا ہے تو کوئی ایسی بات نہ کرنا کہ جس میں کسی شریر کا لحاظ پایا جاوے۔ اور ایسی بات کہو جو بھلی اور پسندیدہ ہو۔ اور اپنے گھروں میں بیٹھی رہو اور جاہلوں کی طرح باہر نہ نکلا کرو۔ اور درست رکھو نماز کو اور ادا کرو زکوٰۃ کو اور اطاعت کرو خدا اور رسول کی۔ تحقیق ارادہ کر لیا ہے۔ خدا نے یہ کہ دور کر دے تم سے ہر قسم کی ناپاکی۔ اے گھر والو۔ اور تمہیں پاک کر دے۔

اب غور کرو یہ نبی کی بیبیوں کو حکم ہے۔ تم میں اگر ہماری امّ المومنین ہیں تو حکم پہلے ان کے لئے

ہے کہ تمہارے لئے دنیا اور اس کی زینت کا ارادہ کرنا۔ خدا کا منشاء نہیں۔ جب وہ خدا اور رسول اور یوم آخرت کا ارادہ کریں گی۔ تو خدا تعالیٰ ضائع نہیں کرے گا۔ اور اگر تم سے کوئی غلطی ہوگی تو دوہرا عذاب ہوگا کیونکہ ان کے چال چلن کا اثر دوسری عورتوں پر پڑے گا۔ اگر وہ اپنے خاوند کے حالات پر غور نہ کریں اپنا نیک نمونہ دوسری عورتوں کو نہ دکھاویں گی تو بہت برا جواب دہ ہونا پڑے گا۔ خدا کا منشاء ان کے لئے بھی وہی ہے جو رسول اللہ کی بیبیوں کیلئے تھا۔

اب جس قدر بیبیاں ان کے ماتحت ہیں۔ لازمی ہے کہ وہ ان کا نمونہ اختیار کریں گی۔ ہماری ایک چھوٹی سی بچی ہے وہ عقل نہیں رکھتی۔ پر ہمیں دیکھ کر کاغذ۔ قلم۔ دوات سے لکیریں ڈالتی رہتی ہے پس جبکہ انسان کی جبلت اس طرح پر واقع ہوئی ہے تو عورتیں بھی نمونہ کی محتاج ہیں۔ بہت سی عورتیں باہر سے آئیں۔ اگر وہ وہی نمونہ یہاں آکر بھی دیکھیں جو ان کے اپنے دنیاوی گھروں میں ہے تو پھر وہ سست اور کاہل ہو جاویں گی۔ پھر اگر یہاں چستی اور نیکی اور دینداری کا نمونہ دیکھیں گی تو خود بخود نمونہ بنیں گی پھر آپ کا چال چلن ایسا ہو کہ دوسری عورتیں اسے دیکھ کر نیکی کا نمونہ بنیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا ایک نمونہ سناتا ہوں۔ وہ ایک ایسی بی بی کا ذکر ہے کہ حقیقت میں ہماری ام المومنین کی ماں تھیں۔ سچا تقویٰ انسان حاصل کر ہی نہیں سکتا۔ جب تک نکاح سے لباس حاصل نہ کرے۔ کیونکہ بہت سے تعلقات اور نرمیاں اور خاص اس رشتہ سے کرنے پڑتے ہیں۔ میں نے ایک حدیث میں پڑھا ہے کہ یہ بطال لوگ جن کا کوئی رشتہ بی بی۔ بچہ نہیں بڑے ناقابل اعتبار ہیں۔

پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت کے وقت پہلے پہل جس پر اپنا دعویٰ اظہار کیا وہ آپؐ کی بی بی خدیجہ تھیں۔ ساتھ ہی اس بی بی کو یہ بھی کہا کہ میں مامور ہوا ہوں۔ اس لئے اپنی جان کا بھی مجھے ڈر ہے۔ یہ نمونہ تعجب انگیز نہیں۔ اس وقت ہمارے مرشد و مولیٰ بھی تن تنہا ہیں۔ ہندو سکھ۔ آریہ عیسائی۔ شیعہ وغیرہ وغیرہ کل قومیں دشمن۔ رشتہ دار دشمن۔ سر پہ باپ موجود نہیں۔ غرض اندرونی بیرونی دنیا دشمن ہو رہی ہے۔ پر خدا کے بغیر کون اس کی حفاظت کر سکتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ میں خود ابھی تک اس حد تک نہیں پہنچا جسے میں چاہتا ہوں۔ میں نے اس کی پاک زبان سے سنا ہے۔ کہ میں ایک ایک ایسے جنگل میں جانا چاہتا ہوں جس کی راہ میں لوہے کے کانٹے ہیں۔ پھر ہم بظاہر دیکھتے ہیں کہ ہمیں کوئی دشواری نظر نہیں آتی۔ مجھ کو جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلیٰ محبت ہے۔ وہاں اس بی بی سے بھی اسی طرح کی محبت ہے۔

اس بی بی نے اس وقت آنحضرتؐ کو کیا جواب دیا اور کیسا پاک اور پیارا جواب جو بخاری میں درج

ہے کہ میری رُوح اُس پر قربان ہوتی ہے۔ فرمایا کَلَّا وَاللہِ۔ نہیں حضور۔ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ خدا کی قسم خدا آپ کو کبھی ذلیل نہیں کرے گا۔ آپؐ تو رحم کا بڑا بھاری لحاظ کرتے ہیں پس رحم کے لحاظ سے بیوی کے رشتہ داروں سے محبت کی جاتی ہے۔ جو شخص ایسا لحاظ کرتا ہے۔ پیارے خاوند وہ ذلیل نہیں ہوتا۔

پس تم بھی رشتہ داروں سے خاص پیار اور محبت کرو کہ خدا ذلت سے بچاوے۔

آپؐ تو دُکھیاروں کے دُکھ بٹاتے ہو اور دُکھیوں اور تھکے ماندوں کی مدد کرنے والا خدا کے حضور ذلیل نہیں ہوتا۔

پھر آپؐ کے حضور جو لوگ آتے ہیں وہ وہ چیز پاتے ہیں جو جہان میں ان کو میسّر نہیں آ سکتی یعنی خدا کے قرب کی راہیں آپؐ سے ملتی ہیں۔ اور آپؐ سچ بولتے ہیں اور ضرورتوں کے وقت آپؐ ہمیشہ لوگوں کے شریک ہوتے ہیں۔ اسی طرح کے لوگ ذلیل نہیں ہوتے۔

پس یہ ایسی باتیں ہیں کہ جو سچ طور پر رسول کی رسالت کو ثابت کرتی ہیں۔ یہ کلمہ اس بی بی کے مُنہ سے نکلا ہوا ہزاروں ہزار لوگوں کے واسطے راہِ ہدایت ہوا۔ جب لوگ دیکھتے کہ پندرہ برس کی تجربہ کار بی بی ایسے الفاظ کہتی ہے تو سوائے ماننے کے اَور کیا کہہ سکتے۔

اسی قسم کے پاک نمونہ ہونے کے لئے خدا نے ان آیات میں آگاہ کیا ہے۔ کہ جو عورتیں رسولؐ کے گھر میں رہتی ہیں۔ خدمتگار ہوں یا اصیل ہوں۔ خدا تمہارے لئے چاہتا ہے کہ تمہارا اصل ارادہ زینتِ دنیا نہ ہو۔ بلکہ خدا اور رسولؐ کی اتباع اور آخرت کی بھلائی ہو۔

تمہاری غلطی دوہری غلطی نہ ہو کیونکہ غلط کار اپنی غلطی کا آپ ہی پھل اٹھاتا ہے۔ پس جس کی غلطی دیکھ کر دوسروں نے اثر پذیر ہونا ہے۔ اس کو دوؔ غلطیوں کا پھل ملے گا۔ اسی طرح تمہارے نیکی کے عوض میں اجرؔ۔ ''چال چلن بُرا ہے تو ہم اوّل تو خدا کا گناہ کرتے ہیں۔ دوسرا اپنے امام پر الزام لگاتے ہیں۔ کہ اس کے ہم نشینوں کے اعمال کیسے ہیں۔ تو خود اسکے کیسے ہوں گے۔

پس تم بھی دوہری جواب دہ ہوگی۔ اوّل اپنی ذات میں دوسرے وہ نقص بھی تمہارے ذمہ ہیں جو تم کو دیکھ کر دوسری عورتوں نے تمہاری اتباع کا نمونہ گھڑا۔

خدا کی اتباع کرو تا کہ خدا تمہارے کُل دِلدّر دُور کرے اور تم پر اپنی مہربانی کرے۔

(الحکم ۳۱ جولائی، ۱۰ اگست ۱۹۰۴ء صـ۸)

۳۱- یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ مِنْکُنَّ بِفَاحِشَۃٍ

مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۔ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۱﴾

فَاحِشَةٍ : ناشائستہ حرکت ۔ (بدر ۲۹ ستمبر ۱۹۰۵ء صـ۶)

۳۲۔ وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۔ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ﴿۳۲﴾

وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا : اس میں معرفت کا نکتہ یہ ہے کہ جو بی بی فرماں بردار ہو گی ۔ اسے رزقِ کریم دیا جائے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کو اس رزق سے بہرۂ وافی ملا۔ جس سے ثابت ہوا۔ کہ وہ بہت فرماں بردار تھیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۳۳۔ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۳۳﴾

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ : حضرت عائشہ رضؓ کھل کر بات کہہ دیتی تھیں ۔ یہ اس ارشاد کی تعمیل ہے ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

لَا تَخْضَعْنَ : دبی زبان سے مت کہو ۔ (بدر ۲۹ ستمبر ۱۹۰۵ء صـ۶)

۳۴۔ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۔ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ

عَنۡكُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَيۡتِ وَيُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِيۡرًا ﴿۳۴﴾

وَلَا تَبَرَّجۡنَ : حضرت عائشہؓ کو ایک جنگ بھی پیش آگیا مگر اس میں جاہلیت الاولیٰ کی صورت نہیں۔

لِيُذۡهِبَ عَنۡكُمُ الرِّجۡسَ : نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بی ماریہؓ پہلے عیسائی تھیں اور صفیہؓ یہودی۔ اس قسم کے عقیدوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں پاک ہوئیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲؍اکتوبر ۱۹۱۰ء)

لَا تَبَرَّجۡنَ تَبَرُّجَ الۡجَاهِلِيَّةِ : جاہلوں کی طرح اکھاڑوں میں نہ نکلو۔

اٰتِيۡنَ الزَّكٰوةَ : عورتوں کو لازم ہے کہ اپنے مال میں سے علیحدہ خود زکوٰۃ دیں۔

(بدر ۲۹؍ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

اَهۡلَ الۡبَيۡتِ : تین دفعہ قرآن میں یہ لفظ آیا ہے۔ تینوں جگہ بیبیاں ہیں۔ شیعہ پر حجت ہے جو بیبیوں کو اس میں گنتے نہیں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۴۲)

۳۶- اِنَّ الۡمُسۡلِمِيۡنَ وَالۡمُسۡلِمٰتِ وَالۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ وَالۡقٰنِتِيۡنَ وَالۡقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيۡنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيۡنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالۡخٰشِعِيۡنَ وَالۡخٰشِعٰتِ وَالۡمُتَصَدِّقِيۡنَ وَالۡمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيۡنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالۡحٰفِظِيۡنَ فُرُوۡجَهُمۡ وَالۡحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيۡنَ اللّٰهَ كَثِيۡرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمۡ مَّغۡفِرَةً وَّاَجۡرًا عَظِيۡمًا ﴿۳۶﴾

اِنَّ الۡمُسۡلِمِيۡنَ وَالۡمُسۡلِمَاتِ : ایک دفعہ ایک نواب نے مجھے اپنے مکان پر وعظ کے واسطے کہا۔ جب وعظ کے واسطے میں وہاں گیا۔ تو اس نے بتلایا کہ ایک طرف بیگمات پردہ کر کے بیٹھی ہیں اور

ایک طرف مرد بیٹھے تھے۔ اس وقت میں نے یہ آیت پڑھی جس میں متواتر ایک لفظ مردوں کے واسطے اور ایک لفظ عورتوں کے واسطے آتا ہے۔ سب لوگ حیران ہوئے کہ قرآن شریف کیسی جامع کتاب ہے۔ گویا خاص اس وقت اور موقع کے واسطے ایک خاص آیت پہلے سے قرآن شریف میں رکھ دی ہوئی تھی۔

(بدر ۲۹ر ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

۳۸- وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ۭ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَاۗىِٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝۳۸

اور جب تو کہنے لگا اس شخص کو جس پر اللہ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا۔ رہنے دے اپنے پاس اپنی جورو اور ڈر اللہ سے اور تو چھپاتا تھا دل میں ایک چیز کو جو اللہ اس کو کھولنا چاہتا ہے اور تو ڈرتا تھا لوگوں سے اور اللہ سے زیادہ چاہیئے ڈرنا تجھ کو۔ (فصل الخطاب حصہ اوّل صفحہ ۱۳۰)

اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ : رہنے دے اپنے پاس اپنی جورو اور ڈر اللہ سے

(فصل الخطاب حصہ اوّل صفحہ ۴۹)

اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ : زید۔ یہ شخص ایک لڑائی میں قید ہو کر خدیجہؓ کی بہن کے حصہ میں آیا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پیش کیا گیا۔ آپؐ نے اسے آزاد کر دیا۔ اور اپنے پاس رکھا۔ آپؐ نے اس کی شادی پھوپھی زاد بہن سے کر دی۔ چونکہ وہ تیز تھی۔ اس لئے وہ ان (زید) کو حقارت سے دیکھتی جس کا انجام یہ ہوا کہ زید نے طلاق دیدی۔

تُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ : دلداری کا ایک پہلو یہ سوجھتا کہ میں نکاح کر لوں۔

تَخْشَى النَّاسَ: نبی پر بے جا اعتراض کر کے قابلِ عذاب نہ ہوں۔ یہ ڈر تھا حضرت موسیٰؑ کی نسبت بھی ارشاد ہوا کہ لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى (طٰہٰ: ۶۹) یہ شکست کا ڈر نہ تھا بلکہ اس کا کہ لوگ مُرتد ہو کر ہلاک نہ ہو جاویں۔

زَوَّجْنٰكَهَا: یہ مراد نہیں کہ اللہ ہی نے نکاح پڑھا دیا۔ ظاہر میں کوئی بات نہیں ہوئی بایں وجوہات کہ نَا سے حسب محاورہ قرآنی وسائط کا پتہ ملتا ہے۔

(ب) آپ نے ولیمہ کیا۔ (ج) جب یہ ایک رسم مٹانے کیلئے تزویج ہوئی تو پھر نکاح ظاہر میں عَلٰی رؤوس الاشہاد کیوں نہ ہوتا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲/اکتوبر ۱۹۱۰ء)

وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ: لوگوں کے مبتلائے معاصی ہونے کا ڈر تھا کہ نافہمی سے ابتلاء میں نہ آجاویں وہ کہیں گے۔ نبی نے انکی شادی کی۔ اب انکی بن نہیں آتی۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ ص۴۴۲)

ایک عیسائی کے اعتراض " محمد صاحب نے اپنے لے پالک کی جورُو سے عشق کیا پھر لوگوں سے ڈرے تو ایک آیت اتارلی" جواب میں تحریر فرمایا

معترض نے عشق کا ثبوت تو کوئی نہ دیا۔ لوگوں سے ڈرنا مقتضائے بشریّت ہے۔ حضرت مسیح بقول آپ کے باوجود الوہیت کے لوگوں (یہود) سے ڈرتے رہے۔ اور حاکم کے سامنے حضرت سے کچھ نہ بن پڑا صُمٌّ وَّبُكْمٌ سے رہ گئے۔ بھلا صاحبان جس صبح کو پکڑے گئے اس رات مسیح کی کیا حالت تھی۔ (متی ۲۶ باب ۳۸ آیت)

اگر لے پالک کی بیوی سے شادی منع ہے۔ تو اسکا ثبوت توریت یا انجیل یا شرعِ محمدیؐ (قرآن) سے یا دلائل عقلیہ سے دیا ہوتا۔ بلکہ میں کہتا ہوں سارے عیسائی لے پالک بیٹے ہیں (نامۂ رومیاں ۸ باب ۵) تو اب کیا وہ باہمی عقد میں بہنوں سے نکاح کرتے ہیں، توریت میں بھی بہن سے نکاح حرام ہے۔ اگر کہو۔ وہاں حقیقی بہن مراد ہے تو کیا دینی بہن سے نکاح جائز ہے۔ پولوس صاحب فرماتے ہیں " کیا ہمیں اختیار ہے کہ دینی بہن سے نکاح کرلیں " (۱۔قرنتی ۹ باب ۵)

ہم کہتے ہیں۔ اسی طرح حقیقی بیٹے کی جورو سے نکاح منع ہے نہ لے پالک کی جورو سے۔ مجھے اسوقت مولوی لطف اللہ لکھنوی یاد آگئے ان سے بھی ایک پادری صاحب نے مجمع عام میں یہی سوال کیا تھا۔ آپ نے کیا خوب جواب دیا۔

" سارے راستباز خدا کے فرزند ہیں۔ تو یوسف نجّار بھی فرزند تھا۔ پھر اس کی جورو سے خدا نے فرزند لیا۔ پس اگر اس کے رسول نے لے پالک کی بی بی مطلقہ سے نکاح کیا۔ تو کیا عیب ہے۔ اگر جماع عیب ہے۔ تو

ایک عضو کی نسبت سارے سوچے خدا کے رحم میں از راہ ..... چلا جانا اور پھر مجسم بن کر نکل کر کھڑا ہونا تو شاید اور بھی معیوب ہوگا۔ زید نے تو طلاق بھی دے ڈالی تھی۔ یوسف سے تو کسی نے براءت نامہ بھی نہ لیا ہاں شاید الوہیت اور رسالت میں یہی فرق ہوگا۔ کہ اس میں طلاق کی ضرورت نہیں رہتی"

کتب مقدسہ کے محاورات تمہیں تعجب انگیز معلوم نہیں ہوتے۔ اے میری زوجہ۔ اے میری بہن۔ تیرا عشق کیا خوب ہے۔ تیری محبت مے سے کتنی زیادہ لذیذ ہے۔ (غزل الغزلات ۴ باب ۱۰، ۵ باب ۱)

حقیقی جواب: اصل قصہ یوں ہے کہ زینب ایک بڑے خاندان کی عورت تھی۔ آنحضرتؐ نے اپنے خادم زید کے لئے اس کے وارثوں کو ناطہ کا پیغام دیا۔ وہ اپنی عظمت و شرافت شان کے خیال سے اول تو ناراض ہوئے پھر آخر کار راضی ہوگئے۔ کچھ مدت تو جوں توں کر کے بسر ہوئی۔ آخر زید نے اس کی تعلی اور طنز و تعریض سے تنگ آکر اس کے چھوڑ دینے کا ارادہ ظاہر کیا۔ چونکہ آپ بذاتِ مبارک اس شادی کے انصرام کے متکفل ہوئے تھے۔ اس لئے اس طلاق کے انجام اور اس کے مفاسد پر قومی دستوروں اور حالات معاشرت ملکی کے لحاظ سے آپ کے دل میں کھٹکا پیدا ہوا۔ اس میں شک نہیں کہ رخنہ جو کفار اور حیلہ طلب معاندین کو رسماً و عرفاً ایسے موقعہ پر بہت ملامت و طنز کا قابو مل سکتا تھا۔ اور آپ گوارا نہیں کر سکتے تھے کہ اس مفارقت اور معاشرتی ناچاقی کا حال مخالفین منکرین پر کھلنے پائے جو اُن کی زبان درازی اور تعریض کا باعث ہو۔ اور نیز زینب کے وارثوں کا خیال ایک رسمی اور قومی خیال تھا۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو اور بھی مضطرب کرنے کا موجب ہو سکتا تھا۔ بنا برآں آپؐ نے زید کو بہت روکا۔ اور تلخیٔ معاشرت پر صبر کرنے کی بہت نصیحت و ہدایت کی اور سخت الحاح و اصرار کیا کہ وہ اس ارادے سے باز آجاوے۔ مگر خدا کو ایک عظیم الشان کام پورا کرنا اور ایک خلافِ قدرت مضر معاشرت رسم کا توڑنا منظور تھا۔ اس موقع پر قرآن کے الفاظ جن میں آنحضرتؐ کی دلی حالت کی تصویر کھینچی گئی ہے۔ الہامی حقیقت پہچاننے والے منصف کے نزدیک قابلِ غور ہیں۔

خصوصاً اَمْسِكْ .. الخ "اپنی بی بی کو نگاہ رکھ اور اللہ سے ڈر" بہت غور کے قابل ہے "خدا سے ڈر" ایسے الفاظ ہیں کہ باز داشت اور زجر کیلئے اس سے زیادہ اور نہیں کہا جا سکتا۔ عیسائیوں کی شوخی اور جرأت سخت قابلِ افسوس ہے کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپرے دل سے زید کو منع کیا" (لائف آف محمدؐ از سر ولیم میور صٓ۲۳۸) معلوم نہیں صادق کے دل کے اظہار ما فی الضمیر کا اور کیا طریق ہو سکتا ہے۔

کسی سوسائٹی کے رسوم و آئین کی اصلاح میں اگر کسی مصلح کو تکالیف و زحمات اٹھانی پڑتی ہیں، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چند در چند صعوبات اٹھانی پڑتیں اور پڑنے والی تھیں جن کے در پیش عرب جیسی غیر مہذب اکھڑ سوسائٹی کے خلاف قدرت اور مضرِ معاشرت رسوم کا اصلاح کرنا تھا۔ عرب میں (ہندوؤں

کی طرح) مُتَبَنّیٰ (منہ بولا بیٹا) صُلبی بیٹے کی مانند سمجھا جاتا تھا۔ اس رسم قبیح سے جو نتائج فاسدہ دنیا میں ہوئے اور ہوتے ہیں عیاں ہیں، اور حقیقتاً قدرت کہاں اجازت دیتی ہے کہ پسرِ حقیقی اور متبنّیٰ دونوں مساوات کا درجہ رکھیں قرآن نے اس مضر اصل کی بیخ کنی کردی کہ "منہ بولے تمہارے بیٹے نہیں ہیں۔ تمہارے بیٹے وہی ہیں جو تمہارے نطفے سے ہیں" اب یہاں قوم و ملک کے رسوم کے مخالف دو عظیم مشکلوں کا سامنا آپؐ کو کرنا پڑا۔

ایک تو خدا کے قول و فعل کے مطابق رسمِ تبنیت کا (کہ وہ حقیقی بیٹے کی مانند ہیں)، اور دوسرا ایک مطلقہ عورت سے (جس سے شادی کرنا عرب جاہلیت میں سخت قابلِ ملامت و نفرت اور ذلت تصور کرتے تھے) نکاح کرنا۔ مگر چونکہ عقلاً و رسماً و شرعاً یہ افعال معیوب نہ تھے، اور ضرور تھا کہ مصلح و ہادی خود نظیر بنے تاکہ تابعین کو تحریک و ترغیب ہو۔ آپ پہلے بے شک بمقتضائے بشریت گھبرائے اور بالآخر ان مشکلات پر غالب آکر ایک عجیب نظیر قائم کر دکھلائی۔

پادری صاحب کی عقل پر افسوس آتا ہے جو کہتے ہیں "محمد نے لوگوں سے ڈر کر آیت اتارلی" کون سی آیت اتارلی۔ اور ڈر ہی کیا تھا۔ آنحضرتؐ کو اس بات کا ڈر تھا اور لوگوں کی طرف سے خوف تھا کہ دشمن اس بات کا طعنہ دیں گے کہ ان کا اپنے ہاتھ سے کیا ہوا کام انجام کو نہ پہنچا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود اس مزاوجت کے متکفل اور منصرم ہوئے تھے۔ اور بڑے اصرار سے زینب کے وارثوں سے اسکو زید کیلئے مانگا تھا۔ اور اب اس مفارقت پر دشمن طعنہ دے سکتے تھے۔ بیشک اس بات کا آپؐ کو خوف تھا۔ اور انکی ناچاکی کو وہ اخفا کرنا چاہتے تھے۔ جو بالآخر پھوٹ نکلی۔ اسی خوف و اخفا کی نسبت قرآن کریم فرماتا ہے کہ تو لوگوں سے ڈرتا تھا حالانکہ ڈرنا تو مجھ سے چاہیئے۔ یہ ایک عجیب محاورۂ قرآنی ہے مطلب ایسے جملہ کا یہ ہوتا ہے کہ جو امر حسبِ مقتضائے قانونِ الٰہی ہو اس کے اجرا و تعمیل میں ان سے ڈرنا یعنی اس کا عمل میں نہ لانا عبث ہے۔

ناقص العقل پادری اتنا بھی خیال نہیں کرسکتے کہ اگر اس عقد میں کوئی امر معیوب اور قادحِ نبوت ہوتا تو یقیناً اول منکر زید ہوتا۔ حالانکہ بعد ازاں بہت دنوں تک اسلام اور سچے ہادی کی خاطر بڑے بڑے معرکوں اور مہلکوں میں جاں نثاری کرتا رہا۔ اور بڑے بڑے غیور جری صحابہ (جو یقیناً پھوپھوؤں اور باج گیروں سے بڑھ کر وقعت و غیرت میں تھے) جو اسلام کے رکن رکین تھے۔ بہت جلد ہاں اسی دم آپ کے پاس سے ٹوٹ پھوٹ جاتے اور یہ تانا بانا برہم ہوجاتا۔ میں سچے دل سے کہتا ہوں کہ اس قصے کا ہونا قرآن کے کلام اللہ ہونے کا بڑا بھاری ثبوت ہے اور یہ نبی عرب کی ترکیب و آورد (جیسے منکرین سمجھتے ہیں) کلام نہیں۔ کیا امانت کا حق ادا کیا ہے۔ کیا صادق ہیں ہے۔ کہ تمام الٰہی واردات اور ربانی الہامات و واقعات بلاکم وکاست دنیا کے آگے رکھ دیئے۔ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (فصل الخطاب حصہ اول طبع دوم صہ ۱۲۸ تا صہ ۱۳۳)

لے پالک بنانا شرع اسلام میں جائز نہیں۔ تو آپ کا اعتراض کیونکر چسپاں ہوگا۔ لے پالک بیٹا حقیقۃً بیٹا ہی نہیں اور اس کو بیٹا کہنا سچ نہیں اسی واسطے قرآن نے جو حقیقت کا کاشف ہے اسکو بیٹا کہنا جائز قرار نہیں دیا۔ کیونکہ بیٹا باپ کی جزء ہوتا ہے۔ اور لے پالک غیر اور غیر کی نسل سے ہے۔ مجھے ہمیشہ خیال آتا ہے کہ حقیقی علوم کا معلم نیوگ کو کیونکر جائز کر سکتا ہے۔ کیونکہ نیوگی بیٹا نیوگ کنندہ کا نطفہ اور اسکا جزو ہوتا ہے۔ نیوگ کنندہ اولاد کا لالچ دے کر لذت و مزہ بھی اٹھالے اور پھر اپنے بیرج کی اولاد کو دوسرے کے مال و دولت کا مالک بھی بنا لے اور آہستہ آہستہ جوڑ توڑ کر کے آخر عورت بھی اڑالے۔ اور اپنا ہی بیٹا جائیداد کا مالک کر دے اور پھر عذر کر دے کہ یہ وید کا ارشاد ہے۔ آہ کوئی سمجھنے والا ہو۔

پھر اسلام میں لے پالک کی بیوی کیونکر ناجائز ہوگی۔ جبکہ لے پالک بنانا ہی جائز نہیں۔ پھر کسی دوسرے کی بی بی بدون طلاق کے اور اس کی عدت گزرنے سے پہلے جائز نہیں پھر بدون نکاح اور گواہوں بلکہ بلا رضامندی ان والیوں کی جو عورت کے مہتمم ہوں۔ ہمارے مذہب میں کسی عورت کا بیاہنا جائز نہیں ہاں نیوگ میں یہ سب کچھ ہو سکتا ہے: سو وہ ہمارے یہاں ممنوع اور آپ کے یہاں ضروری ہے۔ سوچو اور غور کرو کہ اس خبیث الزام کا نشانہ وید کا مذہب ہے یا کوئی اور۔ خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اسکا کلام قرآن کریم ہر قسم کے ناپاک الزاموں سے پاک اور اس کے غیر ہر طرح کی نجاستوں میں آلودہ ہیں۔ کوئی رشید ہے جو غور کرے!

(نور الدین صد ۲۳۸، صد ۲۳۹)

۴۰- الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۴۰﴾

وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ : اس محکم آیت نے تَخْشَى النَّاسَ متشابہ کے معنے کھول دیئے ہیں کہ وہ لوگوں کے ابتلاء میں پڑنے کا ڈر تھا۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ صد ۴۴۴)

۴۱- مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۱﴾

وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ، نبیوں کی مُہر۔ آپؐ کی مُہر کے بغیر اب کوئی حکم شرعی نافذ نہیں سمجھنا چاہیئے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲؍ اکتوبر ۱۹۱۰ء)
خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ، تمام کمالاتِ نبوّت کی آپؐ پر حد ہوگئی۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۵ مـ ۴۷۴)
دنیا میں انبیاء کی پاک تعلیم نے خدائے تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی اور اس کے عدل اور قدوسیت اور رحم اور قدرتِ کاملہ اور ربوبیّتِ عامہ کا وعظ پھیلایا۔ اور بعض مصلحانِ قوم نے بھی جن کی فطرتِ سلیم اور قوتِ ایمانیہ مستقیم تھی۔ توحید کو عمدگی سے بیان فرمایا۔ مگر ان کے اتباع نے آخر اپنے ہادی ہی کو معبود بنالیا۔ حضرت مسیحؑ نے خداوند کریم کی بزرگی اور عظمت کو بیان تو کیا۔ مگر آخر عیسائیوں نے مسیحؑ کو خدائے مجسم کہہ دیا۔ بلکہ خوش اعتقادوں نے انکی والدہ مریم صدیقہ کو بھی متمّم ماہیت تثلیث تجویز کیا۔ آریہ ورت کے حکماء اور عوام سری کرشن جی اور سری رام چندر جی کو خدا کا اوتار کہہ اُٹھے۔ گرو نانک صاحب کے تارک الدنیا اخلاق مجسم چیلے گرو صاحب کو اوتار بنا گئے پس ایسے واعظوں کے تعلیم یافتہ پیروؤں کی یہ حالت کیوں ہوئی۔ صرف اس لئے کہ مریدوں کی اپنے ہادی سے دلی محبت سابقہ بت پرستی کی عادت سے مل کر نورِ ایمان اور عقلِ صحیح پر غالب آگئی۔ اور کوئی ایسی قومی روک ان کے ہادیوں نے نہیں رکھی تھی جس کے ذریعے توحیدِ خالص انکے مشرکانہ طبائع کو فتح کرلیتی۔ میں جب عیسائیوں اور ہندوؤں اور سکھوں کے مقدس لوگوں کو شرک کرتے دیکھتا اور انکی زبان سے سنتا ہوں کہ وہ کہتے ہیں۔ ہمارے ہادی خدائے مجسم اور اوتار تھے تو مجھے یقین ہوجاتا ہے کہ بے شک یہ سچا سچے خدا کا کلام ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ.....

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عملاً اور انکی امّت نے حسبِ تعلیم اپنے ہادی کے اصولاً اقرارِ توحید کے ساتھ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کے اقرار کو لازمی کیا ہے۔

اس کلمہ کے ایزاد نے جو کچھ اثر دنیا پر دکھلایا۔ وہ بالکل ظاہر ہے اور یہی اس کے منجانب اللہ ہونے کی بڑی زبردست شہادت ہے۔ ہندوستان کے ہادیوں نے ملک سے سکتے کی خطرناک پوجا اور گنگ کی خلاف تہذیب پرستش کو کم نہ کیا۔ اور یہود نے طرافیم کی پوجا اس وقت تک نہ چھوڑی جب تک

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ (النساء ۵۲) کی صداعرب سے نہ سُنی۔

نبی ناصری کی بڑی کوششوں اور محنتوں اور تکالیف بلکہ جانفشانیوں کو میں کس کامیابی کا عنوان بناؤں۔ جبکہ وہ آپ اور اسکی ماں دونوں معبود قرار دیئے گئے۔ مسیحؑ تو عموماً تمام عیسائیوں کے معبود ہیں اور انکی والدہ خصوصاً رومن کیتھولک کے یہاں پوجی جاتی ہیں۔

بیشک انبیاء علیہم السلام کی تعلیم اس تکمیل کی محتاج تھی کہ وہ اپنی خالص عبودیت کو دینی تعلیم کا ضروری جزو قرار دیتے۔ اس ضرورت کو صرف قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تعلیم نے پورا کیا۔
اسی فقرہ کے اثر نے عرب جیسے خالص بُت پرست ملک سے بت پرستی کا استیصال ہی نہیں کیا۔ بلکہ یہود بھی چونک اٹھے باایں کہ ہمیشہ مُرتد ہو جاتے اور بُت پرستی کرتے تھے جیسے قاضیوں کی کتاب اور انکے بچھڑوں کی پرستش کرنے وغیرہ امور سے ظاہر ہے۔ اور آریہ کے معزز باشندے دعویٰ کرنے لگے کہ ہمارے مقدس وید بُت پرستی کے دشمن اور توحید خالص کے حامی ہیں۔ (فصل الخطاب حصہ دوم طبع دوم صفحہ ۱۰۹، ۱۰۷)

۴۲-۴۳- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۲﴾ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۴۳﴾

اُذْكُرُوا اللّٰهَ : کھڑے، بیٹھے، لیٹے۔ بر و بحر میں۔ لیل و نہار۔ ظاہر و باطن۔ دُکھ سُکھ۔ لڑائی سفر، حضر، صحت و سقم میں اللہ ہی یاد ہو۔ ان سب مقامات و حالات و اوقات کا ذکر قرآن مجید کی آیات میں ہے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ر اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۴۴- هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾

وَمَلٰٓئِكَتُهٗ : اللہ کے ذکر سے ملائکہ کے تعلقات بڑھتے ہیں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ر اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۴۶، ۴۷- يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۴۵﴾ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾

شَاهِدًا : گواہی دینے والا کہ یہ احکام اللہ تعالیٰ کے ہیں

نَذِیْرًا : نافرمانوں کیلئے

سِرَاجًا مُّنِیْرًا : روشنی دینے والا سورج (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲؍ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۵۱- یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِیْۤ اٰتَیْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَ مَا مَلَكَتْ یَمِیْنُكَ مِمَّاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَیْكَ وَ بَنٰتِ عَمِّكَ وَ بَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَ بَنٰتِ خَالِكَ وَ بَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِیْ هَاجَرْنَ مَعَكَ٘ وَ امْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِیِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنْ یَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَیْهِمْ فِیْۤ اَزْوَاجِهِمْ وَ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ لِكَیْلَا یَكُوْنَ عَلَیْكَ حَرَجٌ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۵۱﴾

اَحْلَلْنَا لَكَ : حلال کی ہوئی تھیں۔ برائے بیبیاں ماضی کا صیغہ ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۷۵)

لِكَیْلَا یَكُوْنَ عَلَیْكَ حَرَجٌ : جیسے بیبیوں کو پیچھے اجازت دی ہے۔ کہ چاہو۔ الگ ہو جاؤ۔ چاہو بیبیاں بنی رہو۔ ایسے ہی نبی کو بھی اجازت دی کہ جسے چاہو رکھو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲؍ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۵۲- تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَ تُـْٔوِیْۤ اِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ وَ مَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ

عَلَيْكَ ۚ ذٰلِكَ اَدْنٰىٓ اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ﴿۵۲﴾

تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ : یہ اس وقت کا ذکر ہے کہ طرفین کو علیحدگی کا اختیار ہو تو اب رضامندی سے جو چاہے رہے اور جسے چاہو ۔ رکھو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ کیونکہ وہ اپنی مرضی سے دین کیلئے رہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲؍ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۵۳- لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ﴿۵۳﴾

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ : اوپر کا معاملہ ہو چکا۔ تو پھر یہ حکم نازل ہوا۔ عام مومنوں کو تو آزادی ہے کہ چار چھوڑ کر اور کر لیں مگر نبی کو یہ اجازت بھی نہیں۔

حُسْنُهُنَّ : انکی خوبیاں

اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ : جو تیرے نکاح میں آ چکیں اب اور نہیں۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۷۵)

۵۴- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ۚ اِنَّ ذٰلِكُمْ

كَانَ يُؤْذِى النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ز وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَإِذَا سَأَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّ ؕ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ﴿۵۳﴾

غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰهُ: ایسے وقت میں جانا کہ کھانا ابھی پک رہا ہو۔ منع ہے۔ اس میں کئی خرابیاں ہیں ا۔ شدتِ حرص ۲۔ میزبان کھانا پکوائے یا تمہاری خاطرداری میں مشغول ہو۔

یُؤْذِی النَّبِیَّ: جب نبی ایسے وسیع دل باحوصلہ کو تکلیف ہوتی ہے۔ تو دوسرے کا کیا ٹھکانہ۔ امیر خسرو نے اپنے مرشد کے ارشاد پر بہت خوب شعر پڑھا تھا ؎

نان کہ خوردی خانہ ببرد ؎ نہ کردم بدستِ تو خانہ گرد

ایک اور بزرگ نے مکان کا قبالا پیش کر دیا تھا کہ یہ تم لے لو۔ ہم کوئی اور مکان ڈھونڈ لیں گے۔ یہ سب قرآن مجید کی اطاعت تھی۔ کہ یہ بزرگ لطیف طرز میں سمجھاتے جس سے برا بھی نہ لگے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ ر اکتوبر ۱۹۱۰ء)

لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ: جب نبی کی بیبیاں جو مائیں ہیں۔ ان کے گھر میں بلا اجازت جانا ناجائز ہے تو دوسرے گھروں میں زیادہ احتیاط چاہیئے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۷۵)

۵۷۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾

يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ: صلوٰۃ کے معنے حمد و ثناء ۲۔ دعا ۳۔ اعلیٰ مرتبہ کی وہ دعا مانگنا جس سے گناہ کا تصرف انسان پر باقی نہ رہے ۴۔ رحمتِ خاصہ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ ر اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۵۹ ۔ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۹﴾

یعنی مومن مردوں اور عورتوں کو بیجا اور ناحق دُکھ دینے والے بہتان اور بھاری گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔
(نورالدین طبع ثالث صـ۲۱۴)

۶۰، ۶۱ ۔ يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۶۰﴾ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۱﴾

يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ : لٹکا دیں اپنے اوپر اپنی چادروں کو یعنی گھونگٹ کو چہرہ پر بڑھا کر رکھیں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ر اکتوبر ۱۹۱۰ء)

ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَا : قریب تیرے نہ پھٹکنے پائیں گے۔

یہ آیت کریمہ شیعوں کیلئے قوی حربہ ہے۔ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ مدینہ سے نہیں نکالے گئے۔ بلکہ بعد الموت بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حجرے میں دفن کئے گئے۔ گویا حیات و ممات میں آپؐ کی معیت کا شرف حاصل رہا
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ر اکتوبر ۱۹۱۰ء)

وَالْمُرْجِفُوْنَ : کسی کے متعلقین کی نسبت کوئی بدخبر اُڑا دینے والا۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ صـ۴۷۵)

ایک آریہ کا اعتراض "عورتیں پردہ کریں مرد کیوں نہ کریں" کے جواب میں تحریر فرمایا:

اوّل: تو مرد و عورت میں مساوات کہاں کہ مساوی حقوق دیئے جاویں۔

دوم: عورت کیلئے جو حمل، بچہ جننے، دودھ پلانے کی تکلیف ہوتی ہے اس میں مرد کو کس طرح عورت کے ساتھ مساوات کا حصہ ہے؟

سوم: عورت کیلئے یہ تکالیف باسباب پتر جنم خیال کی جاویں تو بقیہ مساوات کا عذر وسیع کیوں نہ کیا جاوے

چہارم: یہ آیت جس کا حوالہ سوال میں دیا گیا یہ ہے۔ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ .... اِلٰی ...... كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا .... اور اسکے ماقبل یوں ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا (آیت: ۵۸، ۵۹) ترجمہ: اے نبی! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ کہ بڑی چادریں اوڑھ لیا کریں۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ وہ پہچانی جائیں گی۔ اور ستائی نہ جائیں گی۔ اور اللہ غفور رحیم ہے۔ اور جو لوگ مومن مردوں اور عورتوں کو خواہ بغیر ان کے اکتساب کے ایذا دیتے ہیں وہ بہتان اور بڑی بدکاری کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اور اس کے بعد یہ آیت ہے۔ لَئِنْ لَّمْ یَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْمُرْجِفُوْنَ فِی الْمَدِیْنَةِ لَنُغْرِیَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا یُجَاوِرُوْنَكَ فِیْهَاۤ اِلَّا قَلِیْلًا ...(آیۃ: ۶۰) یعنی اگر یہ منافق اور دل کے بیمار اور مدینہ میں بری خبریں اڑانے والے باز نہیں آئیں گے تو ہم تجھے انکی سزا دہی پہ آمادہ کریں گے۔ پھر یہ مدینہ میں تیرے قرب و جوار میں رہنے نہیں پائیں گے۔

ان آیات کا مطلب اور قصہ یہ ہے کہ مدینہ کے بعض بدمعاش مسلمانوں عورتوں کو چھیڑتے تھے اور عورتوں کو دکھ دیکر ان کے متعلق لوگوں کو تکلیف پہنچاتے تھے۔ چونکہ بظاہر مومن ہونے کے مدعی تھے اس لئے جب پکڑے جاتے تو عذر کر دیتے کہ اس کو ہم نے پہچانا نہیں۔ اسی واسطے یہ نشان لگایا گیا۔ غور کرو۔ یہ کلمہ قرآن کریم کا اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ اور ماقبل کی آیت کس صفائی سے بتاتی ہے کہ بڑی چادر ایک نشان تھا اور ان سے واضح ہوتا تھا کہ ایک شرارت کی بندش اسلام نے کی ہے۔ اس لئے اس نشان کے بعد فرمایا کہ اب بھی اگر شریر شرارت سے باز نہ آئے تو ہم ان کو خوفناک سزا دیں گے۔ افسوس ایسے نشانوں اور سچی باتوں پر اعتراض کیا جاتا ہے۔

سنو! اس قسم کے نشان کیسے ہر جگہ موجود ہیں۔ غور کرو۔ منو ادھیائے ۲ کے شلوک ۲۱۵ ماں بہن لڑکی ان سب کے ساتھ اکیلے مکان میں نہ رہے۔ کیونکہ اندری بہت بلوان ہیں۔ پنڈتوں کو بھی بری راہ پہ کھینچ لاتی

ہیں اور ۲۱ ۴۲ میں ہے کام کرودھ ۔ سہت پنڈت ہو یا مورکھ ہو۔ اس کو بُری راہ میں لے جانے کے واسطے استری لوگ سامرتھ رکھتی ہے ۔ستیارتھ کے تیسرے سملاس فقرہ ۴ صفحہ ۴۲: لڑکوں اور لڑکیوں کی پاٹھ شالا ایک دوسرے سے ڈیڑھ کوس دور ہونی چاہیئے ۔جو معلمہ یا معلم یا نوکر چاکر ہوں۔ لڑکیوں کے مدرسوں میں سب عورتیں اور مردانہ مدرسہ میں مرد ہوں ۔ زنانہ مدرسہ میں پانچ برس کا لڑکا اور مردانہ پاٹھ شالا میں پانچ برس کی لڑکی بھی نہ جانے پائے ۔

مطلب یہ کہ جب تک وہ برہم چاری یا برہم چارنی رہیں ۔تب تک عورت و مرد کے باہمی دیدار ۔مَس۔اکیلا رہنے ۔ بات چیت کرنے ۔ شہوتی کھانے ۔باہم کھیلنے ۔شہوت کا خیال اور شہوتی صُحبت ۔ ان آٹھ قسم کی زناکاری سے الگ رہیں :

سوچو اگر پردہ کی رسم جو اسلام نے قائم کی ہے ۔ نہ رہے ۔ تو ان آٹھ قسم کے زنا میں دیدار اور شہوت کے خیال کا کیا حال ہوگا (نورالدین طبع ثالث صـ ۲۲۱ تا صـ ۲۲۳)

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ .... اِلٰی .... اُخِذُوْا وَ قُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا : یعنی اگر یہ منافق اور دل کے بیمار اور مدینہ میں بُری خبریں اڑانے والے اب بھی باز نہ آئیں تو ہم تجھے اے پیغمبر انکی سزا دہی پر متوجہ کریں گے ۔ پھر یہ لوگ تیرے پڑوس میں نہیں رہنے پائیں گے ۔ ہر طرف سے دھکے دیئے جائیں گے جہاں کہیں پائے جائیں گے ۔ پکڑے جائیں گے اور قتل کئے جائیں گے ۔

......یہ قتل کے احکام ان بدمعاشوں کے متعلق ہیں ۔جنہوں نے مومن ایماندار مردوں کو اور مومنہ ایماندار عورتوں کو بے حد دُکھ دینا اپنا پیشہ بنا رکھا تھا اور پھر باینکہ ان کو سمجھایا گیا ۔جب بھی فساد اور بغاوت پر تلے رہے ۔ (نورالدین طبع ثالث صـ ۲۱۴)

۶۲ ۔ مَلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَ قُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ﴿۶۳﴾

جب مامور من اللہ آتا ہے تو لوگوں کو اس کی مخالفت کا ایک جوش ہوتا ہے اور اس لئے ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی اعزاز کیلئے تل جائے اس کو کوئی ذلیل نہیں کرسکتا ۔ مدینہ طیبہ میں ایک رئیس المنافقین کا ارادہ ہوا لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ (المنافقون:۹) ہم اگر لوٹ کر مدینہ پہنچیں گے تو ایک ذلیل گروہ کو معزز گروہ نکال دیگا ۔جناب الٰہی نے فرمایا وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ (المنافقون:۹) معزز تو اللہ ہے اور اسکا رسول

اور اسکی جماعت۔ منافقوں کو یہ کبھی سمجھ نہیں آتی۔ آخر ایام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک بھی منافق نہ رہا بلکہ یہ فرمایا مَّلْعُوْنِيْنَ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَ قُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا اللہ تعالیٰ نے ارادہ کرلیا تھا کہ وہ تیری مجاورت میں بھی نہ رہیں گے۔ (الحکم ۱۰ر فروری ۱۹۰۱ء صفحہ ۶)

۶۴۔ يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ﴿۶۴﴾

عَنِ السَّاعَةِ: وہ گھڑی جس میں منافق نکال دیئے جائیں گے۔

لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا: ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے اس وقت وحی ہوئی اور آپؐ نے نام بنام منافقین کو نکال دیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ر اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۶۸۔ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴿۶۸﴾

اَطَعْنَا سَادَتَنَا: کسی جگہ اِن سرداروں کو جن کہا ہے۔ اس محکم آیت سے جن کے معنے حل ہوگئے (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۷۵)

۷۰۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ؕ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ﴿۷۰﴾

اٰذَوْا مُوْسٰى: فرعون نے دُکھ دیا۔ وہ ہلاک ہوا۔ قارون نے دُکھ دیا۔ وہ ہلاک ہوا۔ تورات میں لکھا ہے کہ آپ کو عورتوں کے متعلق تہمت دی گئی۔ حقیقی بہن بھی اس الزام لگانے میں شامل تھی۔ اسکو جذام ہوگیا (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ر اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۷۱، ۷۲ - يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿۷۱﴾ يُّصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۚ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۲﴾

(یہ آیت) حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات نکاحوں کے وقت پڑھا کرتے تھے .....
نکاحوں کے معاملات میں بعض لوگ پہلے بڑے لمبے چوڑے وعدے دیا کرتے ہیں کہ ہم ایسا کریں گے اور تم کو اس طور پر خوش کرنے کی کوشش کریں گے اور یہ کریں گے وہ کریں گے مگر جب نیا معاملہ پیش آجاتا ہے تو پھر بہت مشکلات پیش آجاتی ہیں۔ اور بدعہدی کرنی پڑتی ہے۔ اسی واسطے اللہ کریم نے فرمایا ہے۔ کہ پہلے ہر ایک بات کو اچھی طرح سوچ لو اور بڑا سوچ سمجھ کر نکاح کا معاملہ کیا کرو۔ اور اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال میں تبدیلی اور اصلاح کرے گا۔ اور جو شخص اللہ کی اطاعت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہا مانتا ہے اصل میں وہی اچھی طرح سے بامراد اور کامیاب ہوتا ہے۔ (الحکم ۳۰ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۶)

اللہ تعالیٰ تقویٰ کی ہدایت فرماتا ہے اور ساتھ ہی حکم دیتا ہے کہ پکی باتیں کہو۔ انسان کی زبان ایک عجیب چیز ہے جو گاہے مومن گاہے کافر بنا دیتی ہے۔ معتبر بھی بنا دیتی ہے اور بے اعتبار بھی کر دیتی ہے اس لئے حکم ہوتا ہے کہ اپنے قول کو مضبوطی سے نکالو۔ خصوصاً نکاحوں کے معاملہ میں۔ اس معاملہ میں پوری سوچ بچار اور استخاروں سے کام لو اور پھر مضبوطی سے اسے عمل میں لاؤ۔ جب تم پوری کوشش کرو گے تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ
تمہارے سارے کام اصلاح پذیر ہو جائیں گے۔ تمہاری غلطی کو جناب الٰہی معاف کر دیں گے کیونکہ جب تقویٰ ہو تو اعمال کی اصلاح کا ذمہ دار اللہ تعالیٰ ہو جاتا ہے۔ اور اگر نافرمانی ہو تو وہ معاف کر دیتا ہے۔ ان معاملاتِ نکاح میں عجیب در عجیب کہانیاں بنائی جاتی ہیں۔ اور دھوکہ دیا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ ہی کا فضل ہو تو کچھ آرام ملتا ہے۔ ورنہ چالاکی سے کام کیا ہو اور دنیا میں بہشت نہ ہو۔ پھر فرمایا ہے۔ بہت لوگ پاس ہونے کیلئے تڑپتے ہیں۔ وہ یاد رکھیں کہ اصل بات تو یہ ہے کہ جو اللہ اور رسولؐ کا مطیع ہوتا ہے وہ ہی حقیقی بامراد ہوتا (ہے) اور یہی حقیقی پاس ہے۔ (بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء صفحہ ۶، الحکم ۲۶ فروری ۱۹۰۸ء صفحہ ۴)

یہ ایک دوسری آیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ ملاپ کے تعلقات اور عقد (نکاح) کے وقت یہ نصیحت فرماتا

ہے۔ تقویٰ اللہ اختیار کرو اور پکی باتیں کہو۔ پکی باتیں حاصل ہوتی ہیں کتاب اللہ کو غور کے ساتھ پڑھنے سے، سنن اور تعامل کے مطالعہ سے۔ احادیثِ صحیحہ کے یاد رکھنے سے۔ یہ باتیں ہیں علومِ حقّہ کے حاصل کرنے کی۔ مجھے اس موقعہ پر یہ بھی کہنا ہے کہ بعض لوگ تم میں سے اپنی غلط فہمی سے احادیث کو طالمود کہتے ہیں یہ انکی سخت غلطی ہے۔ انہوں نے ہرگز ہرگز امام کے مطلب کو نہیں سمجھا۔ کہ انکو معلوم نہیں کہ حضرت امام اپنی عظیم الشان پیشگوئیاں احادیث سے لیتے ہیں اور اپنے دعاوی پر احادیث سے تمسّک کرتے ہیں؟ آپ کا مطلب یہ ہے کہ جو حدیث قرآن شریف کے معارض ہو وہ قابلِ اعتبار نہیں۔ کیونکہ یہ قاعدہ مسلّم ہے کہ راجح کا مقابلہ مرجوح سے نہیں کرسکتے۔ اس کو آگے بڑھانا اور یہاں تک پہنچانا جہالت ہے اگر میری بات پر توجہ نہ ہو تو تم خود دریافت کرسکتے ہو۔ احادیث سے انکار کرنا بڑی بدقسمتی ہے۔

حضرت امام علیہ السلام نے بارہا فرمایا ہے کہ ہمارے لئے تین چیزیں ہیں۔ قرآن۔ سنّت اور حدیث۔ قرآن اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھ کر سنایا۔ سنّت کے ذریعہ اس پر عمل کرکے دکھادیا اور پھر حدیث نے اس تعامل کو محفوظ رکھا ہے۔ غرض حدیث کو کبھی نہیں چھوڑنا چاہیئے جب تک وہ صریح قرآن شریف کے معارض اور مخالف واقع نہ ہوئی ہو بھلا دیکھو تو اسی نکاح کے متعلق غور کرو کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب آدمی نکاح کرتا ہے تو کیا کیا امور مدّنظر رکھتا ہے۔ اور گاہے عورت بیاہی جاتی ہے کہ وہ مالدار ہے اور گاہے یہ کہ حسین ہے یا کسی عالی خاندان کی ہے۔ اور بعض اوقات مقابلہ مدّنظر ہوتا ہے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ وَعَلَيْكَ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ تاکہ تقویٰ بڑھے۔ ایک سے زیادہ نکاح بھی اگر کرو تو اس لئے کہ تقویٰ بڑھے۔ جب تقویٰ مدّنظر نہ ہو تو وہ نکاح مفید اور مبارک نہیں ہوتا۔

غرض خدا تعالیٰ فرماتا ہے اور مومنوں کو مخاطب کرکے فرماتا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا۔ انسان کی زبان بھی ایک عجیب چیز ہے جو گاہے مومن اور گاہے کافر بنادیتی ہے معتبر بھی بنادیتی ہے۔ اور بے اعتبار بھی کردیتی ہے۔ اس لئے مولیٰ کریم فرماتا ہے کہ اپنے قول کو مضبوطی سے نکالو۔ خصوصاً نکاحوں کے معاملہ میں اس کا فائدہ ہوتا ہے۔ يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ تاکہ تمہارے سارے کام اصلاح پذیر ہوجاویں۔

صدہا لوگ ان معاملاتِ نکاح میں تقویٰ اور خدا ترسی سے کام نہیں لیتے اور الٰہی حکم کی قدر وعظمت ان کو مدّنظر نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ اس تراش خراش میں رہتے ہیں کہ یہ مقابلہ ہو یا شہوات کو مقدم کرتے ہیں لیکن جب تقویٰ ہو تو اعمال کی اصلاح کا ذمہ دار اللہ تعالیٰ ہوجاتا ہے۔ اور اگر نافرمانی ہو تو وہ معاف کردیتا ہے۔

بات یہ ہے جو اللہ و رسولؐ کا مطیع ہوتا ہے وہ بڑا کامیاب۔ اسی لئے یہ بات ہر ایک کو

مدنظر رکھنی چاہیئے۔ (الحکم ۱۷ر نومبر ۱۹۱۲ء صـ۱۳)

ایک بار وزیرآباد کے ریلوے سٹیشن پر ایک شخص نے مجھ سے پوچھا کہ قرآن کیونکر پڑھیں۔ صرف ونحو تو آتی نہیں۔ مَیں نے کہا صرفؔ ونحوؔ کی ضرورت نہیں ہے۔ قرآن شریف میں قَالَ پہلے سے موجود ہے۔ بنانا نہیں پڑتا۔ پھر صرفؔ کی کیا ضرورت ہے۔ رہی نحوؔ۔ قرآن شریف میں زیریں زبریں پہلے سے موجود ہیں۔ پھر اس نے گھبرا کر کہا۔ کہ اچھا معانیؔ بدیعؔ کی ضرورت ہے۔ مَیں نے کہا کہ وہ امر زائد ہے۔ جب وہ اس سے بھی رُکا تو کہنے لگا۔ کہ کم از کم لُغت کی تو ضرورت ہے۔ مَیں نے کہا کہ اگر تم اپنی بولی پر ذرا غور کرکے قرآن شریف پڑھو تو لُغت کی بھی بڑی ضرورت نہیں ہے تم کوئی آیت قرآن شریف کی پڑھو۔ مَیں تمہیں ترجمہ کرکے دکھا دیتا ہوں۔ خدا کی قدرت ہے اس نے یہ آیت پڑھی قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا۔ مَیں نے کہا۔ کیسی صاف بات نکلی گلا گل سِدّھی

(الحکم ۳۱ر جنوری ۱۹۰۱ء صـ۷)

۷۳۔ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۟ۙ﴿۷۳﴾

اَلْاَمَانَةَ : احکام

فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا : انکار کیا۔ اس سے کہ خیانت کریں۔

حَمَلَ الْاَمَانَةَ : عربی زبان میں خیانت کو کہتے ہیں۔

حَمَلَهَا : انسان نے ان میں بہت خیانت کی کیونکہ وہ اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہے۔ اور بہت جاہل۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ر اکتوبر ۱۹۱۰ء)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

سورۃ احزاب میں جس حالت کا ذکر ہوا وہ مسلمانوں کی مشکلات کے متعلق ہے۔

۱۔ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا (احزاب: ۱۱) ۲۔ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ (احزاب: ۱۱)

هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ (احزاب: ۱۲)

مگر ساتھ ہی پیشگوئی ہے۔ کہ احزاب شکست یاب ہوں گے۔ غزوۂ احزاب کے بعد مسلمانوں پر فتح مندی کا زمانہ آتا ہے۔ لیکن چونکہ راحت و آسائش میں خدا بھول جاتا ہے۔ اس لئے ایسے لوگوں کے واقعات مسلمانوں کی عبرت کے واسطے بیان کئے جن کو ہر طرح کی آسائش دی گئی۔ اور وہ خدا کی عبادت سے غافل ہو گئے تو سزایاب ہوئے۔

۳۔ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۚ وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ﴿۲﴾

مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ: یہ آیات سمجھاتی ہیں کہ جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے۔ جو بیجو گے وہی نکلے گا نیک اعمال کا نتیجہ نیک اور بد کا بد انجام۔

مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ: اس میں احکام بھی شامل ہیں۔

مَا يَعْرُجُ فِيْهَا: نیک اعمال خدا کے حضور چڑھتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲؍ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۴۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ۚ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ

عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴﴾

اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ : کتاب کے معنے۔ حفاظت (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲؍ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۷۔ وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَيَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ﴿۷﴾

اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ : پس وہ راستہ موجب ذلت و مذمت نہیں کیونکہ وہ عزیز و حمید کا راستہ ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲؍ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۱۰۔ اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ﴿۱۰﴾

اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ : اگر ہم چاہیں گے تو اسی زمین میں ذلیل کر دیں گے۔
كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ : ایک وقت آسمان کے بادلوں کے ذریعہ نشان ظاہر ہوگا۔ چنانچہ ایک جنگ میں مینہ کے ذریعہ مومنوں کے قدم ثابت ہوئے اور کفار بھاگے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲؍ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۱۱۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ؕ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ﴿۱۱﴾

اس رکوع میں دو گواہیاں پیش کی ہیں۔ آلِ داؤد۔ آلِ سبا۔ داؤد و سلیمان کو سب مسلمان جانتے ہیں۔ مگر سلیمان کے پوتے کا نام کوئی نہیں جانتا۔

يَاجِبَالُ : اے پہاڑی لوگو اور پہاڑو۔
وَالطَّيْرَ : اور پرندے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ر اکتوبر ۱۹۱۰ء)
وَالطَّيْرَ : پرندے ساتھ فوجوں کے جائیں تاکہ دشمن کی لاشیں کھائیں۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۷۵)

۱۲۔ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۲﴾

قَدِّرْ فِي السَّرْدِ : زرہ جو بناؤ۔ ایک اندازہ رکھو۔ حلقے چھوٹے چھوٹے ہوں (ب) میخیں اندازہ کی ہوں۔ ۲۔ دنیا کے کاموں کو ایک اندازہ سے کرو۔ یعنی ایک وقت مقرر کرو پھر دین کیلئے بھی کچھ کرو۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ر اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۱۳۔ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۭ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۭ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۱۳﴾

الرِّيْحَ : طاقت، نفاذِ امر، حکومت۔
غُدُوُّهَا : مشرق و مغرب کی حدود میں آپکی سلطنت کی مسافت ایک مہینہ کی راہ تھی۔
دوم : یہ کہ آپ کے جہاز چلتے جو ایک مہینہ کی مسافت صبح سے دوپہر تک طے کر لیتے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ر اکتوبر ۱۹۱۰ء)

بنی اسرائیل میں پہلے پہل حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہوا سے ایک خاص کام لیا جس کا ذکر انعام

کے طور پر باری تعالیٰ اس آیت میں کرتا ہے ۔ وہ بات یہ ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے جہازوں کے دو بیڑے بنائے تھے ۔ ایک خلیج فارس اور بحرِ ہند میں ۔ دوسرا بحرِ روم میں چلتا تھا ۔ اس امر کا ثبوت معتبر یہودی تاریخ سے سن لیجئے سلاطین اول ۹ باب ۲۶ پھر سلیمان بادشاہ نے عصیون جبر میں جو ایلوت کے نزدیک ہے دریائے قلزم کے کنارے پر جو ادوم کی سرزمین میں ہے ۔ جہازوں کے بجرے بنائے اور حیرام نے اُس بجرے میں اپنے چاکر ملاح جو سمندر کے حال سے آگاہ تھے سلیمان کے چاکروں کے ساتھ کر کے بھجوائے اور وے اوفیر کو گئے

(اور دیکھو اخبار الایام ۲ ۔ باب ۲ ۔ ۱۶)

اخبار الایام دوم ۲ باب ۱۶ ۔ بادشاہ کے جہاز حیرام کے نوکروں کے ساتھ ترسیس کو جاتے اور وہاں سے ان پر تین برس میں ایک بار سونا اور روپا اور ہاتھی دانت اور بندر اور مور اسکے لئے بھیجتے تھے ۔

چونکہ زمانہ سابق میں جہاز کا چلنا صرف ہوا کے موافق اور سازگاری ہی پر موقوف تھا اور حضرت سلیمانؑ کے جہاز بتوفیقِ الٰہی ہوا کی سازگاری سے حسب المرام چلتے اور کام دیتے تھے ۔ بنابراں باری تعالیٰ اس جگہ امتناناً ریح یعنی ہوا کا ذکر کرتا ہے کہ ہم نے ہوا اس کے کام میں لگادی اور اس لئے کہ ہوا ہی محرک اور منشائے جہازرانی کی متمم اعظم تھی ۔ ہوا ہی کے ذکر پر اکتفا کیا اور کفایتہً جہازرانی مراد رکھی ۔ اس آیت سے آگے فرمایا ہے ۔

غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ

اس میں اُن جہازوں کے سفر اور طے مسافت کا بیان ہے کہ صبح و شام میں اتنی مسافت طے کر جاتے تھے جو اس زمانے میں بلحاظ سفر برّی کے ایک مہینے کی راہ ہوتی تھی بیشک اس ابتدائی زمانے میں سفر برّی کی دشواریوں اور صعوبتوں اور راہوں کے محفوظ و مامون نہ ہونے پر اگر نظر کی جاوے تو جہازرانی جس کے ذریعے سے خشکی کے کوسوں کی راہ چند گھنٹوں میں طے ہو جاتی تھی خدا کے فضل اور قدرت کی ایک عظیم الشان آیت (نشانی) تھی اور بنی اسرائیل کے لئے خصوصاً جنہیں اوّل اوّل خدا نے یہ فن عطا کیا خدا کے احسانات کے تذکرہ کی بڑی بھاری نشانی تھی ۔

قرآنِ مجید کا یہ عجیب اور مخصوص طرز ہے کہ اس میں باری تعالیٰ انسان کو وہ منافع اور فوائد جو انسان قویٰ قدرت کے استعمال سے یا اللہ تعالیٰ کے محض فیض سے ان اشیاء سے حاصل کرتا ہے یاد دلا کر اور اپنا علت العلل ہونا ان کے ذہن نشین کرا کر اُس کو اپنی طرف بلاتا ہے ۔ اور یہ عجیب طریقہ انسانی قویٰ پر تاثیر کرنے کا ہے ۔ جو حقیقتہً قرآن کریم ہی سے مخصوص ہے اور اس بیان قوانینِ قدرت سے تمام قرآن لبریز ہے ۔ ایسا ہی اس آیت میں بھی اُس عادتِ جاریہ کے موافق حضرت سلیمانؑ پر انعام و فضل کا ذکر کیا ہے اس سے آگے والی آیت یہ ہے ۔ تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا ۔ چلتے تھے وہ

جہاز اس (سلیمانؑ) کے حکم سے اس زمین کی طرف جس میں ہم نے برکت دی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جہاز حضرت سلیمانؑ کے حکم سے بلادِ افریقہ یا ہند سے ہو کر ارضِ شام کو آتے تھے۔
(فصل الخطاب حصہ اوّل صفحہ ۱۶۵ تا ۱۶۶)

۱۵ - فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِى الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿۱۵﴾

دابۃ الارض : اَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا (ص : ۳۵) سے اسکے معنے ہوتے ہیں یعنی سلیمانؑ کے تخت پر جو بیٹھا۔ وہ جسد ہی جسد تھا۔ رُوحانیت سے بے بہرہ تھا۔ پس سلیمانؑ کی موت پر آپ کے بیٹے نے دلالت کی۔ نالائق ہوا۔ سب برکات (حکومت و نبوت) جاتی رہیں۔

اَلْجِنُّ : اس ملک کے شریر لوگ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ / اکتوبر ۱۹۱۰ء)

اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ : سلطنت کا قائم مقام ہوشیار ہو تو شاہ کی موت معلوم نہیں ہوتی۔ مگر ایک بیٹا ایسا تخت پر بیٹھا جس کا آسمان سے تعلق نہ تھا۔ زمینی آدمی تھا۔ عصاءِ سلطنت کھا گیا۔ (تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ)

لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ : ہمیں معلوم ہوتا۔ کہ سلطنت کا انجام یہ ہونے والا ہے۔ تو کیوں خواہ مخواہ ان کا کام کرتے رہتے پہاڑی لوگوں نے یہ کہا۔ حضرت سلیمانؑ کے بیٹے کے صحبتی لوگ بہت خراب تھے۔ امراءِ بیرون جات نے ایڈریس پیش کیا۔ اس کو جواب سکھلایا۔ کہ مَیں تم پر لوہے کی لاٹھ سے حکومت کروں گا۔ وہ بگڑ گئے اور بادشاہ اَور بنالیا۔ مَیں نے دیکھا ہے ریاستوں کی باگ کسی ادنیٰ آدمی کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ جو چاہے رئیس سے کرالیتے ہیں۔ اگر نہ مانے تو رئیس کی جان پر بن جائے۔ کیونکہ اس کے رشتہ دار تمام خاندان رئیس میں مختلف طور سے پھیلے ہوتے ہیں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۷۵، ۴۷۶)

۱۶، ۱۷ - لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِىْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ

عَنْ يَّمِيْنٍ وَّ شِمَالٍ ۥ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ۝۱۶ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَ بَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّ شَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ۝۱۷

كَانَ لِسَبَاٍ : سبا ایک شخص کا نام تھا۔ اسکے دس بیٹے تھے۔ اسی کے نام پر ایک شہر تھا۔ یمن میں۔

سَيْلُ الْعَرِمِ : طغیانی جو بڑی تیز ہو۔

اَثْلٍ : (پنجابی) پھُروال۔ عرب میں ایک مثل ہے تَفَرَّقَتْ بِاَيْدِيْ سَبَاٍ یعنی فلاں ایسا تباہ ہوا جیسے سبا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ راکتوبر ۱۹۱۰ء)

اَلْعَرِمِ : جو پانی بند کو توڑ دے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صد ۴۷۶)

۱۸- ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ؕ وَهَلْ نُجٰزِيْ اِلَّا الْكَفُوْرَ ۝۱۸

یہ بدلہ دیا ہم نے ان کو اس پر کہ ناشکری کی اور ہم بدلہ اسی کو دیتے ہیں جو ناشکر ہو۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صد ۱۵۷)

اَلْكَفُوْرُ : کافر سے مراد کافر باللہ نہیں بلکہ کافر نعمت۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ راکتوبر ۱۹۱۰ء)

۱۹- وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ ؕ سِيْرُوْا

فِيهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ﴿۱۹﴾

قُرًى ظَاهِرَةً : ایک بستی سے نکلتے تو دوسری نظر آنے لگتی۔ آجکل تو ہر شہر بسا بناہوا ہے سفر کیا آرام کا سفر ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۷۶ نیز ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲؍ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۲۰۔ فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَ مَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۲۰﴾

بَاعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا : اپنے اعمال اور زبانِ حال سے یہ آرزو کی۔

صَبَّارٍ : جو اپنے آپ کو بدیوں سے روکتے ہیں۔

شَكُوْرٍ : اور پھر خدا کی نعمتوں کی قدر کرتے اور اس کی دی ہوئی طاقتوں کو اس کے حکم کے مطابق خرچ کرتے ہیں (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲؍ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۲۳۔ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿۲۳﴾

قُلِ ادْعُوْا : یہ مشرکانِ مکہ کو خطاب ہے کہ بُت تمہارے کام نہیں آئیں گے اور نہ انکی سفارش مفید ہوگی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲؍ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۲۷۔ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ؕ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۷﴾

يَجْمَعُ بَيْنَنَا : ایک مُٹھ بھیڑ کرے گا (بدر کی پیشگوئی)

ثُمَّ يَفْتَحُ : وہ مٹھ بھیڑ کھلا کھلا فیصلہ کرنے والی ہوگی (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ر اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۳۰- وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۰﴾

اور کہتے ہیں کب ہے یہ وعدہ اگر تم سچے ہو۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صا۳)

مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ : اس سے ثابت ہوا کہ مکّہ والے يَجْمَعُ بَيْنَنَا کی پیشگوئی کو سمجھ گئے جبھی پوچھا کہ ایسا کب ہوگا؟

ایک اور مقام پر بھی اس کا ذکر ہے۔ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ (یٰس : ۴۹) کے جواب میں فرمایا۔ قُلْ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ (نمل : ۷۳) یعنی میں جب یہاں سے چلا جاؤں گا تو وہ واقعہ میرا ردیف ہوگا یعنی میرے بعد آئے گا۔ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (سجدہ : ۲۹) یہاں وعدے کی بجائے فتح کا لفظ صریح ہے۔ اسکے جواب میں فرمایا قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (سجدہ : ۳۰)

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ر اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۳۱- قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۱﴾

مِيْعَادُ يَوْمٍ : میرے بعد ہوگا اور ایک سال بعد۔ یوم سے مراد الہامی زبان میں سال بھی ہوتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ر اکتوبر ۱۹۱۰ء)

لَكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ : ایک سال پھر۔ يَجْمَعُ بَيْنَنَا کی بات پوری ہوئی۔ جنگ بدر (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۷۶)

تو کہہ تمہارے واسطے ایک سال کی میعاد ہے اس سے ایک ساعت ادھر اُدھر نہ ہو سکو گے۔

"یوم" کا لفظ اگر بدوں صبح اور مسا کے ہو تو نبوّت میں ایک برس کا بھی ہوتا ہے (اندرونہ بیبل صفحہ ۵۹، ۱۳۳)۔

کتب سابقہ میں اس کا ذکر یسعیاہ نبی۔ رسالت مآبؐ کی ہجرت اور دشمنوں کے تعاقب کا ذکر کر کے عرب کی بابت الہامی کلام میں کہتا ہے۔

"خداوند نے مجھ کو یوں فرمایا۔ ہنوز ایک برس ہاں مزدور کے سے ٹھیک ایک برس میں قیدار کی ساری حشمت جاتی رہے گی۔ اور تیر اندازوں کے جو باقی رہے۔ قیدار کے بہادر لوگ گھٹ جائیں گے" (یسعیاہ ۲۱ باب ۱۶، ۱۷) میں نے زیادہ تفصیل پیشگوئیوں میں کی ہے۔ غور کرو۔ جنگ بدر کیسی آیت اور کیسا معجزہ ہے۔ قیدار عرب میں کون ہیں؟ کیا قریش ہی نہیں؟ کیا بدر میں ان کے بہادر لوگ گھٹ نہ گئے؟

(فصل الخطاب حصہ اول ایڈیشن دوم صنٖ)

تو کہہ۔ تم کو وعدہ ہے ایک دن کا۔ نہ دیر کرو گے اس سے ایک گھڑی۔ نہ شتابی۔

نبوت کا دن ایک برس کا ہوتا ہے۔ جیسے دن جو ساتھ صبح اور شام کے نبوت میں لکھا ہو یا شام یا صبح سے شروع کرے تو چوبیس گھنٹے کا شمار ہوتا ہے ورنہ ایک سال کا۔ (دیکھو اندرونہ بائبل صفحہ ۳۱۲)

پادری صاحبان غور کرو۔ قرآن نے کیسا معجزہ دکھلایا کہ انکے زوال کا وقت بھی بتا دیا اور یہ وعدہ جنگ بدر میں پورا ہوا۔ کیونکہ بدر کی لڑائی ٹھیک ایک برس بعد ہجرت کے واقع ہوئی یعنی ۱۵ جولائی ۶۲۲ء کو آنحضرتؐ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے اور ۶۲۳ء میں قریش سے جنگ بدر ہوئی اور اس بدر کی لڑائی کو قرآن نے آیت یعنی بڑا نشان ٹھہرایا جو کامیابی اسلام کا گویا آغاز ہے۔ چنانچہ فرمایا۔

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۔ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ۔ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ (آل عمران : ۱۴)

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (آل عمران : ۱۲۴)

یہاں وہ پیشگوئی جو یسعیاہ باب ۲۱ درس ۱۳ سے شروع ہوتی ہے۔ پوری ہوئی۔ عرب کی بابت الہامی کلام۔ عرب کے صحرا میں تم رات کو کاٹو گے۔ اے ددانیوں کے قافلو! پانی لے کے پیاسے کا استقبال کرتے آؤ۔ اے تیما کی سرزمین کے باشندو! روٹی لے کر بھاگنے والے کے ملنے کو نکلو۔ کیونکہ وے تلواروں کے سامنے تلوار سے اور کھنچی ہوئی کمان سے اور جنگ کی شدت سے بھاگے ہیں۔ کیونکہ خداوند نے مجھ کو فرمایا۔ ہنوز ایک برس ہاں مزدور کے سے ٹھیک ایک برس میں قیدار کی ساری حشمت جاتی رہے گی۔ اور تیر اندازوں کی جو باقی رہی۔ قیدار کے بہادر لوگ گھٹ جائیں گے کہ بنی اسرائیل کے خدا نے یوں فرمایا۔

اس لڑائی میں قیدار کے اکثر سردار مارے گئے اور وہ کامیابی جو سچائی کا معیار ہوتی ہے ظاہر ہوگئی اور یہ بدر کی فتح اسلام کے حق میں ایسی ہی اکسیر اعظم ہوئی جیسی جنگ ملویئی[1] برج کی فتح دین عیسوی کے حق میں۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ایڈیشن دوم صہ ۳۱ تا ۳۴)

۳۲۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ۭ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ښ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِۨ الْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۲﴾

لَنْ نُّؤْمِنَ: کافر شوخی کی راہ سے یہ کہتے ہیں۔ برہمو انہی میں سے ہیں کیونکہ تمام کتب الٰہیہ کا اجمالی مسئلہ یہ ہے کہ خدا کی طرف سے وحی ہوتی ہے۔ مگر یہ لوگ کہتے ہیں دروغ مصلحت آمیز ہے۔ یہ مذہب نیا نہیں۔ تفسیر کبیر میں ہے کہ براہمہ اَنْكَرُوْا لِلنُّبُوَّةِ ہیں۔

الظّٰلِمُوْنَ سب سے بڑھ کر ظالم دو شخص ہیں۔ ایک مفتری علی اللہ۔ دوم جو نبیوں کا انکار کرے فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَاۗءَهٗ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ (زمر: ۳۳) (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳؍ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۳۳۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ

---

[1]: یہ لڑائی ۳۱۲ء میں قسطنطین اعظم اور میکسنٹین قیصر میں ہوئی تھی اور قیصر مذکور کو جو اس میں شکست ہوئی اس کو عیسائی فتح مبین اپنے دین کی سمجھتے ہیں۔

لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ، وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ، هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۳۳)

مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ : جو تدبیریں تم نے دن رات ہمارے لئے کیں اور اپنی باتوں سے ہمیں راہِ حق سے روکا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ر اکتوبر ۱۹۱۰ء)

مَكْرُ الَّيْلِ : وہ تدبیریں جو تم دن رات کرتے ہو۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۴۴۶)

۳۷- قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (۳۷)

يَبْسُطُ الرِّزْقَ : یہ پیشگوئی فرمائی ہے کہ عنقریب اس کھلے رزق کے وارث مسلمان ہوں گے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ر اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۳۸- وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ، فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ (۳۸)

ہر چیز کے قرب کا کچھ نہ کچھ سامان ہوتا ہے۔ مثلاً ریل کے جس درجے میں بیٹھنا ہو۔ اسی درجہ کا ٹکٹ خریدنا پڑے گا۔ اسی طرح خدا کے تقرب کے جو سامان ہیں وہ یہاں بیان فرماتا ہے۔ مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا سچے علوم پر کامل یقین ۲۔ پھر انکے مطابق عمل ہو پس یہ تقرب الی اللہ کے سامان ہیں۔
لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ : جزاء بڑھ کر ملے گی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ر اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۴۰- قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۴۰﴾

فَهُوَ يُخْلِفُهٗ: دیکھو حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ نے اگر ایک مکان اللہ کیلئے چھوڑا۔ تو اسکے عوض میں ان کو کتنے وسیع علاقہ کی سلطنت ملی۔

ابوجہل کا بیٹا مسلمان ہوگیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے ایک سپاہ کا جرنیل بنا کر بھیج دیا اور فرمایا فلاں قوم پر تا صدور حکم حملہ نہ کرنا۔ اس نے مخفی اسباب سے حملہ کردیا اور شکست کھائی۔ جو کچھ ہوتا ہے خدا کے فضل سے ہوتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ر اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۴۱- وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۴۱﴾

لِلْمَلٰٓئِكَةِ: ملائکہ سے یہاں مقدس لوگ مراد ہیں۔ اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ (یوسف:۳۲) سے ثابت ہے کہ پاک لوگوں کو بھی عربی زبان میں ملائکہ کہہ لیتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ر اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۴۲- قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ﴿۴۲﴾

يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ: یہاں جن کو جنّ فرمایا انکو اس سے پہلے رکوع میں اَلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا (سبا:۳۴) فرمایا۔ اس سے پہلے اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا (احزاب:۶۹) فرمایا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ر اکتوبر ۱۹۱۰ء)

يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ: ان ہی جنوں کو پہلے اسْتَكْبَرُوْا کہہ چکا ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۴۸)

جنّ اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے اور اس کی پیدائش نار السّموم سے ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں

ہے۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ۔ پس اللہ تعالیٰ کی کسی ایسی مخلوق کا جسے ہم دیکھ نہ سکتے ہوں محض اس بنا پر انکار کرنا کہ وہ اگر ہے تو ہمیں نظر کیوں نہیں آتی۔ دانشمندی سے بعید ہے۔ خود جن کے لفظ میں یہ اشارہ موجود ہے کہ وہ ایک انسانی نظروں سے پوشیدہ مخلوق ہے اس مادہ سے جس قدر الفاظ نکلے ہیں ان میں یہی معنے پائے جاتے ہیں۔ مثلاً جنّت۔ جنّۃ جو انسان کو چھپا کر تلوار کے حملے سے محفوظ رکھتی ہے۔ جنین وہ بچہ جو ماں کے پیٹ میں پوشیدہ ہو۔ جنون عقل کو چھپانے والا مرض۔ جن کا اطلاق حدیث میں سانپ، کالے کتے، مکھی، چیونٹی، وبائی جرمز، بجلی، کبوتر باز، زقوم، بائیں ہاتھ سے کھانیوالا بال پراگندہ رکھنے والا، غراب۔ ناک یا کان کٹا۔ شیر بر سردار وغیرہ پر بولا گیا ہے جن لغت میں بڑے آدمیوں پر بھی بولا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے جن الناس معظمھم۔ شاید بڑے پیسے والے ساہوکاروں کو بھی اسی لئے مہاجن کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں بھی یہ لفظ غریب لوگوں کے مقابل ایک گروہ پر بولا گیا ہے۔

پہلے فرمایا: وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا۔ (آیت ۳۴)

اس سے آگے فرمایا: بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ (آیت ۴۲)

سورۃ احقاف میں ایک گروہ کا ذکر ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن سننے آئے۔ اور پھر اپنی قوم کی طرف واپس پھرے اور کہا۔ يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ اسی طرح سورۃ جن میں جس گروہ کا ذکر ہے مفسرین نے لکھا ہے کہ وہ نصیبین کے یہودی تھے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۵ صفحہ ۱۳۰)

۴۴۔ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ۚ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۴﴾

سِحْرٌ مُّبِيْنٌ: دل ربا باتیں کرتا ہے۔ جو ہمیں اپنی قوم سے کٹوانے

والی ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲؍ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۴۷۔ قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَ فُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۫ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ﴿۴۷﴾

منصف آدمی کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات اور عادات پر غور کرنے سے اچھی طرح معلوم ہو سکتا ہے کہ آپؐ کا دلی ارادہ کیا تھا۔ مقصود بالذات کیا امر تھا۔ آپؐ کے افعال اور اقوال سے بقدر مشترک اتنا تو ثابت ہے۔ کہ آپؐ دیوانے اور کم عقل نہ تھے۔ بھلا اتنا بڑا کام (عرب جیسے ملک سے بت پرستی کا استیصال کیا) کیا ایک کم عقل کا کام ہے۔ خدا کیلئے ذرا یرمیاہ ۲ باب ۱۰ کو پڑھ لو۔ کیا کہتا ہے۔ قیدار میں جا کر خوب سوچو اور دیکھو ایسی بات کہیں ہوئی ہے جیسی یہ بات ہے۔ کیا کسی قوم نے اپنے الٰہوں کو جو حقیقت میں خدا نہیں بدل ڈالا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یرمیاہ کے زمانے تک یہودی تعلیم کا اثر عرب پر نہیں پڑا اور کچھ نہیں پڑا۔ پادریو! نبی کی ضرورت تھی یا نہ تھی؟

جانتے ہو قیدار کون ہیں۔ قیدار اسماعیل بن ابراہیم کا بیٹا ہے۔ یہاں اسی کی قوم کی نسبت فرماتا ہے بتاؤ عرب کی ایسی بت پرست قوم کو کس نے خدا پرست بنایا؟ کیا کسی مرگی زدہ مجنون نے؟ سبحان اللہ! کس طرح فطرت کا خالق فطرت کی طرف متوجہ کرتا ہے اور کہتا ہے۔

قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَ فُرَادٰى تَتَفَكَّرُوْا مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ط

تو کہہ میں تو ایک ہی نصیحت کرتا ہوں تم کو۔ کہ اٹھ کھڑے ہو جو اللہ کے کام پر دو دو اور ایک ایک، پھر دھیان کرو اس تمہارے صاحب (رفیق) کو کچھ سودا نہیں۔

جنگل اور بیابان سے نکل کر بدون سامان و اسباب اپنے دیکھتے دیکھتے ایک شخص (صلی اللہ علیہ وسلم) دنیا کو اپنا ہم خیال بنا گیا۔ ہزاروں ہزار مخلوق کو اپنے اوپر جان و مال سے فدا کر گیا۔ نہ کسی نے تیس روپے پر پکڑوایا۔ نہ کسی نے ملعون کہہ کر انکار کیا۔ سوچو۔ متی ۲۶ باب ۱۶ و ۷۴

پادری صاحبان! اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرگی کے مبتلا اور دیوانے تھے اور پھر اتنی دنیا پر ایسا قابو پا گئے تو سچ سمجھو بڑا معجزہ کر دکھایا۔
معجزے کے کیا معنی؟ دوسرے کو عاجز کر دینے والا۔ اتنی دنیا کے رسوم و عادات کو بدل دینا اور عرب کی متفرق جماعت کو ایک اسلام کے رشتے میں منسلک کر دینا اور سب کو اس کا مصدق بنا دینا ایک بہت بڑا معجزہ ہے۔ (فصل الخطاب حصہ اول ایڈیشن اول صـ۱۰۴)
بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ: یہودی مسیحؑ کے وقت اتنا زور رکھتے تھے کہ پلاطوس کو ان کے ماتحت کام کرنا پڑتا۔ مگر ایک وقت آیا کہ یہودی انہی عیسائیوں کے ہاتھ سے مذموم و مدحور ہو گئے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۴۸۔ قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۴۸﴾

جو میں نے تجھ سے مانگا کچھ نیگ۔ سو تمہیں کو پہنچے۔ میرا نیگ ہے اسی اللہ پر۔
(فصل الخطاب حصہ اول صـ۳۷)

۴۹، ۵۰۔ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۴۹﴾ قُلْ جَاۗءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ﴿۵۰﴾

يَقْذِفُ بِالْحَقِّ، حق کے ذریعے اس باطل کا سر توڑے گا۔ یہ پیشگوئی ہے۔ اسی لئے عَلَّامُ الْغُيُوْبِ صفت کا ذکر ساتھ کر دیا۔
مذہبوں میں اختلاف ہے مگر حق کو پانا کوئی ایسا مشکل امر نہیں۔ مثلاً بت پرست ہیں صرف اتنا غور کافی ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر جن کی پرستش کرتے ہیں۔ وہ خود اپنے ہاتھ سے گھڑتے ہیں۔ پھر نبیوں کے منکر ہیں۔ وہ دیکھیں کہ نبی پہلے اکیلا ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ بھی غریب لوگ شامل ہوتے ہیں۔ مگر ہر نبی ضرور اپنے بڑے بڑے مخالفوں کے مقابل میں کامیاب ہوتا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ راست بازوں کی جماعت حق پر ہے۔
نبی پر جنون کا شبہ بہت ہی کمزور بات ہے۔ کیا مجنون ایسی اعلیٰ تعلیم لا سکتا ہے اور ایسے قوانین

وضع کر سکتا ہے۔ اور اپنے کاموں کے نتیجے اپنی آنکھوں کے سامنے بار آور دیکھ سکتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ر اکتوبر ۱۹۱۰ء)

نجات کے طالبو! دینِ حق کے خواستگارو! خیالات این وآں سے تھوڑی دیر سر کو خالی کر کے ادھر متوجہ ہو جاؤ۔ سوچو۔ کیا یہ زبردست پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ کیا ایک دنیا پر اسکی صداقت ظاہر نہیں ہوگئی۔ تیرہ سو برس ۱۳۰۰ ہوئے۔ دینِ کامل۔ توحید۔ صداقت کے آفتاب نے سرزمینِ عرب میں طلوع کیا۔ جس کی روشنی نہ صرف عرب میں بلکہ کل اقطارِ عالم میں پھیلی اور پھیل رہی ہے۔ اور جب سے کبھی شرک۔ کفر۔ بدعت بت پرستی۔ بطلان کی کالی بدلی اس کے پُرجلال نورانی چہرے کو محجوب نہ کرسکے۔

اسی پر کیا بس ہے۔ آپ نے بڑے اطمینان۔ الٰہی الہام سے۔ پُرجلال آواز سے۔ بڑے جلسوں اور محفلوں میں تاکیدی الفاظ میں زور میں کہہ دیا۔

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ۔ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (بنی اسرائیل، ۸۲)

پڑھنے والے دیکھ! کیا یہ کلام قادرِ مطلق علام الغیوب کا نہیں؟ کیا انسان کی کمزور زبان اپنے ناقص اور محدود علم سے ایسی پوری ہونیوالی سچ اور بالکل سچ خبر دے سکتی ہے؟ نہیں نہیں! جس کے دستِ قدرت میں قلبِ انسان کے انقلاب و تقلیب کی باگ ہے۔ اور زمانوں اور قوموں کی تبدیل و تغیر اسی کے بس میں ہے۔ اسی پاک عالم الغیب خدا نے اپنے برگزیدہ عبد محمد رسول کے منہ میں اپنا کلام دیا۔ جو اسی کے بلانے سے بولا اور اُسی کے بتائے سے بتایا۔ کیا ہی سچ بولا۔ اور کیا ہی ٹھیک بتایا۔ فداہ امی وابی صلی اللہ علیہ وسلم۔

(فصل الخطاب حصہ دوم ایڈیشن دوم صد ۸۶-۸۸)

وَمَا يُعِيْدُ، یہ ایک پیشگوئی ہے کہ مکہ میں پھر کبھی بُت پرستی نہ ہوگی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ر اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۵۱ - قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِيْ ۚ وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ ۝۵۱

وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِيْٓ اِلَيَّ ؛ اور اگر میں سُوجھا ہوں تو اس سبب سے کہ وحی بھیجتا ہے مجھ کو۔

(فصل الخطاب حصہ دوم صد ۱۵۶)

۵۲۔ وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ﴿۵۲﴾

وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ: پکڑے جاؤگے ایک مکان میں جو قریب ہے۔ چنانچہ بدر میں ایسا ہوا۔ پھر مکہ میں۔ چنانچہ انہی منکروں نے اٰمَنَّا کہا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲/ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۵۴۔ وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ﴿۵۴﴾

وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ: یہ بکواس کرتے ہیں کہ یہ نبی کبھی کامیاب نہ ہوگا۔ اس کی اولاد کوئی نہیں۔ تم غیب کی باتوں سے بہت دور کے مکان میں ہو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲/ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۵۵۔ وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ﴿۵۵﴾

مُرِيْبٍ: ہلاک کرنیوالا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲/ اکتوبر ۱۹۱۰ء)
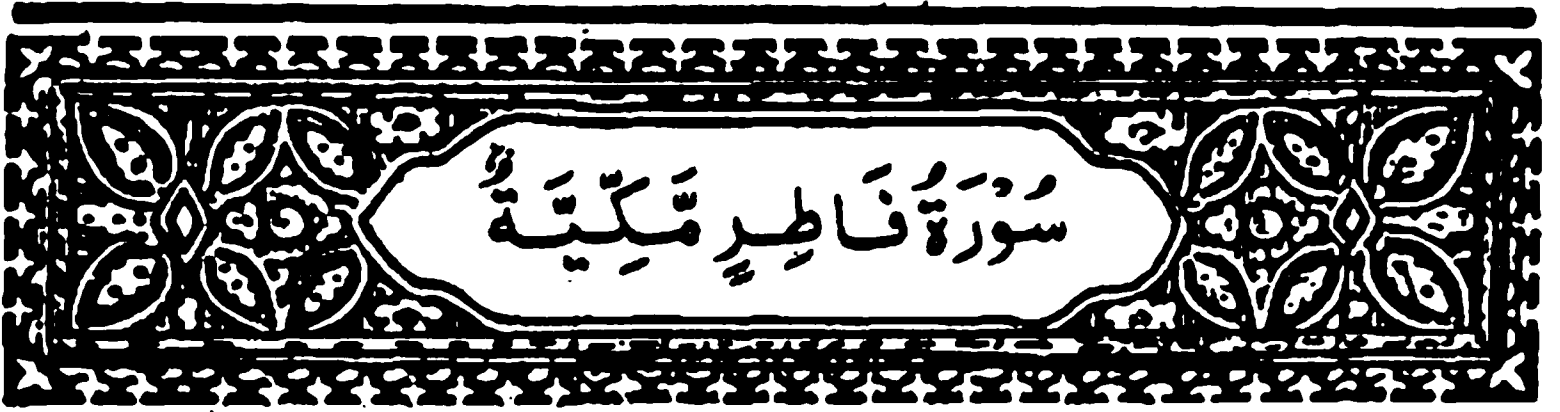
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۲- اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۭ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۲

اللہ تعالیٰ جو فرماتا ہے وہ حق ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات۔ صفات۔ اسماء کی نسبت ہمیں اتنا ہی علم ہو سکتا ہے۔ جتنا وہ خود اپنے انبیاء۔ اولیاء کی معرفت بتائے۔ پس اللہ کی ذات و صفات۔ ملائکہ قبر حشر۔ دوزخ جنت۔ پل صراط کے متعلق ہمارا علم وہی صحیح ہو سکتا ہے۔ جو خود اس نے فرمادیا۔ اور اسی حد تک ہمیں ان میں گفتگو کی اجازت ہے۔

اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ: یہ اللہ نے فرمایا کہ فرشتوں کے پَر ہیں۔ ان سے کیا مراد ہے۔ یہ اللہ ہی خوب جانتا ہے۔ پھر وہ جنہوں نے فرشتوں کو بچشمِ خود دیکھا۔ جس نے کچھ نہیں دیکھا۔ اس کا اعتراض بیوقوفی ہے

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲؍اکتوبر ۱۹۱۰ء)

اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ: صوفیوں نے لکھا ہے۔ میں اسکا ذمہ دار نہیں کہ عروج کے اسباب کا نام اَجْنِحَة ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸، ۹ صفحہ ۴۷۶)

۴- يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ

وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ : وہی کامل قدرتوں والا غیر محتاج ہے۔ جو کچھ کسی کو دیا ہے۔ وہ اس کی عطاء ہے اور پھر محدود و آئندہ کیلئے پھر محتاج کا محتاج۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲؍ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۷- اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝

تحقیق شیطان تمہارا دشمن ہے۔ سو تم سمجھ رکھو اس کو دشمن۔ وہ تو بلاتا ہے اپنے گروہ کو اسی واسطے کہ ہو ویں دوزخ والوں میں۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۶۰)

۹- اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝

زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ : جس کو برے اعمال خوبصورت نظر آتے ہیں۔
فَرَاٰهُ حَسَنًا : پھر اس بدعملی کو اچھا جانتا ہے۔
فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ : خدا کی طرف سے گمراہی کا فرد جرم انہی پر لگتا ہے جو ضلالت کی راہ عمدًا اختیار کریں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲؍ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۱۱- مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ

يَرْفَعُهٗ ؕ وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ ﴿۱۱﴾

وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ : سمجھایا کہ نیک باتوں کے ساتھ نیک اعمال بھی ضروری ہیں
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲؍ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۱۲- وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ؕ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۱۲﴾

مِنْ عُمُرِهٖ : اس ہ کا مرجع کیا ہے۔ اس سے ایک مسئلہ "مسیح سے مراد مثیل مسیح" حل ہوتا ہے۔ یہ ضمیر اس معمّر کے مثل کی طرف جاتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲؍ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۱۳- وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ؕ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۳﴾

وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ : یعنی جس طرح مِلْحٌ اُجَاجٌ سے بھی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ اسی طرح ان گندے لوگوں سے نیک بن کر اسلام میں آجائیں گے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲؍ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۱۶- يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۱۶﴾

اَلْفُقَرَآءُ : امیر سے امیر انسان اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے۔ ایک دم کا ایسا احتیاج ہے کہ یہ زندگی و موت کا سوال ہے۔ اور پھر احتیاج بھی عجیب طور پر ہے کہ ایک طرف سے ہوا کے داخل ہونے کا احتیاج ہے تو دوسری طرف ہوا کے خارج ہونے کا۔ ایک طرف پانی پینے کا احتیاج ہے۔ تو دوسری طرف اس کے اخراج کی حاجت ہے۔

انسان حق کا بھی محتاج ہے۔ اور حق کے علم پر عمل کرنے کیلئے توفیق کے حصول کا بھی ایسا ہی محتاج ہے۔ اگر خدا کا فضل نہ ہو تو بڑے بڑے عالم فسق و فجور میں مبتلا ہو جاویں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲/ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

بے ریب انسان اپنا خالق آپ نہیں۔ نہ اس کے ماں باپ اور اس کے خویش و اقارب نے جو اسکی استعداد کے قریب قریب ہیں اس کو گھڑ کر درست کیا۔ اپنی بدصورتی کو حسن سے بدلا نہیں سکتا۔ اپنی طول و عرض پر متصرفانہ دخل نہیں رکھتا۔ معلوم نہیں کتنی مدت سے چھری لے کر اپنا پوسٹ مارٹم کر رہا ہے۔ پر اس غریب کو اپنے بدن کے عجائبات کا بھی آج تک پتہ نہ لگا۔ مائیکروسکوپ ایجاد کر کے کہتے ہیں پچھلوں نے پہلوں سے سبقت لے لی۔ مگر عجائبات انسانی پر اور بھی حیرانی حاصل کی۔ افعال الاعضاء کے محقق اور کیمیا گر اب تک کتابِ قدرت کے طفل ابجد خواں ہیں۔ صوفی۔ یوگی۔ الٰہیات۔ اخلاق۔ طبعی والے قویٰ انسانیہ کا بیان کرتے کرتے تھک گئے۔ مگر احاطۂ علمِ الٰہی سے قطعاً محروم چل دئے۔ اچھے فلاسفروں اور نیکوکار عقلاء کے گھروں میں ایسے جاہل کندہ ناتراش پیدا ہوئے جنہوں نے اپنے مربیوں کی عمدہ عقل کو چراغ دے دیا۔ اور وہ بیچارے کفِ افسوس ملتے رہ گئے۔ اور ان سے کچھ بھی نہ ہو سکا کہ اپنے اخلاقی ارث سے انہیں تھوڑا سا بہرہ مند کر جاتے۔ بڑے بڑے مدبر اپنے عندیہ میں تدابیر کے ہر پہلو پر لحاظ کر کے مناسب وقت اور عین موافق لوازم کو مہیا کرتے ہیں۔ پھر نتائج سے محروم ہو کر اپنی کم علمی پر افسوس مگر قانونِ قدرت کے مستحکم انتظام کو دیکھ کر ہمہ قدرت ذاتِ پاک کا لابد اقرار کرتے ہیں۔ سلیم الفطرت دانا جب تمام اپنے ارد گرد کی مخلوق کو بے نقص کمال ترتیب۔ اعلیٰ درجہ کی عمدگی پاتے ہیں۔ ضرور بے تابی سے ایک علیم و خبیر قادر کے وجود پر گواہی دیتے ہیں

(تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۱۴۷-۱۴۸)

۲۵۔ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۭ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ۝۲۵

یہودی اللہ تعالیٰ کو جامع صفاتِ کاملہ یقین کرتے ہیں۔ پر اسکی روحانی تربیت کیلئے ایک ہی یونیورسٹی یروشلم جیسے آریہ ورت ہی کو آریہ لوگ یقین کرتے ہیں اور ایک ہی قوم کیلئے خدا کی فرزندی کو محدود کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ انبیاء اور خدا کی طرف سے منذر ایک ہی قوم بنی اسرائیل سے پیدا ہوئے۔ گویا عموم رحمتِ الٰہیہ کے قائل نہیں۔ قربان جائیے قرآن شریف کے جو فرماتا ہے۔

وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ : اور کوئی فرقہ نہیں جس میں نہیں ہو چکا کوئی ڈرانے والا

فائدہ : اسلامی عقائد میں یہ امر ضروری التسلیم ہے کہ سب انبیاء و رسل پر ایمان لایا جاوے جو قوموں کے نذیر گزرے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی اور رسول ہو کر آئے۔

(فصل الخطاب حصہ اول صہ ۲۹-۳۰)

کل دنیا میں منذرین کا آنا تسلیم فرمایا۔ اور انصاف سے مذاہب پر کلی انکار نہیں کیا بلکہ تمام انبیاء و رسل پر یقین کرنا اور ان پر ایمان لانا سکھایا اور فرمایا۔

اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ، تمام امتوں میں نافرمانوں کو ڈرسنانے والے گزر چکے ہیں۔

(تصدیق براہینِ احمدیہ صہ ۲۸۴)

یہ ایک ضروری بات ہے جو یاد رکھنے کے قابل ہے۔ قرآن کریم میں جس قدر قصص مذکور ہوئے ہیں اُن نبیوں کے ہیں جہاں نبی کریمؐ نے اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ نے پہنچنا تھا۔ اور یہ بات ایسی خصوصیات کیلئے ہے ورنہ قرآن کریم تو صاف فرماتا ہے کہ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ یعنی کوئی امت ایسی نہیں جس میں خدا کی طرف سے ایک ڈرانے والا نہ آیا ہو۔ ایک طرف تو یہ حال ہے کہ کوئی قوم اور کوئی بستی نہیں جس میں اللہ تعالیٰ کا مامور نہ آیا ہو۔ دوسری طرف بہت سے ایسے رسول بھی ہو گزرے ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں نہیں فرمایا۔ تو ایک غور طلب بات ہے کہ کیا وجہ ہے۔ کہ قرآن کریم انبیاء علیہم السلام کے ذکر کو بیس اور تیس کے اندر محدود کرتا ہے۔ مجھے یہ بات بتلائی گئی ہے کہ ان ہی نبیوں کا ذکر قرآن نے فرمایا ہے جن کے بلاد میں نافرمانوں اور فرماں برداروں کے نشانات صحابہ کرام کیلئے موجود ہیں اور جہاں پیغمبر خدا نے کامیابی حاصل کرنی تھی۔ اور صحابہ کرامؓ نے دیکھ لینا تھا۔ لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ

بَیِّنَۃٍ (انفال: ۴۳) صحابہؓ وہاں پر پہنچے۔ ان کا نمونہ یہ تھا کہ نبی کی مخالفت اور متابعت کا کیا انجام ہوتا ہے۔ (الحکم ۱۰ر جنوری ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۴)

۲۸- اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ۚ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ ۢ بِيْضٌ وَّ حُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ﴿۲۸﴾

باپ کے تقریباً ایک برس کے خیالات کا اثر نطفہ میں پڑتا ہے۔ پھر وہ ماں کے پیٹ میں جاتا ہے تو ماں کے اور اس کے گھر میں آنے جانے والوں کا اثر پڑتا ہے۔ پھر ہم صحبتوں، ہم نشینوں، دعائیں کرنے والوں و غیر مسلموں کا اثر ساتھ ساتھ ہوتا ہے۔ ۱۸ برس تک۔

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً: یہی حال وحی کا ہے

ثَمَرَاتٍ: کھجور۔ انگور ۱۲۰ قسم کے ہوتے ہیں۔ جس طرح پانی ایک ہی ہے مگر بیجوں اور زمینوں کے لحاظ سے مختلف ثمرات پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح خدا کی پاک وحی (قرآن) کا اثر بھی مختلف طبائع پر مختلف ہوتا ہے۔

وَمِنَ الْجِبَالِ: پہاڑ میں مختلف قسم کی پیداوار ہے۔ کہیں ہیرا۔ کہیں کنکر۔ اسی طرح قرآن سننے والوں کے کئی رنگ ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ و ۲۷ر اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۲۹- وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ﴿۲۹﴾

وَمِنَ النَّاسِ: اب کھول کر بیان فرمایا ہے کہ آدمیوں میں ہی مجدّد۔ آدمیوں میں ہی ولی۔ آدمیوں میں سے نبی۔ پھر آدمیوں ہی سے فاسق فاجر تک ہوتے ہیں۔

اَلْعُلَمٰٓؤُا : ان لوگوں میں سے عالموں کا نشان بتاتا ہے۔ کہ انکی گفتار کردار میں خشیۃ اللہ پائی جاتی ہے۔ کوئی جیالجی جاننے والا ہو یا اسٹرانمر ہو۔ یا منطقی ہو یا نجومی یا طبیب۔ خدا کے نزدیک عالم وہ ہے جو خشیۃ اللہ رکھے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۷ ر اکتوبر ۱۹۱۰ء)

پھر اندرونی مشکلات قوم کو سمجھنے کے واسطے اہل دل گروہ قوم کا دل اور علماء دماغ تھے۔ اور حکومت کرنے والے تھے۔ امراء حکومت کرنے والے تھے۔ لیکن اگر اہلِ دل۔ علماء اور امراء کے حالات کو غور سے دیکھیں تو ایک عجیب حیرت ہوتی ہے۔ عظمتِ الٰہی اور خشیتِ الٰہی علومِ قرآنی کے جاننے کا ذریعہ تھا اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا یا یوں کہو کہ اہلِ دل گروہ علماء سے بنتا ہے۔ یا بلا دل ہی عالم ہونے چاہیئے تھے مگر یہاں یہ عالم ہی دوسرا ہے۔ فقر اور علم میں باہم تباعد ضروری سمجھا ہے کہ عالم اور فقر کیا۔ وہ علم جو خشیت اللہ کا موجب ہوتا اور دل میں ایک رقّت پیدا کرتا وہ علم جو خشیت اللہ کا موجب ہوتا۔ ہر گز نہیں رہا۔

(الحکم ۳۱ ر مارچ ۱۹۰۱ء صٓ ، و ۱۰ ر اپریل ۱۹۰۱ء صٓ)

سچے علوم سے معرفتِ نیکی اور بدی پیدا ہوتی ہے اور خدا کی عظمت و جبروت کا علم ہوتا ہے اور اس سے ہی خشیت پیدا ہوتی ہے۔ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا یہ خشیت بدیوں سے محفوظ رہنے کا ایک باعث ہوتی ہے اور انسان کو متقی بناتی ہے اور تقویٰ سے محبتِ الٰہی میں ترقی ہوتی ہے۔ پس خشیت سے گناہ سے بچے اور محبت سے نیکیوں میں ترقی کرے۔ تب بیڑا پار ہوتا ہے اور مامور من اللہ کے ساتھ ہو کر اللہ تعالیٰ کے غضبوں سے جو زمین سے یا آسمان سے یا جو سے نکلتے ہیں محفوظ ہو جاتا ہے۔

(الحکم ۳۱ ر جنوری ۱۹۰۲ء صٓ)

ادنیٰ محبوبوں کو اعلیٰ محبوبوں پر قربان کرنے کا نظارہ ہر سال دیکھتا ہوں۔ اس لئے ادنیٰ محبت کو اعلیٰ محبت پر قربان کرتا ہوں۔ مثلاً سڑک ہے جہاں درخت بڑھانے کا منشاء ہوتا ہے۔ وہاں نیچے کی شاخوں کو کاٹ دیتے ہیں پھر درخت پر پھول آتا ہے اور وہ درخت متحمل نہیں ہو سکتا تو وہ عمدہ حصے کیلئے ادنیٰ کو کاٹ دیتے ہیں۔ میرے پاس ایک شخص سردہ لایا اور ساتھ ہی شکایت کی کہ اس کا پھل خراب نکلا۔ میں نے کہا کہ قربانی نہیں ہوئی۔ چنانچہ دوسرے سال جب اس نے زیادہ پھولوں اور خراب پودوں کو کاٹ دیا تو اچھا پھل آیا۔ لوگ جسمانی چیزوں کیلئے تو اس قانون پر چلتے ہیں مگر روحانی عالم میں اسکا لحاظ نہیں کرتے اور اصل غرض کو نہیں دیکھتے۔ علم کی اصل غرض کیا ہے۔ خشیۃ اللہ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا علم پڑھو اس غرض کیلئے کہ لوگوں کو خشیۃ اللہ سکھاؤ۔ مگر علم کی اصل غرض خشیۃ تہذیب النفس تو ختم ہو گئی۔ اور دو کتابوں کے حواشی پڑھنے میں سارا وقت خرچ کیا جا رہا ہے مگر ان کتابوں کے مضمون کا نفس پر اثر ہو۔ اسکی ضرورت نہیں۔ میں رام پور میں پڑھتا

تھا۔ وہاں دیکھا کہ لوگ مسجد کے ایک کونہ میں صبح کی نماز پڑھ لیتے اور مسجد کے ملّاں کو نہ جگاتے کہ رات بھر مطالعہ کرتے رہے ہیں۔ انہیں جگانے سے تکلیف ہوگی۔ علم تہذیب النفس کیلئے تھا۔ مگر لوگوں نے اسے تخریب نفس کاہلی اور سستی میں لگا دیا۔ دوسروں کی اصلاح کے دعویدار ہیں۔ مگر خود اپنی اصلاح سے بے خبر۔

(بدر ۳۱ جنوری ۱۹۰۹ء صفحہ ۸)

۳۰۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿۳۰﴾

يَرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ: مومن وہی ہے جو ایسی تجارت کرے۔ جس میں ٹوٹا نہیں۔ عارضی و نمائشی چیزوں پر اتنا روپیہ نہیں صرف کرتا۔ ایک بزرگ ایک دعوت میں گئے۔ معمولی کپڑے تھے۔ کسی نے نہ پوچھا۔ پھر آپ خوب لباس پہن کر گئے تو سب نے تعظیم دی۔ آپ بھی شوربہ وغیرہ کی رکابی اپنے چوغہ پر ڈالنے لگے حاضرین نے تعجب کیا تو جواب دیا۔ مجھے تو کسی نے پوچھا نہیں۔ یہ دعوت تو میرے کپڑوں کی ہے۔ انہی کو کھلاتا ہوں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۷ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۳۳۔ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۳۳﴾

پھر وارث کیا ہم نے اپنی کتاب کا ان لوگوں کو جو برگزیدہ ہیں۔ پس بعض ان میں سے ظالموں کا گروہ ہے جو اپنے نفس پر ظلم کرتے ہیں اور جبر و اکراہ سے نفسِ امّارہ کو خدا تعالیٰ کی راہ پر چلاتے ہیں اور نفسِ سرکش کی مخالفت اختیار کر کے مجاہداتِ شاقہ میں مشغول ہیں۔

دوسرا گروہ میانہ رو آدمیوں کا ہے جو بعض خدمتیں خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے نفسِ سرکش سے بہ جبر و اکراہ لیتے ہیں اور بعض الٰہی کاموں کی بجا آوری میں نفس ان کا بخوشی خاطر تابع ہو جاتا ہے اور ذوق اور شوق اور

محبت اور ارادت سے ان کاموں کو بجالاتا ہے۔ غرض یہ لوگ کچھ تو تکلیف اور مجاہدہ سے خدا تعالیٰ کی راہ پر چلتے ہیں اور کچھ طبعی جوش اور دلی شوق سے بغیر کسی تکلف کے اپنے رب جلیل کی فرماں برداری اُن سے صادر ہوتی ہے
تیسرے سابق بالخیرات اور اعلیٰ درجہ کے آدمیوں کا گروہ ہے جو نفسِ امارہ پر بکلّی فتحیاب ہو کر نیکیوں میں آگے نکل جانے والے ہیں۔

غرض سلوک کی راہ میں مومن کو تین درجے طے کرنے پڑتے ہیں۔ پہلے درجہ میں جب بدی کی عادت ہو تو اس کے چھوڑنے میں جان پر ظلم کرے اور اس کی قوت کو دبا دے۔ شراب کا عادی اگر شراب کو چھوڑے گا تو ابتداء میں اسکو بہت تکلیف محسوس ہوگی۔

شہوت کے وقت عفت سے کام لے اور قوائے شہوانیہ کو دبا دے۔ اسی طرح جھوٹ بولنے والا سُست منافق۔ راست بازوں کے دشمنوں کو بدیاں چھوڑنے کیلئے جان پر ظلم کرنا پڑے گا تاکہ یہ اس پر فاتح ہو جائیں۔
بعد اسکے میانہ روی کی حالت آوے گی کبھی کبھی بدی کو چھوڑنے میں گو کسی وقت کچھ خواہشِ بد پیدا بھی ہو جاوے۔ ایک لذت اور سرور بھی حاصل ہو جایا کرے گا۔ مگر تیسرے درجہ میں پہنچ کر سابق بالخیرات ہونے کی طاقت آجاوے گی اور پھر خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کی بارش ہونے لگے گی اور مکالمہ الٰہی کا شرف حاصل ہوگا۔

(الحکم ۱۷ نومبر ۱۸۹۹ء صفحہ ۲-۳)

۳۴- جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ لُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۳۴﴾

يُحَلَّوْنَ فِيْهَا: دنیا میں بھی اس جنت کا نمونہ صحابہؓ نے دیکھا۔ ان کو قیصر و کسریٰ کے کنگن کے زیور دیئے گئے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۷ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

يُحَلَّوْنَ فِيْهَا اَسَاوِرَ: ایران کو فتح کرنے کی پیشگوئی ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ ، ۹ صفحہ ۴۷۶)

۳۸- وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ

مَّا یَتَذَکَّرُ فِیْہِ مَنْ تَذَکَّرَ وَجَآءَکُمُ النَّذِیْرُ ؕ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ نَّصِیْرٍ ﴿۳۸﴾

وَھُمْ یَصْطَرِخُوْنَ: بدیوں کا ارتکاب کر کے جب اس کا خمیازہ اٹھانا پڑتا ہے تو بدکار چیختا ہے کہ مثلاً اس سوزاک و آتشک سے رہائی ہو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۷ ؍اکتوبر ۱۹۱۰ء)

مَا یَتَذَکَّرُ فِیْہِ: میرے نزدیک ادنیٰ حقدار اٹھارہ سال ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۹؍ ۸ صفحہ ۴۷۶)

۳۹۔ اِنَّ اللّٰہَ عٰلِمُ غَیْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّہٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۳۹﴾

غَیْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ: غیب۔ رضا کی راہیں ۲۔ جو موجود ہو کر معدوم ہو گئی ہیں یا ہنوز عدم میں ہیں اور وجود نہیں آئیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۷ ؍اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۴۰۔ ھُوَ الَّذِیْ جَعَلَکُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ ؕ فَمَنْ کَفَرَ فَعَلَیْہِ کُفْرُہٗ ؕ وَلَا یَزِیْدُ الْکٰفِرِیْنَ کُفْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ اِلَّا مَقْتًا ۚ وَلَا یَزِیْدُ الْکٰفِرِیْنَ کُفْرُھُمْ اِلَّا خَسَارًا ﴿۴۰﴾

فَعَلَیْہِ کُفْرُہٗ: انکار کا برا نتیجہ پاتا ہے۔

مَقْتًا: اللہ تعالیٰ کی ناراضگی (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۷ ؍اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۴۲۔ اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَکَھُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِہٖ ؕ

اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۲﴾

اَنْ تَزُوْلَا : بعض دُم دار ستارے ایسے ہیں کہ ان کی دُم کی ٹکر سے زمین ٹکڑے ہو جاوے

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۷ ؍اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۴۴- اِِسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ؕ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ؕ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ﴿۴۴﴾

اَلْمَكْرُ السَّيِّءُ : مکر کے ساتھ سَیِّئُ لگانا اس بات کا ثبوت ہے کہ مکر کے معنے بُرے نہیں جبھی تو اس کے ساتھ سَیِّئُ لگایا۔

سُنَّتِ اللّٰهِ : سنت اللہ اور سنت للہ میں فرق ہے۔ غُلَامُ زَيْدٍ۔ زید کا خاص غلام۔ غُلَامٌ لِزَيْدٍ خاص غلام نہیں۔ کوئی ایک۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۷ ؍اکتوبر ۱۹۱۰ء)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اس سورۃ میں حضرت نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی نبوت ۔ قیامت کا ثبوت ۔ احباء کی کامیابی اعداء کی ناکامی کا بیان ہے ۔

۲ تا ۵ ۔ یٰسٓ ۝۲ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ۝۳ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝۴ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝۵

یٰسٓ : اے انسان کامل ! اے سردار ! کامل انسان جو بات کہتا ہے وہ سچی ہوتی ہے ۔ بڑے بڑے سردار بھی جھوٹ نہیں بولتے ۔

وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ : انسان کامل ہونا اور پھر حق وحکمت سے بھری ہوئی کتاب تیرے مرسل ہونے کا ثبوت ہے پھر لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ خود اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے ۔ کہ کوئی صداقت و حکمت کی بات نہیں جو تو نہیں لایا ۔ اور تو اگلے نبیوں کی طرز پر ہے ۔

عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ : وہ راہ جس پر چلنے سے انسان خدا کے حضور پہنچ جاتا اور اِدھر اُدھر ہونے سے مشکلات میں پڑتا ہے ۔ تو اس پر ہے ۔ یہ بھی صداقت کا ثبوت ہے ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۷ ؍ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۶ ، ۷ ۔ تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ۝۶ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُھُمْ فَھُمْ غٰفِلُوْنَ ۝۷

تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ : یہ اور ثبوت ہے ۔ قرآن اور اس کے لانے والے کی صداقت کا ۔ کیونکہ مومنوں کے شامل حال رحمتِ باری تعالیٰ ہوگی اور کفّار پر عذاب آئے گا ۔

مَّآ اُنۡذِرَ اٰبَآؤُهُمۡ : قریب زمانہ یعنی ان کے باپ دادا میں نبی نہیں آیا۔ چونکہ یہ لوگ غافل ہو گئے۔ اور خدا تعالیٰ کو بھول کر بت پرستی میں محو ہو گئے۔ اس لئے ضروری تھا کہ ان میں کوئی نبی آوے اس زمانہ میں بھی امراء۔ علماء۔ فقراء۔ تینوں مصلحانِ قوم کی حالت ایسی تھی تو خدا کا فرستادہ آیا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۷؍ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۸۔ لَقَدۡ حَقَّ الۡقَوۡلُ عَلٰۤی اَکۡثَرِهِمۡ فَهُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۸﴾

ثابت ہو چکی ہے بات ان بہتوں پر سو وے نہ مانیں گے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۶۱)

۹۔ اِنَّا جَعَلۡنَا فِیۡۤ اَعۡنَاقِهِمۡ اَغۡلٰلًا فَهِیَ اِلَی الۡاَذۡقَانِ فَهُمۡ مُّقۡمَحُوۡنَ ﴿۹﴾

فِیۡۤ اَعۡنَاقِهِمۡ اَغۡلٰلًا : نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قید میں جب کفار آئے تو یہی حالت تھی اور اس طرح ظاہری طور پر یہ بات پوری ہوئی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۷؍ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۱۰۔ وَجَعَلۡنَا مِنۡۢ بَیۡنِ اَیۡدِیۡهِمۡ سَدًّا وَّمِنۡ خَلۡفِهِمۡ سَدًّا فَاَغۡشَیۡنٰهُمۡ فَهُمۡ لَا یُبۡصِرُوۡنَ ﴿۱۰﴾

بَیۡنَ اَیۡدِیۡهِمۡ سَدًّا : آگے بڑھ نہیں سکتے کہ اسلام لائیں۔ پیچھے ہٹ نہیں سکتے کہ عذاب سے بچ جاویں اور یہ اس لئے کہ ان کے نزدیک ڈرانا یا نہ ڈرانا برابر یکساں ہے اور وہ ایمان نہیں لاتے

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۷؍ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۱۴۔ وَاضۡرِبۡ لَهُمۡ مَّثَلًا اَصۡحٰبَ الۡقَرۡیَةِ ۘ

اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۴﴾

ہزارہا لوگوں نے جاپان۔ جاپان۔ انگلینڈ کو نہیں دیکھا مگر وہ انکی ہستی پر محض شنید سے یقین رکھتے ہیں بلکہ ان کے وجود پر قسم کھا سکتے ہیں۔ پھر بعض واقعات کو صرف ایک گواہی پر تسلیم کیا جاتا ہے مثلاً کسی کا اپنے باپ کا بیٹا ہونا جس کیلئے صرف اسکی ماں کی گواہی ہے۔ پھر فلاسفروں کے اقوال میں اتنا اختلاف ہے کہ کسی صورت میں نہیں ملتا۔ مگر انبیاء کی جماعت ایسی جماعت ہے کہ باوجودیکہ وہ آپس میں نہیں ملے اور مختلف زمانوں میں ہوئے ہیں۔ پھر بھی وہ "اللہ ایک ہے" پر اجماع رکھتے ہیں۔
اس شہادت کو نہ ماننا کیسی بے ایمانی ہے۔ ایک عورت کی گواہی مان لینے والے اتنی بڑی راستباز جماعت کی مجموعی گواہی کو نہ مانیں تو بہت بے انصافی ہے۔ پھر وہ لوگ بھی موجود ہیں جنہوں نے خدا سے خود باتیں کی ہیں۔ انکی باتیں نہ مانیں مگر فلاسفروں کی باتیں باوجود اس قدر اختلاف کے مان لیں۔ تعجب ہے
مَثَلاً: عجیب بات۔
اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ: مصر جس میں حضرت موسیٰ وہارون گئے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۷ر اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۱۵- اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ﴿۱۵﴾

بِثَالِثٍ: تیسرا عظیم الشان رسول بھجوایا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۷ر اکتوبر ۱۹۱۰ء)
فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ: تیسرا (محمد مصطفیٰ ؐ) ایسا زبردست آیا کہ اس قوم سے کوئی لات وعزیٰ کا پرستار نہ رہا۔ بلکہ تمام عرب مسلمان ہوگیا۔ بلکہ تمام دنیا کے مذاہب کے معابد اس کے نام پر فتح ہوئے
۱۔ یوروشلم ۲۔ آتش کدہ آذر ۳۔ خانہ کعبہ۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۷۶)

۱۶- قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ﴿۱۶﴾

مَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ؛ برہموؤں کا بھی یہی عقیدہ ہے ۔ یہ لوگ تمام راستبازوں کو جھوٹا سمجھتے ہیں ۔ انکی گندی تعلیم سب سے زیادہ خطرناک ہے ۔ جن لوگوں نے سچائیوں کے پہچاننے کیلئے اپنے آرام ۔ اپنی اولاد ۔ اپنا جاہ و جلال ۔ اپنے وطن کو چھوڑ دیا ۔ اپنی جانیں قربان کر دیں ۔ ان کو جھوٹ اور دروغ مصلحت آمیز سمجھنا حد درجہ کی بے باکی ہے ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۷ ؍ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ (کہف : ۶) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں چند گھنٹے ٹھہرنے والے کی نسبت بھی یہ ثابت نہیں ہو سکا کہ اس نے روایت میں جھوٹ بولا ۔ اور نہ دنیا کی مجموعی طاقت ایسے اتّہام کو ثابت کر سکتی ہے ۔ پس جس نبی میں یہ نور و ہدایت ہو کہ اس کی صحبت آدمی کو اعلیٰ درجہ کا راست باز بنا دے ۔ کیا وہ جھوٹا ہو سکتا ہے ؟ یا جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ بھی خدا پر ۔ خدا نے کچھ وحی نہیں کی ۔ اور وہ کہے مجھ پر وحی ہوئی ہے ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۷ ؍ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۱۸ ، ۱۹ - وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۸﴾ قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۹﴾

اَلْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ : کھول کر بات پہنچا دینا ۔

تَطَيَّرْنَا : بڑے بڑے دکھ دیکھے ہیں ۔ تمہارے سبب سے ۔ واقعی جب نبی آتا ہے ۔ طاعون قحط ۔ ہیضہ اور ہر قسم کی بلائیں آتی ہیں ۔ اس میں ایک منشاء ایزدی ہوتا ہے ۔ وہ یہ کہ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ (انعام : ۴۳) یعنی شوخی بے باکی سے باز آ کر خدا کے حضور گریہ وزاری کریں ۔

اَخَذْنَا اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ (اعراف : ۹۵)

اس سے طائر کا مسئلہ بھی حل ہوتا ہے ۔ جہاں انسان جاوے اسکے ساتھ چیل کوّے جاتے نظر آویں تو یہ فتح مندی کا نشان ہے ۔ ۲ ۔ اسی طرح ہوا کا رُخ ادھر ہو جدھر سے یہ جاوے تو یہ بھی کامیابی کا تفاول ہے ۳ ۔ جانور بیٹھ جاوے جس پر سوار ہوں (جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی حدیبیہ میں بیٹھ گئی) تو یہ بھی اچھا نشان ہے ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۷ ؍ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

۲۷، ۲۸ - قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ؕ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾ بِمَا غَفَرَلِيْ رَبِّيْ وَ جَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۸﴾

قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ؕ : حضرت حق سبحانہٗ نے بذریعہ الہام جنّت کی بشارت دی۔ لوگ کہتے ہیں اسے قتل کر دیا۔ قرآنِ مجید سے تو یہ بات ثابت نہیں ہوتی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ر نومبر ۱۹۱۰ء)

مومن اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے بعد الموت معاً جنت میں داخل ہو جاتا ہے اور شریر نار میں۔ جیسے فرمایا۔ قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ؕ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ۙ بِمَا غَفَرَلِيْ رَبِّيْ وَ جَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ۞ (نور الدّین ایڈیشن سوم صفحہ ۳۴)

۳۱ - يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۱﴾

يَسْتَهْزِءُوْنَ : تحقیر کرتے ہیں۔ یہی معنے ٹھیک ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۳۴ - وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۚۖ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ﴿۳۴﴾

بندوں کو اللہ تعالیٰ سمجھانے کیلئے بہت سی مثالیں بیان فرماتا ہے۔ تمثیلوں سے بات خوب واضح ہو جاتی ہے۔

دنیا کی تمام مہذب قوموں کے لٹریچر میں یہ طرز پایا جاتا ہے۔ مسلمانوں میں مثنوی مولانا روم اس کی بہترین مثال ہے۔

اَلْاَرْضُ الْمَیْتَۃُ : یہ سمجھایا کہ اس ملک میں اخلاقی حالت ۔یک جہتی ۔ امنِ عامہ سب کچھ مر چکا تھا ۔

امن عامہ کا یہ حال تھا ۔ کہ ایک کُتی کے بچے کے مرنے پر ہزاروں ہی کٹ کے مر گئے ۔ بُت پرستی جس کا لازمہ جھوٹے قصے ہیں کیونکہ پجاری اپنے اپنے بُتوں کی فوقیت ثابت کرنے کیلئے عجیب عجیب فسانے تراش لیتے ہیں ۔ جن ملکوں میں شرک ہوتا ہے ۔ وہاں الٰہیات کا علم بالکل نہیں ہوتا ۔ پہاڑوں پر ایسی حالت بہت پائی جاتی ہے ۔ یورپ میں قطعاً بُت پرستی ہی رہ گئی ہے ۔

حضرت صاحب نے ایک موقعہ پر نہایت عمدہ نکتہ لکھا ہے کہ ان لوگوں نے نئی نئی ایجادیں کی ہیں یہاں تک کہ خدا بھی نیا ہی گھڑ لیا ہے ۔

لوتھر نے لکھا ہے کہ بدکاری کر اور پیٹ بھر بھر کر ۔ کیا مسیح تیرے لئے کفارہ نہیں ہوا ۔ ایک پڑھے لکھے شخص سے مَیں نے پوچھا ۔ ایک شخص ننگے سر دو لکڑیاں ہاتھ میں لئے بھاگتا ہوا تمہاری کوٹھی کی طرف آئے اور کہے ۔ آئی ایم گاڈ ۔ آئی ایم گاڈ ۔ تو تم اسے کیا کہو گے ۔ اس نے کہا ۔ کہ آپ گستاخی کرتے ہیں ۔ مَیں نے کہا ۔ پاگل ہی کہتے ہیں ۔

غرض خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب زمین مردہ ہوتی ہے تو آسمان سے جو پانی برستا ہے اس سے وہ بقاعدہ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ (طارق : ۱۲، ۱۳) زندہ ہو جاتی ہے ۔ اور جو جو بیج بڑھنے کی طاقت رکھتے ہیں ۔ وہ اس سے اُگ پڑتے ہیں ۔ اسی طرح آسمانی وحی کا پانی مردہ دلوں پر پڑ کر (جن میں استعداد ہو) انکو زندہ کرتا ہے ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ نومبر ۱۹۱۰ء)

۳۷ ۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۷﴾

خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّهَا : روئیدگی کے ساتھ اسکا ذکر کیا ہے ۔ کہ اس کو کھا کر نسل بڑھتی ہے اس تمثیل میں سمجھا دیا ہے ۔ جیسے بارش ہو تو کوئی روئیدگی کو روک نہیں سکتا ۔ اسی طرح یہ الہامی بارش جو ہوئی ۔ تو اب اس کے نتیجہ سے ایک قوم پیدا ہونیوالی ہے ۔ تم اسے روک نہیں سکتے ۔

دور کیوں جاؤ ۔ اس گاؤں میں بھی ایک شخص پر خدا کے فضل کی بارش ہوئی ۔ اور پھر باوجود سخت مخالفت کے ایک قوم خدا کے دین پر چلنے والی پیدا ہو گئی ۔ اور تم جو یہاں دو تین سو بیٹھے ہو ۔ یہ اسی کا

ثبوت ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ / نومبر ۱۹۱۰ء)

مِمَّا لَا يَعْلَمُونَ : تمام نر و مادہ کا علم دنیا کو نہیں۔ پتھروں کے۔ درختوں کے۔ دونوں کے جوڑے ہوتے ہیں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۷۶)

۳۹- وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿۳۹﴾

لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا : گردش کی مقرر کردہ جگہ ایک طرف خط جدی۔ ایک طرف خط سرطان۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ / نومبر ۱۹۱۰ء)

۴۰- وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ ﴿۴۰﴾

اور چاند کیلئے ہم نے منزلیں مقرر کر دی ہیں۔ یہاں تک کہ آخرکار وہ چاند پرانی ٹہنی کی طرح ہو جاتا ہے۔ (نور الدین طبع سوم صفحہ ۱۱۵)

۴۱- لَا الشَّمْسُ يَنبَغِي لَهَا أَن تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۚ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ﴿۴۱﴾

سورج کو تو طاقت نہیں کہ چاند کو دبوچ لے یا اس سے جا ملے۔ اور نہ رات دن سے آگے نکل سکتی ہے۔ بلکہ یہ سب کے سب اپنے اپنے فلک میں تیرتے ہیں۔ (نور الدین طبع سوم صفحہ ۱۱۵)

۴۲- وَآيَةٌ لَّهُمْ أَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ﴿۴۲﴾

حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ : اب بھی جس کی اولاد سفر کے ذریعے ولایت پہنچتی

ہے وہ بڑا فخر کرتا ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ص ۴۴)

۴۴، ۴۵- وَإِنْ نَّشَأْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَاهُمْ يُنْقَذُوْنَ ﴿۴۴﴾ إِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا إِلٰى حِيْنٍ ﴿۴۵﴾

وَإِنْ نَّشَأْ نُغْرِقْهُمْ : پیشگوئی فرماتا ہے کہ تم بھی اس زمین پر بصورت گستاخی و مقابلہ نبی غرق کر دئے جاؤ گے اور تمہارا کوئی فریادرس نہ ہوگا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۴۶- وَإِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۶﴾

مَا بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ : جو عذاب تمہارے سامنے ہے۔
وَمَا خَلْفَكُمْ : جو عذاب پیچھے آنے والا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۴۸- وَإِذَا قِيْلَ لَهُمْ أَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ، قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا أَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَاءُ اللّٰهُ أَطْعَمَهٗ، إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۸﴾

قرآن کریم میں لباس اور مکان دینے کی تاکید نہیں آئی جس قدر کھانا کھلانے کی آئی ہے۔ ان لوگوں کو خدا نے کافر کہا ہے جو بھوکے کو کہہ دیتے ہیں کہ میاں تم کو خدا ہی دے دیتا۔ اگر دینا منظور ہوتا۔ قرآن کریم کے دل سورۃ یٰس میں ایسا لکھا ہے۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا أَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَاءُ اللّٰهُ أَطْعَمَهٗ آجکل چونکہ قحط ہو رہا ہے۔ انسان اس نصیحت کو یاد رکھے اور دوسرے بھوکوں کی خبر لینے کو بقدر وسعت تیار رہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت کیلئے یتیموں مسکینوں اور پابند بلا کو کھانا دیتا رہے مگر صرف اللہ کیلئے دے۔ یہ تو جسمانی کھانا ہے۔ روحانی کھانا ایمان کی باتیں۔ رضاء الٰہی۔ اور قرب کی باتیں۔ یہاں تک کہ مکالمہ الٰہیہ تک پہنچا دیتا۔ اسی رنگ میں رنگین

ہوتا ہے۔ وہ جسم کی غذا ہے۔ یہ رُوح کی غذا۔ (الحکم ۱۰؍ نومبر ۱۸۹۹ء صفحہ ۴)

۵۱۔ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۱﴾

فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً : نہ خود کچھ کر سکو گے۔ نہ کسی کو کہہ سکو گے کہ ہمارے بعد یوں انتظام کرنا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰؍ نومبر ۱۹۱۰ء)

بدر میں مارے گئے۔ نہ وصیت کر سکے۔ نہ لوٹ کر گھر جا سکے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۷۷)

۵۲۔ وَنُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ﴿۵۲﴾

نُفِخَ فِى الصُّوْرِ : جب ہمارا بگل بجے گا (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰؍ نومبر ۱۹۱۰ء)

۵۳۔ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۳﴾

مِنْ مَّرْقَدِنَا : ہماری آرام کی جگہ۔ اعتراض کیا جاتا ہے۔ کیا کفار کیلئے قبر آرام گاہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ نسبتی امر ہے۔ آنے والے عذاب کے مقابل میں یہ عذابِ قبر موجبِ آرام ہی تھا ؎

"بمرگش بگیر تا بمرض راضی شود"

سے بھی یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰؍ نومبر ۱۹۱۰ء)

۶۰۔ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۶۰﴾

اَلْمُجْرِمُوْنَ : قطع تعلق کرنے والے

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰؍ نومبر ۱۹۱۰ء)

۶۱- اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۶۱﴾

الشَّيْطٰنَ : خدا سے دور - ہلاک شدہ روحیں ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۶۳- وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ؕ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۳﴾

اَضَلَّ : ہلاک کر دیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۶۶- اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۶۶﴾

تُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ : طبّ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض بیماریاں صرف ہاتھ دیکھنے سے معلوم ہو جاتی ہیں۔ بعض بیماریاں پیچھے مڑ کر چلانے سے پتہ لگ سکتا ہے۔ یہ تو دنیا کا حال ہے۔ آخرت میں تو سب کچھ ظاہر ہو جائے گا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۶۹- وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ؕ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۹﴾

نُعَمِّرْهُ : خواہ بحیثیت قومی یا بحیثیت سلطنت یا بحیثیت عظمت۔

نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ : یہ قانون تمام اشیاء عالم میں ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ر نومبر ۱۹۱۰ء)

انسان بڑے بڑے ارادے کرتا ہے۔ بچپنے سے نکل کر جب جوانی کے دن آتے ہیں اور جوں جوں اس کے اعضاء نشوونما پا کر پھیلتے ہیں اور قویٰ مضبوط ہوتے ہیں۔ اس کے ارادے بھی مضبوط ہوتے جاتے ہیں

ایک بچہ رونے اور ضد کرنے کے وقت ماں کی گود میں چلے جانے یا دودھ پی لینے سے یا تھوڑی سی شیرینی یا کسی تماشہ کھیل سے خوش ہو سکتا ہے اور اس کے بہلانے کے واسطے بہت تھوڑی سی تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے یا یوں کہو کہ ایک بچے کی خوشی اور خواہشات کا منزلِ مقصود بہت محدود ہوتا ہے۔ مگر جوں جوں وہ ترقی کرتا اور اس کے قویٰ مضبوط ہوتے جاتے ہیں توں توں اس کے ارادوں اور خواہشات کا میدان بھی وسیع ہوتا چلا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ قرآن شریف کی اس آیت اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ (فاطر: ۳۸) کا مصداق بن جاتا ہے۔ اس دَور کا پہلا درجہ اٹھارہ سال کی عمر ہوتی ہے۔ اسوقت انسان میں عجیب عجیب قسم کی اُمنگیں پیدا ہوتی ہیں۔ ایسے وقت میں جبکہ انسان کے قویٰ مضبوطی اور استوائی کی حد تک پہنچ جاتے ہیں اور اس کے ارادے بھی بہت وسیع ہو جاتے ہیں۔ رسول کریمؐ نے ہر نمازی کو جس میں یہ لڑکا بھی داخل ہے طولِ امل اور ہموم و غموم سے پناہ مانگنے کے واسطے حکم دیا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے۔ کہ رسولِ اکرمؐ نے ایک چارکونہ شکل بنائی اور اس کے وسط میں ایک نقطہ بنا کر فرمایا کہ نقطہ انسان ہے اور دائرہ سے مراد اجل ہے۔ یعنی انسان کو اجل احاطہ کئے ہوئے ہے پھر انسانی امانی اور آرزوئیں اس سے بھی باہر ہیں۔ یہ سچی بات ہے کہ انسان بڑے بڑے لمبے ارادے کرتا ہے جو سینکڑوں برسوں میں بھی پورے نہیں ہو سکتے مگر اسکی اجل اسے ان ارادوں تک پہنچنے سے پہلے دبا لیتی ہے۔

(الحکم ۱۰ اپریل ۱۹۰۸ء صفحہ ۵-۶)

۷۱- لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۱﴾

يَحِقَّ الْقَوْلُ ۔ فردِ جرم لگے (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ نومبر ۱۹۱۰ء)

۷۶- لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ﴿۷۶﴾

لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۔ وہ بُت مشرکانِ مکہ کو کچھ مدد نہ دے سکے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ نومبر ۱۹۱۰ء)

۷۹- وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ﴿۷۹﴾

مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ : کھوکھلی ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا۔
(نورالدین طبع سوم صـ۹۲)

۸۳- اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۸۲﴾

اس کی بات ہے۔ کہ جب ارادہ کرتا ہے کسی شئے کا تو فرماتا ہے کہ ہو۔ پس وہ ہو جاتی ہے۔
(نورالدین طبع سوم صـ۹۲)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

۲ تا ۵ - وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۝ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۝ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۝ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۝

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا: اگر بڑے لائق لوگوں کی صفیں عمدہ صف باندھ کر عظیم الشان مذہب کی تحقیق میں بیٹھیں۔

فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا: وہ مجلس اتنی بڑی ہو کہ پولیس کا انتظام کرنا پڑے۔

فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا: پھر اس میں بڑے بڑے لیکچرار اپنے اپنے مضمون پڑھیں۔

اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ: تو خلاصہ یہی نکلے گا۔ کہ اللہ ایک ہے۔ واقعہ میں مخلوق پرست کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوتی!

ایک بُت پرست رئیس سے میری گفتگو ہوئی۔ اس نے کہا۔ قدیم مذہب اچھا ہوتا ہے۔ میں نے کہا فرمائیے۔ رام چندر کس کی پرستش کرتے تھے۔ آخر چلتے چلتے وہ اس بات پر پہنچ گیا۔ کہ ایک خدا کی! عیسائیوں سے بھی یہی سوال کیا ہے۔ کہ کنواری کا بیٹا جب دنیا میں نہیں آیا تھا تو کس کی پرستش لوگ کرتے تھے۔ تو ان کو ماننا پڑا ہے۔ اس واحد معبود حقیقی کی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ ۱۰ نومبر ۱۹۱۰ء)

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا: صفیں باندھ لی جائیں۔ لیکچرار لیکچر دیں۔ پولیس کا انتظام بھی ہو تو یہ ثابت ہوگا کہ اللہ ایک ہے۔ اس کو نمونہ جلسہ اعظم مذاہب میں ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۷۷)

۶ - رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝

رَبُّ الْمَشَارِقِ ، شروقِ نور کے حصّوں کا نام ہے ۔ تمام نوروں کا سرچشمہ وہی رب ہے ۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۷ تا ۱۱ - اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ۨالْكَوَاكِبِ ۝ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۝ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝

ہم ہی نے خوشنما بنایا اس والے آسمان کو کواکب کی زینت سے اور محفوظ کر دیا ہم نے اُسے ہر ایک خدا سے دور یا ہلاک ہونے والے متکبر ضدّی سے ۔ مَلَاِ اَعْلٰی کی باتیں نہیں سن سکتے اور ہر جانب سے دھکیلے جاتے ہیں ۔ دھتکارے جاتے اور ان کیلئے دائمی دُکھ دینے والا عذاب ہے ۔ ہاں اگر کوئی جھکی مارے تو اس کے پیچھے لگتے ہیں شہابِ ثاقب ۔ میٹی ارز ۔ الکایات (نور الدین طبع سوم صفحہ ۲۰)

شَیْطٰنٍ مَّارِدٍ : ایک مخلوق ہے جو ناپاک اور مخلوق سے دور رہتی ہے ۔ عرب سے کاہن کہتے ہیں ۔ شاعر بھی انہی میں داخل ہیں ۔ وہ انبیاء کی اتباع نہیں کرتے اور غیب کی باتوں کی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں

لَا یَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى : جبرائیل اور اس کے قرب والے ملائکہ تک انکی رسائی نہیں ۔ اگر وہ زمین کے ملائکہ یا ادھر اُدھر سے کچھ اڑا لیتے ہیں ۔ کچھ جھوٹ ملا دیتے ہیں ۔

شِہَابٌ ثَاقِبٌ : چمکتا ہوا شعلہ پڑتا ہے اور وہ جھوٹے ثابت ہوتے ہیں ۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ ر نومبر ۱۹۱۰ء)

اَلْمَلَاِ الْاَعْلٰى : جناب الٰہی کا الہام اولاً جن کو پہنچتا ہے ۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ ، ۹ صفحہ ۴۷)

۲۳ ، ۲۴ - اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى

صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ﴿۲۳﴾

ازواج جمع زوج کی اور زوج کے معنی ہیں۔ساتھی (اَلْاَزْوَاجُ : اَلْقُرَنَاءُ) یعنی ازواج بمعنی ساتھی کے ہیں ...... ہر جگہ ازواج کے معنے ساتھ والے کے ہیں۔مطلب آیت کا نہایت صاف ہے۔ کہ بڑے بڑے ظالم بدکار اور انکی جنس کے سنگی ساتھی سب کو دوزخ میں لے جاؤ۔

(فصل الخطاب حصہ اوّل طبع دوم صفحہ ۱۳۴-۱۳۵)

۳۸- بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۸﴾

وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ : قرآن شریف نے تمام رسولوں کی تصدیق کی۔جو صداقتیں انہوں نے مختلف زمانوں میں پیش کیں۔ وہ سب قرآن مجید میں موجود ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۶۶- طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۶۶﴾

رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ : سانپوں کے سر (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۸۴، ۸۵- وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ﴿۸۴﴾ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿۸۵﴾

انبیاء پہلے تمام اسباب کو اپنی حالت و وسعت کے مطابق جمع کرتے ہیں پھر خدا کو پکارتے ہیں کیونکہ اسباب کا جمع کرنا بھی خدا کے قانون کی فرماں برداری ہے۔ تدبیر کے معنے ہیں۔ آخر کو دیکھنا۔ توکّل کے معنے ہیں۔جو چیز بہم نہیں پہنچ سکی۔اس کے لئے جنابِ الٰہی میں التجاء اور اسکی ذات پر بھروسہ

مِنْ شِيْعَتِهٖ : نوح کی اتباع میں سے۔

بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ : دل ہو جو طمع ۔حسد ۔شہوت کے خیال اور اسکے لوازمات جہالت ۔سُستی فضولی ۔غضب ۔اس قسم کی بدیوں سے پاک اور اپنے مولیٰ کا فرماں بردار ہو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ر نومبر ۱۹۱۰ء)

خدا تعالیٰ مخفی در مخفی ارادوں اور نیتوں کو جانتا ہے۔اس کے حضور نفاق کام نہیں آسکتا۔بلکہ مَتّی

جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۔ کام آتا ہے۔ سلامتی ہو۔ انکار نہ ہو۔ خدا کی سچی محبت ہو۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے ہمدردی اور خیر خواہی ہو۔ امر بالمعروف کرنے والا ہو اور ناہی عن المنکر ہو۔ بدی کا دشمن۔ راست بازوں کا محب ہو۔ خدا تعالیٰ سے غافل اور بے پرواہ نہ ہو۔ یہ منشاء اسلام ہے۔ (الحکم ۳ مارچ ۱۸۹۹ء صفحہ ۴-۵)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نام ابراہیم بھی تھا۔ جس کی تعریف اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى اور وہی ابراہیم جو جَآءَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ کا مصداق تھا۔ اس نے سچی تعظیم امر الٰہی کی کرکے دکھائی۔ اس کا نتیجہ کیا دیکھا۔ دنیا کا امام ٹھہرا۔ (الحکم ۱۷ مارچ ۱۹۰۲ء صفحہ ۴)

۸۸۔ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۸﴾

فَمَا ظَنُّكُمْ ؛ چور چوری جبھی کرتا ہے کہ اس کو خدا کی صفت رزاقیت پر ایمان نہیں ہوتا۔ زانی نہیں سمجھتا کہ اللہ پاک بیبیاں دے سکتا ہے۔ اسی لئے فرمایا ذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ (حٰم السجدہ : ۲۴) (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ نومبر ۱۹۱۰ء)

۸۹، ۹۰۔ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ﴿۸۹﴾ فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ﴿۹۰﴾

فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ؛ انہوں نے وقت کی طرف توجہ دلائی۔ اب بھی مہذب ملک میں دستور ہے کہ کسی کو رخصت کرنا ہو یا خود جانا ہو تو اپنی گھڑی دیکھ لیتے ہیں۔

اِنِّيْ سَقِيْمٌ ؛ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا وہ بڑا راست باز تھا۔ ادھر حضرت ابراہیمؑ فرماتے ہیں۔ میں بیمار ہوں میری طبیعت ناساز ہے۔ پس وہ اپنے قول میں سچے تھے۔ اپنی کمزوری اور کسی اندرونی سقم کو انسان خود ہی سمجھتا ہے۔ اللہ کے بندے باوجود ناسازیٔ طبع بھی تبلیغ کے جوش میں نکل آتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ نومبر ۱۹۱۰ء نیز تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۱۷)

۹۹۔ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۹۹﴾

فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا ؛ صرف ارادہ کیا ہے (یہ بات یاد رکھو) مگر خدا نے یہ ارادہ چلنے نہ دیا (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ نومبر ۱۹۱۰ء)

۱۰۳۔ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي

الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی ؕ قَالَ یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ؗ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۰۳﴾

اَرٰی فِی الْمَنَامِ ۔ کوئی شخص دیکھے کہ میں اپنے بیٹے کو ذبح کرتا ہوں تو اس کے معنے یہی ہوتے ہیں کہ دُنبہ ذبح کردے۔ عالم رؤیا میں بیٹا کَبْش[1] ہوتا ہے اور کَبْش بیٹا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ر نومبر ۱۹۱۰ء)

ابراہیم علیہ السلام بہت بوڑھے اور ضعیف تھے۔ ۹۹ برس کی عمر تھی۔ خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق اولاد صالح عنایت کی۔ اسمٰعیلؑ جیسی اولاد عطا کی۔ جب اسمٰعیلؑ جوان ہوئے تو حکم ہوا کہ ان کو قربانی میں دے دو۔ اب حضرت ابراہیمؑ کی قربانی دیکھو۔ زمانہ اور عمر وہ کہ ۹۹ تک پہنچ گئی۔ اس بڑھاپے میں آئندہ اولاد ہونے کی کیا توقع۔ اور وہ طاقتیں کہاں؟ مگر اس حکم پر ابراہیمؑ نے اپنی ساری طاقتیں۔ ساری امیدیں اور تمام ارادے قربان کر دیئے۔ ایک طرف حکم ہوا۔ اور معًا بیٹے کو قربان کرنے کا ارادہ کرلیا۔ پھر بیٹا بھی ایسا سعید بیٹا تھا۔ کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔ اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُكَ تو وہ بلا چون وچرا یونہی بولا۔ کہ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ؗ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ آبا جلدی کرو۔ ورنہ وہ کہہ سکتے تھے کہ یہ خواب کی بات ہے۔ اس کی تعبیر ہو سکتی ہے۔ مگر نہیں۔ کہا۔ پھر کر ہی لیجئے۔ غرض باپ بیٹا نے فرماں برداری دکھائی کہ کوئی عزت۔ کوئی آرام۔ کوئی دولت اور کوئی امید باقی نہ رکھی۔ یہ آج کی ہماری قربانیاں اسی پاک قربانی کا نمونہ ہیں۔ مگر دیکھو اس میں اور ان میں کیا فرق ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ اور اسکے بیٹے کو کیا جزاء دی۔ اولاد میں ہزاروں بادشاہ اور انبیاء پیدا کئے۔ وہ زمانہ عطا کیا جس کی انتہاء نہیں۔ خلفاء ہوں تو وہ بھی ملتِ ابراہیمی میں سارے نواب اور خلفاء الٰہی دین کے قیامت تک اسی گھرانے میں ہونے والے ہیں۔ (الحکم ۷ر مارچ ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۲)

یہ دن (عیدالاضحیٰ) بھی ایک عظیم الشان متقی کی یادگار ہے۔ اس کا نام ابراہیمؑ تھا۔ اس کے پاس بہت سے مویشی تھے۔ بہت سے غلام تھے اور بڑھاپے کا ایک ہی بیٹا تھا۔ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ

---

[1] کَبْش: دُنبہ۔ مرتب

قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيٓ اَذْبَحُكَ ۔ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ۔ سو برس کے قریب کا بڈھا۔ ایک ہی بیٹا۔ اپنی ساری عزت۔ ناموری۔ مال۔ جاہ وجلال اور امیدیں اسی کے ساتھ وابستہ۔ دیکھو متقی کا کیا کام ہے۔ اس اچھے چلتے پھرتے جوان لڑکے سے کہا۔ میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تجھے ذبح کروں بیٹا بھی کیسا فرماں بردار بیٹا ہے۔ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۔ سَتَجِدُنِيٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۔ اباجی۔ وہ کام ضرور کرو جس کا حکم جناب الٰہی سے ہوا۔ مَیں بفضلہ تعالیٰ صبر کے ساتھ اسے برداشت کروں گا۔ یہ ہے تقویٰ کی حقیقت۔ یہ ہے قربانی۔ قربانی بھی کیسی قربانی کہ اس ایک ہی قربانی میں سب ناموں۔ امیدوں ناموریوں کی قربانی کی گئی۔

جو اللہ کیلئے انشراحِ صدر سے ایسی قربانیاں کرتے ہیں۔ اللہ بھی ان کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ اس کے بدلے ابراہیمؑ کو اتنی اولاد دی گئی کہ مردم شماریاں ہوئی ہیں مگر پھر بھی ابراہیمؑ کی اولاد کی صحیح تعداد کی دریافت سے مستثنیٰ ہے۔ کیا کیا برکتیں اس مسلم پر ہوئیں۔ کیا کیا انعام الٰہی اس پر ہوئے کہ گننے میں نہیں آسکتے۔ ہماری سرکار خاتم الانبیاء سرورِ کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی ابراہیمؑ کی اولاد سے ہوئے پھر اس دین کی حفاظت کیلئے خلفاء کا وعدہ کیا۔ کہ انہیں طاقتیں بخشے گا اور ان کو مشکلات اور خوفوں میں امن عطا کرے گا۔ یہ کہانی کے طور پر نہیں۔ یہ زمانہ موجود۔ یہ مکان موجود۔ قادیان کی بستی موجود۔ ملک کی حالت موجود ہے۔ کس چیز نے ایسی سردی میں تمہیں دور دور سے یہاں اس مسجد میں جمع کردیا۔ سنو! اسی دستِ قدرت نے جو متقیوں کو اعزاز دینے والا ہاتھ ہے۔ اس سے پہلے پچیس۲۵ برس پر نگاہ کرو۔ تم سمجھ سکتے ہو کہ کون ایسی سردیوں میں اس گاؤں کی طرف سفر کرنے کو تیار تھا؟ پس تم میں سے ہر فرد بشر اسکی قدرت نمائی کا ایک نمونہ ہے۔ ایک ثبوت ہے۔ کہ وہ متقی کیلئے وہ کچھ کرتا ہے جو کسی کے سان وگمان میں بھی نہیں ہو! یہ باتیں ہر کسی کو حاصل نہیں ہوتیں۔ یہ قربانیوں پر موقوف ہیں۔ انسان عجیب خوابیں اور کشوف دیکھ لیتا ہے۔ الہام بھی ہو جاتے ہیں۔ مگر یہ نصرت حاصل نہیں کرسکتا۔ جس آدمی کی یہ حالت ہو وہ خوب غور کرکے دیکھے۔ کہ اس کی عملی زندگی کس قسم کی تھی۔ آیا وہ ان انعامات کے قابل ہے یا نہیں۔ یہ مبارک وجود نمونہ ہے۔ اسے جو کچھ ملا۔ ان قربانیوں کا نتیجہ ہے جو اس نے خداوند کے حضور گذرانیں۔ جو شخص قربانی نہیں کرتا جیسی کہ ابراہیمؑ نے کی اور جو شخص اپنی خواہشوں کو خدا کی رضاء کیلئے نہیں چھوڑتا۔ تو خدا بھی اس کیلئے پسند نہیں کرتا۔ جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کیسے دشمن موجود تھے۔ مگر وہ خدا جس نے اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فرمایا۔ اس نے سب پر فتح دی۔ صلح حدیبیہ میں ایک شخص نے آکر کہا کہ تم اپنے بھائیوں کا جتھانہ

نہ چھوڑو۔ ایک ہی حملہ میں یہ سب تمہارے پاس بیٹھنے والے بھاگ جائیں گے۔ اس پر صحابہؓ سے ایک خطرناک آواز سنی اور وہ ہکا بکا رہ گیا۔ یہ حضرت نبی کریمؐ کے اللہ کے حضور بار بار جان قربان کرنے کا نتیجہ تھا کہ ایسے جاں نثار مرید ملے۔ اور جو باپ بنتے تھے۔ جو تجربہ کار تھے۔ ہر طرح کی تدبیریں جانتے۔ ان سب کے منصوبے غلط ہو گئے۔ اور وہ خدا کے حضور قربانی کرنے والا متقی نہ صرف خود کامیاب ہوا بلکہ خلفاء راشدین کیلئے بھی وعدہ لے لیا (بدر ۲۳ جنوری ۱۹۰۸ء ص ۸-۹)

بخاری شریف جو قرآن مجید کے بعد دنیا کی تمام کتابوں سے زیادہ صحیح اور زیادہ واجب التعظیم ہے۔ اس میں ایک حدیث آئی ہے۔ اس کو نقل کرتا ہوں۔

حدیث: قَالَ اَبُوْ مُوْسٰی عَنْ نَبِیِّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ رَئَیْتُ فِی الْمَنَامِ اِنِّیْ اُھَاجِرُ مِنْ مَکَّۃَ اِلٰی اَلْاَرْضٍ بِھَا نَخْلٌ فَذَھَبَ وَھَلِیْ اِلٰی اَنَّھَا الْیَمَامَۃُ اَوْ ھَجَر فَاِذَا ھِیَ الْمَدِیْنَۃُ یَثْرِبُ۔

(ترجمہ) ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ہجرت کر رہا ہوں مکہ سے ایک زمین کی طرف جس میں کھجوروں کے باغ ہیں۔ پس گیا میرا اجتہاد اس بات کی طرف کہ وہ جگہ یمامہ نام مقام ہے یا ہجر نام گاؤں ہے۔ مگر آخر معلوم ہوا کہ وہ مدینہ تھا۔

اب دیکھئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھی اور جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ کا فقرہ ہے ویسا ہی آپؐ کا ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ فرماتے ہیں۔ کہ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ اور ایسا ہی فقرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ رَئَیْتُ فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اُھَاجِرُ یعنی مجھے خواب میں ارشاد ہوا کہ میں ہجرت کروں اور جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خواب وحی الٰہی اور امر الٰہی تھی اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب بھی وحی الٰہی تھی۔ اور اس میں ہجرت کا حکم تھا جیسا کہ دوسرے مقام پر بخاری شریف میں آتا ہے اُمِرَ بِالْھِجْرَۃِ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کا حکم ہوا تھا۔ سو صاف ظاہر ہو گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وحی کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس وحی میں ہجرت کا حکم تھا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجتہادی غلطی لگی اور آپؐ نے مدینہ طیبہ کی جگہ یمامہ اور ہجر نام مقام سمجھ لیا۔ اب ناظرین ہی انصاف سے دیکھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ جگہ دکھلائی گئی لیکن آپؐ نے اجتہاد میں غلطی سے بجائے مدینہ طیبہ کے یمامہ اور ہجر خیال کیا۔ مگر جب ہجرت

ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا اجتہاد واقعہ کے لحاظ سے غلط ثابت ہوا۔

(بدر ۲۴ نومبر ۱۹۱۰ء صہ ۶)

۱۰۴ تا ۱۰۶۔ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَ تَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝۱۰۴ وَ نَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰاِبْرٰهِيْمُ ۝۱۰۵ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۰۶

جب وہ دونوں خدا تعالیٰ کے حکم پر راضی ہو گئے اور ابراہیمؑ نے اسے منہ کے بل زمین پر لٹایا۔ ہم نے آواز دی۔ اے ابراہیم۔ تو نے اپنی رؤیا کو سچا کر دکھایا۔ ہم محسنوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔

(نورالدین طبع سوم صہ ۱۷۰)

صَدَّقْتَ الرُّءْيَا : سیریا (شام) جانب شمالی عرب (جس میں بیت المقدس فلسطین ہے) کے ملک میں انسانی قربانی کا رواج تھا چنانچہ مسیحی تعلیم کی جڑ یہی ہے۔ اسی بناء پر وہ خدا کے اکلوتے بیٹے کی قربانی پر ایمان لاتے ہیں۔ ہند میں بلیدان کا رواج تھا۔ جے پور میں اب بھی اس جگہ روز بکرا ذبح ہوتا ہے۔

حضرت حق سبحانہٗ نے حضرت ابراہیمؑ کو ایک رؤیا دکھلائی۔ کہ وہ اپنا بیٹا ذبح کرتے ہیں۔ اسکا اعلان کیا۔ اس پر تیار ہو گئے۔ پھر بیٹے کی جگہ حسبِ تفہیم الٰہی بکرا ذبح کیا۔ اور یہ سمجھایا کہ اس کی اصل یہ ہے کہ خدا کا مکالمہ پہلے ایسے رنگ میں ہوا کہ لوگ سمجھ نہیں سکے کہ بیٹے کی قربانی سے کیا مراد ہے۔ اور اسطرح پر اس بد رسم کا ایک راستباز کے عمل سے قلع قمع ہوا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ نومبر ۱۹۱۰ء)

۱۰۷ تا ۱۱۲۔ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ۝۱۰۷ وَ فَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۝۱۰۸ وَ تَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ ۝۱۰۹ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝۱۱۰ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۱۱ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۱۲

یہ بڑا بھاری امتحان اور انعام ہے اور ہم نے اس کے عوض میں ایک بڑی قربانی کو فدیہ دیا۔ اور آئندہ آنے والی نسلوں میں اس کا ذکرِ خیر باقی رکھا۔ ابراہیم پر سلامتی۔ ہم اسی طرح محسنوں کو بدلہ دیا کرتے وہ ہمارے بندوں سے تھا.... قرآن .... سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیمؑ نے خواب میں دیکھا کہ وہ بیٹے کو ذبح کرتے ہیں۔ نہ یہ کہ ذبح کردیا۔ جیسے قرآنی لفظ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُكَ گواہی دیتا ہے۔ اس قابلِ قدر عرفان سے بھرے ہوئے واقعہ پر اعتراض بجز سیاہ دل۔ کور باطن حقیقت ناآشنا۔ کے اور کون کرسکتا ہے۔ سنو! ابراہیم علیہ السلام کی عمر اس وقت ننانوے برس کی تھی۔ اور اسمٰعیلؑ اس کے اکلوتے بیٹے کی ۱۳ برس کی۔ اتنے عمر کے باپ کو آئندہ اور اولاد کی امید کہاں۔ اور بیٹے کی امیدیں اور اُمنگیں مرنے کے بعد کہاں۔ باپ کا اپنے خواب کے خیال کو اظہار کرنا اور بیٹے کا یہ کہہ دینا اِفْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سچی الٰہی محبت کا نشان ہے۔ جس کی قدر بدوں زندہ دل کے کون کرسکتا ہے۔ اس بات کو ہم قربانی کے مسئلہ میں کسی قدر تفصیل سے لکھ چکے ہیں۔

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا صفحہ ۵۵ میں ہے۔ کنعانیوں میں جو قدیم باشندے فلسطین کے تھے انسانی قربانی کا رواج تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جوان میں ملتے ہوئے بزرگ اور ذی رعب تھے۔ باہمہ جاہ وحشمت بیٹے کی قربانی پر باایں کہ بیٹا بھی راضی ہوچکا تھا۔ مینڈھا ذبح کردیا اور اس طریق سے انسانی قربانی کی بجائے حیوانی قربانی قائم کردی۔ اور اب تک گویا کروڑوں جانوں کو بچالیا۔ بَارَكَ اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا اِبْرَاهِيْمُ۔ (نورالدین ایڈیشن اوّل صـ۱۸۲)

۱۱۳، ۱۱۴۔ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ۭ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ﴿۱۱۴﴾

وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ: یہ غلام حلیم کے علاوہ دوسرے بیٹے کی بشارت ہے۔
بٰرَكْنَا عَلَيْهِ: اس اولاد ابراہیم پر جس کا نام اسمٰعیل تھا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۰ نومبر ۱۹۱۰ء)

۱۲۱۔ سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾

سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ

الصّٰلِحِیْنَ۔ التحیات میں ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۱۲۶- اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِیْنَ ﴿۱۲۶﴾

بَعْلًا : سورج کو بھی ایک دیوتا مانا گیا ہے۔ سورج کی ہیکل کو بعل کہتے ہیں۔ چاند کو وہ لوگ مؤنث سمجھتے تھے اور سورج کو مذکر۔ بعل مرد کو کہتے ہیں۔

اَحْسَنَ الْخَالِقِیْنَ : تمام اندازہ کرنیوالوں سے خوبیوں میں بڑھ کر۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۱۴۰ تا ۱۴۴- وَاِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۴۰﴾ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۱﴾ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ ﴿۱۴۲﴾ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِیْمٌ ﴿۱۴۳﴾ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ ﴿۱۴۴﴾

صوفیوں نے لکھا ہے کہ یہ یونسؑ کا معراج ہے۔ نینوا ایک شہر تھا۔ ایک لاکھ بیس ہزار اسکی آبادی تھی۔ وہ دارالسلطنت تھا۔ حضرت یونسؑ وہاں بھیجے گئے۔ آپ نے وعظ کیا۔ لوگوں نے ممانعت کی تو حضرت یونسؑ نے کہا کہ تم پر عذاب آوے گا۔ جب وہ دن آئے تو ایسی کچھ بات نکلی کہ ان کے دل میں خدا کی صفت رحمانیت کا جوش آ گیا تو وہ سمجھے۔ ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ عذاب ٹال دے۔ اس لئے وہ علیحدہ ہو گئے۔ ادھر لوگوں نے عذاب کے نشان دیکھتے ہی تضرّع وزاری شروع کر دی اور وہ عذاب ٹال دیا گیا۔

جب حضرت یونسؑ نے سنا کہ عذاب نہیں آیا تو وہ لوگوں سے بھاگے۔ کہ خواہ مخواہ خدائے کریم کی مصالح و غریب نوازیوں سے ناواقف لوگ اعتراض کریں گے۔

اَبَقَ : جو غلام بغیر رضامندی اپنے آقا کے نکل جاوے۔ اسے اٰبِق کہتے ہیں۔

فَسَاهَمَ : قرعہ کس حضرت [illegible] نے قرآن و حدیث میں نہیں پڑھا۔

فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ : حدیثوں سے تو نہیں مگر تفاسیر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کی ایڑی کو منہ میں لیا۔

مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (انبیاء۸۸) کہنے والے۔

"تیرنے والوں سے بھی" معنے کئے گئے مگر مَیں ان معنوں کی جرأت نہیں کرسکتا۔ کیونکہ دوسرے موقعہ پر اس کی تصریح یوں فرمادیا۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ پڑھتے تھے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۱۴۷۔ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ (۱۴۷)

يَقْطِيْنٍ: ایسے درخت کو کہتے ہیں جس کا پھل بڑا ہو اور بیل سُست۔ پیٹھا۔ کدو۔ تربوز سب کو یقطین کہتے ہیں۔ دریا کے کناروں پر ایسی بیلیں لوگ لگا دیتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۱۴۸۔ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ (۱۴۸)

اَوْ يَزِيْدُوْنَ: بلکہ زیادہ۔ بہرحال لاکھ سے کم نہ تھے (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۱۵۱۔ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ (۱۵۱)

وَهُمْ شٰهِدُوْنَ: بہت سے کم عقل لوگ ابتداء خلق پر اٹکل بازی سے بحث کرتے رہتے ہیں۔ اللہ نے فرمادیا کہ اس قسم کے مباحث ٹھیک نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۱۵۵۔ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ (۱۵۵)

مَا لَكُمْ: اس پر وقف ہے۔ کہ آدمی خوب تأمل کرے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ر نومبر ۱۹۱۰ء)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

۲، ۳- صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّكْرِ ۝ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِیْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ۝

صٓ : اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔

ذِی الذِّكْرِ : یہ فطرت ہے کہ انسان بلند پروازی چاہتا ہے۔ شرافت والے تاریخی آدمی تم بن جاؤ گے۔

شِقَاقٍ : رسول سے ہٹ جانے کی راہ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ / نومبر ۱۹۱۰ء)

صٓ : صادق

ذِی الذِّكْرِ : فطرت کو جگانے ۔ بھولی ہوئی باتیں یاد دلانے کیلئے قرآن آیا۔ مسئلہ تثلیث وکفارہ ۔ بت پرستی انسان کی فطرت میں ہرگز نہیں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ / ۸ صفحہ ۲۷۴)

۴- كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ۝

فَنَادَوْا : پس چلا اُٹھے (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ / نومبر ۱۹۱۰ء)

۵- وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ز وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝

مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ : حالانکہ ان کے حکماء۔ علماء اور مقنّن و پولیس مین و بادشاہ انہی سے ہوتے ہیں۔ پس رسول کا انہی میں سے آنا فطرت کے خلاف نہیں۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صـ۴۷۷)

۶۔ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚۖ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝۶

دیکھو اس نے متعدد معبودوں کو ایک ہی معبود بنا ڈالا۔ یہ تو اچنبھے کی بات ہے۔
(تصدیق براہین احمدیہ صـ۲۲۴)

بعض لوگوں نے قرآن مجید کی زبان پر اعتراض کیا کہ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ اور كُبَّارًا اور هُزُوًا یہ خلافِ محاورہ اور غیر فصیح الفاظ ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے کسی زبان دان بوڑھے کو بلاؤ چنانچہ ایک کو مجلسِ نبوی میں لائے۔ آپؐ نے اسے فرمایا۔ بیٹھ جاؤ۔ جب بیٹھا تو فرمایا۔ ذرا اٹھنا۔ پھر بیٹھا تو پھر فرمایا۔ ذرا آپ اٹھ کر اس طرف تشریف رکھ لیں۔ جب وہ اس طرف بیٹھا تو پھر آپؐ نے فرمایا۔ آپ ذرا یہاں سے اٹھئے اور ادھر آجائیے تو وہ جھنجھلا کر بول اٹھا۔ یَا مُحَمَّدُ اَتَتَّخِذُنِیْ هُزُوًا وَاَنَا شَیْخٌ كُبَّارٌ۔ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ۔ اے محمدؐ کیا تو مجھے خفیف بنانا چاہتا ہے حالانکہ میں ایک بڈھا۔ بڑی عمر کا آدمی ہوں۔ یہ بڑی عجیب بات ہے۔ اس طرح پر وہ تینوں الفاظ اس زبان دان تجربہ کار۔ فصیح و بلیغ بڈھے کے منہ سے نکلوائے۔ اور معترضین نادم ہو کر دم بخود رہ گئے۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۷ ۲ صـ۸۵)

۷۔ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ۚۖ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ ۝۷

اِنْطَلَقَ : بول اٹھے
لَشَيْءٌ يُّرَادُ : کچھ اعتراض ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ ر نومبر ۱۹۱۰ء)

اور ان کے برادر یہ کہتے ہوئے (انہیں) چلے کہ چلو اپنے معبودوں پر پکے رہو کیونکہ یہ ایک بات

ہے جس کا منشاء کچھ اور ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۲۴)

وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ ۔ بول اٹھے سردار (تشحیذالاذہان جلد ۸، ۹ صفحہ ۴۷۷)

۸۔ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚۖ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۚۖ ۝۸

فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ : کسی دوسرے مذہب میں مجوسی عیسائی۔

(تشحیذالاذہان جلد ۸، ۹ صفحہ ۴۷۷)

ہم نے پچھلے دین میں یہ بات نہیں سُنی۔ یہ تو کچھ من گھڑت سی معلوم ہوتی ہے

(تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۲۴)

۹۔ ءَاُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَيْنِنَا ؕ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِيْ ۚ بَلْ لَّمَّا يَذُوْقُوْا عَذَابِ ؕ ۝۹

ذِكْرُ : یہ قابلِ ذکر ہو جائے گا (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۱۱۔ اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۫ فَلْيَرْتَقُوْا فِي الْاَسْبَابِ ۝۱۱

فَلْيَرْتَقُوْا : کوئی شئے بنا کر آسمان پر چڑھیں اور نصرت کو روکیں۔ اپنے آپ کو پھانسی دیدیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۱۲۔ جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ ۝۱۲

جُنْدٌ : جھنڈ۔ دشمن ایک بڑا گروہ ہوں گے۔ یہ ایک پیشگوئی ہے۔

هُنَالِكَ : مدینہ منورہ کی طرف اشارہ ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ر نومبر ۱۹۱۰ء)

جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ: احزاب (جماعتیں) احزاب کے بڑے بڑے لشکر اس جگہ شکست کھا جائیں گے۔ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم بدلہ لینے والی جماعتیں ہیں۔ عنقریب یہ سب لوگ شکست دیئے جائیں گے اور بھاگ نکلیں گے (فصل الخطاب حصہ دوم صد ۹۶)

جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ: سورۂ احزاب میں وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (احزاب:) یہ مکی آیت ہے هُنَالِكَ سے اشارہ فرمایا۔ مکہ میں یہ پیشگوئی پوری ہوگی۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صد ۴۷۷)

۱۶۔ وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ﴿۱۶﴾

مَا يَنْظُرُ: مَیں نے لوگوں کو بہت سمجھایا ہے کہ جب قوم محدود دائرہ میں ہوتی ہے۔ اور اس کے سامان محدود ہوتے ہیں تو انکی زبان بھی محدود ہوتی ہے۔ جب ان کے تعلقات بڑھ جاتے ہیں اور دوسری قوموں سے تعلقات بڑھتے ہیں تو وہ لفظ بھی وسیع ہو جاتے ہیں۔

فَوَاقٍ، ایک اونٹنی کو دوہ کر جب دوسری کو دوہتے ہیں اور تیسری کو۔ اور پھر اسی طرح کئی کو دوہ کر جب پھر پہلی کو دوہنے لگے تو اس فاصلہ کو فواق کہتے ہیں۔ اسی طرح جب لڑائی میں ایک شخص مہلت مانگتا ہے تو اس کو فواق کہتے ہیں۔ یہاں بھی عذاب کی مہلت کا ذکر ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۱۸۔ اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ ۚ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۱۸﴾

اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن کبھی ننگ وناموس پر کبھی جان ومال پر۔ کبھی مال واسباب پر۔ کبھی دین پر حملہ کرتے ہیں۔ اور ان حملات کیلئے بعض اوقات مامور کڑھتے ہیں کہ کیوں ایسی شرارتیں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تسکین فرماتا ہے کہ تیرے پاس کلیں نہیں اور داؤد کے پاس تھیں۔ تیرے پاس فوج نہیں اور داؤد کے پاس تھی۔ داؤد

کی قوم اس سے ملی ہوئی تھی۔ تیری قوم تیرے ساتھ نہیں۔ داؤد کے پاس مال واسباب اور بادشاہت تھی اور تیرے پاس نہیں۔ شریر لوگ جبکہ داؤد کا مقابلہ کر لیتے تھے تو تیرے جیسے انسان پر اگر حملہ کر لیں تو کیا بات ہے جس طرح داؤد عفو سے کام لیتے تھے۔ اسی طرح تم بھی عفو سے کام لو۔ داؤد کے زمانہ میں جس قدر ہولی لینڈ[1]۔ اور شام کے پہاڑ تھے سب ان کے ماتحت تھے۔ یہاں تک کہ جو لوگ متنفر تھے وہ بھی ان کے حضور میں حاضر تھے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰؍ نومبر ۱۹۱۰ء)

قرآن کریم میں حضرت داؤد علیہ السلام کی نسبت ارشاد ہے وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْأَيْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ .... یعنی یاد کرو ہمارے بندے داؤد کو بہت ہاتھوں والا (بڑا طاقتور) وہ جناب الٰہی کی طرف توجہ کرنے والا ہے۔ اور یَدٌ کے معنے نصرت وغیرہ کے بھی ہیں۔ راغب میں ہے یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ (فتح : ۱۱) أَيْ نُصْرَتُهُ وَ نِعْمَتُهُ وَقُوَّتُهُ یَدٌ کے معنے ملک و تصرف کے بھی ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ (بقرہ : ۲۳۸) ان معنوں میں سے ہر ایک یہاں چسپاں ہو سکتا ہے اور عام انسانی بول چال میں بھی ہاتھ کا لفظ ان سب معنوں پر بولا جاتا ہے۔ (نور الدین طبع سوم صفحہ ۲۰۳، صفحہ ۲۰۴)

۲۰- وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً ۖ كُلٌّ لَهُ أَوَّابٌ ﴿۲۰﴾

طَیْرَ : متنفر لوگ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰؍ نومبر ۱۹۱۰ء)

۲۱- وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ﴿۲۱﴾

فَصْلَ الْخِطَابِ : فیصلہ کر دینے والی بات۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰؍ نومبر ۱۹۱۰ء)

۲۲- وَهَلْ أَتَاكَ نَبَأُ الْخَصْمِ إِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿۲۲﴾

---

[1] THE HOLY LAND ارضِ مقدسہ (فلسطین)۔

وَهَلْ اَتٰـكَ : ان کے دشمن کی خبر بھی ہے؟ کہ دشمن اسکے قلعہ اور فصیل پر بھی کود پڑے تمہارے پاس تو کوئی قلعہ اور فصیل بھی نہیں ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳، ۱۰ر نومبر ۱۹۱۰ء)

اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ : فرماتا ہے باوجود ہمہ ساز و سامان حضرت داؤد پر دشمن نے حملہ کردیا تھا۔ اور آپ کے پاس (اے نبی) کوئی قلعہ وغیرہ نہیں۔ اللہ حافظ ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۷۷)

حضرت داؤد خلیفۃ اللہ کا مقابلہ بعض ناعاقبت اندیشوں نے کرنا چاہا۔ یہاں تک کہ وہ دیواریں پھاند کر ان کے قلعہ میں گھس آئے۔ مگر چونکہ اللہ تعالیٰ جن کو خلعتِ خلافت سے سرفراز فرماتا ہے۔ اُن کو ایک خاص رعب و داب بھی دیتا ہے۔ اس لئے وہ داخل ہوتے ہی ایسے گھبرائے کہ سوائے ایک جھوٹا قصہ تراشنے سے کچھ بن نہ آیا۔

چنانچہ قرآن کریم میں ذکر آیا۔ اَهَلْ اَتٰـكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ (اور کیا ان دشمنوں کی خبر پہنچی۔ جب وہ محراب میں دیوار کود کر آئے۔ جب داؤد پر داخل ہوئے تو وہ ان سے ڈرا۔ انہوں نے کہا۔ نہ ڈر۔ دو دشمن ہیں۔ زیادتی کی ہے ایک نے دوسرے پر) آخر یہ دشمن بھی لعنتی ہی بنے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۔ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ لعنتی ہوئے وہ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل سے داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان پر اس لئے کہ انہوں نے سرکشی کی اور حد سے بڑھتے تھے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۶ نمبر ۱۱ صفحہ ۴۳۳)

۲۳- اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَآ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۳﴾

اِذْ دَخَلُوْا : ایک دفعہ دشمن حضرت داؤد پر اچانک کود پڑے۔ یہ بھی مستعد بیٹھے تھے جب ان دشمنوں نے دیکھا کہ یہ مستعد بیٹھے ہیں۔ تو کہنے لگے کہ حضور ہم ایک مقدمہ فیصل کرانے آئے ہیں۔ گھبرا کے کہتے ہیں کہ آج ہی فیصل کر دیجئے۔ تاریخ کو بڑھائیے نہیں۔ جھگڑا یہ ہے کہ اسکی ننانوے دنبیاں ہیں۔ دیکھو

کیسا جھوٹا مقدمہ بنالیا۔ لیکن انبیاء کیسے رحیم وکریم ہوتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ اس نے ظلم کیا ہے کہ تمہاری ایک دُنبی کو مانگتا ہے۔ باوجودیکہ اس کے پاس ہیں۔

اب حضرت داؤدؑ کو فکر ہوا۔ کہ ہمارے ملک میں بڑا فتنہ ہے۔ یہاں تک کہ لوگ ہم پر بھی حملہ آور ہونے لگے۔ تب انہوں نے جنابِ الٰہی میں دعا کی۔ ہم نے حکم دیا۔ کہ داؤد تو کوئی اپنی کوششوں سے خلیفہ ہوا؟ ہم نے تجھ کو خلیفہ بنایا۔ اس سے بڑی نصیحت یہ نکلتی ہے کہ حوصلہ کرو اور دشمن کو حوالۂ خدا کرو۔ دعائیں کرو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ ، ۱۰ نومبر ۱۹۱۰ء)

۲۵- قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَىٰ نِعَاجِهِ ۖ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ ۗ وَظَنَّ دَاوُودُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ ۩ ﴿۲۵﴾

سورۃ صٓ میں چند آیات کے معانی نہ سمجھنے کی وجہ سے حضرت داؤدؑ پر تہمت لگادی ہے کہ انہوں نے ایک بی بی کے خاوند کو جنگ میں بھجوا کر مروادیا اور اسکی بی بی سے نکاح کرلیا۔ اور فرشتے انہیں سمجھانے آئے حالانکہ یہ بات ہے کہ وہ ملائکہ نہیں تھے بلکہ دشمن تھے۔ کہ دیواریں پھاند کر آپ کے مکان میں گھس آئے آپ بہت گھبرائے کہ ملک میں انارکسٹوں کا غلبہ ہے اور وہ یہاں تک دلیر ہوگئے ہیں کہ شاہی خیموں میں کود کر آنے میں تامل نہیں کرتے۔

مگر معاً شاہی رعب ان پر غالب آگیا اور انہوں نے ایک جھوٹی بات بنائی۔ آپ نے نہایت متانت سے انہیں جواب دیا اور ظَنَّ دَاوُودُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ کے یہ معنی ہیں کہ جب داؤد نے یقین کیا کہ رعایا میں بغاوت اور بدامنی کا زور ہے تو سمجھا کہ آخر کوئی کمزوری اور نقص ہے جس کی وجہ سے حکومت کے رعب وجلال میں فرق آرہا ہے۔ اس لئے خدا سے حفاظت طلب کی۔ اور خدا کے حضور گر پڑے تو خدا نے آپکی حفاظت کی اور اپنے تسلی بخش کلام سے ممتاز فرمایا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ کہ خلیفہ تو ہم نے تجھے بنایا۔ ان لوگوں کی شرارتوں کا کیا خوف اور کیوں پریشان ہوتے ہو؟ تم حق حق فیصلہ کرتے جاؤ اور عدل

وانصاف پر قائم رہو۔ تمہاری ہی فتح ہوگی، (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۸۶-۸۷)

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا: افسوس مفسرین پر جنہوں نے حضرت داؤدؑ کے بارے میں قصے لکھے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انبیاء تو کجا مومن بھی دوسرے کے حق پر حملہ نہیں کرتے۔

اِنَّمَا فَتَنّٰهُ: یعنی ضرور مملکت میں کچھ نقص ہے جو دشمن کو جرأت ہوئی۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۴۷۸)

۲۷۔ يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ﴿۲۷﴾

اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً: جو خلیفہ بناتا ہے۔ اللہ ہی بناتا ہے۔ حتیٰ کہ باپ دادا کا خلیفہ جو اس کی اولاد ہے وہ بھی اللہ چاہے تو بنائے ورنہ موت وغیرہ سے نہ بن سکے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۴۷۸)

۲۸، ۲۹۔ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۚ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ﴿۲۸﴾ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۫ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ﴿۲۹﴾

" .... کہ حضرت داؤدؑ کے دشمن ان کے قلعہ پر کود پڑے تھے۔ اور ان کے سامنے جھوٹا عذر یہ کر دیا

تھا۔ کہ ہمارا مقدمہ فیصل کردیجئے۔ اس موقعہ پر لوگوں نے بڑی دور از کار باتیں بیان کی ہیں۔ حضرت داؤدؑ کی زبانی خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ کسی کی دُنبی ناجائز طور پر لے لینا جائز نہیں۔ پھر بھلا وہ قصّے جو انکی نسبت مشہور ہیں۔ تو حضرت داؤدؑ نبی کہاں ہو سکتے تھے۔ حضرت سلیمانؑ کے بعد ان کے جانشین کے پاس امراء آئے۔ بعضوں نے کہا کہ ہم نے آپ کے باپ اور دادا کے زمانہ میں خدمات کی ہیں۔ آپ ہماری رعایات رکھیں۔ اس جانشین کے مصاحب بڑے کمینے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اتفاق سے یہ اس وقت جمع ہو گئے ہیں۔ ان سب کو یہیں ختم کر دو۔ اس جانشین کا نام رحبعام تھا۔ اس نے کہا کہ نہیں۔ ان سبھوں نے مل کر یعنی بنی اسرائیلی قوموں نے مل کر اسی رات بغاوت کی۔ پاک دوست سچی دعاؤں سے میسّر آتے ہیں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ پاک دوست سچی دعاؤں سے میسّر آتے ہیں۔

وَمَا خَلَقْنَا: یہ خیال کہ بہت سی چیزیں بیکار ہیں۔ یہ کافروں کا گمان ہے نہ مومن کا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۳۰۔ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۳۰﴾

لِيَدَّبَّرُوْٓا: لوگ اپنے دماغ سے بڑے بڑے کام لیتے ہیں لیکن قرآن کریم میں تدبّر نہیں کر سکتے۔ حضرت داؤد بُرے نہ تھے۔ اگر بُرے ہوتے تو ان کو سلیمانؑ جیسا بیٹا عطا نہ ہوتا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۳۳، ۳۴۔ فَقَالَ اِنِّيْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿۳۳﴾ رُدُّوْهَا عَلَيَّ ۭ فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ﴿۳۴﴾

حضرت سلیمانؑ کی نسبت بعض لوگوں نے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ آپکی عصر کی نماز قضاء ہو گئی تو گھوڑوں کی پنڈلیوں اور گردنوں کو تلوار سے اڑا دیا۔ یہ مجنونانہ فعل ایک نبی کی شان سے بعید ہے۔ بات یہ ہے کہ آپ گھوڑوں کا معائنہ فرمارہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ حُبّ بھی دو قسم ہے۔ بعض محبّتیں دُکھ کا موجب ہوتی ہیں۔

جیسے عشق۔ مگر میری یہ حُبّ جوان گھوڑوں سے ہے یہ پسندیدہ حُبّ ہے کیوں کہ ان سے میں اپنے مولےٰ کو یاد کرتا ہوں حدیث شریف میں آیا ہے اَلْخَیْلُ مَعْقُوْدٌ فِیْ نَوَاصِیْهَا الْخَیْرُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ آپ خدا تعالیٰ کے فضل و احسان بیان کرنے میں مشغول رہے لتنے میں گھوڑے سامنے سے گزر گئے (تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ) آپ نے فرمایا انہیں پھر واپس لاؤ۔ جب پھر گزرنے لگے تو آپ انکی گردنوں اور پنڈلیوں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ گھوڑوں کو پیار کرنے کا یہی طریق ہے۔ اگر مسح کے معنے تلوار مارنے ہی کے ہوں۔ تو پھر سب سے پہلے وضو کرنے والے ہی اپنی گردن کاٹ لیا کریں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۷، ۲ صفحہ ۸۷)

حب ان کے سامنے پچھلے پہر گھوڑے پیش کئے گئے تو انہوں نے وعظ فرمایا کہ مجھ کو گھوڑوں کی محبت خدا کیلئے ہے۔ یہاں تک کہ سوار ان کو جو پھر رہے تھے وہ اتنی دور لے گئے۔ کہ نظروں سے غائب ہو گئے آپ نے حکم دیا کہ لوٹاؤ۔ ان گھوڑوں کو تھپکی دیتے تھے فَطَفِقَ مَسْحًا کے یہ معنے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ ر نومبر ۱۹۱۰ء)

عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ: اللہ کیلئے جہاد کا سامان ہونے کی وجہ سے گھوڑوں سے پیار کرتے ہیں۔

تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ: معائنہ ہو رہا تھا سوار آگے نکل گئے۔ فرمایا۔ واپس لاؤ۔

فَطَفِقَ مَسْحًا: جو لوگ اس کے معنے تلوار کرتے ہیں وہ وضو میں فَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ کی آیت کی تعمیل بھی اسی طرح کریں کہ اپنے سر پر تلوار چلا لیا کریں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸، ۹ صفحہ ۴۷۸)

۳۵، ۳۶- وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ﴿۳۵﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۳۶﴾

انکی کرسی پر وہ شخص قائم ہوا جس میں دینداری کی روح نہ تھی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، ۱۰ ر نومبر ۱۹۱۰ء)

اَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا: مراد یہ ہے کہ آپ کا بیٹا نالائق تھا۔

هَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ سے مراد رضا و قرب الٰہی کا مقام ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۷، ۲ صفحہ ۸۷)

لَا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ: اپنے تقرب کا ملک دو۔ جو دوسرے کی وراثت میں نہیں آتا انسان اپنے آپ میں ترقی کرے تو بڑی بات ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸، ۹ صفحہ ۴۷۸)

۳۷، ۳۸- فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ ﴿۳۷﴾ وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ ﴿۳۸﴾

وَالشَّيَاطِينِ، دُور کا غوطہ لگانے والوں کو کہتے ہیں۔ شریر آدمی بھی قید ہو سکتے ہیں اور بزور بھی
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صد ۴۷۸)

پس محنت کام میں لگا دی سلیمان کے ہوا۔ نرم چلتی اس کے (اللہ کے) حکم سے جہاں پہنچنا چاہتا۔
(فصل الخطاب حصہ اوّل صد ۱۶۲)

قرآن کریم میں حضرت سلیمانؑ کے قصہ میں یہ الفاظ کس قدر وضاحت سے بیان کرتے ہیں کہ آپ کا سفر بادی جہازوں کے ذریعہ ہوتا تھا چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ ہم نے ہوا کو اس کے کام میں لگایا۔ وہ اس کے حالات اور مقاصد کے موافق چلتی تھی۔
اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے جہازوں کے سفر میں بادِ موافق چلا کرتی تھی۔ اور اس کے سفر میں کامیابی اور شادکامی کو ہمراہ لئے ہوئے تھی۔ اور جیسا کہ آجکل یورپ کے سٹیمر باوجود قسم قسم کے بچاؤ کی تدابیر کے آئے دن سمندر کی خونخوار موجوں کا لقمہ تر بنتے ہیں۔ حضرت سلیمانؑ کو اسکے خلاف تباہی پیش نہیں آئی
(نورالدین طبع سوم صد ۱۶۰-۱۶۱)

۴۲- وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ ﴿۴۲﴾

تین علم عبرت کیلئے لوگوں نے تصنیف کئے ہیں ان میں سے ایک علم تاریخ ہے۔ اس علم تاریخ کے لکھنے میں بھی مسلمانوں نے سب سے زیادہ کوشش کی ہے۔ مسلمانوں اور عیسائیوں کے علم تاریخ میں یہ فرق ہے کہ عیسائی کسی واقعہ کو دیکھ کر اس کا سبب بھی خود تلاش کرتے ہیں حالانکہ ضرور نہیں کہ وہ اصل سبب اس واقعہ کا ہو۔ دوسرا نقص یہ ہے کہ وہ اپنے ملک پر سب کا قیاس کر لیتے ہیں حالانکہ ہر ملک میں کچھ نہ کچھ مبالغہ ہوتا ہے۔ ہمارے ملک میں یہ زیادہ ہے۔ اب وہاں بھی یہ نقص عام پیدا ہوا ہے کہ ناول کو بھی اصل واقعہ سمجھتے ہیں۔ ہمارے مؤرخین زیادہ تر شیعہ ہیں۔ شیعوں میں تقیہ جائز ہے۔ پھر اس تقیہ کی ان کو خوب مشق

ہے اور تبرے کے یہ اب تک شروع سے عادی ہیں۔ تبرے بازی کی اٹکل سیکھنی ہو تو ان سے سیکھے۔ وقائع نعمت خان کو دیکھو جس کا نمک کھایا ہے اسی کے حق میں کہیں گالیاں ہیں۔

قاضی خان تو ہنساتا بھی جاتا ہے۔ اور تبرا بھی۔ مؤرخ جب شیعہ ہوتا ہے۔ تو وہ سنیوں کی خوب خبر لیتا ہے۔ تاریخوں میں بڑے عبرت کے مقام ہوتے ہیں۔ سینکڑوں جلدیں مطالعہ کر جاؤ۔ بعض اوقات سمجھنے میں بڑی مشکل ہوتی ہے۔ دوسرا حصہ جو بہت نیک حصہ تھا۔ میں نے علم حدیث میں حَدَّثَنَا مَالِكٌ۔ حَدَّثَنَا فُلَانٌ وغیرہ پڑھا۔ ہمارے یہاں بہت سے شخصوں نے اس کو چھوڑ کر مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ پڑھنا شروع کر دیا۔ اس سے مدعا یہ تھا کہ ان راویوں کی پرہیزگاری اور تقویٰ اور پاک نمونوں کی اتباع ہو جو اس سلسلہ اسناد میں بیان کئے جائیں لیکن ہمارے ملک میں اس قدر نہ استادوں کو فرصت ہے اور نہ شاگردوں کو۔ میں نے بعض اوقات بڑے بڑے استادوں سے دریافت کیا ہے کہ اسناد کے سلسلہ کی کتابوں میں سے پانچ مستند کتابوں کا صرف نام تو لے دو۔ تو نہ لے سکے۔

تیسری بات قرآن کریم۔ قرآن کریم میں بہت سے انبیاء کا ذکر موجود ہے۔ لوگ جھگڑے کرتے ہیں کہ خضر۔ آدم۔ لقمان نبی تھے یا نہ تھے۔ حالانکہ اس بحث کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اس شخص کی باتیں جو قرآن کریم نے خوبی کے طور پر بیان کی ہیں۔ ہم کو چاہیئے کہ ان باتوں پر عمل کریں۔

ایک شخص نے سورۂ یوسف میں بیان کیا ہے۔ کہ عشق و حسن تو خدا تعالیٰ کو بھی پسند ہے۔ اَحْسَنَ الْقَصَصِ میں قصص۔ ق کی زبر سے قصہ کی جمع نہیں ہے۔ جمع دراصل ق کی زیر سے ہے۔ سورۂ یوسف میں دراصل بیان ہے۔ کہ ایک نوجوان آدمی گھر کی سردار عورت سے کس طرح برتاؤ کرے۔ کس طرح صبر کرے۔ کس طرح سلوک کرے۔

قرآن کریم ہر موقعہ پر اس قسم کی نصائح بیان فرماتا ہے۔ مسلمانوں نے قرآن کریم کے بیانات کی تاریخ نہیں لکھی حضرت ایوب کے قصہ میں خداوند تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایک خطرناک سفر سے اطلاع دی ہے۔

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ : یاد کرو ہمارے ایک بندے کو جس کا نام ایوب تھا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۷ نومبر ۱۹۱۰ء)

حضرت ایوبؑ کسی سفر میں گئے تھے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۷۸)

۴۳- اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ﴿۴۳﴾

اُرۡكُضۡ بِرِجۡلِكَ : اپنے سواری کے جانور کو ایڑی مارو۔ جلدی چلاؤ اور پانی کے چشمہ پر پہنچ جاؤ۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۷۸)

حضرت ایوبؑ کے صبر کا بیان کیا ہے۔ انبیاء علیہم السلام خدا کے حضور بڑے ادب سے کام لیتے ہیں وہ کسی دُکھ کو اس کی طرف منسوب نہیں کرتے۔ جب وہ خدا کے حضور اپنی تکالیف کے متعلق گڑگڑائے تو ارشاد ہوا۔ اُرۡكُضۡ بِرِجۡلِكَ۔ اپنی سواری کو اس سرزمین کی طرف لے چل جہاں آپ کیلئے آرام کے سامان مہیا ہیں اور وہاں اہل وعیال اور احباب اس کی مثل دئے جائیں گے۔ اور اپنی سواری کو درخت کی ایسی شاخوں سے جس کے ساتھ پتے بھی ہوں چلائے جا۔ مگر اسے ضرر نہ پہنچا۔ یہ دراصل ایک پیشگوئی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ایسا ہی معاملہ پیش آنے والا تھا۔ چنانچہ آپؐ نے بھی مکہ سے ہجرت فرمائی اور مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ جہاں آپؐ نے بہت سے اہل اور وفادار احباب پائے۔ اب بھی جو خدا کی راہ میں ہجرت کرے۔ اس کیلئے امن و آسائش بموجب وعدۂ الٰہی يَجِدۡ فِي الۡاَرۡضِ مُرٰغَمًا كَثِيۡرًا وَّسَعَةً (النساء: ۱۰۱) موجود ہے اور ہرگز خیال نہ کرے کہ اگر میں اپنا گھر یا اپنے رشتہ دار چھوڑ کر جاؤں گا تو نقصان اٹھاؤں گا۔ خدا تعالیٰ ایسے شخص کو بہتر سے بہتر احباب اور رشتہ دار دیگا۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۷ نمبر ۲ صفحہ ۸۸)

۴۴، ۴۵۔ وَوَهَبۡنَا لَهٗۤ اَهۡلَهٗ وَمِثۡلَهُمۡ مَّعَهُمۡ رَحۡمَةً مِّنَّا وَذِكۡرٰى لِاُولِى الۡاَلۡبَابِ ﴿۴۴﴾ وَخُذۡ بِيَدِكَ ضِغۡثًا فَاضۡرِبۡ بِّهٖ وَلَا تَحۡنَثۡ ؕ اِنَّا وَجَدۡنٰهُ صَابِرًا ؕ نِعۡمَ الۡعَبۡدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۴۵﴾

ضِغۡثًا: دو چار دس پانچ پتلی پتلی قمچیاں۔ جس میں پتے بھی آخر میں ہوں۔ ان کو ایک جگہ کرنا مثلاً جھاڑو۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۷ر نومبر ۱۹۱۰ء)

یہ سورۃ مکی ہے۔ اشارہ بہ ہجرت۔ چنانچہ آپؐ کو مدینہ میں مکہ کی بی بی کے علاوہ مدینہ میں اور بیبیاں بھی دلادیں۔

ضِغۡثًا: مٹھا ٹہنیوں کا۔

فَاضۡرِبۡ بِّهٖ: مار جانور کو (اور جلدی پہنچو)

وَلَاتَحْنَثْ : مگر اسے زیادہ تکلیف نہ دو۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۷۸)
دوسری کتابوں کے قصے اور خدا کی کتاب میں جو واقعہ گزشتہ بیان ہو۔ اس میں فرق یہ ہے۔ کہ خدا کی کتاب میں صرف قصہ نہیں ہوتا کہ جو ایسا کریگا وہ بھی انہی انعامات سے سرفراز ہوگا۔ چنانچہ وَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ اور كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ایسے کلمات سے ان کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۷ نمبر ۲ صفحہ ۸۶-۸۸)

۴۶- وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ ﴿۴۶﴾

وَالْاَبْصَارِ : بڑی بصیرت والے۔ فلاسفر اور نبی میں یہ فرق ہوتا ہے کہ فلاسفر تو اپنی تحقیقات میں غلطیاں پاتا ہے اور دوسرے لوگوں کو منع کرتا ہے۔ کہ تم اس غلطی میں نہ پڑنا۔ یا ہلاک ہو جاتا ہے تو دوسرے لوگ اس سے بچتے ہیں لیکن ایک نبی کو کبھی ایسا کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۷ نومبر ۱۹۱۰ء)

۵۱- جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ﴿۵۱﴾

جَنّٰتِ عَدْنٍ : کے متعلق توریت میں لکھا ہے۔ جہاں سیحوں۔ جیحوں دجلہ فرات بہتے ہیں
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۷ نومبر ۱۹۱۰ء)

۵۳- وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ﴿۵۳﴾

قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ : کسی تاریخ سے ثابت نہیں ہوتا کہ کسی صحابی کی عورت بدکار بنی ہو۔ کسی لڑائی میں کسی دشمن کے قبضہ میں گئی ہو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۷ نومبر ۱۹۱۰ء)

۵۸- هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ﴿۵۸﴾

غَسَّاقٌ : بہت سرد پانی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۷ نومبر ۱۹۱۰ء)
حَمِيْمٌ : آتشک والے کے حلق میں زخم اور پیپ۔ ناچار ان کو کھانا پڑتا ہے۔ یہ دنیا

میں نظارہ ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۷۸)

۵۹- وَّ اٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ ؀

اور کچھ اس شکل کا۔ طرح طرح کی چیزیں۔ (فصل الخطاب حصہ اوّل صفحہ ۱۳۵)

۷۰- مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍۢ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ؀

کسی نبی۔ کسی مامور کے دل میں یہ خواہش پنہاں نہیں ہوتی کہ میں لوگوں کا حاکم بنوں اور بڑا آدمی کہلاؤں۔ وہ مخلوق سے کنارہ کش اور گوشہ نشین ہوتے ہیں۔ پھر خدا تعالیٰ اپنے حکم سے نکالتا ہے۔ تو وہ مجبور ہو کر پبلک میں آتے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ کو دیکھو کہ آپ کے دل میں ہرگز یہ بات نہ تھی۔ کہ میں قوم کا امام بن جاؤں۔ چنانچہ ارشاد ہونے پر عذر و معذرت کرتے اور اپنے بھائی کو اَفْصَحُ مِنِّيْ سے پیش کرتے ہیں۔

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍۢ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ۔ مجھے کیا علم تھا کہ ملاءِ اعلیٰ میں میری نبوت کی نسبت کیا مباحثات ہو رہے ہیں جیسا کہ ہر مامور کی بعثت پر آسمانوں میں بڑی بحث ہوتی ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۲ صفحہ ۸۸)

مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ: انبیاء کے دل میں ذرا بھر خواہش نہیں ہوتی کہ ہم نبی بنیں۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۷ نومبر ۱۹۱۰ء)

۷۲- اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ؀

خَالِقٌۢ بَشَرًا: ہر ایک روحانی آدمی کے متعلق یہ ذکر ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۷۸)

طِيْنٍ: کیچڑ پانی اور مٹی ملی ہوتی ہے۔ طین میں یہ خاصیت ہوتی ہے کہ اُس کو جس سانچہ میں ڈھالنا چاہیں۔ ڈھل جاتی ہے۔ اور ہر شکل کو قبول کر لیتی ہے۔ جو آدم کا بچہ ہے وہ تو طین سے بنا ہوا ہوتا ہے

ایک جگہ فرمایا ہے۔ مِنۡ تُرَابٍ۔ (آل عمران: ۶۰) یعنی مٹی سے بنایا۔ اور ایک جگہ فرمایا ہے۔ مِنۡ مَّآءٍ (فرقان: ۵۵) تم کو پانی سے بنایا۔ اس لئے مٹی اور پانی مل کر کیچڑ ہی ہوئے۔ حضرت مسیحؑ بھی فرماتے ہیں کہ میں طین سے تجویز کرتا ہوں۔ اگر تم میں کوئی طائر کی صفت ہو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ ، ۱۰ نومبر ۱۹۱۰ء)

۷۳- فَاِذَا سَوَّيۡتُهٗ وَنَفَخۡتُ فِيۡهِ مِنۡ رُّوۡحِىۡ فَقَعُوۡا لَهٗ سٰجِدِيۡنَ۝

فَاِذَا سَوَّيۡتُهٗ، جب اپنے کمال کو پہنچ جاؤ۔ جس قدر پاک روحیں ہوتی ہیں۔ سب فرماں بردار ہوتی ہیں۔ جس طرح وہ طین سے بنا۔ اسی طرح شیطان آگ سے بنا۔ سانپ اور طاعون کے کیڑے کو شیطان اور جن۔ اسی وجہ سے کہا گیا۔

ایک وقت آتا ہے کہ انسان نیکی کرتا کرتا ایسے مقام تک پہنچ جاتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ خود اس کا کفیل ہو جاتا ہے۔ پھر انسان بدی کرتے کرتے ایسے مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ خدا اس کی ہدایت سے ہاتھ کھینچ لیتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۷ نومبر ۱۹۱۰ء)

۸۲- اِلٰى يَوۡمِ الۡوَقۡتِ الۡمَعۡلُوۡمِ۝

قیامت تک نہیں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۴۷۸)

۸۷- قُلۡ مَاۤ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُتَكَلِّفِيۡنَ۝

نبی کے ہر ایک قول و فعل سے یہ بات واضح ہوتی ہے۔ کہ بناوٹ اس میں بالکل نہیں۔ اسکی کوئی بات بناوٹ سے نہیں ہوتی۔ اور نہ اسکا کوئی فعل تکلف سے ہوتا ہے اور نہ وہ خلقت کو نصیحت دنیوی فائدہ اٹھانے کی امید یا نیت پر کرتے ہیں۔ بلکہ وہ بار بار اعلان کرتے ہیں کہ ہمارا اجر اللہ پر ہے۔ چنانچہ سیدنا و امامنا حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو سنا دے۔ مَاۤ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُتَكَلِّفِيۡنَ۔ اسی معیار پر حضرت مسیح موعود

علیہ السلام کی صداقت کا ثبوت ملتا ہے۔ آپ اپنے بارے میں لکھتے ہیں۔

ابتداء سے گوشۂ خلوت رہا مجھ کو پسند ؎ شہرتوں سے مجھ کو نفرت تھی ہر اک عظمت سے عار

پر مجھے تو نے ہی اپنے ہاتھ سے ظاہر کیا میں نے کب مانگا تھا یہ تیرا ہی ہے سب برگ و بار

اور آپ میں تکلّف و بناوٹ نام کو نہ تھی۔ اس کی شہادت ہزاروں آدمی دے سکتے ہیں۔ نہ تقریر میں کوئی بناوٹ تھی نہ تحریر میں۔ نہ لباس میں۔ اور اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ پر جو عمل فرمایا وہ تو اب بھی ظاہر ہے کیونکہ خاص اپنے لئے باوجود اس قدر روپے کے آنے کے کوئی جائیداد نہیں خریدی اور نہ کوئی نفع اپنی ذات کے لئے مخصوص کیا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی عَبْدِكَ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

(تشحیذ الاذہان جلد ۲ صہ ۸۹)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

۲۔ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾

لوگ معزّزوں اور حکیموں کی بڑی قدر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ عزیز و حکیم کی کتاب ہے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۷ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۳۔ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ﴿۳﴾

عبادت۔ اعلیٰ سے اعلیٰ محبت معبود کی جس سے پرے کوئی درجہ نہ ہو۔ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کی عظمت معبود کی جس سے پرے کوئی درجہ نہ ہو۔ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کا تذلّل معبود کی خدمت میں جس سے پرے کوئی درجہ نہ ہو۔

ایک برہمو نے مجھ سے کہا کہ آپ مکّہ معظّمہ کی پرستش کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ پرستش کے کیا معنے ہیں بتاؤ۔ اس نے کہا پوجا۔ میں نے کہا۔ پوجا کس کو کہتے ہیں۔ تب اس نے پرستش کے معنے بتائے کہ اس کو کہتے ہیں جس میں دھیان ہو۔ عظمت ہو۔

میں نے ایک شخص سے کہا کہ ذرا نماز پڑھ کر دکھاؤ۔ اس نے نماز پڑھی۔ میں نے اس برہمو سے دریافت کیا کہ بتاؤ۔ اس میں مکّہ معظّمہ کا کوئی دھیان یا عظمت ہے یا پوجا ہے۔

اختلاف کو دور کرنے کیلئے سب سے بڑی چیز دعا ہے۔ یہ دعا کا ہتھیار تمہارے ہاتھ میں ہے۔ اعلیٰ درجہ کے ہتھیار کیلئے زبردست ہاتھ کی بھی ضرورت ہے۔ ورنہ جھوٹے آدمی کی دُعا قبول نہیں ہوتی۔ ناشکر کی بھی دعا قبول نہیں ہوتی۔ تم میں سے ہر ایک کو بڑی نعمتوں کے حصّے ملے ہیں شکر گزار ہو۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی بیٹا نہیں اللہ تعالیٰ کے بیٹے کے یہ معنے ہیں کہ وہ کسی کو معزّز بنائے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۷ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۴۔ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۔ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ۔ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۔ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ﴿۳﴾

وسائل و وسائط کو تمام دنیا کے مذاہب ضروری تسلیم کرتے ہیں ۔ کافر و مومن ۔ جاہل و عالم ۔ بت پرست و خدا پرست ۔ سوفسطائی ۔ دہریہ ۔ جناب الٰہی کا معتقد ۔ غرض سب کے سب وسائل و وسائط تو عملاً مانتے ہیں ۔ کون ہے جو بھوک کے وقت کھانا ۔ پیاس کے وقت پینا ۔ سردی کے وقت کوئی دوائی یا گرمی حاصل کرنے کا ذریعہ اختیار نہیں کرتا ۔ مقام مطلوب پر جلدی پہنچنے کیلئے میل ٹرین یا سٹیمر کو پسند نہیں کرتا؟ اگر مومن صرف حق سبحانہٗ کی مخلصانہ عبادت کرتا اور شرک اور بدعت اور ہواءسے پرہیز کرتا ہے ۔ تو غرض اس کی اُسے ذریعۂ قرب الٰہی بنانا ہوتا ہے ۔ اور بُت پرست اگرچہ حماقت سے بُت پرست ہے مگر کہتا وہ بھی یہی ہے کہ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۔۔۔۔۔ ہم تو ان کو خدا کے قرب کا ذریعہ سمجھ کر پوجتے ہیں ۔ اگرچہ یہ ان کا کہنا اور اس کا عمل در آمد غلط ہی ہے ۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ اسباب صحیح بھی ہوتے ہیں اور ایسے اسباب بھی ہیں جن کا مہیّا کرنا مومن کا کام ہے ۔ اور ایسے بھی جن کا مہیّا کرنا عام عقلمندوں اور داناؤں کا حصہ ہے اور ایسے بھی ہیں جن کو سبب ماننا باعث شرک ہے اور ایسے بھی ہیں جن کو سبب خیال کرنا جہالت اور وہم اور حماقت ہے تعجب انگیز بات ہے کہ بہت سے فلاسفر ۔ سائنس دان اور حکماء علل مادیہ اور اسباب عادیہ پر بحث کرتے کرتے ہزارہا نکات عجیبہ اور دنیوی امور میں راحت بخش نتائج پر پہنچ جاتے ہیں ۔ مگر روحانی ثمرات پر ہنسی ٹھٹھے کرجاتے ہیں ۔ جنوب و شمال کو قطب اور قطب نما کی تحقیق میں اس پر مشرق و مغرب چھان مارا ہے اور سورج اور چاند کی کرنوں سے اور روشنیوں سے بےشمار مزے لُوٹے ہیں لیکن اگر کسی کو انہی نظاموں سے ہستی باری تعالیٰ پر بحث کرتا دیکھ لیں تو اسکے لئے مذہبی جنون اور اس کو مجنون قرار دیتے ہیں ۔ کیسا بے نظیر نظارہ ہے ۔ جس کو ایک اسلام کا حکیم نظم کرتا ہے ۔

اشقیاء درکارِ عقبیٰ جبری اند   اولیاء درکارِ دنیا جبری اند

علم ہندسہ جس کی بناء پر آج انجینئرنگ اور اسٹرانومی معراج پر پہنچ گئی ہے۔ سوچ لو۔ کیسے فرضی اور سطح مستوی اور نقطہ سے جس کو سیاہی سے بناتے ہیں اور قلم کے خط سے شروع ہوتا ہے۔ خط استوا جدی۔ سرطان۔ افق نصف النہار وغیرہ سب فرضی باتیں ہیں۔ مگر اس فرض سے کیسے حقائق مادیہ تک پہنچ گئے ہیں۔ لیکن اگر ان بدنصیبوں کو کہیں کہ مومن بالغیب ہو کر دعاؤں اور انبیاء کی راہوں پر چل کر دیکھو تو کیا ملتا ہے۔ تو ہنس کر کہتے ہیں۔ کیا آپ ہمیں وحشی بنانا چاہتے ہیں؟ میں نے بارہا ان (مادیوں) کو کہا ہے۔ تندرست آنکھ بدوں اس خارجی روشنی اور تندرست کان بدوں اس خارجی ہوا کے اور ہمارا نطفہ بدوں ہم سے خارج رحم کے بہت دور کی اشیاء بدوں ٹیلی سکوپ کے باریک در باریک اشیاء بدوں مائیکروسکوپ کے۔ دور دراز کے ملکوں کے دوستوں کی آوازیں بدوں فونوگراف کے اور ان کی شکلیں بدوں فوٹوگرافی کے نہیں دکھائی دیتیں۔

اب جبکہ تم ان وسائط کے قائل ہو اور اضطراراً قائل ہونا پڑتا ہے تو روحانی امور میں کیوں وسائط کے منکر ہو؟ خدا تعالیٰ کی ہستی کو مان کر بھی تم ملک اور شیاطین کے وجود پر کیوں ہنسی کرتے ہو؟ افسوس اس کا معقول جواب آج تک کسی نے نہیں دیا!

ناظرین جس طرح سچے وسائط ہمارے مشاہدات میں ہیں۔ اسی طرح سچے وسائط مکشوفات میں بھی ہیں۔ جس طرح مشاہدات میں الٰہی ذات وراء الوراء ہے اور ضرور ہے۔ اسی طرح الٰہی ذات روحانیت میں بھی وراء الوراء ہے۔ اگر روحانیات میں بھی بعض وسائط غلط اور وہم ہیں۔ تو مشاہدات ہی اس غلطی اور وہم سے کب خالی ہیں۔

فرشتے آسمان اور آسمانی اجرام اور ان کے ارواح کیلئے بطور جان کے ہیں۔ شیاطین بھی ہلاکت۔ ظلمت اور جناب الٰہی سے دُوری اور دُکھوں کے پیدا کرتے کیلئے بمنزلہ اسٹیم کے اسٹیم انجن کیلئے ہے۔

(نور الدین طبع سوم صفحہ ۱۹۸-۱۹۹)

کفر کے معنے ناشکری کے ہیں۔   (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۷ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۵۔ لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝۵

لَاصْطَفٰى مِمَّا یَخْلُقُ ، بیٹا بنانے کے بھی معنے ہیں کہ منتخب کرے۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ ، ۹ صـ۴۷۸)

۷۔ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ؕ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝۷

جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا ، اسی کی قسم سے خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ (انبیاء : ۳۸) کے یہ معنے نہیں کہ انسان عجل کا پتلا ہے۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ ، ۹ صـ۴۷۸)

۱۰۔ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۱۰

قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ : مخاطب ! تو کہہ بھلا کہیں علم والے اور جاہل بھی برابر ہوتے ہیں ۔ ہرگز نہیں !
(تصدیق براہین احمدیہ صـ۲۷۸)

قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ : تو کہہ علم والے اور بے علم کیا برابر ہوں گے ۔ نہیں۔
(فصل الخطاب حصہ اوّل صـ۵۷)

کہہ کیا وہ جو علم رکھتے ہیں اور جو نہیں رکھتے برابر ہیں ۔ ہرگز نہیں۔
(نور الدین طبع سوم صـ۱۳)

۱۱- قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۚ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ۚ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۱۱﴾

خداوند تعالیٰ کے اوامر کا پابند رہنا اور نواہی سے اپنے آپکو بچانا بھی تقویٰ کے ایک معنے ہیں۔ یہ نہایت لغو خیال ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو دنیا میں ذلیل ہی رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ (منافقون: ۹) سکھ دنیا میں سات قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک سکھ انسان کی ذات کے ساتھ وابستہ ہے۔ مثلاً اگر انسان میں حرص نہ ہو تو یہ ایک سکھ ہے۔ ایسے ہی اگر غضب کا مادہ ہم میں نہ ہو تو سکھ ہے۔ اسی طرح شہوت نہ ہو تو بدنظری اور خیالات سے آزاد۔ میں نے جریان کے مریضوں میں ۹۰٪ ایسے دیکھے ہیں۔ جو بدنظری اور خیالی جماعوں کے باعث مبتلا ہوئے۔ جھوٹ نہ بولے تو بے اعتباری کا داغ اس سے اُٹھ جاتا ہے۔ کاہلی اور سستی کو چھوڑے۔ دوسرا سکھ یہ ہے۔ کہ بیوی نیک ہو غمگسار ہو تیسرا سکھ ماں باپ بہن بھائی وغیرہ رشتہ داروں کی طرف سے۔ چوتھا سکھ برادری کے ساتھ تعلقات اچھے ہوں۔ پانچواں سکھ غیر قوم اور اپنی قوم سے۔ چھٹا بادشاہ سے تعلق اچھا ہو یعنی گورنمنٹ کی اعلیٰ خدمات انجام دیں۔ ساتواں مرتبہ سکھ کا یہ ہے کہ حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ سے تعلقات اچھے ہوں۔ جہاں انسان کا دین مذہب اور خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلقات بگڑتے ہوں تو انسان کو چاہیئے کہ اس مکان کو یا اس شہر یا اس ملک کو چھوڑ دے۔

پس اگر تم اپنی ذات۔ اپنی بیوی۔ ماں باپ۔ اپنی قوم۔ اپنے خدا کے نزدیک بڑا بننا چاہتے ہو تو اپنے تعلقات کو سدھارو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۷ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۱۹- اَلَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ۚ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۹﴾

يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ: اللہ کی بات، لوگوں کی بات، مگر پیروی احسن

کی کرتی ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸، ۹ صفحہ ۴۷۸)

۲۴- اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۲۴﴾

تمہید: دل تین طرح کے ہوتے ہیں۔ ۱۔ سچی بات معاً قبول کرنے والے ۲۔ مفید و بابرکت بات کا فوراً انکار کرنے والے۔ ۳۔ اندر سے منکر بظاہر موافقت دکھا کر غیبت میں ہنسی اڑانے والے اس رکوع شریف میں (تیسرا رکوع) اوّل قسم کا ذکر ہے جن کو انشراحِ صدر حاصل ہوا۔

نُوْرٌ مِّنْ رَّبِّهٖ: تین قسم ہے۔ ۱۔ کتابِ الٰہیہ جس میں معروف و منکر کا ذکر ہوتا ہے ۲۔ ارشاداتِ نبویؐ جس سے راہ نمائی حاصل ہوتی ہے۔ ۳۔ نورِ ایمان جس سے قوتِ ممیزہ حاصل ہوتی ہے۔

مُتَشَابِهًا: ایک جیسی آیت ایک دوسرے کی مصدق ہیں۔ مخالف نہیں۔

مَثَانِيَ: ایک ہی امر کو بار بار مختلف رنگوں میں بیان کرنے والی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۷؍ نومبر ۱۹۱۰ء)

كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا يُصَدِّقُ بَعْضُهٗ بَعْضًا: ایک جگہ حل نہ ہو تو دوسری جگہ کر دیتا ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸، ۹ صفحہ ۴۷۹)

۲۸- وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۸﴾

لِلنَّاسِ: لوگوں کی بھلائی کے واسطے (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۷؍ نومبر ۱۹۱۰ء)

مِنْ كُلِّ مَثَلٍ: ہر عمدہ بات (تشحیذ الاذہان جلد ۸، ۹ صفحہ ۴۷۹)

۲۹- قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۲۹﴾

يَتَّقُوْنَ : دکھوں سے بچیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۷؍ نومبر ۱۹۱۰ء)

۳۰- ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾

مَثَلًا : جو صرف اللہ کو اپنا معبود بناتا ہے۔ وہی سُکھی رہتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۷؍ نومبر ۱۹۱۰ء)

۳۱- اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿۳۱﴾

اِنَّكَ مَيِّتٌ : موت تو بے شک تجھ پر آنے والی ہے لیکن اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ خدا تعالیٰ اس کتاب اور دینِ اسلام کا محافظ ہوگا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۷؍ نومبر ۱۹۱۰ء)

۳۳- فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۳﴾

قرآن کریم کی تعلیم سے واضح ہے کہ دنیا میں ۲ دو قسم کے لوگ سب سے بڑھ کر بدکار ہیں خدا تعالیٰ ان کا بیان ذکر کرتا ہے۔

۱- وہ جو اللہ پر افتراء کرے۔ الہام۔ وحی و خواب نہ ہو۔ اور کہے کہ مجھے ہوا ہے یا جھوٹی حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کرے۔ قرآن شریف کی کسی آیت کے معنے سچائی کیلئے نہیں بلکہ اپنے مطلب کیلئے شرارت سے کچھ اور کرے۔

۲۔ وہ جو صادق کی تکذیب کرتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۷ر نومبر ۱۹۱۰ء)

كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ: خواب۔ کشف۔ الہام۔ وحی۔ قرآن کی آیت یا حدیث جھوٹی پڑھ دے یا جان بوجھ کر معنی غلط کر دے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۷۹)

۳۵۔ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ۝

لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ: انکی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

مُحْسِنِيْنَ: یہ بات پیچھے نہیں رہ گئی بلکہ آئندہ بھی ہر محسن کے ساتھ ایسا ہی نیک سلوک ہوگا (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۳۹، ۴۰۔ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ۚ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۚ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝

لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ: انکی فطرت بھی جواب دیگی۔

اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ: تم سب کھڑے ہوکر میرا مقابلہ کرو۔ منصوبے کرلو۔ مددگار بنالو۔ سارا زور لگالو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۴۲- اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِھَا ۚ فَیُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْھَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰۤی اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾

خدا جانوں کو جب انکی موت کا وقت آتا ہے۔ اپنے قبضہ میں کر لیتا ہے۔ یعنی وہ جانیں بے خود ہو کر الٰہی تصرف اور قبضہ میں اپنی موت کے وقت آجاتی ہیں۔ اور زندگی کی خود اختیاری اور طور شناسی ان سے جاتی رہتی ہے۔ اور موت ان پر وارد ہو جاتی ہے۔ یعنی بکلی وہ روحیں نیست کی طرح ہو جاتی ہیں اور صفاتِ حیات زائل ہو جاتی ہیں اور ایسی روح جو دراصل مرتی نہیں۔ مگر مرنے کے مشابہ ہوتی ہے۔ وہ روح کی وہ حالت ہے۔ کہ جب انسان سوتا ہے۔ تب وہ حالت پیدا ہوتی ہے۔ اور ایسی حالت میں بھی روح خدا تعالیٰ کے قبضہ اور تصرف میں آجاتی ہے۔ اور ایسا تغیر اس پر وارد ہو جاتا ہے۔ کہ کچھ بھی اس کی دنیوی شعور اور ادراک کی حالت اس کے اندر باقی نہیں رہتی۔ غرض موت اور خواب دونوں حالتوں میں خدا کا قبضہ اور تصرف روح پر ایسا ہو جاتا ہے کہ زندگی کی علامت جو خود اختیاری اور خود شناسی ہے۔ بکلی جاتی رہتی ہے۔ پھر خدا ایسی روح کو جس پر درحقیقت موت وارد کر دی ہے۔ واپس جانے سے روک رکھتا ہے۔ اور وہ روح جس پر اس نے درحقیقت موت وارد نہیں کی اس کو پھر مقرر وقت تک دنیا کی طرف واپس کر دیتا ہے۔ اس ہمارے کاروبار میں ان لوگوں کیلئے نشان ہیں۔ جو فکر اور سوچ کرنے والے ہیں یہ ہے ترجمہ مع شرح آیت ممدوحہ بالا کا۔ اور یہ آیت موصوفہ بالا دلالت کر رہی ہے۔ کہ جیسی جسم پر موت ہے۔ روحوں پر بھی موت ہے۔ لیکن قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ ابرار اور اخیار اور برگزیدوں کی روحیں چندروز کے بعد پھر زندہ کی جاتی ہیں۔ کوئی تین دن کے بعد۔ کوئی ہفتہ کے بعد۔ کوئی چالیس دن کے بعد۔

اور پلید روحوں میں بھی عذاب دینے کیلئے ایک حس پیدا کی جاتی ہے مگر نہ وہ مُردوں میں داخل ہوتے ہیں نہ زندوں میں۔ جیسا کہ ایک شخص جب سخت درد میں مبتلا ہوتا ہے تو وہ بدحواسی اس کیلئے موت کے برابر ہوتی ہے۔ اور زمین و آسمان اسکی نظر میں تاریک دکھائی دیتے ہیں۔ انہی کے بارے میں خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے یعنی جو شخص اپنے رب کے پاس مجرم ہو کر آئے گا اس کیلئے جہنم ہے وہ اس جہنم میں نہ مرے گا اور نہ زندہ رہے گا (طٰہٰ : ۷۵) اور خود انسان جب اپنے نفس پر غور کرے کہ کیونکر اسکی رُوح پر بیداری

اور خواب میں تغیرات آتے رہتے ہیں تو بالضرور اس کو ماننا پڑتا ہے کہ جسم کی طرح روح بھی تغیر پذیر ہے۔ اور موت صرف تغیر اور سلب صفات کا نام ہے۔ ورنہ جسم کے تغیر کے بعد بھی جسم کی مٹی تو بدستور رہتی ہے لیکن اس تغیر کی وجہ سے جسم پر موت کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۲۵)

یَتَوَفّٰی ، قبض کرتا ہے جان کو۔ روح کے معنے عربی میں کلام کے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ نومبر ۱۹۱۰ء)

۴۵۔ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ؕ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۴۵﴾

لِلّٰهِ الشَّفَاعَةُ ، شفاعت پانچ قسم ہے۔ ۱۔ شفاعت بالحب۔ مثلاً کسی پیارے نے بات کہہ دی وہ مانی جاتی ہے۔ ۲۔ شفاعت بالوجاہت۔ اللہ کے ہاں بہت سے وجیہہ ہیں۔ مگر انکی وجاہت کا دباؤ نہیں ہوتا۔ ۳۔ شفاعت بالعلم خدا کے ہاں بے علمی نہیں۔ ۴۔ شفاعت بلحاظ اکرام و اعزاز مثلاً حاکم جانتا ہے کہ مجرم کو چھوڑنا ہے۔ مگر اس چھوڑنے کے ساتھ کسی کا اکرام رکھ لیتا ہے۔ ۵۔ شفاعت بالحق کہ یونہی بات کہہ دی۔ سب قسم کی شفاعتیں اللہ کے اختیار میں ہیں۔ جس کی شفاعت چاہے۔ ان سے لے جسے چاہے اعزاز و علم و وجاہت و محبوبیت دیدے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۷۹)

۴۶۔ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۶﴾

اشْمَاَزَّتْ ، نفرت کرتے ہیں۔ بُرا مناتے ہیں۔ انکار کرتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ نومبر ۱۹۱۰ء)

۴۷۔ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ

مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۷﴾

قُلِ اللّٰهُمَّ: جب ایسے لوگوں کی کثرت ہو کہ ذکر توحید کو بُرا سمجھیں تو دعا کرنی چاہیئے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ر نومبر ۱۹۱۰ء)

جو لوگ دعا کے ہتھیار سے کام نہیں لیتے۔ وہ بد قسمت ہیں۔ امام کی معرفت سے جو لوگ محروم ہیں وہ بھی دراصل دعاؤں سے بے خبر ہیں۔ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ سے پتہ ملتا ہے کہ اگر یہ لوگ اضطراب سے۔ تڑپ سے۔ حق طلبی کی نیت سے۔ تقویٰ کے ساتھ دعائیں کرتے کہ الٰہی اس زمانہ میں کون شخص تیرا مامور ہے تو میں یقین نہیں کر سکتا کہ انہیں خدا تعالیٰ ضائع کرتا۔ میں کبھی کسی مسئلہ اختلافی سے نہیں گھبرایا کہ میرے پاس دعا کا ہتھیار ہے اور وہ دعا یہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اور حدیث اِهْدِنِيْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ۔ اِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ سچا تقویٰ حاصل کرنے کیلئے دعا ہی ایک عمدہ راہ ہے۔ پھر قرآن کریم کا مطالعہ اس میں متقیوں کی صفات اور راستبازوں کے صفات موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق بخشے۔ فہم و فراست بخشے۔
(بدر ۲۳ر جنوری ۱۹۰۸ء صفحہ ۱)

۴۹۔ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۹﴾

يَسْتَهْزِءُوْنَ: هزء سے نکلا ہے۔ کسی کو خفیف بنانا اور سمجھنا۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۵۰۔ فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا٘ ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا٘ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ٘ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ

لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۵۰

خَوَّلْنٰهُ : ہم عطا کرتے ہیں (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۵۲- فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۔ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَآءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۔ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝۵۲

وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ : اور نہ وہ عاجز کرنے والے ہیں۔ مطلق عاجز کر دینا چونکہ نشانِ نبوت نہ تھا جیسے بارہا ذکر کیا۔ رسالت مآب کے اثباتِ نبوت میں قرآن نے یہ ناقص لفظ ترک کر کے آیت اور آیات اور برہان کا لفظ استعمال فرمایا اور خرقِ عادت کا لفظ چونکہ بالکل غیر صحیح تھا اس لئے اسے صاف ترک کر دیا۔ (فصل الخطاب حصہ اوّل طبع دوم صہ ۱۷)

۵۴- قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۔ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۔ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۵۴

کہہ دو اے بندو میرے جنہوں نے زیادتی کی اپنی جان پر۔ نہ آس توڑو اللہ کی مہر سے بے شک اللہ بخشتا ہے سب گناہ۔ وہ جو ہے وہی ہے گناہ معاف کرنے والا۔ مہربان۔
(فصل الخطاب حصہ دوم صہ ۱۴۳)

خدا تعالیٰ کے حضور پہنچنے کیلئے دو بازو ضروری ہیں ۱۔ ایمان ۲۔ عمل صالح
اَسْرَفُوْا : خطاکاری

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۵۵- وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۵﴾

وَاَنِيْبُوْٓا: یہ اس يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا کیلئے بطور شرط ہے۔ اللہ کی طرف جھکو
اَسْلِمُوْا لَهٗ: اس جھکنے کا نشان ہے کہ اس کی فرماں برداری کرو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۵۶- وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾

اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ: دو حکم ہیں کہ کسی ایذا رسانی کا بدلہ لے لو۔ دوسرا یہ کہ چشم پوشی کرو۔ اب یہ عفو اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ صفت کا شغہ ہے یعنی جو کچھ رب نے اتارا ہے وہ احسن ہی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ر نومبر ۱۹۱۰ء)

اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ: مثلاً بدلہ لینا بھی جائز ہے۔ اور صبر اور عفو بھی۔ اب یہ صبر اور معافی دے دینا بہتر ہے۔ اور یہ طریق صلحاء ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۷۹)

۵۷، ۵۸- اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ﴿۵۷﴾ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۵۸﴾

فَرَّطْتُ: تفریط کے معنے کمی کرنے کے ہیں۔

لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ: آجکل ایسے لوگ بہت ہیں جو مذہبی امور کو تمسخر میں اڑاتے رہتے ہیں۔

مِنَ الْمُتَّقِيْنَ: دکھوں سے بچنے والے ہوتے۔ دراصل تمام دکھوں کا اصل بدصحبت ہے

اس سے بچو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۶۵۔ قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴿۶۵﴾

قرآن کریم ایک بے نظیر کتاب ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سوا کسی کتاب کو مانا ہی نہیں افسوس کہ اب مسلمانوں میں قرآن شریف کی عظمت بہت کم رہ گئی ہے۔ قرآن شریف زندوں کو سنانے کیلئے تھا۔ اب مُردوں کو سنایا جاتا ہے۔ قرآن مجید نے اپنی قوم کو تمام جہان سے غنی کر دیا۔ مگر اب قرآن شریف سے ٹکے کمائے جاتے ہیں۔ قرآن مجید راستی قائم کرنے کیلئے آیا مگر اب قرآن شریف ہاتھ میں لے کر جھوٹی قسمیں کھائی جاتی ہیں۔ گویا یہ جھوٹ پھیلانے کا آلہ ہے۔ قرآن مجید اللہ کی محبت دلوں میں پیدا کرنے کیلئے تھا۔ لوگ اس کی آیتوں سے مخلوق کی محبت حاصل کرتے ہیں چنانچہ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (بقرہ: ۱۶۶) کا عمل کیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہی آیت اس بات کی تردید کرتی ہے کہ مخلوق میں سے کسی کی محبت میں فنا ہو جاوے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۶۹۔ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ﴿۶۹﴾

نُفِخَ فِي الصُّوْرِ: بگل بجایا جائے گا (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۷۰۔ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۷۰﴾

الْكِتٰبُ: نامۂ اعمال (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۷۲- وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا، حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَ قَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا، قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۲﴾

جَهَنَّمَ: دوزخ ایک مقام ہے۔ اسکی صورت ایسی ہے۔ جیسے بعض بیماروں کو حمام میں صلاح کے واسطے بھیجا جاتا ہے۔ سرسام کا علاج سانپ کے ڈسوانے سے کیا جاتا ہے۔ ایسے ہی وہاں بھی روحانی بیماریوں کے معالجہ کے واسطے ایسی زہریلی مخلوق ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۷۴- وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا، حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ﴿۷۴﴾

جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ جنّت کو گروہ گروہ میں انہیں لے چلیں گے۔ جب اُس کے پاس آویں گے اور اس کے دروازے کھولے جائیں گے۔ جنّت کے نگہبان انہیں کہیں گے تم پر سلامتی ہو۔ تم نے پاک زندگی بسر کی تو اب ہمیشہ ہمیشہ کیلئے در آؤ۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۹)

اَلَّذِيْنَ اتَّقَوْا: جن کے عقائدِ صحیحہ اور اعمالِ صالحہ ہیں۔ رنج و راحت۔ عُسر و یُسر میں اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار رہتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۷۵- وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَ اَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۷۵﴾

اور وہ (بہشتی) کہیں گے۔ اللہ کی حمد ہے۔ جس نے اپنا وعدہ ہم سے سچا کیا۔ اور اس زمین کا وارث ہمیں بنایا۔ اس جنت میں جہاں ہم چاہیں۔ ٹھکانہ بنالیں۔ عاملوں کا اجر کیا ہی خوب ہے۔

(تصدیق براہین احمدیہ صہ ۲۹)

۷۶- وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۶﴾

حَوْلَ الْعَرْشِ: اللہ تعالیٰ کی تجلّی گاہ میں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ ؍ نومبر ۱۹۱۰ء)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۲تا۴۔ حٰمٓ ﴿۲﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۳﴾ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۴﴾

حٰمٓ : حمید۔ مجید۔ بادشاہ۔ حیّ کی طرف سے یہ کتاب آئی ہے۔
غَافِرِ الذَّنْبِ : غلطیوں کو معاف کرتا ہے۔ اگر تم باز آؤ۔
قَابِلِ التَّوْبِ : توبہ قبول کرنے والا ہے۔ اگر تم توبہ کرو۔
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ : کوئی شخص اپنا ذاتی کمال نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں غنی ہے اور اس کا کوئی مثل نہیں۔
اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ : پھر اسکی طرف لوٹنا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴؍نومبر ۱۹۱۰ء)
حٰمٓ : حمید، مجید، حیّ و مالک۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۶۹)

۶، ۷۔ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْ بَعْدِهِمْ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَجَادَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿۶﴾ وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ

النَّارِ ۝

لِيَأْخُذُوْهُ : تاکہ پکڑیں اور انبیاء کے مقابلہ میں نامراد ہونا ثابت کریں۔
عِقَاب : اللہ تعالیٰ انسان کو جو دُکھ دیتا ہے۔ یونہی نہیں دیتا۔ بلکہ نافرمانی کے بعد بطور اس کے نتیجہ کے اس پر سزا مرتب ہوتی ہے۔ اسی واسطے اسکا نام عقاب فرمایا۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۸۔ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝

وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ..... الخ : اور گناہ بخشواتے ہیں ایمان والوں کے۔ اے رب ہمارے ہر چیز سمائی ہے تیری مہر اور خبر میں سو معاف کر ان کو جو توبہ کریں اور چلیں تیری راہ اور بچا ان کو آگ کی مار سے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۳۸)

۱۰۔ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ۚ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۚ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

اَلْفَوْزُ الْعَظِيْمُ : فوز بمعنے پاس ہونا (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۱۱۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ

اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ۝۱۱

اگر کوئی شخص اپنی چھوٹی سی غرض کیلئے کسی اپنے بڑے محسن و مربی کو ناراض کرتا ہے تو وہ فطرت کے تقاضا کے خلاف کرتا ہے۔

پس اللہ سے بڑھ کر کون محسن و مربی ہے کیونکہ دنیا کے عارضی محسنوں کو پیدا کرنے والا بھی وہی ہے۔ ایسے علیم و حکیم کی بات کو اگر نہ مانا جاوے تو دنیا و آخرت میں دکھ کا موجب ہے۔

لَمَقْتُ اللّٰهِ: اللہ کی ناراضی یا اللہ کی لعنت (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ نومبر ۱۹۱۰ء)

۱۲۔ قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝۱۲

اثْنَتَيْنِ: ایک ہم کچھ نہ تھے۔ خدا نے بتایا۔ پھر موت کی تیاری ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ نومبر ۱۹۱۰ء)

۱۳۔ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ۚ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ۝۱۳

دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ: جن لوگوں میں کچھ نہ کچھ شرک ہے۔ جب محض اللہ تعالیٰ کی عظمت و جبروت کا ذکر کیا جاوے تو انہیں برا معلوم ہوتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ نومبر ۱۹۱۰ء)

۱۵۔ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝۱۵

اللہ تعالیٰ کو پکارو۔ اس کی عبادت میں اخلاص سے کام لو اور دین کے قبول کرنے میں ظاہر و باطن میں یکسو رہو۔ غرض کسی حالت میں ہو۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے ساتھ تمہارا تعلق نہ ہو۔ اگر منکر بُرا مناویں تو پڑے مناویں۔ (تصدیق براہین احمدیہ صہ ۲۵۶)

مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ : تمہارا دین خدا کیلئے ہو جاوے۔

الْكٰفِرُوْنَ : غیر اللہ کے پرستار۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ نومبر ۱۹۱۰ء)

۱۶۔ رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ﴿۱۶﴾

روح کلامِ الٰہی ہی کا نام ہے جس پر عمل کرنے سے موتٰی اور مُردہ بے ایمان زندہ ہوتے ہیں بلکہ قرآن نے انبیاء اور ملائکہ کو بھی روح فرمایا ہے۔ کیونکہ وہ بھی اسی زندگی کے باعث ہیں۔ جسے ایمان کہتے ہیں۔ (تصدیق براہین احمدیہ صہ ۱۱۴)

يُلْقِي الرُّوْحَ : روح سے مراد کلامِ الٰہی ہے جان۔ سَول (SOUL) کو عربی بولی میں نفس کہتے ہیں۔ قرآن شریف میں روح کے معنے کلام ہی کے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ نومبر ۱۹۱۰ء)

بلند درجوں والا صاحب تخت کا اپنے امر سے جس بندے پر چاہتا ہے۔ روح ڈالتا ہے تو کہ وہ ملاقات (قیامت) کے دن سے ڈراوے۔ (تصدیق براہین احمدیہ صہ ۱۱۳)

صاحب اونچے درجوں کا مالک تخت کا۔ اتارتا ہے بھید کی بات اپنے حکم سے جس پر چاہے۔ اپنے بندوں میں کہ وہ ڈراوے ملاقات کے دن سے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صہ ۷۵)

۲۶۔ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ۚ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۲۶﴾

قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ..... الخ : بولے مارو بیٹے ان کے جو

یقین لائے ہیں اُس کے ساتھ اور جیتی رکھو انکی عورتیں اور جو داؤں ہے منکروں کا سو غلطی میں۔

(فصل الخطاب حصہ اوّل صفحہ ۱۴۷)

ایک عیسائی کے اعتراض

"یہ غلطی ہے کہ فرعون نے بنی اسرائیل کے لڑکوں کو اس لئے مار ڈالا کہ وہ موسےٰؑ پر ایمان لائے۔ بلکہ فرعون نے موسیٰ سے پہلے یہودی لڑکے اس لئے مارے کہ وہ بڑھ نہ جاویں۔ خروج ۱ باب ۷" کے جواب میں فرمایا:۔

" میں انصافاً اور حقاً کہتا ہوں کہ یہ اعتراض محض نادانی اور قرآن کے ظرف اور زبان کے نہ سمجھنے سے پیدا ہوا ہے۔ خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ صیغہ امر ہمیشہ کسی فعل کے وقوع کو مستلزم نہیں ہوا کرتا۔ قرآن کی اس آیت سے یہ کہاں پایا جاتا ہے کہ فرعون نے انہیں قتل کر ڈالا۔ نصاریٰ کی عادت میں داخل ہے کہ دھوکہ دہی کے طور پر ایک ترجمہ فرضی اور ذہنی لکھ دیتے ہیں جو اصل کلام منقول عنہ سے کچھ بھی مناسبت نہیں رکھتا۔ اس سے بجائے اس کے کہ ان کا مقصود اغوا و اضلال بر آوے۔ اہلِ انصاف کے نزدیک انکی اصلیت باطن اور غرض ظاہر ہو جاتی ہے۔

اگر زبانِ عرب سے ذرا بھی مَس ہو اور قرآنی طرز سے کچھ بھی واقفیت ہو بادنیٰ تأمّل آشکار ہو سکتا ہے کہ آیت کا پچھلا حصہ معترض کے اعتراض کو باطل کئے دیتا ہے کہ " کافروں کا کید یعنی دھوکے اور فریب کی تدبیریں اکارت ہو جانے والی ہیں" قرآن مجید کا یہ طرز ہے کہ جب منکروں اور کافروں نے خدا کے کسی برگزیدہ شخص کی نسبت ایذاء رسانی یا قتل وغیرہ کا منصوبہ باندھا اور خفیہ تدبیریں کیں۔ مگر بوجہ من الوجوہ انکی تدبیریں کارگر نہ ہوئیں۔ اور وہ برگزیدہ شخص ان کے ابتلاء کے دام سے محفوظ رہا۔ اس وقت قرآن اس شخص یا اشخاص کے سلامت رہنے اور دشمنوں کی تدابیر کے کارگر نہ ہونے کو اسی طرح پر لفظ کید کے اطلاق سے ذکر کرتا ہے کہ انہوں نے تدبیر تو کی اور منصوبہ تو باندھا مگر اُن کا کید یعنی داؤں نہ چلا یا ہم نے چلنے نہ دیا۔

نظیراً دیکھو۔ حضرت ابراہیمؑ کے واقعہ میں جب دشمنوں نے اُن کو آگ میں ڈالا اور پھونک کر جلا دینا چاہا اور نصرت الٰہیہ سے جو ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کے شامل رہتی ہے حضرت ابراہیمؑ ان کے مکائد اور شر سے محفوظ رہے۔ قرآن اس کو اس طرح پر بیان فرماتا ہے۔

وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ (انبیاء:)

انہوں نے اس سے داؤں کرنے کا ارادہ کیا۔ پس ہم نے انہیں کو ٹوٹا پانے والا کیا۔

اور کفارِ مکہ جس وقت اس بنی نوع انسان کے سچے خیر خواہ رؤف و رحیم ہادی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کی ایذاء رسانی کی تدابیر و فکر میں لگے ہوئے تھے قرآن کہتا ہے۔

اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا وَّ اَكِيْدُ كَيْدًا (طارق: ۱۶،۱۷)

وہ خفیہ داؤں پیچ چلتے ہیں اور میں ان کے داؤں کو باطل کرنے کے درپے ہوں۔

غرض اسی طرح کسی واقعہ کو بیان کرنا زبان عرب کا عموماً اور قرآن کا خصوصاً طرز ہے۔ ٹھیک ایسا ہی اس آیت میں ہے جس پر اعتراض کیا گیا ہے کہ فرعون نے کہا یا اپنے اہالی موالی سے مشورہ کیا کہ مومنین کے بیٹوں کو مار ڈالو مگر کسی وجہ سے اس کا ارادہ یا قول یا مشورہ صورت پذیر نہ ہوا جسے قرآن ان الفاظ میں بیان کرتا ہے کہ کفار کی تدابیر یا داؤں اکارت جانے والا ہے۔ یعنی وہ امر وقوع میں نہیں آیا۔

بھلا پادری صاحبان اگر قتل والی بات غلط ہے تو کیوں بنی اسرائیل موسیٰ اور ہارون کو کہتے ہیں تم نے کیوں فرعون کے ہاتھ میں تلوار دی ہے کہ وے ہم کو قتل کریں خروج ۵ باب ۲۲؟

(فصل الخطاب حصہ اول صفحہ ۱۳۷ تا صفحہ ۱۳۹)

۲۷- وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ﴿۲۷﴾

دنیا میں بڑی بڑی سلطنتیں ہو گزری ہیں مگر اب ان کا نام و نشان بھی باقی نہیں ہے

اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ: قوم کے دینداروں کو اس طریق سے اکسایا ہے۔

يُظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ: یہ قوم کے امیروں کو برانگیختہ کیا ہے۔ کہ دیکھو تمہاری امارت چھن گئی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۲۸- وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۲۸﴾

اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ: بڑے سے بڑے زبردست دشمن کے مقابلہ میں خدا کی پناہ میں آجانا بڑی بات ہے۔ ہر مشکل کے وقت دعا سے کام لو۔ دعا کے یہ معنے نہیں کہ اسباب مہیا نہ کریں۔ بلکہ جس قدر اسباب

اپنی طاقت سے مہیا کر سکتے ہیں۔ وہ تو کر لیں۔ مگر چونکہ کئی باریک در باریک امور ہوتے ہیں اور کئی عجیب مواقع جو کامیابی میں سدّ راہ ہو جاتے ہیں۔ اس لئے دعا کی جاتی ہے۔ نیز صحیح اسباب مرادمندی کا علم بھی خدا کے فضل ہی پر موقوف ہے۔ میں نے بڑے بڑے گھمسان کے مباحثوں میں جہاں میں تنِ تنہا تھا اور ہزاروں مخالف ہی مخالف۔ اس عُذْتُ بِرَبِّیْ کے جلوے دیکھے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۲۹- وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗۤ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ۖ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۖ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ۖ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿۲۹﴾

ایک اور بات ہے۔ جو انسان کو سچائی کے قبول کرنے سے روک دیتی ہے۔ اور وہ تکبّر ہے۔ خدا تعالیٰ نے فرمادیا ہے۔ کہ متکبّروں کو۔ خدا تعالیٰ کی آیتیں نہیں مل سکتیں۔ کیونکہ تکبّر کی وجہ سے انسان تکذیب کرتا ہے۔ اور جھٹلانے کے بعد صداقت کی راہ نہیں ملتی ہے۔ پہلے تکذیب کر چکتا ہے۔ پھر انکار کرتا ہے یاد رکھو۔ مفتری کبھی بھی کامیاب نہیں ہوتا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ پس اپنے اندر دیکھو کہ کہیں ایسا مادہ نہ ہو! کبھی کبھی انسان کی ایک بدعملی دوسری بدعملی کیلئے تیار کر دیتی ہے۔ خدا تعالیٰ سے بہت وعدہ کر کے خلاف کرنے والا منافق مرتا ہے۔ امام کے ہاتھ پر بڑا زبردست اور عظیم الشان وعدہ کرتے ہیں کہ دین کو دنیا پر مقدم کروں گا۔ (الحکم ۱۵ر اپریل ۱۹۰۱ء صہ ۳-۴)

يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗ : اس وقت اس نے اپنے ایمان کو مخفی رکھا تھا۔

اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ : کیا عمدہ پیرایہ نصیحت ہے۔ کیسے دل آویز طریقے سے شرم دلائی ہے

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۳۰۔ يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۫ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ؕ قَالَ فِرْعَوْنُ مَاۤ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَاۤ اَرٰى وَمَاۤ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿۳۰﴾

ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ: طاقت وغلبہ والے ہو زمین پر۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۳۳۔ وَيٰقَوْمِ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ﴿۳۳﴾

يَوْمَ التَّنَادِ: ایک دوسرے کو پکارنے کا دن جیسا کہ مصیبت کے وقت کرتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۳۵۔ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ؕ حَتّٰۤى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ ﴿۳۵﴾

يُضِلُّ اللّٰهُ: اللہ تباہ، ہلاک کر دیتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ر نومبر ۱۹۱۰ء)

۳۶۔ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْۤ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ؕ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝۳۶

کفر اور تکبر اور بداعمالی کے کسب سے مُہر لگتی ہے۔ ان بُری باتوں کو چھوڑ دو۔ مہر ہٹی ہوئی دیکھ لو۔ خدائے تعالیٰ نے اپنے قانونِ قدرت میں یہ بات رکھ دی ہے۔ کہ جن قویٰ سے کام نہ لیا جاوے وہ قویٰ بتدریج اور آہستہ آہستہ کمزور ہوتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ قویٰ جن سے کام نہ لیا گیا۔ اسی طرح سے بیکار اور معطل رہتے رہتے بالکل نکمے ہو جاتے ہیں اور ان پر صادق آتا ہے کہ اب ان قویٰ پر اور ان قویٰ کے رکھنے والوں پر مُہر لگ گئی ہے۔ ہر ایک گناہ کا مرتکب دیکھ لے۔ جب وہ پہلے پہل کسی برائی کا ارتکاب کرتا ہے تو اس وقت اس کے مَلکی قویٰ کیسے مضطرب ہوتے ہیں پھر جیسے وہ ہر روز برائی کرتا جاتا ہے۔ ویسے آہستہ آہستہ وہ اضطراب اور حیا اور تامل جو پہلے دن اس بدکار کو لاحق ہوا تھا وہ اڑ جاتا ہے۔ تمہیں تعجب اور انکار کیوں ہے؟ انسانی نیچر اور فطرت اور اس کے محاورے کی بولی پر غور کرو۔ کیا شریر اور بدذات آدمی کو ایک ناصح فصیح نہیں کہتا کہ انکی عقل پر پتھر پڑ گئے۔ ان کے کان بہرے ہو گئے۔ ان کی سمجھ پر تالے لگ گئے۔ کیا ان مجازوں سے حقیقت مراد ہوتی ہے۔

(فصل الخطاب حصہ دوم صہ ۱۶۱)

اسی طرح بہکاتا ہے اللہ ان کو جو ہو زیادتی والا شک کرتا رہے۔ جھگڑتے ہیں اللہ کی باتوں میں بغیر سند کے جو پہنچی ان کو۔ بڑی بیزاری ہے اللہ کے یہاں اور ایمانداروں کے یہاں۔ اسی طرح مُہر کرتا ہے ہر دل پر غرور والے سرکش کے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صہ ۱۶۵)

۳۷- وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ۝۳۷

يَاهَامَانُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا : اے ہامان میرے لئے ایک محل تیار کر۔

(فصل الخطاب حصہ اوّل صہ ۱۵۶)

اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ : تاکہ آسمانی اسباب پر پہنچ جاؤں۔ یہ اس نے بطورِ تمسخر کہا ہے۔ کیونکہ حضرت موسیٰؑ اسے کہتے ہیں کہ اس کی فوق الفوق حکومت ہے۔ فرعون نے شرارت سے ان تصرفات کو جسمانی بنا لیا۔ اور کہا کہ ایک محل بناؤ تا موسیٰ کا خدا اوپر پہنچ کر دیکھیں......

ایک دہریہ نے مجھ سے کہا کہ اگر زمین و آسمان کے درمیان پتھر بھر دیئے جاویں تو تمہارا خدا کُچلا جائے۔ میں نے کہا احمق کہ ان پر زمانہ گزرتا ہے یا نہیں ؟ کہا۔ ہاں۔ میں نے کہا زمانہ تو مخلوق ہے جب وہ نہیں کُچلا جاتا تو زمانہ سی لطیف چیز پیدا کرنے والا تو بہت ہی لطیف ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۸ ر دسمبر ۱۹۱۰ء)

ایک عیسائی کے اس اعتراض " ہامان تو موسیٰؑ کی موت کے ڈیڑھ سو برس بعد اخسویرس کا وزیر تھا (دیکھو استیر ۳ باب) کے جواب میں تحریر فرمایا۔

یہ اعتراض ٹھیک ایسا ہی ہے جیسے کوئی عیسائیوں کو کہے۔ ساؤل داؤد سے پہلے سموئیل کے وقت بادشاہ ہوا۔ مسیح کا رسول کیسے ہو گیا۔ یعقوب تو بنی اسرائیل کا باپ اسحٰق کا بیٹا تھا۔ مسیحؑ کا بھائی کیونکر بن گیا۔ مریم تو موسیٰ اور ہارون کی بہن تھی۔ مسیحؑ کی ماں کس طرح ہو گئی۔ افسوس صد افسوس۔ ضد اور ہٹ انسان کو کس طرح موت کے اتھاہ کنوئیں میں جھکاتی ہیں۔

مینس اور یمرس نے موسیٰ کا مقابلہ کیا (۲ تمطاؤس ۳ باب ۸) بتاؤ توریت میں کہاں لکھا ہے کہ موسیٰ کا مقابلہ انہی دو آدمیوں نے کیا۔ ساؤل یعقوب اور مریم کئی آدمیوں کے نام ہو سکتے ہیں تو کیا ناممکن ہے کہ ہامان فرعون کے افسر کا نام بھی ہو اور خویرس کے وزیر کا بھی۔

اگر مینس اور یمرس کا نام گو کہ توریت میں نہیں۔ تو تمطاؤس چونکہ الہامی کلام ہے۔ اس لئے اس میں ہونا بھی ان کی صداقت کی کافی دلیل ہے۔ تو ہم بھی قرآن کو الہامی اور الٰہی کلام مانتے ہیں اور بہت صفائی سے وہی جواب دے سکتے ہیں۔

تحقیقی جواب : ہامان کے معنے عربی میں محافظ کے ہیں اور یہ وہ شخص ہے جو فرعون کی طرف سے بنی اسرائیل پر متعین تھا۔ کہ ان سے اینٹیں پکانے کا کام لے۔ دیکھو خروج ۵ باب ۱۰۔

حضرت موسیٰؑ اُس شخص کو بھی نصیحت فرماتے تھے اور بنی اسرائیل کے ساتھ حسنِ سلوک کو کہتے تھے قرآن مجید سے بھی پایا جاتا ہے کہ یہ شخص افسر عمارت تھا جہاں فرمایا ہے اور فرعون کا قول جو اس نے ہامان کو کہا۔ نقل کیا ہے۔ یَاهَامَانُ ابْنِ لِي صَرْحًا۔ (فصل الخطاب حصہ اوّل طبع دوم صفحہ ۱۵۵-۱۵۶)

۳۸- اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ۭ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ

عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ﴿۳۸﴾

فِيْ تَبَابٍ : فرعون کی تدبیروں سے موسیٰ ہلاک نہیں ہوئے بلکہ خود فرعون ہی ہلاک ہوا۔ خوب یاد رکھو۔ کبھی کسی راستباز کے مقابلہ میں نہ آؤ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۸ ردسمبر ۱۹۱۰ء)

۳۹۔ وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿۳۹﴾

اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ : فرعون نے وَمَآ اَهْدِيْكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ کہا اس کی تردید میں فرماتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۸ ردسمبر ۱۹۱۰ء)

۴۱۔ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۴۱﴾

جس قدر مومن کا ایمان بڑھتا ہے۔ اسی قدر وہ بڑے فضل کو جذب کرتا ہے اور اسے حاصل کرتا ہے۔ جیسے جس قدر روشندان یا فتیلہ بڑا ہوگا۔ اسی قدر زیادہ روشنی کھینچے گا۔ اب اگر کوئی یہ سوال کرے کہ جب ایمان فضل کو بلاتا ہے اور فضل سے نجات ہے تو اعمال کیا ہوئے۔ کیا اعمال لغو اور بیکار ہوں گے تو معلوم ہوا کہ سائل نے ایمان اور اعمال نیک کا تعلق نہیں سوچا۔ کیونکہ نیک اعمال اور سچا ایمان ایک دوسرے کو لازم و ملزوم ہے۔ سچا ایمان نیک اعمال کا بیج ہے اور اچھے بیج کا ضرور ہاں اچھے بیج کا ضرور اچھا ہی پھل ہوتا ہے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم طبع دوم صہ ۱۳۶)

اور جس نے کی ہے بھلائی وہ مرد ہو یا عورت اور وہ یقین رکھتا ہو۔ وہ لوگ جائیں گے

بہشت میں۔ روزی پائیں گے وہاں بے شمار۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص۱۳۷)

۴۲- وَيٰقَوْمِ مَا لِيٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ﴿۴۲﴾

اِلَى النَّجٰوةِ، اونچے پر آجاؤ۔ جہاں ہر قسم کے عذابوں سے محفوظ رہو۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۸ر دسمبر ۱۹۱۰ء)

۴۷- اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۣ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿۴۷﴾

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا: اس میں عذاب قبر کا ثبوت ہے۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۹ ص۴۷۹)

۵۲- اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ﴿۵۲﴾

ہم اپنے مرسلوں اور کامل مومنوں کو جو ہمارے کہے پر چلتے اور ہمیں مانتے ہیں۔ نصرت و امداد و تائید دیتے رہے اور دیتے رہیں گے۔ اس دنیا میں اور قیامت کے دن۔
اب تمام ماموروں۔ مرسلوں اور ان کے سچے ساتھ والوں کی تاریخ دیکھ ڈالو۔ کس طرح بے کس بے بس بے یار و غمگسار دنیا میں آتے ہیں۔ مثلاً یوسف علیہ السلام کو دیکھو زبردست طاقت اور جماعت نے ان کے ساتھ کیا کیا۔ مگر آخر یوسف علیہ السلام کامیاب اور وہ سب کے سب باہمہ عصبیت ناکام و نامراد ہوئے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کیسے زبردست تھے۔ پھر کیسے نامراد ہلاک ہوئے تائید و نصرت رسل کے بارے میں دو خبریں ہیں۔ ایک دنیا میں تائید و نصرت کی۔ دوسری بعد الموت کی۔ ان

دو میں سے ایک واقعہ نے دنیا میں اپنی خبر کے مطابق ظہور کیا۔ پس اسی مناسبت سے دوسری خبر جو اسی کے ساتھ ہے۔ اپنے واقعہ کے ساتھ ظہور پذیر ہوگی۔

فرعون و موسیٰ علیہ السلام کے مابین جنگ ہو رہی ہے۔ ایک طرف ایک طاقت ور بادشاہ ہے۔ جو مد مقابل کو کہتا ہے۔ تو ہمارا نمک پروردہ اور تیری تمام قوم ہماری غلام ہے۔ ان دونوں کے درمیان الٰہی نصرت کا وعدہ ہوتا ہے۔ کہ موسیٰؑ انکی تمام شرارتوں سے محفوظ رہیں گے اور فرعونی بالکل غرق ہو کر عذاب آخرت کے مستحق ہوں گے۔ فَوَقٰهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ - اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا ..(المومن ۴۶،۴۷) پھر دیکھ لو ان تینوں علوم نے کیسی زبردست قوت سے قیامت کو ثابت کر دیا۔ (نور الدین طبع سوم صفحہ ۲۳-۲۴)

ساری خلقت جو میری نگاہ سے بذریعہ علم۔ کتاب۔ سماع۔ مشاہدہ گزری ہے وہ یہی چاہتی ہے کہ مَیں جیت جاؤں اور مجھے نصرت ملے۔ لوگ اپنے ننگ و ناموس کے قیام کیلئے جانوں تک بے دریغ نثار کر دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس فطرت کے تقاضا پر فرماتا ہے۔ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔ اس ورلی زندگی میں رسولوں اور مومنوں کی نصرت کریں گے۔ تاریخ اس وعدہ کے ایفا اور اس نشان کی صداقت کی شہادت دیتی ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کا یہی معاملہ دیکھو کہ آخر کار آپ ہی سلامت و مامون رہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقابلہ میں مجوس تھے۔ مگر اس سب سے بڑے مخالف نمرود کا کچھ نشان نہیں۔ مؤرخین اس کے بارہ میں بحث کرتے ہیں کہ آیا وہ تھا بھی یا نہیں۔ تھا تو کون؟

اسی طرح حضرت موسیٰؑ حضرت مسیحؑ کے دشمنوں کا حال ہوا۔ پھر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام رہ گیا اور کس عزت سے لیا جاتا ہے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد تو ہر جگہ پائی جاتی ہے۔ مگر یزید کی نسل میں سے ہونا تو درکنار اسکا ہم نام بھی کوئی کہلانا نہیں چاہتا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۸ دسمبر ۱۹۱۰ء)

کس قدر خوشی اور امید کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید اسی دنیا میں بھی ملتی ہے اور اسی دنیا میں نصرت اور تائید ہی کا ملنا آخرت کی نصرت پر ایک قوی دلیل ہے۔ اور پھر یہ بھی کہ یہ نصرت اور تائید ہر مومن مخلص کو ملتی ہے۔ اگر صرف انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یہ مخصوص ہوتی تو البتہ عام مومنوں کیلئے کس قدر دل شکن بات ہوسکتی تھی۔ مگر خدا کا یہ کس قدر احسان ہے کہ فرما دیا ہے اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اللہ تعالیٰ کے مامور اور مرسل اور مومن اسی دنیا میں اللہ تعالیٰ کی تائیدات سے حصہ لیتے ہیں اور یہ نصرت عجیب عجیب طور پر اپنا ظہور کرتی ہے کیونکہ اس نصرت سے اللہ کی ہستی کا ثبوت مامورین اللہ کی صداقت اور اللہ کے دوسرے وعدوں کی تصدیق کی ایک دلیل ہوتی ہے اور ایک عظیم الشان حجت ہوتی ہے جو خدا کی طرف سے قائم کی جاتی ہے۔ کیا خوب فرمایا ہے۔

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے ❊ جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے
کبھی وہ خاک ہو کر دشمنوں کے سر پہ پڑتی ہے ❊ کبھی ہوتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے
غرض رُکتے نہیں ہر گز خدا کے کام بندوں سے ❊ بھلا خالق کے آگے خلق کی کیا پیش جاتی ہے

پس میں تمہیں کہتا ہوں کہ اگر تم اللہ کی نصرت چاہتے ہو۔ اُسے سپر بنانا چاہتے ہو تو جس نے سپر بنانے کا نمونہ اپنی عملی زندگی سے دکھایا ہے اسکے نیچے آؤ اور اس کے رنگ میں رنگین ہو جاؤ۔

(الحکم ۳۱ جنوری ۱۹۰۱ء صفحہ ۶)

تاہم ضرور کامیاب کرتے ہیں اپنے رسولوں اور مومنوں کو دنیا کی زندگی میں اور پیش ہونے والوں کے پیش ہونے کے دن میں۔ (نورالدین طبع سوم صفحہ ۱۹۸)

حضرت امام حسین کربلا میں شہید ہوئے۔ یہ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا کے خلاف نہیں۔ موت تو سبھی کو آتی ہے دیکھنا یہ ہے کہ دنیا میں معزز و مکرم کون ہے وہ جس کی نسل کا بچہ پیدا ہوتے ہی سید و سردار کا لقب پاتا ہے۔ یا وہ جس کے نام پر کوئی اپنا نام بھی نہیں رکھتا۔ اور نہ کوئی مانتا ہے۔ کہ میں اس کی نسل سے ہوں۔ جس کے نام کا تصور قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات کے پڑھتے ہوئے بھی آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ (محمد: ۲۳) وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ (بقرہ: ۲۰۶) (تشحیذالاذہان جلد ۷ نمبر ۴ صفحہ ۱۷۵-۱۷۶)

جو شخص اپنی خواہشوں کو خدا کی رضا کیلئے نہیں چھوڑتا تو خدا بھی اس کیلئے پسند نہیں کرتا جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کیسے دشمن موجود تھے مگر وہ خدا جس نے اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فرمایا۔ اس نے سب پر فتح دی صلح حدیبیہ میں ایک شخص نے آکر کہا۔ تم اپنے بھائیوں کا جتھا نہ چھوڑو۔ ایک ہی حملہ میں یہ سب تمہارے پاس بیٹھنے والے بھاگ جائیں گے۔ اس پر صحابہؓ سے ایک خطرناک آواز سنی۔ اور وہ ہکا بکا رہ گیا۔ یہ حضرت نبی کریمؐ کے اللہ کے حضور بار بار جان قربان کرنے کا نتیجہ تھا۔ کہ ایسے جاں نثار مرید تھے۔ اور وہ

جو باپ بنتے تھے۔ جو تجربہ کار تھے۔ ہر طرح کی تدبیریں جانتے۔ ان سب کے منصوبے غلط ہو گئے۔

(بدر ۲۳؍جنوری ۱۹۰۸ء صفحہ ۹)

۵۶- فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ﴿۵۶﴾

بِالْعَشِيِّ : پچھلے پہر (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۸؍دسمبر ۱۹۱۰ء)

۵۷- اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴿۵۷﴾

سُلْطٰنٍ : دلیل

مَا هُمْ بِبَالِغِيْهِ : متکبر اپنی کبریائی کی حد کو کبھی نہیں پہنچتا اور کبھی کامیاب نہیں ہوتا میں نے ایسے نظارے خود دیکھے ہیں۔ جوشِ تکبر میں جن پر ظلم کیا۔ جنہیں ذلیل سمجھا۔ آخر انہی کے ہاتھوں بلکہ میخ والے جوتوں سے پٹوایا گیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۸؍دسمبر ۱۹۱۰ء)

۵۸- لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴿۵۸﴾

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ : خوب یاد رکھو۔ میجارٹی مذہب میں نہیں چلتی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۸؍دسمبر ۱۹۱۰ء)

۶۴- اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۴﴾

لَكُمْ : تمہاری ہی بھلائی کیلئے۔
لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ : تاکہ تم اس میں آرام کرو۔
آرام بڑی دولت ہے۔ آرام سے صحت اچھی رہتی ہے۔ علم بڑھتا ہے۔ دنیا کی تمام چیزوں کیلئے قدرتی طور پر ایک وقفہ مقرر ہے۔ انسان کیلئے بھی ضروری ہے کہ آرام کرے۔ مگر آرام خدا ہی کے فضل پر موقوف ہے۔ ہم نے بیس روپے سے لے کر کروڑہا روپیہ آمد تک کے لوگوں سے پوچھا ہے تو انہوں نے اپنے تئیں دکھی بتایا ہے۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ سکھ کی زندگی دولت پر موقوف نہیں بلکہ تمام جسم کے سکھ اللہ کی فرماں برداری میں ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۸ر دسمبر ۱۹۱۰ء)

۶۵- اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚۖ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۵﴾

قَرَارًا : آرام گاہ
فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ : یہ انسان کی تصویر کے عجائبات ہیں کہ ہاتھی۔ چیتے۔ شیر اسکے اشارہ پر چلتے ہیں۔ بحر۔ پہاڑ۔ بجلی ہوا پر قابو ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۸ر دسمبر ۱۹۱۰ء)

۶۸- هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا

اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَ لِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۸﴾

مِنْ تُرَابٍ : یہی مٹی ہے۔ جو اگر کپڑے کو لگے تو کپڑا میلا ہو جائے اور اسی مٹی سے انسان پیدا ہوتا ہے۔

تَعْقِلُوْنَ : بدیوں سے رکو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۸ر دسمبر ۱۹۱۰ء)

۶۹- هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۶۹﴾

وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ پس جب جاری کرتا ہے حکم تو کہتا ہے۔ ہو جا۔ پس ہو جاتا ہے۔

(نورالدین طبع سوم صفحہ ۹۲)

۷۰- اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ﴿۷۰﴾

کسی کی عظمت خوبی۔ جلال۔ طاقت۔ وقت۔ علم۔ احسان دیکھنے کیلئے اسکے افعال ہی گوارا معلوم ہوتے ہیں۔ پچھلے رکوع میں اسی بات کا ذکر تھا۔ اب اللہ تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی کرنے والوں کا ذکر سنو!

اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ : بت پرستوں کا معاملہ خصوصیت سے موجب تعجب ہے۔ خود ہی اپنے ہاتھ سے تراشتے ہیں۔ پھر خود ہی اسے معبود قرار دیتے ہیں۔ اور اس کے آگے اپنی حاجتیں پیش کرتے ہیں

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۸ر دسمبر ۱۹۱۰ء)

۷۸- فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ

بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۷۸﴾

فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ : اِمَّا سے ظاہر ہے کہ پیشگوئی کے پورا ہونے کی صورت کا علم اللہ ہی کو ہے اور اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ جس رنگ میں چاہے۔ پوری کر دے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۸ ر دسمبر ۱۹۱۰ء)

۸۱ - وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۸۱﴾

اللہ کی کتاب۔ اللہ کی عظمت سمجھانے۔ قرب کی راہیں بتانے اور اس ذات سے حبِّ کامل پیدا کرانے کیلئے نازل ہوئی ہے۔ اور یہ باتیں اسی کے عجیب در عجیب احسانوں کے مطالعہ کرنے سے پیدا ہوتی ہے جُبِلَتِ الْقُلُوْبُ عَلٰى حُبِّ مَنْ اَحْسَنَ اِلَيْهَا۔ کامل علم والے۔ کامل قدرت والے۔ کامل احسانوں والے کی محبت خود بخود آجاتی ہے۔ اور پھر اس محبت کرنے والے میں فرماں برداری پیدا ہوتی ہے جو تمام سکھوں کی موجب ہے۔ پہلے اپنے احسان بیان فرماتا ہے۔

وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ : پہلے برّی سفر کا ذکر کیا۔ اب بحری سفر کے ذرائع بتلائے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۸ ر دسمبر ۱۹۱۰ء)

۸۲- وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَاَيَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ﴿۸۲﴾

وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ : ایک مقناطیسی سوئی کے طفیل اندھیری راتوں میں بڑے بڑے سمندروں میں سفر ہوتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۸ ر دسمبر ۱۹۱۰ء)

۸۳- اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ

كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۳﴾

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ، کتابوں کے ذریعے بھی سیر فی الارض ہو سکتا ہے۔

فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ ، تاتاریوں پٹھانوں نے کتنے ممالک فتح کئے۔ پھر ایرانیوں نے اپنی ملکداری کا کہاں تک سکہ بٹھایا۔ کہ اب تک اس کے آثار باقی ہیں۔ فارسی زبان اب بھی گاؤں میں پڑھائی جاتی ہے۔ مگر آخر تنزل آیا۔ اب وہ طمطراق۔ وہ شوکت۔ وہ شان کہاں گئی۔ خدا جب مٹانے پر آیا تو وہ سازو سامان کچھ بھی کام نہ آیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۸ ردسمبر ۱۹۱۰ء)

۸۴۔ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۸۴﴾

اللہ تعالیٰ کی راہ میں سعی اور جہاد اور تقویٰ اللہ سے روکنے والی ایک خطرناک غلطی ہے جس میں اکثر لوگ مبتلا ہو جاتے ہیں اور وہ یہ ہے فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ۔ کسی قسم کا علم جو انسان کو ہو وہ اس پر ناز کرے۔ اسی کو اپنے لئے کافی اور راحت بخش سمجھے تو وہ سچے علوم اور ان کے نتائج سے محروم رہ جاتا ہے۔ خواہ کسی قسم کا علم ہے۔ وجدان کا۔ سائنس کا۔ صرف و نحو یا کلام یا اور علوم غرض کچھ ہی ہو۔ انسان جب ان کو اپنے لئے کافی سمجھ لیتا ہے تو ترقیوں کی پیاس مٹ جاتی ہے اور محروم رہتا ہے راست باز انسان کی پیاس سچائی سے کبھی نہیں بجھ سکتی۔ بلکہ ہر وقت بڑھتی ہے۔ اس کا ثبوت اس سے بڑھ کر کیا ہوگا کہ ایک کامل انسان۔ اَعْلَمُ بِاللّٰهِ۔ اَتْقٰى لِلّٰهِ۔ اَخْشٰى لِلّٰهِ جس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے سچے علوم۔ معرفتیں۔ سچے بیان اور عمل درآمد میں کامل تھا۔ اس سے بڑھ کر۔ اعلم۔ اتقیٰ اور اخشیٰ کوئی نہیں۔ پھر بھی اس امام المتقین اور امام العالمین کو یہ حکم ہوتا ہے قُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا۔

اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ سچائی کیلئے اور اللہ تعالیٰ کی معرفت اور یقین کی راہوں اور علوم حقہ کیلئے اسی قدر پیاس انسانوں میں بڑھے گی۔ جس قدر نیکیوں اور تقویٰ میں ترقی کریگا۔ جو انسان اپنے اندر اس پیاس کو بجھا ہوا محسوس کرے۔ اور فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ کے آثار پائے اس کو استغفار اور دعا کرنی چاہیئے۔ کہ وہ خطرناک مرض میں مبتلا ہے جو اس کیلئے یقین اور معرفت کی راہوں کو روکنے والی ہے۔

چونکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہیں بے انت اور اس کے مراتب و درجات بے انتہا ہیں۔ پھر مومن کیونکر مستغنی ہو سکتا ہے؟ اس لئے اسے واجب ہے کہ اللہ کے فضل کا طالب اور ملائکہ کی پاک تحریکوں کا متبع ہو کر کتاب اللہ کے سمجھنے میں چست و چالاک ہو۔ اور سعی اور مجاہدہ کرے۔ تقویٰ اختیار کرے تا سچے علوم کے دروازے اس پر کھلیں!

غرض کتاب اللہ پر ایمان تب پیدا ہوگا۔ جب اس کا علم ہوگا اور علم منحصر ہے۔ مجاہدہ اور تقویٰ پر اور فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ سے الگ ہونے پر۔

(الحکم ۱۷ر جنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۵)

یہودیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور وحی پر ایمان لانے سے جو چیز مانع ہوئی وہ یہی تکبر علم تھا فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ۔ انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ ہمارے پاس ہدایت کا کافی ذریعہ۔ صحف انبیاء اور صحفِ ابراہیمؑ و موسیٰؑ ہمارے پاس ہیں ہم خدا تعالیٰ کی قوم کہلاتے ہیں نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ کہہ کر انکار کر دیا کہ ہم عربی آدمی کی کیا پروا کر سکتے ہیں۔ اس تکبر اور خود پسندی نے انہیں محروم کر دیا اور وہ اس رحمۃ للعٰلمین کے ماننے سے انکار کر بیٹھے جس سے حقیقی توحید کا مصفّٰی اور شیریں چشمہ جاری ہوا۔ (الحکم ۱۰ر اپریل ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

کتابوں کو جمع کرنے اور انکے پڑھنے کا شوق جنون کی حد تک پہنچا ہوا ہے۔ میرے مخلص احباب نے بسا اوقات میری حالتِ صحت کو دیکھ کر مجھے مطالعہ سے باز رہنے کے مشورے دیئے۔ مگر میں اس شوق کی وجہ سے ان کے دردمند مشوروں کو عملی طور پر اس بارہ میں مان نہیں سکا۔ میں نے دیکھا ہے کہ ہزاروں ہزار کتابیں پڑھ لینے کے بعد بھی وہ راہ جس سے مولیٰ کریم راضی ہو جاوے۔ اس کے فضل اور مامور کی اطاعت کے بغیر نہیں ملتی۔ ان کتابوں کے پڑھ لینے اور ان پر ناز کر لینے کا آخری ڈپلومہ کیا ہو سکتا ہے۔ یہی کہ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ۔ (الحکم ۱۷ر مئی ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

۲تا۹- حٰمٓ ۝۱ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۲
كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ
يَّعْلَمُوْنَ ۝۳ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ
اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝۴ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا
فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّ
مِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا
عٰمِلُوْنَ ۝۵ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ
اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ
وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝۶ الَّذِيْنَ لَا
يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝۷
اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ
غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝۸

رحمٰن و رحیم کی جانب سے اترا ہوا۔ یہ کتاب ہے جس کی آیتیں کھلی کھلی ہیں۔ قرآن عربی جاننے والے

لوگوں کے واسطے بشیر ونذیر ہے۔ پس اکثر لوگوں نے منہ پھیرا اور وہ سنتے ہی نہیں اور کہتے ہیں ہمارے دلوں پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں۔ تیری اسی بات کی طرف سے جدھر تو ہمیں بلاتا ہے۔ اور ہمارے کان بوجل ہوئے ہیں اور تیرے اور ہمارے درمیان اوٹ ہے۔ تو اپنے کام میں لگا رہ۔ ہم اپنے کام میں۔ تو کہہ دے (اے محمد) میں ایک تمہیں سا بشر ہوں۔ میری طرف خدا کا پیغام آتا ہے کہ تمہارا معبود واحد ہے۔ اسی کی راہ پر سیدھے کھڑے ہو جاؤ اور اسی سے بخشش مانگو۔ ہلاکت اُن مشرکین کے واسطے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کے منکر ہیں۔ بے شک ایمانداروں اور نیکوکاروں کیلئے غیر منقطع اجر ہے۔

(فصل الخطاب حصہ دوم صہ ۵۸)

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ..... الخ: تو کہہ میں بھی آدمی ہوں جیسے تم۔ حکم آتا ہے مجھ کو کہ تم پر بندگی ایک حاکم کی ہے۔ سو سیدھے رہو اُسکی طرف اور اُس سے بخشواؤ اور خرابی ہے شرک والوں کی

(فصل الخطاب حصہ اوّل صہ ۱۷)

۱۰ تا ۱۳۔ قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ؕ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ ﴿۱۱﴾ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ﴿۱۲﴾ فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ؕ وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ۖ وَحِفْظًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۱۳﴾

تو کہہ۔ کیا تم ایسے خدا کا کفر کرتے ہو جس نے زمین کو دو دن میں پیدا کیا اور اسکے شریک مقرر کرتے ہو یہی تو عالموں کا پروردگار ہے۔ پھر اس پر پہاڑ بنائے اور زمین کو برکت دی اور اشیائے خوردنی کے اس میں اندازے باندھے۔ یہ سب کچھ چار دن میں ہوا۔ حاجت مندوں کیلئے سب سامان درست ہو گیا۔ پھر سماء کی جانب متوجہ ہوا اور وہ دخان تھا (یعنی اسے ٹھیک کیا) پھر اسے اور زمین (دونوں) کو کہا کہ خواستہ یا نخواستہ تم دونوں حاضر ہو جاؤ۔ انہوں نے کہا ہم خوشی سے آتے ہیں (یہ ایک اندازِ محاورہ ہے جس کا مدعا ہے کہ یہ اشیاء ہمارے مطیع فرمان ہیں اور کبھی کسی طرح ہمارے حکم سے انحراف کر نہیں سکتیں) پھر ان کو سات سماء مقرر کیا دو دن میں اور ہر سماء کو اس کا متعلق کام سپرد کیا۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۱۸)

مسلمانوں کا اعتقاد یہ ہے۔ اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ اس اعتقاد سے مٹی کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ اور مٹی کے مادہ کا خالق بھی وہی ہے۔ مادہ اور روح کی تشریح جس قدر روحانی تربیت میں مفید ہے اس قدر قرآن کریم نے تشریح کر دی ہے۔ اور جس تفصیل کی ضرورت روحانی تعلیم میں نہیں۔ اس سے قرآن کریم نے سکوت فرمایا۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اگر روح کے معنے کلام الٰہی کے ہیں۔ تو روح غیر مخلوق اور غیر مادی ہے۔ یہ روح الٰہی صفت ہے۔ اور مختلف اوقات میں اللہ تعالیٰ کے پیارے بندوں پر نازل ہوتی رہی۔ اور نازل ہوتی ہے۔ اور نازل ہوگی اور اُن کی وساطت سے عام مخلوق الٰہی کے پاس پہنچی اور پہنچے گی۔ اور رُوح کے معنی اگر ملائکہ اور انبیاء علیہم السلام کے ہیں تو وہ مخلوق ہیں۔ ایک وقت میں پیدا نہیں ہوئے بلکہ مختلف اوقات اور انواع و اقسام کے مختلف اشیاء سے پیدا ہوا کئے۔ انسانی جسمانی رُوح ایک قسم کی لطیف ہوا ہے جو انسان میں شریانی عروق اور انسانی پھیپھڑوں کے بن جانے اور قابلِ فعل ہونے کے وقت نفخ کی جاتی ہے اس مطلب کو سمجھنے کیلئے اللہ تعالیٰ کی کتاب پر غور کرو۔ یہ صادق کتاب حقیقت نفس الامری کی خبر دیتی ہے کہ انسان اسی نطفہ سے جو عناصر کا نتیجہ ہے۔ خلق ہوتا ہے اور پھر یہیں اسے سمیع و بصیر یعنی مدرک اور ذی العقل بنایا جاتا ہے۔ نہ یہ کہ پیچھے سے اپنے ساتھ کچھ لاتا ہے۔ اور پرانے اعمال کا نتیجہ۔ اس کے ساتھ چپٹا ہوتا ہے جس وہم و فرض کا کوئی مشاہدہ کا ثبوت نہیں۔ ......

ایک مدت تک مجھے تعجب اور افسوس ہوا کہ تکذیب براہین کے مصنف صاحب نے اس قدر طول طویل اعتراض آیت شریفہ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ پر کیوں کئے اور میرے تعجب اور افسوس کی کئی وجوہ ہیں ....

اوّل۔ اس لئے۔ چھ دن میں زمین۔ آسمان اور جو کچھ ان دونوں میں ہے۔ اس کے پیدا ہونے کی خبر ایسے سچے لوگوں نے دی ہے۔ جن کا صدق مختلف دلائل اور نشانات سے ثابت ہے اور اس خبر کو مشاہدہ

ضرور یہ علوم اور قانونِ قدرت کے مستحکم انتظام نے نہیں جھٹلایا۔

دوم ۔ اس لئے کہ جن لوگوں نے یہ خبر دی ہے ان میں سے ایک کا نام سیدنا موسیٰ علیہ السلام ہے اور دوسرے کا نام سیدنا محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ان لوگوں نے یوں کہا ہے کہ ہم کو اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ۔ اور اسی کے مکالمہ سے یہ بات ہمیں معلوم ہوئی ۔ ان خبر دہندوں کی امداد جو اللہ تعالیٰ نے جیسے کی ہے اسکی خبر دنیا سے مخفی نہیں ۔ اور جو تعجب انگیز کامیابی ان لوگوں کو ہوئی ۔ اسکی نظیر مدعیانِ الہام میں کوئی نہیں دکھا سکتا ۔ انصاف کرو کیا جنابِ الٰہی کی پاک اور مقدس بارگاہ سے جھوٹوں کو ایسی امداد مل سکتی ہے ۔

سوم ۔ اس لئے کہ جس کتاب میں یہ خبر دی گئی اس کا من جانب اللہ ہونا بہت وجوہ سے ثابت کیا گیا ۔ چاہے اسکا نام توریت لو ۔ چاہو قرآن کریم کہو ۔

چہارم ۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے اکثر بلکہ تمام کام جن کو ہم دیکھتے ہیں ۔ آہستگی اور تدریج سے ہوا کرتے ہیں ۔ بقدر امکان اپنے اردگرد کا کارخانۂ قدرت دیکھ لو ۔ پھل دار درخت کتنے دنوں میں پھل دار کہلا سکتا ہے گھوڑے اور ہاتھی کا آج پیدا ہوا بچہ کتنے دنوں میں اللہ تعالیٰ اس کو ہماری سواری کے قابل بنائے گا ۔ آدمی کا وہ بچہ جو آجکل ماں کے رحم میں یا باپ کے جسم میں آرام گزیں ہے ۔ اللہ تعالیٰ اس کو کتنے دنوں میں عالم فاضل اور ریفارمر کرے گا ۔ پس جب ایسے کام جو بتدریج ہو رہے ہیں ۔ اسی قادرِ مطلق ۔ سرب شکتیمان ۔ کُن کے کلمہ کے ساتھ پیدا کر سکنے والے کی پیدائش ہے تو زمین و آسمان اور اس کے درمیانی اشیاء کا چھ روز میں پیدا ہونا کیوں محلِ انکار ہے ؟

پنجم ؛ اس لئے کہ زمین ۔ آسمان اور ان دونوں کی درمیانی تین چیزیں ہیں اور انکی بناوٹ دو طرح پر ہے ۔ اوّل ۔ ان اشیاء کی اصل بناوٹ ۔ دوم ۔ انکی ترتیب ۔ پس یہ چھ چیزیں ہوئیں ۔ جو چھ یوم میں پیدا ہوئیں یہاں یہ امر بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ آریہ نے بھی تمام مخلوق کے اصول اشیاء چھ چیزوں کو مانا ہے ۔ ارضی اشیاء چہار ۔ جن کو اربعہ عناصر یا چار تت کہتے ہیں ۔ اور سماوی چیزیں دو ۔ زمین کی چار چیزیں ۔ مٹی[۱] ۔ پانی[۲] آگ[۳] ۔ ہوا[۴] ۔ سماوی دو چیزیں ۔ اکاش جسے سماء یا السّماء کہئے ۔ اور دوسری رُوح جسے جیو کہتے ہیں قرآن کریم میں ایک جگہ کچھ تفصیل کی گئی ہے اسے بھی سنو ۔ قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ فِيْ يَوْمَيْنِ .... وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ۔

ششم ۔ اس لئے کہ ان چیزوں کے بتلانے میں یہ نہیں فرمایا کہ تمام تمام دن اور رات میں ان اشیاء کو پیدا کیا ۔ بلکہ یہ فرمایا ہے ۔ کہ چھ روز میں یہ چھ چیزیں پیدا کیں ۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک ایک چیز ایک ایک روز میں ۔ ایک آن کے اندر کلمہ کُن سے پیدا ہوئی ۔

ہفتم ۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ خَالِقُ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتِ ۔ معطّل بیکار نہیں ۔ وہ ہمیشہ اپنی کاملہ صفات سے موصوف ہے ۔ ایسا کیوں مانا جاوے کہ تمام اشیاء کو ایک آن میں پیدا کر کے پھر معطّل ہو گیا بلکہ وہ ہمیشہ خالق ہے ۔ اور مخلوق کا حافظ ہے اور رہے گا۔

ہشتم ۔ اس لئے کہ یومؔ عربی زبان میں مطلق وقت کو کہتے ہیں پس سِتَّۃِ اَیَّامٍ کے یہ معنے ہوں گے ۔ چھ وقت میں ۔ چاہو وہ وقت ایک آن کَلَمْحِ الْبَصَرِ ۔ لو ۔ چاہو تو وہ ایک ایک یوم لاکھوں کروڑوں برس کا یوم جیسے راقم کا اعتقاد ہے سمجھو۔

نہم ۔ اس لئے کہ یومؔ عربی زمانہ اور وقت کو بھی کہتے ہیں جس میں کوئی واقعہ گزرا ۔ گو وہ واقعہ کتنے بڑے وقت میں گزرا ہو ۔ یوم بُعاث ۔ یوم حنین ۔ یوم بنو بکر ۔ یوم بسوس ۔ یوم عاد وغیرہ وغیرہ ۔ اس زمین و آسمان وغیرہ کی پیدائش کے زمانہ کو اس محاورہ پر یوم کہا گیا۔

دہم ۔ اس لئے کہ ۔ پدارتھ ودّیا یعنی علم طبعیات ۔ خصوصاً علم طبقات الارض سے ثابت ہو چکا ہے یہ زمین کسی زمانہ میں آتشیں گیس تھا بلکہ یوں کہیے کہ ایک ستارہ روشن تھا ۔ جب قدرتی اسباب سے اللہ تعالیٰ نے اس میں کسی قدر کثافت پیدا کر دی تو یہ زمین اس وقت ایک سیال مادہ ہو گیا ۔ جسے عربی زبان میں اَلْمَآءُ کہتے ہیں ۔ اور اس پر اس وقت ہوا چلا کرتی تھی ۔ جیسے توریت شریف کی کتاب پیدائش کی پہلی آیتوں میں لکھا ہے ۔ پھر جب وہ اَلْمَآءُ زیادہ کثیف ہو گیا تو اس پر وہ حالت آ گئی جس کے باعث اس پر زمین کا لفظ بولا گیا ۔ پس ایک دن اس پر وہ تھا کہ یہ زمین سیال ہوئی ۔ اور دوسرا دن وہ آیا کہ کثیف ہو گئی ۔ طبقات الارض سے یہ امر بھی پایہ ثبوت کو پہنچ گیا کہ جس قدر زمین کے نیچے مرکز کی طرف کھودا جاوے ۔ زمین کی گرمی بہ نسبت بالائی سطح کے نیچے کو بڑھتی جاتی ہے حتیٰ کہ اب بھی چھتیس میل کی دُوری پر ایسا گرم مادہ موجود ہے ۔ جس کی گرمی تصور سے باہر ہے ۔ اس زمانہ سے بہت عرصہ پہلے جب اسکا بالائی حصہ کثیف ہونا شروع ہوا تھا ۔ ایک دن اس ہماری آرام گاہ پر گزرا تھا ۔ کہ اس زمین کی بالائی نہایت پتلی سطح کے نیچے اس مادہ کا آتشیں سمندر موجیں مارتا تھا اور اسکی بالائی باریک سطح کو توڑ توڑ کے بڑے بڑے راکسؔ[1] اور بڑے بڑے حجری قطعات باہر نکلتے تھے اور پہاڑوں کا سلسلہ پیدا ہوتا جاتا تھا اور ظاہر ہے کہ اس وقت بڑے بڑے زلزلے اور بھونچال ہوتے تھے ۔ جب بڑے بڑے پہاڑ پیدا ہو گئے اور زمین کا بالائی حصہ زیادہ موٹا ہو گیا پھر تیسرا اور چوتھا دن یا تیسرا اور چوتھا وقت اس کرہ ارض پر وہ آیا کہ نباتات ۔ جمادات ۔ پھل ۔ پھول وغیرہ اشیاء

---

[1] چٹانیں ROCKS

انسانی آرام اور آسائش کے سامان مہیا ہوئے۔ ایک دن ان اشیاء کی پیدائش کا اور دوسرا دن ان اشیاء کی ترتیب۔ غرض دو دن پہلے اور دو دن یہ کل چار روز زمین کی درستی کی ہوئی۔ اسی طرح زمین کی بالائی فضا اور زمین کی سقف اور زمین کی بناء۔ آسمان کو اللہ تعالیٰ نے دو روز میں بنایا اور ان میں امر الٰہی کی وحی ہوئی اور وہ وقت آگیا کہ انسان زمین پر آباد ہوں۔ کیونکہ جیسے قرآن کریم نے فرمایا ہے۔ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ انسان کی تمام ضرورتیں اور اس کیلئے سب مَا يُحْتَاجُ پورا ہوگیا۔

اس تکذیب پر براہین سے غالباً پہلے کا ذکر ہے۔ میرے ایک پیارے عزیز نے مجھ سے اسی آیت پر سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ کو قرآن میں القادر یعنی قادر مطلق کہا ہے اور وہ تمام زمین اور آسمان کو ایک آن میں پیدا کر سکتا ہے کیونکر مان لیا جاوے۔ آسمان و زمین کو اس نے چھ دن میں بنایا ہو۔ اس وقت ایک جوار کا کھیت سامنے لہلہا رہا تھا۔ میں نے تھوڑی دیر سکوت کر کے پوچھا۔ اس کھیت کا دانہ کب تک تیار ہو کر کھانے کے قابل ہوگا؟ اس عزیز نے جواب دیا۔ کئی مہینے کے بعد پک کر کھانے کے قابل ہوگا۔ تب میں نے کہا اس کے دانہ کو کون بناوے گا۔ اس نے جواب دیا۔ وہی۔ جسے القادر۔ قادر مطلق۔ سرب شکتیمان۔ جگدیشر کہتے ہیں۔ میں نے کہا ایک کن میں سب کچھ پیدا کر سکتا ہے۔ کیونکر مانا جاوے کہ وہی ایسی قدرت والا دانوں کے بنانے میں اتنی دیر کرے۔ تب اس عزیز نے کہا۔ صاحب یہ اس کی خواہش۔ اچھا۔ اس کی مرضی ہے۔ اور ساتھ ہی ہنس دیا اور کہا کہ جواب ہوگیا۔ (تصدیق براہین احمدیہ صـ۲۱۵ تا صـ۲۲۲)

۱۸ - وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۸﴾

جو ثمود تھے سو ہم نے ان کو راہ بتائی اور پھر ان کو خوش لگا اندھے رہنا سوجھنے سے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صـ۱۵۹، صـ۱۶۷)

۲۴ - وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾

اور اسی گمان نے جو تم نے اپنے رب سے کیا تمہیں ہلاک کیا۔ پھر تم زیاں کار ہو گئے۔
(تصدیق براہین احمدیہ صہ ۱۸)

۲۶۔ وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ فَزَيَّنُوا لَهُمْ مَّا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ ﴿٢٦﴾

اور لگا دی ہم نے ان پر تعیناتی۔ پھر انہوں نے بھلا دکھایا ان کو جو اُن کے آگے اور اُن کے پیچھے اور ٹھیک پڑی اُن پر بات مل کر سب فرقوں میں جو ہو چکے ہیں ان سے آگے جنوں کے اور آدمیوں کے وے تھے ٹوٹے والے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صہ ۱۶۳)

۳۱ تا ۳۳۔ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿٣١﴾ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۖ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿٣٢﴾ نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ ﴿٣٣﴾

جو لوگ ایمان کو مشروط کرتے ہیں۔ وہ محروم رہ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی پرواہ نہیں کرتا۔ ہاں خدا تعالیٰ کسی کو خالی ہاتھ نہیں چھوڑتا۔ جو اس کی راہ میں صدق و ثبات سے قدم رکھتا ہے۔ وہ بھی اسی قسم کے انعامات سے بہرہ وافرے لیتا ہے۔ جیسے فرمایا إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ

ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ۔ جن لوگوں نے اپنے قول وفعل سے بتایا کہ ہمارا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ پھر انہوں نے اس پر استقامت دکھائی۔ ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نزولِ ملائکہ سے پہلے دو باتیں ضروری ہیں۔ رَبُّنَا اللّٰہُ کا اقرار اور اس پر صدق وثبات اور اظہارِ استقامت۔

ایک نادان سُنت اللہ سے ناواقف ان مراحل کو تو طے نہیں کرتا اور امید رکھتا ہے اس مقام پر پہنچنے کی جو ان کے بعد واقع ہے۔ یہ کیسی غلطی اور نادانی ہے

اس قسم کے شیطانی وسوسوں سے الگ رہنا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں استقامت اور عجز کے ساتھ قدم اٹھاؤ۔ تقویٰ سے کام لو۔ اس کی مدد طلب کرو۔ پھر یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ کہ تم بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے وارث ہو جاؤ اور حقیقی رؤیا اور الہام سے حصّہ پاؤ۔

(الحکم ۱۷، ارمئی ۱۹۰۵ء صہ ۶، ۲۲ فروری ۱۹۰۵ء)

خوش قسمت وہی ہے جو ان باتوں سے فائدہ اٹھائے۔ جذبات نفس پر قابو رکھ کر خدا تعالیٰ کے احکام پر عمل کرے۔ مساکین اور یتامیٰ کو مال دیوے۔ قسم قسم کے طریقوں سے رضا جوئی اللہ تعالیٰ کی کرے۔ ایک وقت کا عمل دوسرے وقت کے عمل سے بعض دفعہ اتنا فرق رکھتا ہے کہ اول مہاجرین نے جہاں ایک مٹھی جَو کی دی تھی۔ بعد میں آنے والا کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا دیتا تھا تو اس کی برابری نہ کر سکتا تھا۔ سائل کو دو۔ دکھی کو دو۔ ذوی القربیٰ کو دو۔ نماز سنوار کر پڑھو۔ مسنون تسبیح اور کلام شریف اور دعاؤں کے بعد اپنی زبان میں بھی عرض معروض کرو تاکہ دلوں پر رقت طاری ہو۔ غریبی میں۔ امیری میں۔ مشکلات میں بتقاضات میں۔ ہر حالت میں مستقل رہو اور صبر کو ہاتھ سے نہ دو۔ تقویٰ کا ابتداء دعا خیرات اور صدقہ سے ہے اور آخر ان لوگوں میں شامل ہونے سے ہے۔ جن کی نسبت فرمایا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا۔ جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پھر استقامت دکھلائی۔

(بدر ۱۳؍ دسمبر ۱۹۰۶ء صہ ۹)

نیکی کی تحریک کیلئے ملائکہ بڑی نعمت ہیں جو انسان کے دل میں نیکی کی تحریک کرتے ہیں۔ اگر کوئی ان کے کہنے کو مان لے تو اس طبقہ کے جو ملائکہ ہیں وہ سب اس کے دوست ہو جاتے ہیں۔

قرآن مجید میں فرمایا۔ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (آیت ۳۲) ایسی پاک مخلوق کسی کی دوست ہو اور کیا خواہش ہو سکتی ہے۔ (الحکم ۷، ۱۴؍ جون ۱۹۱۱ء صہ ۶)

انسان کو بیٹھے بیٹھے کبھی نیک اور کبھی بد ارادے پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ کیوں ہوتے ہیں۔ جبکہ

کوئی کام بدوں اسباب اور علل کے نہیں ہوتا۔ تو نیک اور بد ارادے کی تحریک کیوں ہوئی؟ اس محرک کو ہماری شریعت میں فرشتہ کہتے ہیں۔ ہم اسی پر قناعت کرتے اور نیکی کے محرک کا نام فرشتہ رکھتے ہیں۔
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ملائکہ و شیاطین کو ہر وقت انسان کے دل سے تعلق رہتا ہے۔ اور موقعہ پر تحریکیں کرتے ہیں۔ اگر وہ تحریک نیکی کی ہے تو فرشتہ کی طرف سے ہے اور بتدریج پھر وہ تحریک ہوتی اور بڑھتی جاتی ہے۔ اور وہ انسان اس میں لگ پڑتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے ملائکہ اور شیاطین میں جنگ ہو پڑتی ہے اور ملائکہ جیت جاتے ہیں اور پھر وہ شخص فرشتوں سے مصافحہ کر لیتا ہے اس کے متعلق قرآن کریم میں فرمایا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ... الآیہ

پس ایسے لوگوں پر پھر ملائکہ نازل ہوتے ہیں اور خدا کہتا ہے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ مت غم کھاؤ۔ پس اس طرح ملائکہ کا ماننا بھی نیکی سکھلاتا ہے اور بدی سے روکتا ہے۔

(الحکم ۲۴ر جنوری ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۱)

۳۴- وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۳۴﴾

اس شخص سے بھلی بات کس کی جس نے لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا اور اچھے کام کئے۔

(تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۷۹)

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا - چونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں پر جبری حکومت نہیں پسند فرمائی اس لئے اعتراض پر صرف ڈانٹ ہی نہیں بتاتا جیسا کہ حکام کے شایان شان ہے۔ بلکہ وہ اس اعتراض کو دلائل سے رد فرماتا ہے۔

قَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ - یعنی اپنی تمام زندگی سے خواہ بذریعہ اقوال خواہ بذریعہ افعال اپنے تئیں فرمانبرداروں سے ظاہر کرتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲؍ مارچ ۱۹۱۱ء)

۳۵، ۳۶- وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّیِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ

عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ۝۳۵ وَمَا يُلَقّٰهَآ إِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰهَآ إِلَّا ذُوْحَظٍّ عَظِيْمٍ ۝۳۶

نیکی وبدی۔ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ہم پلّہ اور خوبی میں مساوی نہیں۔ بدی کا دفعیہ نیکی کے ساتھ کر دکھاؤ۔ اگر ایسا ہی حُسنِ سلوک اپنے دشمنوں سے کر دکھاؤ گے تو تمہارے دشمن بھی تمہارے سچے دوستوں اور گرم جوش والے خیر خواہوں کی طرح ہو جاویں گے۔ اس نصیحت کو وہی لوگ مانیں جو بڑی بردباری اور بلند حوصلگی کا حصہ رکھتے ہیں۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۷۴، ۲۷۵)

وَلَا تَسْتَوِي ۔ اس سوال کا جواب کہ ہمیں یہ کیونکر معلوم ہو۔ یہ نیک ہے یہ بد۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نیکی اور بدی کی حقیقت پر غور کرنے سے خود بخود یہ بات معلوم ہو جاتی ہے۔ بہ لحاظ اثرات و نتائج بھی یہ دونوں چیزیں الگ ہیں۔ نبی کریم صلعم نے بھی ایک اصول بتایا ہے دع مایریبک الی مالا یریبک (جو چیز تجھے دل میں کھٹکتی ہے اسے چھوڑ دے اور اختیار کر اسے جو نہ کھٹکے۔

اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ ۔ بعض اوقات فوری جوش میں امتیاز نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ایک عمدہ طریق بتایا ہے کہ صبر سے کام لیا جائے۔ جوش کے رفع ہونے پر اصل کیفیت کھل جاتی ہے

يُلَقّٰهَآ ۔ تلقی بالقبول کے معنے ہیں۔ خوشی سے کسی بات کو مان لینا۔

صبر کہتے ہیں اس مصیبت کو برداشت کر لینے کو جو کسی فعل یا ترکِ فعل سے حکمِ الٰہی کے ماتحت پیش آوے۔

ذُوْحَظٍّ عَظِيْمٍ ۔ اللہ تعالیٰ ساری دنیا کو متاع قلیل فرماتا ہے۔ پس اندازہ کرو۔ کہ عظیم کتنا بڑا ہوگا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲ مارچ ۱۹۱۱ء)

۳۷۔ وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۳۷

فاستعذ باللہ ۔ یہ غیظ و غضب کے روکنے کا طریق سکھایا۔ کہ دُعا کرو اور خدا سے مدد و پناہ مانگو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲ مارچ ۱۹۱۱ء)

۳۸- وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ؕ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۳۸﴾

اور اس کے نشانوں سے ہے رات ۔ دن ۔ سورج اور چاند ۔ مت سجدہ کرو سورج اور چاند کو بلکہ اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو ۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۱۵۴)

اللہ کا علم ایسا وسیع ہے کہ بشر اس کے مساوی ہو ہی نہیں سکتا جو نشان اللہ تعالیٰ نے اپنی الوہیت کیلئے بطور نشان رکھے ہیں وہ کسی اور میں نہیں بنانے چاہئیں ۔ بڑا نشان تذلل کا ہے ۔ سجدہ ۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی عاجزی نہیں ۔ زمین پر گر پڑے ۔ اب آگے اور کہاں کدھر جاویں فرماتا ہے ۔ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ ۔ پس جو غیر کو سجدہ کرے وہ مشرک ہے ۔

حنفی مذہب میں یہ معرفت کا نکتہ ہے کہ رکوع کو بھی سجدہ میں داخل کر لیا ہے ۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ آیت سجدہ پڑھ کر رکوع میں چلے جانا بھی مِنْ وَجْهٍ سجدہ ہے ۔ اسی واسطے وَ کے ساتھ نہیں آتا ۔ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ آیا ہے ۔ اردو میں ایک مصرعہ ؎ سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے

ہاتھ باندھ کر بہیئت صلوٰۃ کسی کے سامنے کھڑے ہونا اور امید و بیم کے لحاظ سے اس کی وہ تعریفیں (جو خدا تعالیٰ کی کی جاتی ہیں) کرنا بھی شرک ہے ۔ اور کسی سے سوائے اللہ کے دعا مانگنا بھی ۔ ہاں دعا کرو انا شرک نہیں ہے ۔ (بدر ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء صفحہ ۲)

۴۱- اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْۤ اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ؕ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْۤ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۴۱﴾

يُلْحِدُوْنَ : کسی اسمِ الٰہی کی تکذیب کرتے ۔ استہزاء کرتے ۔ تحریف کرتے ہیں ۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۷۹)

۴۳- لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ، تَنْزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ﴿۴۳﴾

اس کتاب کا محافظ حضرت حق سبحانہٗ ہے۔ جس کیلئے آئندہ پیشگوئی ہے کہ اس کتاب کو باطل کرنے والی آئندہ بھی کوئی چیز نہیں بھیجیں گے۔ تو پھر ہم کو سائنس یا بیرونی خطرناک دشمن سے گھبرانے کی کیا ضرورت ہے۔ جب ہم کو ایسی باطل کرنے والی کوئی چیز فطرت کے خالق نے پیدا ہی نہیں کی۔

پس جیسا ہمارا رسول کامل ہے۔ ویسے ہی ہماری کتاب کامل ہے۔ یہ کتاب تو قیامت تک رہے گی مگر ایسی کامل کتاب ہمارے گھروں سے نکل کر دوسروں کے گھروں میں چلی گئی۔ تو ہمارے بزرگوں کی روح کو کیا خوشی ہوگی؟ پس خوف ہے تو یہ کہ ہمارے گھروں سے یہ کتاب نہ نکلے اور ہم اس کی اتباع سے محروم نہ رہیں۔ (بدر ۳۱ مارچ ۱۹۱۰ء صفحہ ۴)

۴۷- مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا، وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ﴿۴۷﴾

اور تیرا رب ایسا نہیں کہ ظلم کرے بندوں پر (فصل الخطاب حصہ اوّل صفحہ ۱۴۴)

۴۸- إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ، وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ مِّنْ أَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ، وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ أَيْنَ شُرَكَائِي، قَالُوا آذَنَّاكَ، مَا مِنَّا مِنْ شَهِيدٍ ﴿۴۸﴾

عِلْمُ السَّاعَةِ: ہر گھڑی کا علم کیا معلوم کہ اب سب کچھ منٹ بعد کیا ہوگا۔

وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ: یہ تفصیل اس لئے ہے۔ تا لوگ جانیں کہ اللہ کو علم جزئیات کا بھی ہے۔ فلاسفر کہتے ہیں۔ صرف کلیات کا علم ہے۔ وہ غلطی پر ہیں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۸۰)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

۲،۱- حٰمٓ ۝۱ عٓسٓقٓ ۝۲

حمید۔ مجید۔ علی وعظیم۔ سمیع وقادر وقوی ہوں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۸۰)

۶- تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۶

يَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ اور گناہ بخشواتے ہیں زمین والوں کے۔
(فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۳۸)

۹- وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝۹

لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ؕ اللہ نے چاہا ایک ہو جاؤ گے۔ چنانچہ ہو گئے
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۸۰)

۱۲- فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ

فِيْهِ ۔ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿١٢﴾

ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں کہ وہ جمیع صفاتِ کاملہ سے موصوف اور تمام بدیوں سے منزہ ہے وہ اپنی ذات میں ۔ اپنے صفات میں ۔ اسماء اور محامد اور افعال میں واحد لاشریک ہے ۔ وہ اپنی ذات میں یکتا صفات میں یکتا اور افعال میں لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ اور بے نظیر ہے ۔ (الحکم ۲۶ فروری ۱۹۰۸ء صٓ)

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ : اس کے مانند کوئی نہیں اور وہ ہے سُنتا دیکھتا ۔ (فصل الخطاب حصہ اوّل ص۲۶)

میں جس ایمان پر قائم ہوں وہ وہ ہی ہے جس کا ذکر میں نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں کیا ہے ۔ میں اللہ کو اپنی ذات میں واحد ۔ صفات میں یکتا اور حال میں لَيْسَ كَمِثْلِهٖ اور حقیقی معبود سمجھتا ہوں ۔

(بدر ۱۲ مارچ ۱۹۰۹ء ص۲ جلد ۹ بر ۲۳ نمبر ۱۹۱۰ء)

۲۴ ۔ ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۗ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۗ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ۗ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿٢٣﴾

اَلْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى : آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا اعلان فرمایا لَا اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ کہ میں اس تبلیغ پر کوئی اجر نہیں مانگتا ۔ ہاں مَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى چاہتا ہوں ۔ لوگوں نے اس کے معنے کئے ہیں ۔ حضرت امام حسینؓ اور سیدۃ النساءؓ سے محبت کرو ۔ یہ بات تو بہت اچھی ہے ۔ مگر یہ سورۃ مکی ہے اور اس وقت امام حسینؓ پیدا نہیں ہوئے تھے ۔ حضرت ابن عباسؓ نے اس کے خوب معنے کئے ہیں کہ تمام عرب آپس میں خانہ جنگیاں چھوڑ کر اتحاد و مودّت پیدا کر لو ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قوم میں رشتہ تھا پس آپ نے فرمایا ۔ ان خانہ جنگیوں کو چھوڑ کر مودّت اختیار کر لو ۔ کہ اس میں بھی تمہارا ہی بھلا ہے ۔ دوسرے معنے یہ ہیں کہ جو چیزیں تمہیں اللہ کے نزدیک کرتی ہیں ان کی محبت پیدا کرو اور ان کے حصول کی کوشش و آرزو میں لگ جاؤ ۔ اور تیسرے معنے یہ ہیں کہ قربت حاصل کرنے کی محبت رکھو ۔ تینوں معنے صحیح اور

پاکیزہ ہیں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۲، ۴ صفحہ ۱۶۸-۱۶۹)

اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى: تم پیار کرو ان کاموں میں جو قرب الٰہی کا موجب ہیں یا یہ کہ اپنے رشتہ داروں میں محبت بڑھاؤ۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸، ۹ صفحہ ۴۸۰)

۳۱۔ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ﴿۳۱﴾

جب ہمارے نبی کریم اور رسول رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے۔ تو چند وشٹ۔ منافق۔ دل کے کمزور جن میں نہ قوتِ فیصلہ تھی۔ اور نہ تاب مقابلہ۔ آپ کے حضور ہوئے اور بظاہر مسلمان ہو گئے اور آخر بڑے بڑے فسادوں کی جڑ بن گئے۔ وہ مسلمانوں میں آکر مسلمان بن جاتے اور مخالفانِ اسلام کے پاس پہنچتے تو مسلمانوں کی بدیاں کرتے۔ ...... سردست جماعت اسلام تعداد میں بہت ہی قلیل اور تھوڑی سی ہے اور مسائل اسلام بھی جو پیش ہوئے ہیں۔ بہت کم ہیں۔ یہ بدبخت منافق اگر اس قلیل جماعت کے سامنے تابِ مقابلہ نہیں لاسکے اور اپنے دل کی مرض سے بزدل ہو کر مسلمانوں کی ہاں میں بظاہر ہاں ملاتے ہیں تو یاد رکھیں۔ ان کا یہ کمزوری کا مرض اور بڑھے گا کیونکہ یہ جماعت اسلام روزافزوں ترقی کریگی اور یہ موذی بدمعاش اور بھی کمزور ہوں گے اور ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

نیز اسلام کے مسائل روزافزوں ترقی کریں گے۔ جب یہ لوگ تھوڑے سے مسائل کے فیصلہ نہیں کر سکتے تو ان مسائل کثیرہ کا کیا فیصلہ کر سکیں گے جو یوماً فیوماً روزافزوں ہیں۔ بہرحال ان کا مرض اللہ تعالیٰ بڑھائے گا اور اسلام کو ان کے مقابلہ میں ترقی دے گا۔ ہاں رہی یہ بات کہ یہ سزا ان کو کیوں ملی تو اس کا جواب یہی سچ ہے کہ ان کے اپنے اعمال کا بدنتیجہ تھا۔ اس میں قرآن کریم کا ارشاد یہ ہے۔ مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ .... یعنی تمہیں ہر ایک مصیبت اپنے ہاتھوں کی کرتوت کے سبب سے پہنچتی ہے۔ عمدہ غذا۔ ہوا اور بہار کا مزہ تندرست کو ملتا ہے۔ نہ بیمار کو۔ یہ قانونِ قدرت ہے۔ (نور الدین طبع سوم صفحہ ۶۷-۶۸)

میں نے بعض نادانوں کو دیکھا ہے۔ جناب الٰہی اپنی کامل حکمت و کمالیت سے اس کے قصور کے بدلہ سزا دیتے ہیں اور وہ سزا اس کی شامتِ اعمال سے ہی ہوتی ہے۔ جیسے فرمایا۔ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ .... تو وہ شکایت کرنے لگ جاتے ہیں۔ مثلاً کسی کا

کوئی پیارے سے پیارا مر جائے تو اس ارحم الراحمین کو ظالم کہتے ہیں۔ بارش کم ہو تو زمیندار سخت لفظ بک دیتے ہیں اور اگر بارش زیادہ ہو۔ تب بھی خدا تعالیٰ کی حکمتوں کو نہ سمجھتے ہوئے بُرا بھلا کہتے ہیں۔ اس لئے ہر آدمی پر حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تنزیہ و تقدس و تسبیح کرے۔ آپ کے کسی اسم پر کوئی حملہ کرے تو اس حملہ کا دفاع کرے۔ (الفضل ۲۳ جولائی ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۳)

ہر شریف الطبع آدمی دوسرے کو کسی مصیبت میں مبتلا پا کر عبرت پکڑتا ہے۔ شریف مزاج لڑکوں کو جب نصیحت کرتے ہیں تو کسی اَور کا حوالہ دیتے ہیں کہ فلاں نے ایسا کام کیا تو یہ سزا پائی۔ اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ ہر ایک شریف انسان دوسرے سے عبرت پکڑتا ہے۔ ہم کس قدر دُکھیاروں کو دیکھتے ہیں تو قرآن کریم کے مطابق مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ۔ ہر ایک کو اپنے کئے ہوئے کی سزا ملتی ہے۔ جو کچھ تم کو مصیبت آئی۔ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے تم کو ملی۔ میں نے کبھی کسی مومن کو مبروص کا بدمعاش نہیں دیکھا۔ نہ ہی نیک اعمال والے کو آتشک کا شکار ہوتے دیکھا۔ اس طرح ہر قسم کی بیماریوں اور مصیبتوں کا یہی حال ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میرے ایک استاد صاحب سے ایک جذامی علاج کرایا کرتا تھا۔ اس کی تنخواہ تیس ہزار روپے تھی۔ گویا ایک ہزار روپیہ یومیہ وہ پاتا تھا۔ ایک دن وہ استاد صاحب کے پاس آیا کہ حضور نے بیسن کی روٹی کھانے کیلئے فرمایا ہے۔ وہ نگلنی مشکل ہے۔ اگر حکم ہو تو کچھ لقموں کے بعد ایک ڈلی مصری کی بھی کھا لیا کروں۔ میرے استاد صاحب نے بڑے زور سے فرمایا کہ نہیں۔ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ وہ آدمی بڑا مہمان نواز تھا۔ مگر اس وقت وہ روپیہ اس کے کام نہ آسکا۔ اسی طرح دیکھتے ہیں۔ کہ مسلول و مدقوق کی حالت جب ترقی کر جاتی ہے تو دوسرے آدمی پاس بیٹھنے کھانے پینے وغیرہ سے مضائقہ کرتے ہیں۔ یہ جسمانی بیماری کا حال ہے۔

سننے والو! ظاہر کو باطن سے تعلق ہوتا ہے۔ اور باطن کو ظاہر سے رشتہ ہے۔ غور کرو۔ ایک دوست کو دیکھ کر میرے دل کو سرور ملتا ہے۔ اور دیکھتے ہی دل خوش ہو جاتا ہے۔ اس کا دیکھنا جو ظاہری ہے۔ اس نے باطن میں جا کر دخل پایا۔ اسی طرح ایک دشمن کو دیکھ کر میں خوش نہیں ہوتا۔ بلکہ اس وقت میرے دل کی حالت کچھ اَور ہوتی ہے۔ یہ اس باطن کی رنجیدگی سے ظاہر پہ اثر ہوتا ہے۔ اور اسی کے آثار میرے چہرے پر اور میرے اعضاء پر بھی نمودار ہوتے ہیں۔ پھر غصہ میں آ کر اسے کچھ نہ کچھ ناگوار لفظ بول دیتے ہیں۔ اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ باطن کو ظاہر کے ساتھ اور ظاہر کو باطن کے ساتھ تعلق ضرور ہوتا ہے اور یہ معاملہ صاف ہے کہ انسان کا اندرونہ اور بیرونہ کچھ عجائبات سے باہم پیوست ہوتا ہے۔

(الفضل ۱۵ اکتوبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۵)

۳۴- اِنْ یَّشَاْ یُسْكِنِ الرِّیْحَ فَیَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۳﴾

یُسْكِنِ الرِّیْحَ : ان کے اسٹیم روک دے (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ، ۹ صـ۴۸۰)

فَمَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَمَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَالَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓىِٕرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ یَغْفِرُوْنَ ﴿۳۸﴾

یَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓىِٕرَ : ہر ایک بدی کی ابتداء صغیرہ ہے۔ یعنی مبادی معاصی اور انتہا کبیرہ ہے (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ، ۹ صـ۴۸۰)

وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ وَّاَبْقٰى ..... هُمْ یَغْفِرُوْنَ : وہ نعمتیں جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں بہت ہی اچھی اور ہمیشہ رہنے والی ہیں اور انہی کو ملیں گی کہ جو ایمان لائے اور اپنے رب ہی پر ان کا بھروسہ ہے اور وہ بڑے بڑے گناہوں سے اور بے حیائیوں سے بچے رہتے ہیں۔

(تصدیق براہین احمدیہ صـ۲۶۵)

۳۹- وَالَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۪ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَیْنَهُمْ ۪ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ﴿۳۹﴾

اور ایمان والے وہ جنہوں نے حکم مانا اپنے رب کا اور درست رکھی نماز اور انکی حکومت ہے مشورے سے آپس میں۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صـ۵۷)

اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَیْنَهُمْ ۪ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ، اور ان کی حکومت باہمی مشورہ سے ہوتی اور کچھ ہمارا دیا خرچ کرتے ہیں۔ (تصدیق براہین احمدیہ صـ۲۶۵)

ہندوستان میں بارہ ۱۲ ریاستیں ہمارے دیکھتے دیکھتے تباہ ہوگئی ہیں۔ کئی معزز گھرانے مرتد اور بےدین ہوگئے ہیں۔ اسلام پر اعتراضات کا آرہ چلتا ہے۔ مگر کسی کو گھبراہٹ نہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ یہی کہ لوگ اپنے اپنے نفسانی ہم و حزن میں مبتلا ہیں اور سچے اسباب اور ذرائع ترقی کی تلاش سے محروم و بےنصیب ہیں۔ پس دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ عجز سے بچاوے اور بقدرِ فہم و فراست تہیأ اسباب کرنا ضروری ہے اور پھر اس کے ساتھ مشورہ کرنا چاہیئے۔ قرآن شریف کا حکم ہے کہ اَمْرُھُمْ شُوْرٰی بَیْنَھُمْ۔ مشورہ کرنا ایسا پاک اصول ہے۔ کہ اس کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے نصرت اور برکت عطا ہوتی ہے اور انسان کو ندامت نہیں ہوتی مگر خود پسندی اور کبر ایسی امراض ہیں کہ انہوں نے شیطان اور انسان دونوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ دیکھو ہر انسان ایسی پختہ عقل اور فہم رسا کہاں رکھتا ہے کہ خود بخود اپنی عقل سے ساری تدابیر کرلے۔ اور کامیاب ہو جاوے۔ یہ ہر ایک انسان کا کام نہیں۔ اسی واسطے مشورہ کرنا ضروری رکھا گیا۔ ناتجربہ کار تو ناتجربہ کار ہی ہے۔ مگر اکثر اوقات بڑے بڑے تجربہ کار بھی مشورہ نہ کرنے کی وجہ سے سخت سے سخت ناکامیوں میں مبتلا ہو کر بڑی بڑی ندامتیں برداشت کرتے ہیں۔

پس خود کو موجودہ ناکامیوں کے بہت فکروں میں ہلاک نہ ہونے دو۔ اور نہ گزشتہ کاہلیوں اور فروگزاشتوں کے خیال سے اپنے آپ کو عذاب میں ڈالو۔ بلکہ سچے اسباب کی تلاش کرو اور مشوروں سے کام لو

(الحکم ۱۰ اپریل ۱۹۰۸ء صـ۶)

۵۱ - وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝۴۱

اور برائی کا بدلہ برائی ویسی۔ پھر جو کوئی معاف کرے اور سنوار دے سو اس کا ثواب ہے اللہ کے ذمے

(فصل الخطاب حصہ اوّل صـ۵۴)

فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ؛ جس نے درگزر کی اور سنور گیا تو اس کا اجر اللہ پر ہے۔

(تصدیق براہین احمدیہ صـ۳۶)

۵۲ - وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ

بِاِذْنِہٖ مَا یَشَآءُ ؕ اِنَّہٗ عَلِیٌّ حَکِیۡمٌ ﴿۵۲﴾

اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ : مثلاً کوئی نقشہ دکھایا جاوے (تشحیذ الاذہان جلد ۸، ۹ صفحہ ۴۸۰)

اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا : برہمو لوگوں کو دیکھو تو خدا تعالیٰ کی بڑی تعریفیں کریں گے مگر خدا تعالیٰ کی اس صفت سے ان کو قطعاً انکار ہے۔ جس سے وہ ہدایت نامے دنیا میں بھیجتا اور انسان کو غلطیوں سے بچانے کیلئے راہنمائی کرتا ہے۔ اور نہیں مانتے کہ یُرْسِلَ الرَّسُوْلَ بھی خدا تعالیٰ کی صفت ہے۔

(الحکم ۵ رمئی ۱۸۹۹ء صفحہ ۴)

۵۳- وَکَذٰلِکَ اَوْحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ رُوۡحًا مِّنۡ اَمۡرِنَا ؕ مَا کُنۡتَ تَدۡرِیۡ مَا الۡکِتٰبُ وَ لَا الۡاِیۡمَانُ وَ لٰکِنۡ جَعَلۡنٰہُ نُوۡرًا نَّہۡدِیۡ بِہٖ مَنۡ نَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِنَا ؕ وَ اِنَّکَ لَتَہۡدِیۡۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ﴿۵۳﴾

اور ایسا ہی ہم نے تیری طرف اپنے امر سے رُوح بھیجی ہے۔ تو نہ تو کتاب ہی سمجھتا تھا اور نہ ایمان۔ پر ہم نے اسے نور بنایا ہے۔ اس سے جس کو چاہتے ہیں اپنے بندوں میں سے ہدایت دیتے ہیں اور یقیناً تُو سیدھی راہ کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۱۱۳)

سُوْرَةُ الزُّخْرُفِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

۲- حٰمٓ ۝

حمید و مجید و حق۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۴۸۰)

۵- وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝

اِنَّهٗ : اس ضمیر کی طرف خیال رکھو۔ سب قرآن مجید کی طرف پھرتی ہیں۔ سوائے ایک کے کہ شیطان کی طرف ہے۔

فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ : محکمات کا علم ہو تو سب قرآن کا حل ہو جاتا ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۴۸۰)

۱۱- الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝

لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ : جب ظاہری رستے بنائے تو باطنی رستے بھی ضرور ہیں۔ کتاب اللہ پر عمل سے خدا تک پہنچو۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۴۸۰)

۱۶- وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

یہ قرآن کریم میں نہیں لکھا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ذات یا اس کی صفات

کے جزو ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نور سے ایک ٹکڑا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن گیا۔ ایسا خیال شرک ہے۔ قرآن کریم میں اس کو رد کیا گیا ہے۔ جہاں فرمایا کہ لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے عباد اور بندوں کو اللہ تعالیٰ کا جزو بنایا ہے یہ بڑا کفر ہے اور کھلا کفر ہے جَعَلُوْا مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ۔ ہاں کل نورانی بندے اس کے نور سے ہوتے ہیں۔ کیا معنے؟ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ مگر یہ لفظ قرآن کریم میں نہیں

(بدر ۲، ۹ ستمبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲)

۱۹- اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ ﴿۱۹﴾

فِي الْخِصَامِ: لڑائی میں کھل کر نہیں نکل سکتی۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۸۰)

۲۱- وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۲۱﴾

اور کہتے ہیں اگر چاہتا رحمٰن ہم نہ پوجتے ان کو کچھ خبر نہیں ان کو اس کی۔ یہ سب اٹکلیں دوڑاتے ہیں

(فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۶۶)

۳۲- وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴿۳۲﴾

نبوت اور ماموریت ایک باریک اور لطیف راز ہوتا ہے۔ جس کو دنیا میں منہمک انسان جھٹ پٹ نہیں سمجھ سکتا۔ اگر یہ بات ہوتی تو ہر شخص، معاً نبی کے دعوے کرتے ہی اس کی حقیقت کو سمجھ لیتا۔ تو پھر مخالفوں کا وجود ہی نہ ہوتا۔ چونکہ انسان اپنی عقل و دانش پر بھروسہ کرنا چاہتا ہے۔ اور مجرد اسی کے فیصلہ پر راضی ہونا پسند کرتا ہے۔ اس لئے اکثر اوقات وہ غلطیاں کرتا اور نقصان اٹھاتا ہے۔ یہی اٹکل بازی ہے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں سے یہ کہلوایا۔ لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ

الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ۔ یہاں یہ قرآن شریف تو مکہ یا طائف کے کسی بڑے نمبردار پر نازل ہونا چاہیئے تھا۔ اپنی نگاہ و نظر میں وہ یہی سمجھتے تھے کہ قرآن شریف اگر نازل ہو تو کسی نمبردار پر نازل ہو۔ کیونکہ ان کی نگاہوں کی منتہا تو وہ نمبرداری ہو سکتی تھی۔ پس یہی حال ہے کہ انسان اپنی اٹکلوں سے کام لینا چاہتا ہے حالانکہ ایسا اس کو نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ جس معاملہ میں اس کو کوئی علم اور معرفت نہیں ہے۔ اس پر اسکو رائے زنی کرنے سے شرم کرنی چاہیئے۔ اسی لئے پاک کلام کا حکم ہے کہ لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ناواقف دنیا اپنی تدبیروں سے جو انتخاب کرنا چاہتی ہے۔ وہ منظور نہیں ہو سکتا۔ سچا انتخاب وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔ چونکہ انسانی عقل پورے طور پر کام نہیں کرتی۔ اور وہ فتویٰ نہیں دے سکتی کہ ہمارا کیا ہو؟ انتخاب صحیح اور مفید ثابت ہوگا یا ناقص۔ اس لئے انتخاب ماموریت کیلئے اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ (الحکم ۱۰ر فروری ۱۹۰۱ء صفحہ ۵)

مشکلات پیش آنے کا یہ باعث ہوا کرتا ہے کہ انسانی طبائع کسی کا محکوم ہونے میں مضائقہ کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ خود خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہماری حکومت کو یہ لوگ طوعاً اور کرھاً مانتے ہیں۔ پس جب خدا کی حکومت کا یہ حال ہے تو پھر جب انبیاء علیہم السلام کی حکومت ہوتی ہے اس وقت لوگوں کو اور بھی اعتراضات سوجھتے اور کہتے ہیں۔ لَوْ لَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ کہ وحی کا مستحق فلاں رئیس یا عالم تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ لوگ رسول کی بعثت کیلئے خود بھی کچھ صفات اور اسباب تجویز کرتے ہیں۔ جس سے ارادہ الٰہی بالکل لگاؤ نہیں کھاتا۔ علیٰ ھٰذا القیاس۔ جب رسول کے خلیفہ کی حکومت ہو تب تو ان کو مضائقہ پر مضائقہ اور کراہت پر کراہت ہوتی ہے۔

(الحکم ۱۰ر جنوری ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۱)

۳۳۔ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ؕ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۳۳﴾

کیا یہ لوگ الٰہی فضل کی خود تقسیم کرتے ہیں حالانکہ دیکھتے ہیں کہ وجہ معاش میں ہم نے ان کو خود مختار

نہیں رکھا اور خود ہم نے اس کی تقسیم کی ہے۔ پس جب ان کو علم ہے کہ خدا کے ارادہ سے سب کچھ ہوتا ہے تو پھر انبیاء اور ان کے خلفاء کا انتخاب بھی اس کے ارادہ سے ہونا چاہیئے۔

(الحکم ۱۰/جنوری ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۱)

ہمارے سید ابن ابراہیم علیہما الصلوٰۃ والسلام کی نسبت جب آپ کے پہلے مخاطبوں میں سے چند ناسمجھ اور ناعاقبت اندیشوں نے اسی قسم کا اعتراض کیا تھا تو وہ دو گروہ تھے۔ عرب کے قدیم باشندے اور یہود ..... عربوں کے سوال کو اس طرح نقل کیا ہے۔ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ اور عربوں نے کہا یہ قرآن مکہ اور طائف کے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہ اترا اور جواب میں فرمایا۔

اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ط نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ؕ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ۔

قرآن کا نازل ہونا۔ قرآن کا لانے والا ہونا تو اللہ کا فضل ہے۔ وہ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ دنیا کے گزارہ میں بھی تو ہم نے تقسیم کر رکھی ہے اور بعض کو بعض پر مختلف درجوں کے فضائل دے کر عزت بخشی ہے تو کہ ایک دوسرے کے کام آویں۔ بادشاہ رعایا کا خادم اور رعایا بادشاہ کی خدمت گزار۔ جب ظاہری دنیا و دولت کی تقسیم ان لوگوں کی تجویزوں پر نہیں تو نبوت و رسالت والا تو ان تمام چیزوں سے بڑھ کر ہے۔ جس کو یہ لوگ جمع کرتے ہیں کیا اس رحمت و فضل کو یہ لوگ اپنے ناقص عقل پر تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔

اس سوال و جواب میں ایک لطیفہ غور کے قابل ہے۔ اُمّی۔ ان پڑھ۔ عربوں نے یہ تو نہ کہا کہ رسول کیوں ہوا؟ اور اللہ تعالیٰ نے کیوں رسول کر کے بھیجا؟ کیونکہ آخر اتنی تو سمجھ رکھتے تھے۔ کہ رسولوں کا آنا۔ ملہموں کا پیدا ہونا بے وجہ نہیں۔ ضرور ان کا بابرکت وجود برکات کا مثمر ہے مگر یہ کہا کہ رسولوں کا آنا بیشک ضروری اور فضل ہے۔ پر جس پر دنیوی فضل ہو رہا ہے وہی اس روحانی فضل کے مورد کیوں نہ ہوئے۔ اگر امیر ہی رسول ہوتے تو بڑی کامیابی ہو جاتی۔ پادریو۔ آریو۔ کاش تم اتنی عقل رکھتے اور جواب سے یہ ظاہر کیا جب دنیوی ترقیات کو دیکھتے ہو کہ بعض ترقی کے اعلیٰ درجہ پر پہنچ گئے ہیں اور بعض سخت تنزل میں گرفتار۔ پس روحانی معاملات کو دنیا کے حال پر کیوں نہیں قیاس کرتے ؟ جیسے دنیاوی عزتوں کی تقسیم الٰہی ارادہ اور اس کے قدرتی اسبابوں سے ہو رہی ہے۔ اور تمہاری عقلیں وہاں پوری حاوی نہیں۔ ایسے ہی روحانی عزت بھی جس کا اعلیٰ حصہ نبوت و رسالت ہے۔ تمہاری غلط منطق کسی کو نہیں مل سکتی۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۹۳ - ۲۹۵)

۳۴۔ وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ۝۳۴

لَجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ: آخر کافر بھی جو محنت کرتے ہیں۔ ان کا معاوضہ دنیا میں اجر پاتے ہیں
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۔ ۹ صفحہ ۴۸۰)

۳۶۔ وَزُخْرُفًا ۭ وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝۳۶

عاقبت اندیش۔ اللہ تعالیٰ کی صفت عدل اور رحم اور صفت فوقیت علی الکل پر ایمان رکھنے والا فتح و نصرت کا مالک صرف اللہ تعالیٰ کو یقین کرنے والا۔ تمام نظام عالم کا قابض اور متصرف صرف ایک الٰہ الحق۔ قدّوس رب کو سمجھنے والا اللہ تعالیٰ ہی کو حق اور راستی کا حامی و مددگار جاننے والا جانتا ہے کہ الٰہی امداد انجام کار راست بازی کے ساتھ ہے۔ حق ہی کو عمارت مستحکم چٹان پر قائم ہے۔ سچائی کامیابی سے مآل کار علیحدہ نہیں ہوتی۔ اور وہ الہام الٰہی بالکل سچ ہے جس میں ہے۔ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ۔ آخر کار کامیابی خدا کے پاس پرہیزگاروں ہی کا حصہ ہے
(تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۴۰۳)

۳۷۔ وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝۳۷

اور جو کوئی آنکھ چرا دے رحمان کی یاد سے ہم اس پر تعین کریں گے ایک شیطان پھر وہ ہے اس کا ساتھی۔
(فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۶۳)

۴۳- اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِيْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ۝۴۳

یہ الہام کا طرز ہے۔ اب تو مسلمان بھی اعتراض کرتے ہیں کہ یقینی بات نہیں بتائی۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸، ۹ صفحہ ۴۸۰)

۵۲- وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِيْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝۵۲

اے میری قوم۔ کیا تم نہیں دیکھتے۔ ملک مصر کا میں مالک ہوں اور یہ ندیاں میرے نیچے بہتی ہیں۔
(تصدیق براہین صفحہ ۷)

۵۳، ۵۴- اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ مَهِيْنٌ ۙ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ ۝۵۳ فَلَوْلَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ ۝۵۴

وَلَا يَكَادُ يُبِيْنُ: بولنا بھی نہیں جانتا۔ بات بھی نہیں کر سکتا۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸، ۹ صفحہ ۴۸۰)

متقیوں کے مقابلہ میں بڑے بڑے بادشاہ باریک در باریک تدبیریں کرنے والے۔ مال خرچ کرنے والے۔ جتھوں والے آئے۔ مگر وہ بھی ان متقیوں کے سامنے ذلیل و خوار ہوئے۔ فرعون کی نسبت قرآن مجید میں مفصّل ذکر ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے بارہ میں کہا۔ وَهُوَ مَهِيْنٌ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ ایک ذلیل (اور ہینا) آدمی ہے۔ میرے سامنے بات بھی نہیں کر سکتا۔ اور اس کی قوم کو غلام بنا رکھا مگر دیکھو آخر اس طاقتوں والے۔ شان و شوکت والے۔ جاہ و جلال والے فرعون کا کیا حال ہوا۔

(بدر ۲۳ جنوری ۱۹۰۸ء صفحہ ۳)

یہ غلط خیال ہے کہ نبیوں نے اس وقت مقابلہ کیا جب ان کا جتھا ہو گیا .... حضرت موسیٰؑ کیسی حالت میں تھے۔ فرعون نے کہا۔ وَهُوَ مَهِينٌ وَّلَا يَكَادُ يُبِينُ ۔ انکی تمام قوم غلام تھی مگر ایک آواز نے سب کام کروالیا۔ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ (یونس ، ۸۹) نبیوں کو۔ خدا کے پاک لوگوں کو جتھوں کی کیا پرواہ ہے۔ انبیاء کے نزدیک ایسا خیال شرک ہے۔ (بدر ۴ نومبر ۱۹۰۹ء صا)

فرعون نے موسیٰ کی تبلیغ سن کر کہا قَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ اس کی قوم تو ہماری غلام رہی ہے۔ هُوَ مَهِينٌ وَّلَا يَكَادُ يُبِينُ ۔ یہ کمینہ ہے۔ اور بولنے کی اس کو مقدرت نہیں۔ اور ایسا کہا کہ اگر خدا کی طرف سے آیا ہے تو کیوں اس کو سونے کے کڑے اور خلعت اپنی سرکار سے نہیں ملا۔

(الحکم ۲۴ جنوری ۱۹۰۲ء صہ)

فَلَوْلَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ ....الخ ، کنگن اس کے زمانہ میں عزت کا نشان تھا جیسے ہندوستان کی ہندو ریاستوں میں اب بھی ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ صہ)

۵۷۔ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ﴿۵۷﴾

مثلاً نیک نمونہ۔ اچھی صفتوں والا۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ،۹ صہ۴۸۰)

۶۱، ۶۲۔ وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۲﴾

اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ ، یہ قرآن کہ اس میں قیامت کا خوب بیان ہے۔ اگر مسیحؑ کی طرف ضمیر پھرتی ہے تو آگے فرمایا وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ،۹ صہ۴۸۰)

اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ ، سورۃ زخرف کو اگر غور سے مطالعہ کیا جاوے تو صاف کھل جاتا ہے کہ اِنَّهٗ کی ضمیر قرآن مجید کی طرف راجع ہے چنانچہ شروع سورۃ میں ہے۔ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۔ وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۔ اِنَّهٗ قرآن مجید ہے۔ پھر اس سے آگے اسی سورۃ میں دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ

تُسْئَلُوْنَ یہاں بھی اِنَّـهٗ قرآن مجید ہے۔ آگے چل کر تیسرے مقام پر فرمایا۔ وَاِنَّـهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ۔ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۔ یہاں کیوں قرآن مجید مراد نہ ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید میں انسان کے تنزل و ترقی کی گھڑیوں کا علم ہے۔ اور اس میں بتایا گیا ہے کہ قومیں کیونکر بنتی اور بگڑتی ہے۔ پس تو اے قرآن مجید پڑھنے والے ان میں شک نہ کر و کیونکہ یہ بہت ہی قطعی اور صحیح اور سچی باتیں ہیں۔

اگر یہ ضمیر عیسیٰ کی طرف پھیری جائے تو یہ خرابی پڑتی ہے کہ علمٌ صفت ہے اور مبتدا کی خبر صفت نہیں ہوسکتی اور پھر اس کا بھی وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ سے فیصلہ ہوگیا۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام عِلْمُ السَّاعَةِ ہے اور وہ عِلْمُ السَّاعَةِ خدا کے پاس ہے۔ اور تم بھی اے مخاطبو! اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔ تُرْجَعُوْنَ اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ سے ظاہر ہے کہ اللہ کے پاس زندہ بجسدہ العنصری موجود نہیں بلکہ جس طرح اور ابرار جاتے ہیں۔ اُسی طرح وہ بھی چلا گیا

(تشحیذ الاذہان جلد ۳ صہ ۱۳۴)

اس سوال کے جواب میں کہ "ابن مریم قیامت کی نشانی ہیں یا علامت اس لئے ثابت ہوتا ہے کہ وہ زندہ ہیں اور قریب قیامت آویں گے" فرمایا۔

اوّل یہاں علم کا بر عین مکسور ہے۔ جس کے معنے یہ لوگ علامت یا نشانی کہتے ہیں حالانکہ وہ لفظ جس کے معنے علامت یا نشانی ہے۔ عَلم بر عین مفتوح ہے سو اوّل تو ان کی خاطر لغت کو محرف مبدل کیا جاوے تو ان کے معنے تسلیم کئے جاویں۔

دوم یہاں لفظ ساعت کا ہے جس کے معنے قیامت کے کئے جاتے ہیں حالانکہ یہ لفظ عذاب اور گھڑی یعنی وقت کے معنوں پر آتا ہے اور قیامت صغریٰ یعنی ایک قوم کی موت یا تباہی پر بھی استعمال ہوتا ہے۔ کوئی خصوصیت اسے قیامتِ کبریٰ سے نہیں اور اگر فرض کر لیا جاوے کہ اِنَّـهٗ کی ضمیر ابن مریم کی طرف ہے۔ تو اس کے معنے یہ ہوئے کہ ابنِ مریم کے ذریعہ اُس عذاب کی گھڑی کا علم حاصل ہوتا ہے۔ جو کہ یہودیوں پر آنا ہے چنانچہ ابنِ مریم کے بعد یہودی طیطوس رومی کے ہاتھوں سخت تباہ و برباد ہوئے۔

سوم یہاں ابنِ مریم کو ساعت کا علم کہا گیا ہے اور اسی سورت کے اگلے رکوع ۱۳ میں لکھا ہے۔ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ یعنی ساعت کا علم خدا کے پاس ہے اور تم نے اسی کے پاس جانا ہے۔ تو جب ساعت کا علم خدا کے پاس ہوا تو جو شئے ساعت کا علم ہوگی وہ خدا کے پاس ہوگی۔ پس اگر ابن مریم ساعت کا علم ہے تو اسے خدا کے پاس ہونا چاہیئے مگر کس طرح جیسے کہ ہم نے بھی خدا کے پاس ہونا ہے

اور ہماری نسبت بھی ہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ تو گویا جیسے ہم نے خدا کے پاس جانا ہے ویسے ہی مسیحؑ بھی خدا کے پاس ہیں اور اس سے وفات ثابت ہوئی۔

چہارم۔ اس سورۃ میں جیسے اِنَّہٗ یہاں آیا ہے ویسے ہی اور جگہ بھی آیا ہے۔ اور وہاں اکثر جگہ قرآن شریف مراد ہے۔ تو یہ معنے ہوئے کہ قرآن شریف قیامت کی بات کا خوب علم بتلاتا ہے اور یہ بالکل سچ ہے۔

پنجم۔ کیا وجہ ہے کہ اِنَّہٗ کی ضمیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہ پھیری جاوے حالانکہ آپ نے دو انگلیوں کو ملا کر کہا بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَۃَ کَھَاتَیْنِ اب کیا ضرورت ہے کہ ابنِ مریم جو کہ آپ کے پیشتر ہوا۔ اُسے ساعت کا علم کہا جاوے اور آنحضرتؐ جو بعد ازاں۔ گویا عیسیٰؑ کی نسبت قیامت سے بہت قریب ہوئے ان کو عِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ نہ کہا جاوے۔ (بدر ۱۳ر فروری ۱۹۰۳ء صفحہ ۳۰)

۷۰۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاٰیٰتِنَا وَکَانُوْا مُسْلِمِیْنَ ﴿۷۰﴾

وَکَانُوْا مُسْلِمِیْنَ: ایمان کے ساتھ عمل ضروری ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۸۱)

۷۱۔ اُدْخُلُوا الْجَنَّۃَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ تُحْبَرُوْنَ ﴿۷۱﴾

داخل ہو جاؤ جنت میں اور تمہاری بیبیاں بڑی خوشی اور امن میں۔ (نور الدین طبع سوم صفحہ ۴۷)

۷۲۔ یُطَافُ عَلَیْھِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَھَبٍ وَّاَکْوَابٍ ۚ وَفِیْھَا مَا تَشْتَھِیْہِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْیُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ﴿۷۲﴾

وَفِیْھَا مَا تَشْتَھِیْہِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْیُنُ: اور تمہارے لئے اس میں وہ چیزیں ہیں جو نفس چاہتا ہے اور آنکھیں مزہ لیتی ہیں۔ (فصل الخطاب حصہ اوّل صفحہ ۱۸۳)

۸۶۔ وَتَبٰرَکَ الَّذِیْ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا ۚ وَعِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ ۚ وَ

اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۶﴾

وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ : گویا مسیحؑ مر کر خدا کے پاس ہے جہاں ہم بھی مر کر پہنچیں گے۔
وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ : یہ بھی ثابت ہوا کہ عیسیٰ تمہارے پاس نہیں آئے گا۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ ر ۹ صفحہ ۴۸۰)

۸۷۔ وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۷﴾

بعض لوگ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شافع ہونے کا ثبوت قرآن مجید سے طلب کرتے ہیں۔ ان کیلئے یہ آیت حجتِ قویہ ہے۔ وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۔ اور جن کو یہ خدا کے سوا پکارتے ہیں وہ شفاعت کے مالک نہیں۔ ہاں یہ بات صحیح ہے کہ ایک شافع ہے۔ جس نے حق کی گواہی دی اور وہ لوگ اسے خوب جانتے ہیں۔ یعنی (سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم)۔ اسی طرح ایک اور آیت ہے۔ پارہ ۵ رکوع ۹/۶ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (النساء: ۶۵)۔ اور اگر ان لوگوں نے اپنی جان پر کوئی ظلم کیا تو وہ تیرے پاس آتے اور اللہ سے مغفرت مانگتے اور رسول بھی ان کے کیلئے مغفرت مانگتا۔ تو اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پاتے۔

شفاعت کی حقیقت سمجھنے کیلئے یہ جاننا ضروری ہے۔ کہ یہ لفظ شفع سے نکلا ہے۔ اور مندرجہ ذیل آیت اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (آلِ عمران: ۳۲) سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع انسان کے گناہوں کی مغفرت کا موجب ہے۔ حضورِ انور کی ذات ستودہ صفات ایک نور ہے۔ جو اس نور سے تعلق پیدا کرتا ہے۔ اس سے ظلمات دور ہوتی ہیں۔ یہ شفاعت ہے۔ مجرموں کی جنبہ بازی کا نام شفاعت نہیں جیسا کہ بعض نادانوں نے غلطی سے سمجھا ہے اور اس پر اعتراض کرتے ہیں۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۳ صفحہ ۱۳۶)

" میں اپنے فن طبابت میں دیکھتا ہوں کہ میری کوشش کی سپارش۔ میری دی ہوئی دواؤں کی سپارش

کہیں منظور ہے اور کہیں نامنظور ہے۔ اسی طرح سائنس دانوں کی سپارشیں کہیں منظور ہیں۔ کہیں نامنظور دعائیں کہیں کامیاب کر کے شکر کے انعامات کا موجب ہوتی ہیں اور کہیں ناکامی سے صبر کے انعامات دلاتی ہیں پس اس قاعدہ کے مطابق بعضوں کے حق میں لکھا ہے۔ کسی کیلئے سپارش نامنظور ہے اور بعض کے لئے سپارش منظور ہے۔ اسی طرح بعض کی سپارش منظور اور بعض کی نامنظور۔ سپارش اور گناہ کا یہ تعلق ہے کہ گناہ اخذ کا موجب ہے۔ اور یہ سپارش کنندہ کی سپارش اسی کے نیک اعمال کے باعث الہٰی عفو کہما کو حاصل کر کے ایک قسم کے گنہ گار کیلئے تو کہما کا موجب ہوتی ہے اور سپارش کنندہ کے واسطے باعثِ اعزاز وامتیاز شفاعت ایک دعا بلکہ دعا سے بڑھ کر ایک درجہ کی پر ارتھنا ہے۔ پس اس پر انکار کیا۔

(نورالدین طبع سوم صفحہ ۱۱۱)

ایک عیسائی کے اعتراض کہ "انسان کی نجات قیامت کے روز کیونکر ہوگی۔ حسنِ عمل سے یا شفاعت شفیع سے یا دونوں سے" کے جواب میں تحریر فرمایا:۔

مخلوق کی نجات کا مدار ایسا تنگ اور محدود نہیں جو پادریوں نے بیان کیا۔ کیا خدائی ارادے محدود ہیں؟ کیا اس بے حد ہستی کے کام کسی مخلوق کے خیال اور وہم پر موقوف ہیں؟ بندگانِ خدا کی نجات قیامت کے روز محض باری تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہوگی! اور صرف اس کے رحم اور غریب نوازی سے ہم نجات پائیں گے! اگر اعمال وغیرہ سے نجات ہے تو فضل کچھ بھی نہیں ناظرین یقین کرو کہ فضل و کرم خداوندی سے نجات ہے! اور یہی فضل و کرم اسلام میں نجات کا باعث ہے! دیکھو سورۂ دخان۔ اس میں اہلِ جنت کے انعامات کا ذکر ہوتے ہوتے بتایا ہے۔ کہ جنت میں جانے والے دوزخ سے اللہ کے فضل سے بچے۔

وَ وَقٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ۔ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ (دخان: ۵۷، ۵۸)

اور سورۂ حدید میں ہے۔

سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔ (آیت: ۲۲)

قرآن بیان کرتا ہے۔ گناہ تین قسم کے ہوتے ہیں۔ اوّل شرک۔ دوم کبائر۔ سوم صغائر۔ شرک کی نسبت قرآن کریم فیصلہ دیتا ہے۔ کہ وہ ہرگز بدوں توبہ معاف نہ ہوگا۔ اس کی سزا بھگتنی ضرور ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ (سورۃ نساء: ۱۱۷) انجیل بھی بایں کہ بڑی بشارت اور تبشیر ہے فرماتی ہے۔ متی ۱۲ باب ۳۱۔ روح کے خلاف کا کفر معاف نہ ہوگا۔

دوسری قسم گناہوں کی وہ کبائر اور بڑے بڑے گناہ جو شرک کے نیچے ہیں اور صغائر یا مبادی کبائر سے اوپر اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ ہر ایک کبیر اور بڑے گناہ کی ابتداء میں چھوٹے چھوٹے گناہ جو اس کبیرہ سے کم ہوتے ہیں مثلاً جو شخص زنا کا مرتکب ہوا۔ ضرور ہے کہ ارتکاب زنا سے پہلے وہ اس نظر بازی کا مرتکب ہو جس سے زنا کے ارتکاب تک نوبت پہنچی۔ یا ابتداءً وہ باتیں سنیں جن کے باعث اس بدکاری کے ارتکاب تک اس زناکنندہ کی نوبت پہنچی۔ ایسے ہی ان باتوں کا ارتکاب جن کے وسیلے سے اس کو وہ شخص ملا۔ جس سے زانی نے زنا کیا اور بالکل ظاہر ہے کہ ان ابتدائی کارروائیوں کی برائی زنا کی برائی سے ضرور کمی پر ہے۔ ایسے کبائر اور بڑے گناہوں کی نسبت قرآن کریم فرماتا ہے۔

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ (نساء: ۳۲)

کیا معنی؟ جن بڑے بڑے گناہوں کے ارتکاب سے تم لوگ منع کئے گئے۔ اگر ان بڑے گناہوں سے بچے رہو تو ان کے مبادی اور ان کے حصول کی ابتدائی کارروائی صرف ان بڑے گناہوں سے بچ رہنے کے باعث معاف ہو سکتی ہے۔ مثلاً کسی شخص نے کسی ایسی عورت سے جماع کرنا چاہا جو اس کے نکاح میں نہیں اور اس عورت کے بلانے پر کسی کو ترغیب دی یا کچھ مال خرچ کیا۔ اور اُسے خالی مکان میں لایا اور اُسے دیکھا۔ بلکہ اس کا بوسہ بھی لے لیا۔ لیکن جب وہ دونوں برضا و رغبت برائی کے مرتکب ہونے لگے اور کوئی چیز روک اور بدکاری کی مانع وہاں نہ رہی اور اس بدکارروائی کا آخری بدنتیجہ بھی ظاہر نہ ہوا تھا کہ اس زانی کے ایمان نے آکر اسے زنا سے روک دیا۔ اب یہ شخص باایں کہ مال خرچ کر چکا ہے یا ثانی کی رضامندی پا چکا ۔ صرف ایمان کے باعث بلا صرف ایمان ہی کے باعث اور خدا سے باہمہ وسعت وطاقت اس بڑی بُرائی کے ارتکاب سے ہٹ گیا اور اسکا مرتکب نہ ہوا۔ تو صرف اسی اجتناب سے اسکی ابتدائی کارروائیاں جو حقیقت میں مبادی گناہ اور گناہ کا محرک یقیناً معاف ہو جائیں گی۔ کیونکہ اس کا ایمان بڑا تھا جس نے آخری حالت میں خدا کے فضل سے دستگیری کی۔

اور تیسری قسم کے گناہ صغائر ہیں۔ جن کا ذکر کبائر میں ضمناً آگیا۔

ناظرین! نجات صرف رحم اور فضل سے ہے اور رحم اور فضل کا مستحق ایماندار ہے۔ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ (الاعراف: ۵۷)

اور ایمان کے پھل نیک اعمال ہیں۔ پس کل اعمال یا اکثر اعمال اگر عمدہ ہیں تو معلوم ہوا۔ کہ اُن عمدہ اعمال کے عامل کا ایمان بڑا اور قوی تھا۔ جب ایمان بڑا اور قوی ہوا۔ تو بہت بڑے فضل کا جاذب ہوگا اور اگر نیک اعمال کے ساتھ تیسری قسم کے چھوٹے بد اعمال یا چھوٹے بڑے دونوں قسم کے بُرے اعمال مل گئے تو ظاہر ہے کہ ایسے شخص کے ایمان میں بمقابل کچھ کمزوری بھی ہے۔ جس کے بدثمرات یہ معاصی چھوٹے اور بڑے ہیں۔ کیونکہ ایمان

کا پھل تو یہ بد اعمال ہو نہیں سکتے۔ پھر لامحالہ کفر سے یہ ثمرات ہوں گے۔ گو وہ چھوٹا ہی کفر کیوں نہ ہو۔ اور کفر فضل کا جاذب نہیں۔ بلکہ فضل کو روکتا ہے۔ جیسے اندھیری کوٹھڑی کی دیواریں اور چھت سورج کی روشنی کو روکتی ہیں۔

پس ایسے شخص میں ضرور جنّت اور نجات کے اسباب اور فضل کے کھینچنے اور لینے کے ذریعے دوزخ میں جانے کے اسباب اور بہشت و نجات میں جانے کی روکیں مل جائیں گی۔ اس لئے ایک میزان کی ضرورت پڑی۔ مگر یہ میزان دکانداروں کے ترازو سے یا ریلوے والوں کی ماپ تول سے نرالی ہے۔ دیکھو ۱۔ سموئیل ۲ باب ۳۔ یہ ترازو خدا کے عدل اور قدوسیت کی ترازو ہے۔ نیک اعمال کی زیادتی میں ایمان کی قوت ظاہر ہے اس لئے وہ ایمان بڑے فضل کا لینے والا ہوا۔ اور مساوات اور کمی کی صورت میں قرآن کی اس امید بھری آیت سے

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ۔ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ (توبہ: ۱۰۲)

امید ہے کہ خداوندی رحم اس کے غضب پر سبقت لے جاوے اور اس کا فضل بچا لے۔ الٰہی فضل کبھی کسی شفیع کو اپنے پہنچنے کیلئے ذریعہ بنا لیتا ہے۔ اہلِ اسلام میں بے اذن شفاعت ثابت نہیں۔ اور جب اذن سے شفاعت ہوئی۔ تو وہ شفاعت حقیقت میں فضل ہو گیا۔ یہی فضل نجات کا باعث ہے اور اس بالاِذن شفاعت کا ثبوت جیسے خدا کے رحم اور فضل نے گنہگار کے بچانے کیلئے تحریک دی۔ قرآن میں یہ ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ۔ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔ (نساء: ۶۵)

یاد رکھو جب نیک اعمال کثرت سے نہیں ہوتے۔ اور ایمانی قوت کا قوی ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ اس وقت بڑے فضل کو یہ چھوٹا سا ایمان نہیں کھینچ سکتا اور فضل لینے کے سبب میں کمزوری ہوتی ہے اس لئے باری تعالیٰ کا رحم اور کرم چھوٹے سے ایمان کے ساتھ کسی شفیع کی شفاعت اور داعیوں کی دعا کو ملا دیتا ہے اور اس کمزور ایمان کو اس ذریعہ سے قوت دیکر فضل کے لائق بنا دیتا ہے۔ بلکہ صرف ایمان ہی ابدی سزا سے بچانے کیلئے اس فضل کو لے لیتا ہے۔ جس کے ساتھ انسان دوزخ کی ابدی سزا سے بچ جاوے! پادری صاحب! پولوس بھی کیا کہتا ہے۔ پھر اگر فضل سے ہے تو اعمال سے نہیں۔ نہیں تو فضل فضل نہ رہے گا اور اگر اعمال سے ہے تو پھر فضل کچھ نہیں۔ نہیں تو عمل عمل نہ رہے گا۔ نامۂ رومیاں ۱۱ باب ۶۔

پادری صاحبان! آپ کو عہدِ جدید میں دکھلا دیا کہ آپ کا یہ سوال کہ نجات اعمال سے ہے یا شفاعت سے کیسا کمزور ہے۔ نجات نہ اعمال سے ہے نہ شفاعت سے۔ نجات صرف خدا کے فضل سے ہے۔

ہاں اتنی بات رہی کہ خداوندی فضل کو کون چیز جذب کرتی ہے ۔ اور کس کے ذریعہ ہم محض فضل سے نجات پا سکتے ہیں ۔ تو اس کا جواب یہی ہے کہ ایمان فضلِ ربانی کو جذب کرتا ہے ۔ قرآن فرماتا ہے ۔
فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۔ (نساء ۱۷۶)
اس آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو لوگ ایمان لائے ان کو خداوند کریم فضل و رحمت میں داخل کرے گا ۔

عہدِ جدید بھی یہی کہتا ہے ۔ دیکھو نامۂ رومیاں ۳ باب ۲۸ ۔ کیونکہ ہم نے یہ نتیجہ نکالا ہے ۔ کہ آدمی ایمان ہی سے بے اعمال شریعت کے راست باز ٹھہرتا اور نامۂ رومیاں ۴ باب ۳ ۔ فرشتہ کیا کہتا ہے ۔ یہی کہ ابراہام خدا پر ایمان لایا اور یہ اس کیلئے راست بازی گنا گیا ۔
نجات اور فضل اور ایمان کی مثال بعینہٖ ایسی ہے کہ ایک شخص جس کی آنکھیں تندرست ہیں ۔ ایک ایسے مکان میں جو بالکل بند ہے بیٹھا ہے اور کہیں اُس مکان میں روشنی آنے کا راستہ نہیں ۔ اب اس شخص کو نہایت عزیز اور پیارے دوست کا دیدار مطلوب ہے اور وہ دوست بھی اس مکان میں موجود ہے ۔ اور ظاہر ہے کہ روشنی کے بدوں اپنے دوست کا چہرہ نہیں دیکھ سکتا اور اس دوست کے دیدار سے اس طالب دیدار کے دل اور روح کو کوئی راحت نہیں مل سکتی جب تک روشنی نہ آوے ۔ اور دوست کا چہرہ نہ دکھلاوے ۔ روشنی لینے کے مختلف ذریعے ہیں ۔ یا تو اس مکان میں روشندان نکالے یا چراغ وغیرہ سے کام لے ۔ غرض کوئی چیز روشنی کی جاذب ہی نہیں تو روشنی دیدار لینے میں امداد نہ کریگی ۔ گو روشنی فی الحقیقت دیکھنے کا آلہ ہے ۔ جب روشندان یا چراغ وغیرہ سے روشنی لے ۔ تو دوست کے دیدار سے وہ دیدار کا طالب آرام پا سکتا ہے ۔ ایسا ہی دیدار اور دیدار سے آرام تو نجات ہے ۔ اور وہ روشنی فضل اور کرمِ خداوندی ہے ۔ ایمان ایک روشندان یا چراغ ہے جو فضل کی روشنی کو کھینچتا ہے اور ایمان کو اس روشنی کا جاذب قرآن نے بھی کہا ہے ۔
اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (بقرہ ۲۵۸)
پس جس قدر مومن کا ایمان بڑھتا ہے ۔ اسی قدر وہ بڑے فضل کو جذب کرتا ہے ۔ اور اسے حاصل کرتا ہے جیسے جس قدر روشندان اور فتیلہ بڑا ہوگا ۔ اُسی قدر زیادہ روشنی کھینچے گا ۔ اب اگر کوئی یہ سوال کرے کہ جب ایمان فضل کو بلاتا ہے اور فضل سے نجات ہے تو اعمال کیا ہوئے ؟ کیا اعمال لغو اور بیکار ہوں گے ؟ تو معلوم ہوا کہ سائل نے ایمان اور اعمالِ نیک کا تعلق نہیں سوچا ۔ کیونکہ نیک اعمال اور سچا ایمان ایک دوسرے کو لازم و ملزوم ہے ۔ سچا ایمان نیک اعمال کا بیج ہے ۔ اور اچھے بیج کا ضرور

اچھے بیج کا ضرور اچھا ہی پھل ہوتا ہے۔

پولوس نامۂ رومیاں ۶ باب ۱۵ میں صاف فرماتے ہیں۔ کہ تم فضل کے اختیار میں ہو۔ پس تو کیا ہم گناہ کیا کریں۔ اس لئے کہ ہم شریعت کے اختیار میں نہیں۔ بلکہ فضل کے اختیار میں ہیں۔ ایسا نہ ہو۔ کیا تم نہیں جانتے۔ کہ جس کی تابعداری میں تم اپنے آپ کو غلام کے مانند سونپتے ہو۔ اسی کے غلام ہو۔ جس کی تابعداری کرتے ہو۔ خواہ گناہ کی۔ جس کا انجام موت ہے۔ خواہ فرماں برداری کی جس کا پھل راست بازی ہے۔ بھلا کچھ شک ہے۔ کہ درخت اپنے پھلوں سے ہی پہچانا جاتا ہے۔ بالکل سچ ہے کہ سچا ایمان اچھے اور نیک اعمال کا باعث ہے اور کفر اقسام بدکاریوں کا مثمر۔ انسان کی کمزوریاں کبھی اسے کفر کے باعث فضل کے لینے میں بدنصیب کرکے گناہ کا مرتکب بناتی ہیں۔

اور غفلت کی حالت میں شیطان کڑوے بیج بوتا ہے۔ متی ۱۳ باب۔ اس واسطے عادل خدا کی ذاتِ بابرکات نے اس کی تدبیر فرمائی۔

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔ (الاعراف۔ ۹)

وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۔ (مومن، ۴۱)

کیا معنی؟ کہ جب ایک انسان بد اور نیک اعمال دونوں قسم کے عملوں کا مرتکب ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ اُس میں ایمان اور اس کے مدمقابل کے بیج بوئے گئے ہیں۔ اس لئے میزان کی ضرورت ہوئی۔ تا کہ عدل کی صفت پوری ہو۔ پس جس کے نیک اعمال بڑھ گئے۔ عدل اور رحم اس کا شفیع ہوا۔ اور فضل و کرم سے اس کا بیڑا پار ہو گیا۔ سچ ہے بھلے اور چنگے کو طبیب کی ضرورت نہیں۔ متی ۹ باب ۱۲۔ اور جس کے اعمال نیک اور بد ملے جلے ہیں تو اس کیلئے بھی رحم اور کرم کا پلہ امید ہے کہ فضل سے بھاری ہو جاوے۔

(فصل الخطاب حصہ دوم ایڈیشن دوم صفحہ ۱۳۱ تا ۱۳۷)

اس سوال کے جواب میں کہ "شفیع کی ضرورت ہے تو اس کے شرائط اور وجہ خصوصیت کیا ہے" تحریر فرمایا:-

"شفیع کے شرائط وہی جانے جسے شفیع بنانا ہو۔ یعنی خدا جس کے رحم اور کرم اور فضل نے شفیع بنایا ہو۔ اِلاَّ جہاں جہاں شفاعت کا ثبوت ہے۔ وہاں وہاں قرآن نے وہ شرائط بتلا دیئے ہیں۔ غور کرو۔ انبیاء اور ملائکہ کی شفاعت اُسی کے رحم اور فضل سے ہے۔ اور اسی کے اذن اور اجازت سے دیکھو۔

بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۔ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ۔ (انبیاء: ۲۷، ۲۸)

وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى ۔ (انبیاء : ۲۹)
وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۔ (زخرف : ۸۷)
وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۔ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا ۔ فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۔ (مومن : ۸)
وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ۔ (شوریٰ : ٦)

(فصل الخطاب حصہ دوم ایڈیشن دوم صہ ۱۳۷، ۱۳۸)

اس سوال کے جواب میں کہ "شفاعت کبریٰ اور صغریٰ کی تعریف اور ثبوت کیا ہے" فرمایا :۔
یہ قرآن ہی وہ کتاب ہے جو ہر زمانہ کے فلسفہ میں اپنے آپ کو راست باز ثابت کرتی رہی اور ثابت کریگی جس قدر علوم دنیا میں ترقی پاویں گے ۔ یہ کتاب ان کے سچے اصولوں سے کبھی مخالفت نہ کریگی اور اپنا صدق ظاہر کرنے کو بے تعصب محققوں کو اپنی راستی پر کھینچ لائے گی ۔ اگر حق طلبی مدنظر ہے ۔ اسی سوال کے جواب پر اکتفا کیجئے اور لیجئے ہم آپ کے تمام پہلوؤں کو دیکھ کے جواب دیتے ہیں اور لفظی معنے لکھ کر آیتیں دکھلاتے ہیں ۔ اور دونوں قسم کی شفاعتوں کا قرآن سے ثبوت دیتے ہیں ۔ شفاعت کے معنے سفارش ۔ صغریٰ کے معنے چھوٹی اور کبریٰ کے معنی بڑی ۔ شفاعت صغریٰ چھوٹی سپارش ۔ شفاعت کبریٰ بڑی سپارش ۔ ہاں نہیں سپارش بڑی ۔ چھوٹا اور بڑا ہونا ایک نسبتی امر ہے ۔ جیسے ایک اور تین ۔ ایک تین سے چھوٹا اور تین ایک سے بڑا ۔ اب قرآن سے ثبوت لیجئے اور ثبوت بھی کیسا جس میں یہ بات بھی ثابت ہو جائے گی کہ دونوں قسم کی سفارش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ثابت ہے ۔ پہلے چھوٹی سفارش ۔
وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۔ (نساء : ٦۵)
خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۔ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۔ (توبہ : ۱۰۳)
دیکھو یہاں صرف منافقوں کے گروہ کی شفاعت کا تذکرہ ہے ۔ اس لئے یہ شفاعت صغریٰ شفاعت ہوئی اور کبریٰ شفاعت کا ذکر ان آیات شریف میں ہے جن کے ذریعے آپ بڑے جوش و خروش سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گنہگار ہونے کا استدلال کرتے ہیں ۔ وہ آیات اس قسم کی ہیں ۔ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۔ (محمد : ۲۰) (فصل الخطاب حصہ دوم ایڈیشن دوم صہ ۱۳۹، ۱۴۰)

شفاعت ایک قسم کی دعا ہے اور دعا کا مؤثر ہونا کل مذاہب تاریخیہ میں مسلّم اور دعا کیلئے یا دعا کی قبولیت کیلئے گناہوں سے پاک ہونا ہرگز ہرگز شرط نہیں۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ایڈیشن دوم صـ۱۴۱)

۸۹- وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۹﴾

وَقِيْلِهٖ: یہ عطف ساعۃ پر ہے۔ ۲۔ وہ بمعنے رب یعنی بار بار اس کا کہنا۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صـ۴۸۱)

۹۰- فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ ؕ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۰﴾

فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ: تو ان سے درگزر کر اور سلام کہہ دے۔
(تصدیق براہین احمدیہ صـ۲۷۵)

پھر عفو کر ان سے اور کہہ سلام۔ (فصل الخطاب حصہ اول صـ۸۴)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱۱۔ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ

تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ: قحط کے دن آئیں گے جن کی وجہ سے آسمان دھواں دھار نظر آئے گا۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ ۹ صہ ۴۸۱)

جب ابن صیاد کی بعض مشابہ بہ دجّال شعبدہ بازیوں کا حال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پہنچا آپؐ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اسے پوچھا اَتَشْهَدُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ کیا تو گواہی دیتا ہے۔ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے جواب دیا۔ آپ اُمّیوں کے رسول ہیں۔ پھر اس نے اپنی نسبت سوال کیا تو آپؐ نے جواب دیا کہ مَیں اللہ کے سب رسولوں کو مانتا ہوں۔ اس سے اس احتیاط کا پتہ چلتا ہے جو انبیاء کرتے ہیں۔ یہ اور ان کے پَیرو لوگ کبھی تکذیب کی راہ اختیار نہیں کرتے۔ پھر آپؐ نے پوچھا کہ میرے دل میں اس وقت کیا ہے۔ تو اُس نے کہا دُخ کہا۔ روایات میں آیا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ کا خیال فرمایا تھا۔ ابن عربی نے اپنا ایک ذاتی لطیفہ اس واقعہ کے متعلق لکھا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ ابنِ صیاد کو دُخ بھی معلوم نہ ہوتا۔ مگر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے طور پر بغیر صریح امر ربی تشریف لے گئے تھے۔ مَیں نے اس حکایت سے یہ فائدہ اٹھایا ہے کہ مباحثہ کبھی اپنی خواہش سے نہیں کرنا چاہیئے اور کبھی پہل نہ کرو۔ چنانچہ میرا معمول ہے۔ کہ جب بات گلے پڑ جائے۔ تو پھر مَیں اللہ سے دعا مانگتا ہوں۔ اور خدا کے فضل سے ہمیشہ کامیاب ہوتا ہوں۔ اور مجھے کوئی ایسا واقعہ یاد نہیں کہ مَیں نے کسی مباحثہ میں زک اٹھائی ہو۔ مامورین کی جدا بات ہے۔ انہیں تو اللہ کے حکم سے بعض وقت چیلنج کرنا پڑتا ہے۔ مگر غور سے دیکھا جائے تو ابتداء ان کی طرف سے بھی نہیں ہوتی۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۲ صہ ۸۵)

يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ: اس آیت کے شانِ نزول میں لکھا ہے۔ مکہ میں جب قحط سخت پڑا۔ ابوسفیان آپؐ کے پاس آئے اور کہا تو صلہ رحمی کا حکم کرتا ہے۔ اور دیکھ تیرے باعث ہم کیسے

وبال میں ہیں۔ تو دعا کر۔ آپؐ نے دعا کی۔ جناب یوسفؑ نے تو فرعونی خزانہ سے غلہ دلایا تھا۔ آپؐ نے الٰہی خزانہ سے دلایا۔ (بخاری۔ سورۃ دخان) (فصل الخطاب حصہ اول ایڈیشن دوم صـ۳ۓ)

۱۶۔ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى ۚ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۱۶﴾

اَلْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى: جنگ بدر۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ صـ۴۸۱)

۱۸۔ اَنْ اَدُّوْٓا اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ ؕ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۸﴾

اور ہر آئینہ آزمایا ہم نے ان سے پہلے فرعون کی قوم کو اور آیا اُن لوگوں کو رسول بزرگ کہ حوالے کرو طرف میرے اللہ کے بندوں کو ہر آئینہ میں تم لوگوں کا امانت دار اور رسول۔

(فصل الخطاب حصہ اول صـ۱۵۶)

۲۱۔ اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ ﴿۲۱﴾

اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ: یہ دعا میری مجربہ ہے (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صـ۴۸۱)

۳۰۔ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ﴿۳۰﴾

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ: ۱۔ اہلِ ملک و اہلِ زمین ۲۔ اس وقت بارش کے چند قطرے (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صـ۴۸۱)

۵۰۔ ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ﴿۵۰﴾

عزّت بمعنی ضدّ جاہلیت ہے۔ دیکھو قرآن میں ایک جگہ اس کا استعمال ہوا ہے۔
اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ (البقرہ: ۲۰۷)
یعنی جب اسے خدا سے ڈرنے کو کہا جاتا ہے تو اُسے عزّت (ضد وحمیت جاہلانہ) گناہ پر آمادہ کرتی ہے۔ پس ایسے کیلئے جہنم بس ہے۔

اور عزیز کا لفظ جو اس سے مشتق ہوا ہے۔ قرآن میں (سورۃ دخان) شریر جہنمی پر جب وہ جہنم میں ڈالا جائے گا بولا گیا ہے۔ ذُقْ ۥ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ۔ چکھ کیونکہ تو بڑی حیثیت والا اور بزرگ بنا بیٹھا تھا۔ اور عزیز اور ربّ العزّت کے معنی ایک ہی ہیں۔ پس ربّ العزّت اُس شخص سے مراد ہے جو دنیا میں متکبّر اور جبّار اور بڑا ضدی کہلاتا ہے۔

(فصل الخطاب حصّہ اوّل طبع دوم صفحہ ۱۵۹-۱۶۰)

۵۸۵۷- لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى ۚ وَوَقٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿۵۶﴾ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۵۷﴾

وَوَقٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ۔ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ : اور بچایا ان کو دوزخ کی مار سے فضل سے تیرے ربّ کے۔

(فصل الخطاب حصّہ دوم صفحہ ۱۳۱)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۷- تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۷﴾

فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ : یعنی قرآن مجید کے بعد۔ (تشحیذالاذہان جلد ۸ ۹ صفحہ ۴۸۱)

۱۳- اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۳﴾

سچ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایمان ثریّا پر چلا جائیگا۔ دو مولویوں کا ذکر سناتا ہوں۔ ایک مولوی میرے پاس بڑے اخلاص و محبت سے بہت دن رہا آخر ایک دن مجھے کہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے پاس کوئی تسخیر کا عمل ہے جو آسائش کی تمام راہیں آپ کیلئے کھلی ہیں اور اتنی مخلوقِ خدا آپ کے پاس آتی ہے۔ میں نے کہا۔ عملِ تسخیر کیا ہوتا ہے۔ خدا نے تو فرما دیا کہ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ سارا جہان تمہارے لئے مسخّر۔ اس سے بڑھ کر اور کیا تسخیر ہو سکتی ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ دعا کرے۔ دعا کی عادت ڈالے۔ اس سے کامیابیوں کی تمام راہیں کُھل جائیں گی۔ میری یہ بات سن کر وہ ہنس دیا اور کہا۔ یہ تو ہم پہلے ہی سے جانتے ہیں۔ کوئی عملِ تسخیر بتلاؤ۔ ایک اور مولوی تھا۔ اس نے مجھ سے مباحثہ چاہا۔ میں نے اُسے سمجھایا۔ تم لوگوں کی تعلیم ابتداء ہی سے ایسی ہوتی ہے کہ ایک عبارت پڑھی اور پھر اس پر اعتراض۔ پھر اس اعتراض پر اعتراض۔ اسی طرح ایک لمبا سلسلہ چلا جاتا ہے۔ اس سے کچھ اس قسم کی عادت ہو جاتی ہے۔ کہ کسی کے سمجھانے سے کچھ نہیں سمجھتے۔ میں تمہیں ایک راہ بتاتا ہوں۔ بڑے اضطراب سے خدا تعالیٰ کے حضور دعا کرو۔ اس نے بھی یہی کہا کہ یہ تو جانتے ہیں۔

غرض دعا سے لوگ غافل ہیں حالانکہ دعا ہی تمام کامیابیوں کی جڑھ ہے۔ دیکھو قرآن شریف کی ابتدا بھی دعا ہی سے ہوتی ہے۔ انسان بہت دعائیں کرنے سے منعَم علیہ بن جاتا ہے۔ دُکھی ہے تو شفاء ہو جاتی ہے غریب ہے تو دولتمند۔ مقدمات میں گرفتار ہو تو فتحیاب۔ بے اولاد ہے تو اولاد والا ہو جاتا ہے۔ نماز روزے سے غافل ہے تو اسے ایسا دل دیا جاتا ہے کہ خدا کی محبت میں مستغرق رہے۔ اگر کسل ہے تو اسے وہ ہمت دی جاتی ہے جس سے بلند پروازی کر سکے۔ کاہلی سُستی ہے تو اس سے یہ بھی دور ہو جاتی ہے۔ غرض ہر مرض کی دوا ہر مشکل کی مشکل کشا یہی دُعا ہے۔ (بدر ۲۳ر جنوری ۱۹۰۸ء صفحہ ۱)

۲۰۔ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۰﴾

تقویٰ کے باعث اللہ تعالیٰ متقی کیلئے مکتفی ہو جاتا ہے۔ اور اس سے ولایت ملتی ہے۔ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ۔ (الحکم ۳۱ر اکتوبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۵)

۲۴۔ اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ: تم دیکھتے ہو بعض آدمی اپنی خواہش کو معبود بنا لیتے ہیں۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۱۶۳)

۲۵۔ وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَاۤ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ

مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿۲۵﴾

اور وہ کہتے ہیں۔ ہماری دنیا کی زندگی ہے (یہیں) ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور زمانہ ہی ہمیں ہلاک کرتا ہے۔ انہیں اس بات کا کچھ بھی علم نہیں۔ وہ تو بس اٹکلیں دوڑاتے ہیں۔

(تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۲۴)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۵- قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۭ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۵

مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ: ارضی اشیاء میں سے کوئی ایک بنائی ہو ثابت ہوا۔ مسیحؑ نے چمگادڑ نہیں بنائی۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۸۱)

۶- وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝۶

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ: اور اس سے زیادہ کون گمراہ ہے جو اللہ کے سوا دوسروں کی عبادت کرتا ہے۔ (نورالدین طبع سوم صفحہ ۱۶۱)

۹- اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ

فِيْهِ ؕ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًاۢ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ ؕ وَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۹

کیا کہتے ہیں۔ یہ بنا لایا ہے تو کہہ کہ اگر میں بنا لایا ہوں تو تم میرا بھلا نہیں کر سکتے۔ اللہ کے سامنے کچھ۔
(فصل الخطاب حصہ دوم صہ ۲۹)

۱۰، ۱۱ - قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَ مَاۤ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَ لَا بِكُمْ ؕ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ وَ مَاۤ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۱۰ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ كَفَرْتُمْ بِهٖ وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَ اسْتَكْبَرْتُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۱

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا لطیف ارشاد فرمایا قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ کہہ دو کہ میں کوئی نیا رسول تو نہیں آیا۔ مجھ سے پیشتر ایک دراز سلسلہ انبیاء و رسل کا گزرا ہے۔ ان کے حالات کو دیکھو۔ وہ کھاتے پیتے بھی تھے۔ بیویاں بھی رکھتے تھے۔ پھر مجھ میں تم کون سی انوکھی اور نرالی بات پاتے ہو غرض یہ مامور ایک ہی قسم کے حالات اور واقعات رکھتے ہیں۔ ان پر اگر خدا ترسی اور عاقبت اندیشی سے غور کرے تو وہ ایک صحیح رائے اور یقینی نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے۔ (الحکم ۷ار فروری ۱۹۰۱ء صہ ۶)

ہمارے سید و مولیٰ فرماتے ہیں۔ کہ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ میں کوئی نیا رسول تو نہیں آیا۔ آدم سے لیکر اب تک جو رسول آئے ہیں۔ اُن کو پہچانو۔ ان کی معاشرت۔ تمدن اور سیاست کیسی تھی اور ان کا انجام کیا ہوا؟ اُن کی صداقت کے کیا اسباب تھے۔ اُن کی تعلیم کیا تھی۔ ان کے اصحاب نے اُن کو پہلے پہل کس طرح مانا۔ ان کے مخالفوں اور منکروں کا چال چلن کیسا تھا اور ان کا انجام کیا ہوا؟ یہ ایک ایسا اصل تھا کہ اگر اِس وقت کے لوگ اس معیار پر غور کرتے تو ان کو ذرا سی دقت پیش نہ آتی۔ اور ایک مجدد۔ مہدی۔ مسیح

مرسل من اللہ کے ماننے میں ذرا بھی اشکال نہ ہوتا۔ مگر اپنے خیالات ملکی اور قومی رسوم۔ بزرگوں کی عادات کے ماننے میں تو بہت بڑی وسعت سے کام لیتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے ماموروں اور اس کے احکام کیلئے خدا کے علم اور حکمت کے پیمانہ کو اپنی ہی چھوٹی سی کھوپڑی سے ناپنا چاہتے ہیں۔ ہر ایک امام کی شناخت کیلئے یہ عام قاعدہ کافی ہے۔ کہ کیا یہ کوئی نئی بات لیکر آیا ہے؟ اگر اس پر غور کرے تو تعجب کی بات نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ اصل حقیقت کو اس پر کھول دے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ اپنے آپکو ہیچ سمجھے اور تکبر نہ کرے۔ ورنہ تکبر کا انجام یہی ہے کہ محروم رہے۔ (الحکم ۲۴ رمئی ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۰-۱۱)

ہمارے سید و مولیٰ ہادیٔ کامل محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رسالت اور نبوت کو پیش کرتے ہوئے یہی فرمایا اور یہی آپ کو ارشاد ہوا۔ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ میں تو کوئی نیا رسول تو نہیں آیا ہوں۔ جو رسول پہلے آتے رہے ہیں۔ ان کے حالات اور تذکرے تمہارے پاس ہیں۔ ان پر غور کرو اور سبق سیکھو کہ وہ کیا لائے۔ اور لوگوں نے ان پر کیا اعتراض کئے۔ کیا باتیں تھیں جن پر عمل درآمد کرنے کی وہ تاکید فرماتے تھے اور کیا امور تھے جن سے نفرت دلاتے تھے۔ پھر اگر مجھ سے کوئی نئی چیز نہیں ہے تو اعتراض کیوں ہے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں۔ ان کے معترضوں کا انجام کیا ہوا تھا۔ (الحکم ۳۱ر جنوری ۱۹۰۲ء صفحہ ۵)

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ؛ ان سے کہہ دو کہ میں نے کوئی نیا دعویٰ نہیں کیا۔ نئے رسول کیلئے مشکلات ہوتی ہیں لیکن جس سے پہلے اور رسول اور نواب اور ملوک اور راست باز گزر چکے ہیں اس کو کوئی مشکلات نہیں ہوتیں۔ جن ذرائع سے پہلے راست بازوں کو شناخت کیا ہے۔ وہی ذریعے اسکی شناخت کیلئے کافی اور حجت ہیں۔ تعلیم میں مقابلہ کرے۔ اس کا چال چلن دیکھ لے۔ کہ پہلے راست بازوں جیسا ہے یا نہیں۔ دشمن کو دیکھ لے کہ اسی رنگ کے ہیں یا نہیں۔ آدمی کو ایک آسان راستہ نظر آتا ہے مگر خدا کے فضل سے مجھے محض اللہ ہی کے فضل سے اس آیت کے قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ کے بعد راست باز کی شناخت میں کوئی مشکل نہیں پڑی۔ (الحکم ۱۷ر جنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۲)

شَاهِدٌ کی تنوین واسطے تفخیم و تعظیم کے ہے۔ اور لفظ مِثْلِهٖ قابلِ غور ہے.....
حضرت موسیٰؑ کا قصہ بتکرار قرآن مذکور ہوتا۔ اس امر کا اشارہ اور اظہار کرتا ہے۔ کہ قرآن اپنے رسولِ عربیؐ کو مثیلِ موسیٰ ثابت کرتا ہے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم طبع دوم صفحہ ۲۷)

جو لوگ پیچھے آتے ہیں۔ وہ بڑے خوش نصیب ہوتے ہیں۔ کیونکہ پہلے لوگوں کے حالات ان تک پہنچ جاتے ہیں۔ پس عقلمند ان سے فائدہ اٹھا کر خود ان غلطیوں میں نہیں پڑتے جن میں وہ پڑ کر ہلاک ہوئے بلکہ ان راہوں پر چلتے ہیں۔ جن پر اگلے چل کر فائز المرام ہوئے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صداقت

کی دلیل پیش کی اور لوگوں کو متوجہ کیا کہ مجھ سے پہلے کئی رسول ہو چکے ہیں۔ خصوصًا بنی اسرائیل میں سے ایک عظیم الشان اپنے مثیل ہونے کی گواہی دے چکا ہے ۔ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنۢ بَنِيٓ إِسۡرَٰٓءِيلَ عَلَىٰ مِثۡلِهِۦ ان کے منہاج پر غور کرو تو میرا صدق کھل جائے گا۔ پھر صحابہ کرامؓ سے بڑھ کر ہم خوش قسمت ہیں۔ کہ ہم میں جو ولی اللہ آیا اس سے پہلے ہزاروں اولیاء اللہ گزر چکے ہیں۔ انکی کتابیں ہمارے پاس محفوظ ہیں تمام دنیا کی رسالتیں کھل کر ہم تک پہنچ چکی ہیں۔ مجوسیوں۔ یہودیوں نصرانیوں۔ ہندوؤں کے پیغمبروں اور ان کے مذہب کی کتابیں مل سکتی ہیں۔ پس ایسے وقت میں اگر کوئی تقویٰ سے لبریز دل لے کر غور کرتا ہے تو اس فرستادہٗ الٰہی کی شناخت میں اسے کیا مشکل تھی۔ آسمان سے نزول کے معنے بھی ایلیاء کی پیشگوئی یوحنا میں پوری ہونے سے حل ہو چکے ہیں۔ ملاکی نبی باب ۴ آیت ۵ میں ارشاد ہوتا ہے۔ دیکھو۔ خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں ایلیا نبی کو تمہارے پاس بھیجوں گا اور باپ دادا کے دلوں کو بیٹوں کی طرف اور بیٹوں کے دلوں کو باپ دادوں کی طرف مائل کریگا۔ یہ پیشگوئی ہے۔ اس کے پورا ہونے کا حال متی ۱۱ باب آیت ۷ میں پڑھو۔ الیاس جو آنے والا تھا۔ یہی ہے۔ چاہو تو قبول کرو ۔ انجیل مرقس باب ۹ درس ۱۱-۱۳ میں یہی مضمون ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۷ نمبر ۹ صفحہ ۱۷۹-۱۸۰)

شَاهِدٌ مِّنۢ بَنِيٓ إِسۡرَٰٓءِيلَ ۔ یعنی حضرت موسٰی پیشگوئی فرما چکے ہیں۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۸۱)

۱۶- وَوَصَّيۡنَا ٱلۡإِنسَٰنَ بِوَٰلِدَيۡهِ إِحۡسَٰنًاۖ حَمَلَتۡهُ أُمُّهُۥ كُرۡهًا وَوَضَعَتۡهُ كُرۡهًاۖ وَحَمۡلُهُۥ وَفِصَٰلُهُۥ ثَلَٰثُونَ شَهۡرًاۚ حَتَّىٰٓ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُۥ وَبَلَغَ أَرۡبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوۡزِعۡنِيٓ أَنۡ أَشۡكُرَ نِعۡمَتَكَ ٱلَّتِيٓ أَنۡعَمۡتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَٰلِدَيَّ وَأَنۡ أَعۡمَلَ صَٰلِحًا تَرۡضَىٰهُ وَأَصۡلِحۡ لِي فِي ذُرِّيَّتِيٓۖ إِنِّي تُبۡتُ إِلَيۡكَ وَإِنِّي مِنَ ٱلۡمُسۡلِمِينَ ﴿۱۶﴾

بڑے ہی بدقسمت وہ لوگ ہیں جن کے ماں باپ دنیا سے خوش ہو کر نہیں گئے۔ باپ کی رضامندی کو مَیں نے دیکھا ہے اللہ کی رضامندی کے نیچے ہے اور اس سے زیادہ کوئی نہیں۔ افلاطون نے غلطی کھائی ہے وہ کہتا ہے کہ "ہماری روح جو اوپر اور منزہ تھی ہمارے باپ اسے نیچے گرا کر لے آئے"
وہ جھوٹ بولتا ہے۔ وہ کیا سمجھتا ہے کہ روح کیا ہے۔ نبیوں نے بتایا ہے کہ یہاں ہی باپ نطفہ تیار کرتا ہے پھر ماں اس نطفہ کو لیتی ہے اور بڑی مصیبتوں سے اسے پالتی ہے۔ ۹ مہینے پیٹ میں رکھتی ہے بڑی مشقت سے حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا اسے مشقت سے اٹھائے رکھتی ہے اور مشکل سے جنتی ہے۔ اس کے بعد وہ دو سال یا کم از کم پونے دو سال اسے بڑی تکلیف سے رکھتی ہے اور اسے پالتی ہے۔ رات کو اگر وہ پیشاب کر دے تو بستر کی گیلی طرف اس سے نیچے کر لیتی ہے اور خشک طرف بچے کو کر دیتی ہے۔

انسان کو چاہیئے کہ اپنے ماں باپ (یہ بھی مَیں نے اپنے ملک کی زبان کے مطابق کہہ دیا۔ ورنہ باپ کا حق اوّل ہے اس لئے باپ ماں کہنا چاہیئے) سے بہت ہی نیک سلوک کرے۔ تم میں سے جس کے ماں باپ زندہ ہیں۔ وہ انکی خدمت کرے۔ اور جس کا ایک یا دونوں وفات پاگئے ہیں۔ وہ ان کیلئے دعا کرے۔ صدقہ دے خیرات کرے۔

ہماری جماعت کے بعض لوگوں کو غلطی لگی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ مردہ کو کوئی ثواب وغیرہ نہیں پہنچتا۔ وہ جھوٹے ہیں۔ انکو غلطی لگی ہے۔ میرے نزدیک دعا۔ استغفار۔ صدقہ وخیرات بلکہ حج۔ زکوٰۃ۔ روزے یہ سب کچھ پہنچتا ہے۔ میرا یہی عقیدہ ہے اور بڑا مضبوط عقیدہ ہے۔

ایک صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میری ماں کی جان اچانک نکل گئی ہے۔ اگر وہ بولتی تو ضرور صدقہ کرتی۔ اب اگر میں صدقہ کروں تو کیا اسے ثواب ملے گا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں۔ تو اس نے ایک باغ جو اس کے پاس تھا صدقہ کر دیا۔

میری والدہ کی وفات کی تار جب مجھے ملی۔ تو اس وقت میں بخاری پڑھ رہا تھا۔ وہ بخاری بڑی اعلیٰ درجہ کی تھی۔ میں نے اس وقت کہا۔ اے اللہ۔ میرا باغ تو یہی ہے۔ تو پھر میں نے وہ بخاری وقف کر دی یہ فیروزپور میں فرزند علی کے پاس ہے۔ (الفضل ۲، دسمبر ۱۹۱۳ صفحہ ۱۵)

۳۰- وَإِذْ صَرَفْنَآ إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوٓا أَنصِتُوا ۖ فَلَمَّا قُضِيَ

وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۳۰﴾

نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ ؛ کچھ پہاڑی لوگ تھے ۔ یہودی معلوم ہوتے تھے ۔ نصیبین کے رہنے والے ۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۸ ، ۹ صفحہ ۴۸۱)

۳۱ ۔ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۱﴾

بولے اے قوم ہماری ہم نے سُنی ایک کتاب جو اتری ہے موسٰی کے پیچھے ۔ سچا کرتی سب اگلیوں کو سمجھاتی سچا دین اور راہ سیدھی ۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۲۷)

۳۲ ، ۳۳ ۔ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۲﴾ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۳﴾

اے قوم ہماری مانو اللہ کے بلانے والے کو اور اس پر یقین لاؤ کہ بخشے تم کو تمہارے گناہ اور بچاوے تم کو ایک دُکھ کی مار سے اور جو کوئی نہ مانے گا اللہ کے بلانے والے کو تو وہ نہ تھکا سکے گا بھاگ کر زمین میں اور کوئی نہیں اُس کو اُس کے سوا مددگار اور وہ لوگ بھٹکے ہیں صریح ۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۲۸)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۲- اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَضَلَّ اَعْمَالَھُمْ ﴿۲﴾

خدا تعالیٰ کی ذات اس سے پاک ہے کہ اسے گمراہ کرنے والا کہا جائے۔ اس لئے کہ خود قرآن مجید نے مختلف مقامات میں بڑے بڑے لوگوں اور شریروں کی نسبت کہا ہے کہ وہ گمراہ اور ہلاک کرنے والے ہوتے ہیں چنانچہ (فرمایا) اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَضَلَّ اَعْمَالَھُمْ۔
جو لوگ منکر ہوئے۔ اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ اللہ نے ان کے عمل باطل کر دیئے۔

(نورالدین طبع سوم ص۲۲)

۵- فَاِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ؕ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَثْخَنْتُمُوْھُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ٭ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰی تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَھَا ۚ۟ ذٰلِکَ ؕ وَلَوْ یَشَآءُ اللّٰہُ لَانْتَصَرَ مِنْھُمْ وَلٰکِنْ لِّیَبْلُوَا بَعْضَکُمْ بِبَعْضٍ ؕ وَالَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَلَنْ یُّضِلَّ اَعْمَالَھُمْ ﴿۵﴾

حَتّٰی تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَھَا ۚ۟ : اس جہاد کا منشاء یہ ہے کہ جنگیں

موقوف ہو جائیں۔ (تشحیذالاذہان جلد ۸، ۹ صفحہ ۴۸۱)

غلامی کی نسبت فرمایا:

فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا ....

پس احسان کیجیو۔ پیچھے اس کے اور یا بدلہ لیجیو یہاں تک کہ رکھ دیوے لڑائی بوجھ اپنے

اسلام میں مخالف قیدی جب جنگ سے آتے اور اس وقت ان کا واپس کرنا مصلحت نہ ہوتا۔ تو پرورش اور تربیت کے واسطے مجاہدین کے سپرد کرتے اور حکم ہوتا جو کھانا تم کھاؤ۔ ان کو دو۔ جو تم پہنو۔ ان کو پہناؤ۔ طاقت سے زیادہ کام مت بتاؤ۔ ہاں جیل خانوں اور دریائے شور کے دُکھ نہ دئیے جاتے۔

(فصل الخطاب حصہ اوّل ایڈیشن دوم صفحہ ۵۵)

قیدیانِ جنگ چار قسم کے ہوتے ہیں اور اب بھی چار قسم ہیں اوّل وہ جو شرارت کے سبب سے اس قابل ہی نہیں رہتے کہ امنِ عام کے سخت دشمن نہ ہوں۔ ایسے لوگوں کو قتل کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اب بھی کورٹ مارشل میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ ایسے موذیوں کا زندہ رکھنا ایک ایسے دانت کی مثال ہے جس کے ضرر سے دوسرے دانتوں کو تکلیف پہنچتی ہے۔ اگر نکالا نہ جاوے تو سارے دانتوں پر اس کا برا اثر پڑ کر سب کو تباہ کر دیتا ہے۔ دوسرے وہ قیدی جن کے بدلے روپیہ دیکر یا دوسرے قیدیوں کو چھڑانے کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ ان دونوں کا ذکر قرآن میں یوں آیا ہے۔ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ (بقرہ ۱۹۲) ۲۔ إِمَّا فِدَاءً میں ہے۔ سوم۔ وہ جن کا چھڑانا ہی قرینِ مصلحت ہوتا ہے۔ جن کا ذکر إِمَّا فِدَاءً میں آ گیا ہے۔ چہارم۔ وہ جن کا واپس کرنا یا ان کا بدلہ لینا یا قتل کرنا مناسب نہیں ہوتا۔ ایسے قیدی اب بھی مہذب گورنمنٹوں میں موجود ہیں اور پورٹ بلیئر وغیرہ انہیں سے آباد ہیں۔ ایسے قیدیوں کی اگر شادیاں بیاہ روک دئیے جاویں تو ان کے فطری قویٰ پر کیسا برا اثر پڑتا ہے۔ میرے ایک انگریزی خواں دوست نے ایسا اعتراض کیا تو مَیں نے اس کو قیدیوں کی چاروں مثالوں سے سمجھایا تھا۔ اوّل بیمار دانت کو باندھا جاتا ہے۔ اس کی منجنوں سے مالش کی جاتی۔ پھر کاٹا جاتا۔ پھر اکھاڑ کر باہر پھینک دیا جاتا ہے۔ یہی حال ہے قیدیانِ جنگ کا پس جو قیدی دائم الحبس ہوں ان کو بیاہ سے روکنا تو جائز نہیں۔ پس مرد ہوں یا عورتیں سب کو نکاح کی اجازت ہے۔ (الحکم ۳۱ جنوری ۱۹۰۴ء صفحہ ۴)

۱۴۔ وَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِنْ قَرْيَتِكَ الَّتِي أَخْرَجَتْكَ أَهْلَكْنَاهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ﴿۱۳﴾

اور کتنی تھیں بستیاں جو زیادہ تھیں زور میں اس تیری بستی سے۔ جس نے تجھ کو نکالا۔ ہم نے ان کو کھپا دیا پھر کوئی نہیں اُن کا مددگار۔ (فصل الخطاب حصّہ دوم ص۹۹)

۱۶- مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ، فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ، وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ، وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى، وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَ مَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ، كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۶﴾

حالت اس بہشت کی جو تقویٰ والوں سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اس میں نہریں ہیں۔ اُس پانی کی جو نہیں سڑتا اور بہتی ہیں نہریں اور نہریں اس دودھ کی جس کا مزہ نہیں بدلتا اور نہریں ہیں شراب کی جس میں مزہ ہے پینے والوں کو اور نہریں ہیں صاف کئے ہوئے شہد کی اور اس میں ہر قسم کا پھل ہے اور معافی ہے انکے خدا کی۔ (فصل الخطاب حصّہ اول ص۱۸۳)

۲۰- فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَ مَثْوٰىكُمْ ﴿۲۰﴾.

ایک عیسائی کے اعتراض " وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ ...... اور اس کے امثال سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا گنہ گار ہونا ثابت ہوتا ہے" کے جواب میں فرمایا:

پھر کیا ہوا۔ سوچو تو سہی۔ مسیحؑ ملعون بنیں اور انکی الوہیت اور خدائی میں بٹہ نہ لگے بایں ہمہ گنہگار کہ تمام عیسائیوں کے معاصی سے گنہگار ہوئے اور بقول ایوب عورت کے شکم سے نکل کر صادق نہیں ٹھہر

سکتے تھے۔ دیکھو ایوب وہ جو عورت سے پیدا ہوا کیا ہے کہ صادق ٹھہرے۔ ۱۵ باب ۱۴ ایوب
پھر مریم جب بگناہ موروثی آدم گنہگار تھی تو مسیحؑ کو کوئی پاک نہیں ٹھہرا سکتا۔ کون ہے جو
ناپاک سے پاک نکالے۔ کوئی نہیں۔ ایوب ۱۴ باب ۴۔ اور پھر عیسائیوں میں تمام آدمی آدم کے گناہ سے
گنہگار ہیں اور آدم کا گناہ عورت سے شروع ہوا۔ تو مریم اور اس کا بیٹا کیسے محفوظ رہ سکتے ہیں؟ پس
گنہگار اگر الوہیت سے معزول نہیں تو گنہگار نبوت اور رسالت سے کیسے معزول ہو سکتا ہے۔

اور سنو! کتب مقدسہ کا محاورہ ہے۔ مورث اعلیٰ کا نام لے کر قوم کو مخاطب کیا جاتا ہے۔ دیکھو یترون
(یعقوب) موٹا ہوا۔ اور اس نے لات ماری۔ تو تو موٹا ہو گیا۔ چربی میں چھپ گیا۔ خالق کو چھوڑ دیا۔ استثناء ۳۲
باب ۹-۱۰ یعقوب کو جیسی اس کی روشیں ہیں۔ سزا دیگا۔ ۱۱ باب ۲ ہوشیع۔ یعقوب کو اس کا گناہ اور اسرائیل
کو اس کی خطا جتاؤں۔ میکہ ۳ باب ۸۔ یہ تو عہد عتیق کا محاورہ سنایا۔ اب عہد جدید کو سنئے۔ اس نے تو حد کر دی
سنو! سنو!

مسیحؑ نے ہمیں مول لے کر شریعت سے چھڑایا کہ وہ ہمارے بدلہ سے لعنت ہوا۔ نامہ گلتیاں ۳ باب ۱۳
۲۔ قرنتی ۵ باب ۲۱۔

پس میں کہتا ہوں جب صاحب قوم قوم کے گناہ سے گنہگار کہا جاتا ہے۔ اور جب قوم کو صاحب قوم کے
نام سے مخاطب کیا جاتا ہے۔ تو آپ نے ان آیات میں جن سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا گنہگار ہونا ثابت کرتے ہیں
اس امر کو کیوں فروگزاشت کئے دیتے ہیں بایں ہمہ جن آیات سے آپ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت الزام
قائم کرتے ہیں۔ ان میں یقینی طور پر بلحاظ عربی بول چال کے اعتراض ہو ہی نہیں سکتا۔ مثلاً سوچو۔ آیت
وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ میں ہم کہتے ہیں۔ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ والا واؤ عطف تفسیری
کا واؤ ہے۔ اور واؤ تفسیری خود قرآن میں موجود ہے۔ دیکھو سورۂ رعد۔

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ (رعد: ۲)
تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ (حجر: ۲) (فصل الخطاب حصہ اول طبع دوم صفحہ ۱۶۷-۱۶۸)

۲۳- فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ﴿۲۳﴾

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ: میں جب یہ آیت پڑھتا ہوں۔ یزید یاد

آجاتا ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ ۔ ۹ صد ۴۸۱)

۳۳۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى ۙ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ﴿۳۳﴾

وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ، ان کی کوششیں بارآور نہ ہوں گی الا مگر دنیا میں۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۹ ۔ ۹ صد ۴۸۱)

۳۶۔ فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْۤا اِلَى السَّلْمِ ۖۗ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۖۗ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۶﴾

جس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اِتّباع کا ان کو دعویٰ ہے ۔ ان کا تو یہ حال تھا۔ کہ جب ایک جنگ میں بعض صحابہ کی غلطی سے مومنوں کے پاؤں اُکھڑ گئے تو آپ تن تنہا جس طرف سے تیروں کی بوچھاڑ ہو رہی تھی ۔ بڑھے اور
اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ ۞ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ
کا نعرہ لگانا شروع کیا۔ دیکھو صاحب ۔ لڑائی ہے تو مجھ سے ہے ۔ مَیں موجود ہوں ۔ اگر کوئی جاتا ہے تو جائے میں میدانِ جنگ میں موجود ہوں ۔ یہ تھا آپؐ کا استقلال ۔ اور یہ بھی آپ کی ہمت ۔ یہ تو نبوت کے وقت کا ذکر ہے ۔ اس سے پہلے بھی آپ نے نوجوانی کے عالم میں اپنی بے عدیل بیدار مغزی کا ثبوت دیا۔ آپؐ نے نوجوانوں کی ایک انجمن بنائی ۔ جس کا نام تھا مظلوموں کی حمایت ۔ ایک مظلوم آپ کے پاس آیا۔ جس کی شکایت اس نے کی ۔ وہ بڑا آدمی تھا۔ کوئی اسے کہنے کی جرأت نہیں کرتا تھا۔ آپ خود گئے اور کچھ ایسے دل آویز طریق سے تقریر کی کہ اس کا حق اسے دلا دیا۔ اسی طرح قیصر روم کی طرف سے ایک شخص مقرر ہوا کہ وہ جوڑ توڑ کر کے عرب پر قیصرِ روم کا اثر بڑھا دے اور یہ ملک اس کے قبضہ میں آجائے ۔ آپؐ نے فوراً اسے بھانپ لیا اور اس قومی نمک حرام کو پیش کر دیا۔ پس اے دوستو! تم اس نبی کی اُمّت ہو۔ تو ایسا ہی حزم و احتیاط ۔ ہمت ۔ استقلال اور محبت اختیار کرو۔ فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْۤا اِلَى السَّلْمِ ۖۗ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۖۗ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۲ ۔ ۴ صد ۱۶۵)

۳۹- هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ [۳۹]

انسان محتاج ہے کھانے پینے کا۔ مکان کا۔ غرض ذرہ ذرہ میں خدا کے حضور اس کی احتیاج ہے چنانچہ اس نے فرمایا وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ حقیقی غنی اللہ کی ذات ہے۔ اور سراپا احتیاج انسان۔ جو احتیاج میں ہے اس کے برابر کوئی ذلیل نہیں۔ اسی لئے حکم ہے اسے۔ خدا کے حضور تذلل کا۔ پھر انسان اپنے وجود میں۔ اپنے بقاء میں۔ دفعِ امراض میں۔ رنج و راحت۔ عُسر و یُسر۔ غرض ہر حالت میں اللہ کا محتاج ہے۔

پس اللہ کا نام انسان کو یہ سمجھاتا ہے۔ کہ حقیقی معبود، حقیقی مطاع۔ حقیقی غنی وہی ذات ہے اور حقیقتاً محتاج۔ حقیقتاً ذلیل۔ حقیقتاً مطیع وہ انسان ہے جس کو اللہ نے پیدا کیا۔ اور جو اپنے بقا میں ہر آن اس کے فضل کا محتاج ہے۔ اس فضل کے جذب کیلئے اطاعت فرض ہے۔

(بدر ۳۰ ؍ دسمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۲ ؍ صفحہ ۱)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۲،۳ - اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ﴿۱﴾ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۲﴾

ہجرت سے چھٹے سال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک رؤیا ہوا۔ کہ ہم مع صحابہ مکہ میں گئے ہیں اور عمرہ کے بعد حلق کروا رہے۔ اس بناء پر آپؐ نے پندرہ سو کے ہمراہ مکہ کی طرف کوچ کیا۔ حدیبیہ کے پاس مقام فرمایا۔ ادھر سے مکہ کے لوگ مقابلہ کو نکل آئے۔ آپؐ نے فرمایا آپ سے لڑنے کیلئے نہیں آئے۔ آپ ہم کو اجازت دیں کہ بیت اللہ کا طواف کر کے چلے جائیں۔ اس پر بڑا لمبا مباحثہ ہوا۔ آخر یہ قرار پایا کہ ایک عہدنامہ لکھا جائے دو فہرستیں تیار ہوں۔ ایک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان قبیلوں کے نام ہوں جو ان کے ساتھ ہیں اور ایک طرف مشرکین اور ان کے ہمراہی قبیلوں کے نام ہوں۔ دوم یہ کہ اس سال آپ واپس تشریف لے جائیں اور آئندہ سال حج کیلئے آویں۔ آپؐ نے اسے منظور فرمالیا۔ حالانکہ صحابہؓ سے بہت اس پر راضی نہ تھے۔ سوم یہ کہ اگر کوئی ہم (مشرکین) میں سے مسلمان ہو جائے۔ تو وہ آپ ہمراہ نہ لے جائیں۔ اور نہ مدینہ میں رہنے دیں اور اگر آپ (نبی کریمؐ) میں سے کوئی مرتد ہو جائے تو ہمیں واپس دیا جائے۔ اسے بھی آپؐ نے مان لیا۔ حضرت عمرؓ خصوصیت سے اس پر گھبرا رہے تھے۔ چہارم یہ کہ جب بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اور محمد رسول اللہ لکھنے لگے تو مشرکین مانع ہوئے اور کہا کہ ہم اگر آپ کو رسول مانتے تو یہ جھگڑا ہی کیوں کرتے یہ لفظ چونکہ لکھے جا چکے تھے۔ حضرت علیؓ کو ان کا مٹانا گوارا نہ تھا۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خود مٹا دیا۔ یہ چار شرطیں ایسی تھیں کہ صحابہؓ کو ان پر بڑا قلق تھا۔ ایسی حالت میں یہ سورۃ نازل ہوئی۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا۔ اب بتاؤ۔ اس وقت اس پیشگوئی کا سمجھ میں آنا آسان تھا ہرگز نہیں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۷ نمبر ۴ صفحہ ۱۸۰)

ایسی بشارات حسب کتبِ مقدسہ ضرور ہوا کرتی ہیں۔ دیکھو متی۔ پطرس نے جب کہا۔ ہم نے تیرے لئے سب کچھ چھوڑ دیا۔ تو مسیحؑ نے فرمایا۔ تم بادشاہت کے وقت بارہ ۱۲ تختوں پر بیٹھو گے۔ ۱۹ باب ۲۹ متی۔
اگر کہو مسیحی بشارات اور پطرس کی خوشخبری مشروط تھی۔ بدوں شرط نہیں۔ تو ہم کہتے ہیں۔ مسیحی اور پطرس کی شرط کا تو ذکر انجیل میں نہیں۔ قرآنی بشارات کا خود قرآن میں ذکر ہے۔ دیکھو آیت۔ لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ (زمر: ۶۶) مطلب یہ ہے کہ اگر خاتمہ ایمان پر ہوا تو تیرے گناہ معاف ہیں۔
اور سنو! فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا کے معنے آپ لوگوں کو معلوم نہیں۔ اس آیت شریف کی تفسیر کیلئے قرآن ہی عمدہ تفسیر ہے اور وہ آیت مفسرہ آیت اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ۔ (الم نشرح: ۲، ۲) ہے۔ فتح سے مراد ہے۔ دل پر علوم باری اور آسمانی بادشاہت کے اسرار کا کھولنا اور جب وہ کھلتے ہیں تو توبہ اور خشیت اور خوف الٰہی پیدا ہوتا ہے۔ جس کے باعث گناہ نہیں رہتے۔ انسان نئی زندگی پاتا ہے۔ نیا جلال حاصل کرتا ہے۔
ایک اور جواب سنئے مسیح حواریوں کو فرماتے ہیں۔ جن کو تم بخشو۔ ان کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اور جنہیں تم نہ بخشو گے۔ نہ بخشے جائیں گے۔ یوحنا ۲۰ باب ۲۳۔ بھلا جہاں ماچھیوں اور لوریوں کو گناہ بخشنے کا اختیار ہے۔ وہاں باری تعالیٰ کو ایک خاتم الانبیاء کے گناہ بخشنے کا اختیار کچھ تعجب انگیز اور محلِ انکار ہے؟ ہرگز نہیں! بیشک اللہ تعالیٰ نے نبیٔ عرب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتوحات دیں۔ ظاہری فتوح فتح مکہ وغیرہ جس کے ظہور سے بت پرستی کا استیصال اس شہر سے کیا۔ عرب جیسے بت پرست ملک سے ابد کیلئے ہوگیا۔ اور تمام دنیا میں توحید ربوبیت کے علاوہ توحید الوہیت کا شور مچ گیا اور مختلف قبائلِ عرب لوٹ مار کرتے۔ شراب خوری اور جوئے بازی پر فخر بگھارتے۔ سراسر اخلاق مجسم پورے موحّد ہو کر نیک چال پر آگئے۔ اتنی ہدایت پھیلانے سے ہادی کے گناہ معاف نہ ہوئے ہوں؟ بالکل عقل کے خلاف! اور فتوحات باطنی کا حال آگے لکھ چکا ہوں۔
(فصل الخطاب حصہ اول طبع دوم ص ۱۶۹-۱۷۰)

۷ تا ۱۰ - وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ۔ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝

اور اللہ سزا دیگا منافق مرد و عورت اور مشرک مرد و عورت کو جو اللہ کی نسبت بدظنی رکھتے ہیں۔ انہیں کے اوپر برائی کا پھیر ہے اور اللہ ان پر ناراض ہوا اور ان پر لعنت کی اور ان کیلئے جہنم تیار کیا۔ اور وہ بُرا ٹھکانہ ہے (یہ لوگ اپنی دولت۔ کثرت اور قوت پر فریفتہ نہ ہوں اور اپنے موجودہ وقت کو جس سے سزا ابھی غائب ہے۔ سردست آرام کا زمانہ تصور فرما کر مغرور نہ ہو جاویں۔ ان کو سزا دینا۔ ان کا استیصال کرنا اور عقل و فکر انسان سے باہر نا اندیشیدہ سامانوں کا ہلاکت کے بہم پہنچانا ہم پر کچھ دشوار نہیں ہے سب اسباب ہمارے ہیں اور اسباب کے خالق ہم ہیں) اور آسمان و زمین کے لشکر اللہ کے قبضے میں ہیں اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ ہم نے تجھ کو (اے نبی) شاہد۔ مبشر۔ نذیر بھیجا ہے (اب ضرور ہے کہ تم لوگ) اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اسے (رسول کو) قوت دو اور اس کی تعظیم کرو۔ اور صبح و شام اللہ کے نام کی تقدیس کرو (تصدیق براہین احمدیہ صـ۲۳۶)

۱۱۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ۔ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۔ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۔ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

یقیناً جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے۔ اب جس نے عہد کو توڑ دیا وہ جان لے کہ وہ عہد شکنی کی سزا پاوے گا۔ اور جس نے پورا کیا اسے جس پر اس نے اللہ سے معاہدہ کیا ہے تو عنقریب اللہ اسے اجر عظیم دیگا۔ (تصدیق براہین احمدیہ صـ۲۳۶)

اپنے اس عظیم الشان معاہدہ کو اپنے پیشِ نظر رکھو۔ یہ معاہدہ تم نے معمولی انسان کے ہاتھ پر نہیں کیا خدا تعالیٰ کے مُرسل مسیح و مہدی کے ہاتھ پر کیا ہے۔ اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ خدا کے مُرسل ہی نہیں خدا کے ہاتھ پر کیا ہے۔ کیونکہ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ آیا ہے۔ (الحکم، ۱۷ مئی ۱۹۰۵ء صٓ)

۱۹ تا ۲۱۔ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۱۹﴾ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۲۰﴾ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۲۱﴾

صحابہؓ بہت سعید تھے۔ وہ خدا کے وعدوں پر ایمان لائے۔ تو مندرجہ ذیل انعامات سے سرفراز ہوئے۔
ایمان بالغیب کے انعامات۔ ۱۔ اللہ تعالیٰ راضی ہوا (لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ) مومنین کہلائے۔

شیعہ اس مقام پر غور کریں جو صحابہ کو منافق قرار دیتے ہیں۔ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ سے ظاہر ہے کہ ان کے دلوں میں بھی خلوص ہی بھرا ہوا تھا۔

خیبر کی فتح (وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا) ۳۔ بہت سی غنیمتیں ملیں (مَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا) ۴۔ سکینہ کا نزول (فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ)۔ وَهُوَ الَّذِيْ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ سے اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ کے معنے حل ہوتے ہیں۔ کہ تابوت سے مراد وہ دل ہیں مطلب یہ ہے کہ ان کے دلوں میں اس خلافت سے اطمینان

پیدا ہوجائے گا۔ ۵۔ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ۔ لوگوں کی دست اندازی کو روکا۔ لڑائی نہ ہونے دی۔ ۶۔ صراطِ مستقیم کی ہدایت فرمائی۔ (وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا) ۷۔ پھر اسی صبر و اطاعت کیوجہ سے (وَاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا (الفتح ۲۲) اور انعامات سئے جن کا ان حالات میں وہ اندازہ نہ لگا سکتے تھے۔

وہی شرائط جو اس وقت نقصان دہ اور موجبِ ہتک معلوم ہوتی تھیں۔ اس عظیم الشان فتح کا موجب ہوگئیں۔ جو مسلمان مرتد ہوتا وہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی جماعت کے کام کا نہ تھا۔ اس کے جانے سے انہیں کیا نقصان اور جو مشرکین میں سے مسلمان ہوتا وہ مکہ میں رہتا۔ تو دوسروں کی ہدایت کا موجب بنتا۔ پھر یہ فائدہ ہوا۔ کہ ابو بصیر مسلمان ہو کر مدینہ بھاگ آیا۔ دو آدمی مکہ سے اس کو پکڑنے کیلئے روانہ ہوئے جب حضور رسالتِ مآب میں پہنچے تو آپؐ نے حکم دیا کہ ابو البصیر واپس چلا جائے۔ اس نے بہتیرے عذر کئے۔ مگر آپؐ نے فرمایا۔ ہم معاہدہ کے خلاف نہیں کریں گے۔ راستہ میں اس نے اپنے محافظ مشرکوں میں سے ایک کی تلوار لے کر ایک کو مار دیا۔ دوسرا پھر فریاد کرتا ہوا آیا۔ ابو بصیر بھی پہنچ گیا۔ آپؐ نے اسے کہا۔ تو لڑائی کرانا چاہتا ہے میں تجھے واپس بھجوا دوں گا۔ یہ سن کر وہ وہاں سے بھاگ گیا اور ایک جگہ پر ڈیرہ بنا لیا۔ اب جو مسلمان ہوتا مکہ سے بھاگ کر ان کے پاس آجاتا اور رفتہ رفتہ انکی ایک جماعت بن گئی۔ چونکہ وہ مکہ والوں کے نکالے ہوئے تھے اس لئے انہوں نے اپنے اخراجات خوراک وغیرہ کیلئے مکہ ہی کے قافلوں سے اپنا حصہ لینا شروع کیا۔ اس طرح پر یہ شرط ان مشرکین کیلئے موجب ضرر ہوئی۔ اور وہ نبی کریمؐ کی خدمت میں آئے کہ آپؐ اپنے آدمیوں کو بلوا لیجئے۔ ہم اس شرط کو توڑتے ہیں۔

دوم۔ ان فہرستوں کے لکھوانے کا فائدہ یہ ہوا۔ کہ خزاعہ پر جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت میں تھے۔ بنو بکر وائل نے حملہ کیا اور مشرکین نے ان کا خفیہ خفیہ ساتھ دیا۔ خزاعہ میں سے دو آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور فریاد لے کر حاضر ہوئے۔ ادھر مکہ والوں نے بھی اپنا ایک سردار بھیج دیا۔ کہ معاہدہ نئے سرے سے ہو۔ کیونکہ میں اس وقت موجود نہ تھا۔ اس طرح پر وہ معاہدہ آپ ہی انہوں نے اپنے عمل اور اپنے قول سے توڑ دیا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ مکہ پر چڑھائی کی اور اس طرح پر خدا کا کلام اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا پورا ہوا۔ اور اسی فتح کے ذریعے ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہر قسم کے عیبوں اور ان الزاموں سے پاک ہے۔ جو آپ کی ذات سے منسوب کئے جاتے تھے لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ کے یہی معنے ہیں کہ تیری ذات پر جو الزام یہ مکی ہجرت سے پہلے یا پیچھے لگاتے تھے۔ وہ سب دور ہوجائیں۔ دوسرے معنے یہ ہیں کہ ان مشرکین نے جو تیرے گناہ اس

وقت کئے تھے جبکہ تو (اے نبیؐ) پہلے مکہ میں رہتا تھا اور پھر وہ قصور جو اس وقت کئے جبکہ تو مکہ سے چلا آیا اس فتح کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ان کو معاف کردے چنانچہ جب وہ مشرکین پکڑے حضور رسالت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے فرمایا۔ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ تم پر آج کے دن کوئی الزام نہیں۔ اللہ تمہیں بخشے اور وہ بڑا رحم کرنے والا ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۲ صفحہ ۱۸۱-۱۸۲)

۲۵۔ وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ﴿۲۵﴾

كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ : یہ حدیبیہ کا ذکر ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۹ صفحہ ۴۸۱)

۳۰۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ؗ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۖۛ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ ۛ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۰﴾

اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ...... ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ : - وہ بڑے

مضبوط ہیں۔ کفار کا اثر قبول نہیں کرتے۔ ہاں آپس میں ایک دوسرے سے نیک متاثر ہوتے ہیں۔ تو ان کو عبادت گزار۔ اللہ کے فضل ورضوان کا امیدوار پائے گا۔ فرملی بیداری کے آثار انکے چہروں سے ظاہر ہیں۔ دیکھو ۳۳ باب استثناء آیت ۲۔ خداوند کریم سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا۔ فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا۔ اور ان کے دہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت ان کیلئے تھی۔ ہاں۔ وہ اس قوم سے بڑی محبت رکھتا ہے۔ اس کے سارے مقدس تیرے ہاتھ میں ہیں اور وہ تیرے قدموں کے نزدیک بیٹھے ہیں اور تیری باتوں کو مانیں گے۔

اور وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ ...... لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ اس کیلئے دیکھو متی باب ۱۳ آیت ۳۱، ۳۲۔ وہ ان کے واسطے ایک اور تمثیل لایا۔ کہ آسمان کی بادشاہت خردل کے دانہ کی مانند ہے۔ جسے ایک شخص نے لے کر اپنے کھیت میں بویا۔ وہ سب بیجوں میں چھوٹا ہے۔ پر جب اُگتا۔ تو سب ترکاریوں سے بڑا ہوتا۔ اور ایسا پیڑ ہوتا ہے کہ ہوا کی چڑیاں آکے اس کی ڈالیوں پر بسیرا کریں۔
(تشحیذ الاذہان جلد ۷ ۱۲ صفحہ ۱۸۲-۱۸۳)

ـــــــــــــــ

لـ رائی۔ مرتب

اِنڈیکس

مرتبہ: سیّد عبدالحی

اِنڈیکس مضامین ۳

اسماء ۱۹

مقامات ۳۳

حل اللّغات ۳۹

انڈیکس مضامین

ا

آریہ دھرم ۲۴، ۵۰، ۵۱، ۲۷۰
قوم کی اصلیت ۴۷

عقائد

تمام مخلوق کے اصول چھ چیزوں کو مانتے ہیں عناصر اربعہ۔ آکاش اور جیو ۵۲۵
خدا کے ساتھ پانچ امور کو شریک اور غیر مخلوق مانتے ہیں ۶، ۳۶۵
آریہ لوگ صرف آریہ ورت کو خدائی صفات کی جلوہ گاہ مانتے ہیں ۴۴۸
نیوگ ۴۱۴
آریہ عقائد کی تردید ۲۴۰
توحید کی تعلیم میں اسلام سے متاثر ہوئے ۴۱۶
تقدیر کے مسئلہ میں آریہ اسلام کے مخالف نہیں ہو سکتے ۲۳۸
بُت پرستی کے عقائد کو چھوڑ چکے ہیں ۱۵۴
انکو ماننا پڑتا ہے کہ مادہ اور روح کا خالق اللہ تعالیٰ ہے ۲۳۶
حروف مقطعات کا استعمال ۲۷۵

اسلام کی مخالفت

اسلام پر ظلم ۲۷۴
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات ۱۸۴
آریوں کے اسلامی پردہ پر اعتراضات کا جواب ۴۲۱
لیکھرام کے واقعہ پر مخالفت کی آگ بھڑکانا ۱۳۰

آسمان آسمان کے سات درجے ۱۷۴

ابتلاء
ابتلاؤں اور آزمائشوں کا آنا ضروری ہے ۳۲۹

اجازت کسی کے گھر میں داخل ہونے کیلئے اجازت طلب کی جائے ۲۱۱
اجتہاد اجتہادی غلطی ۴۷۴
احتیاج انسان کی احتیاج ۴۴۷
احسان احسان کی تعریف ۳۵۹
وہ درجہ احسان جسے تصوف کہتے ہیں ۲۱۸
احسان کرنیوالوں کیلئے قرآن مجید موجب ہدایت و رحمت ہے ۳۵۹
ہر محسن کو حکم اور علم بخشا جاتا ہے ۳۶۰
محبت احسان سے پیدا ہوتی ہے ۱۹۲
اختلاف اختلاف ایک فطری امر ہے ۲۵۵
بنیادی وجہ اور دور کرنیوالے امور ۳۲۰
اختلاف دور کرنے کی دعا ۵۰۶
اخلاص اخلاص کی حقیقت ۱۹۰
اخوت خدا تعالیٰ کے بعض فیضان جماعت و اخوت کے ساتھ خاص ہیں کہ بغیر اس اخوت کے وہ نازل ہی نہیں ہو سکتے ۴۷
ادب حفظ مراتب کی تعلیم ۹۰، ۲۹۰
حصول علم کیلئے طریق ادب ۲۹
ماتحتوں سے کلام کا طریق ۲۶۲
طریق ادب کا ایک سبق ۳۲
فرعون کے جادوگروں کا ادب ان کے کام آیا ۹۵
اہلِ نملہ کی طرف سے حضرت سلیمان کا ادب ۲۸۶
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی کا ادب ۲۹
ارتداد
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عرب میں ارتداد کی لہر ۲۲۳، ۲۲۹
استغفار مغلق ابواب الشر ہے ۱۳۴
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار کی حقیقت ۵۸۴
استقامت نزولِ ملائکہ کیلئے رَبُّنَا اللّٰہُ کے اقرار کے ساتھ استقامت شرط ہے ۵۳۹
استقامت کامیابی کی شرط ہے ۳۸۴

اسلام
سب سے بڑی نعمت اور عزت و شرافت کا موجب ۲۳۰
اسلام کو سانپ سے تشبیہ دی گئی ہے ۸۸
اسلام کے غلبہ کے دو طریق ۱۵۴
دوسرے مذاہب پر اسلام کا ایک عظیم احسان ۱۵۶
مخلوق اسلام کے مقدس مذہب کی طرف آ رہی ہے ۱۵۵
اسلام کا منشاء ۴۷۱
اسلام کی راہ اور اسکے حصول کے طریق ۳۵۶
اسلام کی کامیابی کا آغاز۔ جنگ بدر ۴۲۵
غزوۂ احزاب کے موقعہ پر مسلمانوں کی نازک حالت ۳۹۵، ۳۹۶
تمام دنیا کے مشہور معابد اسکے نام پر فتح ہوئے ۴۵۸

فضائل

سوائے اسلام کے کسی مذہب کا نام اس کی الہامی کتاب نے نہیں رکھا ۱۶۹
خصوصی فضیلت ۲۲۸
مامورین مجددین کی مسلسل بعثت کی خصوصیت ۱۱۵، ۲۲۸
دین اسلام کا محافظ اللہ تعالیٰ ہے ۵۰۲
صداقت کے دلائل ۲۷۶، ۳۲۵

تعلیم

اسلام کے تمام احکام فطرت کے مطابق ہیں ۳۵۶

اسلام کا دوسرا رکن ۱۴۹
توحید کی حفاظت ۲۱۵
اسلامی تعلیم میں ساری دنیا اور ہر قوم میں مُنذِرین کا آنا تسلیم کیا گیا ہے ۴۴۸
غیر مذاہب سے رواداری ۱۵۷
اسلام میں دفاع کے لئے جنگ کی اجازت دی گئی ہے ۱۵۴
دوسرے مذاہب کے معابد کی حفاظت ۱۵۶، ۱۵۷
بزورِ شمشیر پھیلنے کا رد ۱۵۵
اسلام میں دنیا کو بالکل ترک کرنا منع ہے ۳۲۴
اللہ نے اسلامی عبادات کو ساز و بربط سے اور مساجد کو رقص و سرود سے پاک رکھا ہے ۳۳۹
تقدیر کے مسئلے پر یقین دلاتا ہے ۲۳۹
اسلام میں نجات خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہے ۵۶۱
اسلام میں بے باک بننا جائز نہیں ہے ۴۱۴
حنفی مذہب کا ایک نکتہ ۵۴۱

مخالفت

اسلام پر اعتراضات کا رد ۵۴۸
اسلام پر عیسائیوں، برہموؤں اور آریوں کی طرف سے ظلم ۲۷۴
اسلامی پردہ پر آریوں کے اعتراض کا جواب ۴۲۱
اسلام سے مار کر بت پرست اقوام کی صلح ہوئی ۱۵۴

اطاعت

انسانی فطرت میں ہے کہ وہ احسان کرنے والے کی فرمانبرداری کرتا ہے ۳۶۹
مولیٰ کریم کی رضا کی راہیں اسکے فضل اور رسول کی اطاعت کے بغیر نہیں ملتیں ۵۳۶
اطاعتِ رسول جاذبِ رحم ہے ۴۳۶
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت واقع میں توکل کی دعا ہے ۱۶۳
ماں باپ کی فرمانبرداری کی تاکید ۳۳۱
حاکمِ وقت کی اطاعت ۱۴۷

اتباعِ حق سے محروم رکھنے والی سوچ ۱۸۷

افتراء

ایک بھی مفتری ایسا نہیں جو تَقَوَّلَ عَلَی اللہ کر کے بچ گیا ہو ۱۸۵

اِفک واقعہ اِفک کی تفصیلات ۲۰۴، ۲۰۶

الہام نیز دیکھئے عنوان وحی

الہامات کا موسم ۱۲۱
رؤیا و الہام سے حصہ پانے کا طریق ۵۳۹
الہامی عبارت کو سمجھنے کیلئے ایک فہمِ سلیم دیا جاتا ہے ۳۲۹
الہام بلند آواز سے بھی ہوتا ہے ۲۵۹
نبی کے وحی و الہام میں شیطان دراندازی نہیں کر سکتا ۱۶۱
بنی اسرائیل کا عقیدہ تھا کہ نبوت اور الہام صرف ان تک محدود ہے ۳۰۱

اللہ تعالےٰ

خدا کی ذات، صفات اور اسماء کے متعلق ہمیں اتنا ہی علم ہو سکتا ہے جتنا وہ خود انبیاء و اولیاء کی معرفت بتائے ۳۴۴
اللہ تعالیٰ کی شناخت میں لغو سے کام لیا گیا ہے ۲۰۲
عربی کے سوا کسی زبان میں خدا تعالیٰ کیلئے اللہ کی طرح کوئی نام مخصوص نہیں ۱۰۶
زمانہ جاہلیت کے اشعار میں بھی اللہ کا لفظ کسی اور پر نہیں بولا گیا ۲۹۷
ہستی باری تعالیٰ کے متعلق جملہ انبیاء کی شہادت ۴۵۸
ہستی باری تعالیٰ کے دلائل ۲۳۶، ۲۵۱
معبود ہونے کا ثبوت ۱۰۱
تمام بحثوں کا خلاصہ یہی نکلے گا کہ اللہ ایک ہے ۴۶۸
اللہ تعالیٰ کے نور کی مثال ۲۱۷
اللہ تعالیٰ کے کلمات ختم نہیں ہو سکتے ۳۷۱
اللہ تعالیٰ کا نمونہ بنانے کی اعتقادی اور عملی صورتیں ۲۰۷

صفاتِ باری تعالیٰ

قرآن میں اللہ کیلئے صفات کا لفظ کہیں نہیں آیا اَسمَاء آیا ہے ۸۳

ایک گروہ اللہ تعالیٰ کو صرف علت العلل سمجھتا ہے ۳۶۱
اللہ تعالیٰ کو جزئیات کا بھی علم ہے ۵۴۳
لاشریک اور خالق ہونے کی دلیل ۲۳۶
جس ذات میں خلق کی طاقت نہیں وہ اپنی غیر مخلوق سے عبادت کروانے کا حق نہیں رکھتا ۲۴۱
مادہ اور روح کا خالق ہونے کی دلیل ۲۳۶، ۲۴۹
اللہ کے تمام کام تدریج سے ہوتے ہیں ۵۳۵، ۵۳۷
صفتِ ربوبیت ۲۸۳
حقیقی غنی اللہ کی ذات ہے ۱۹۴، ۵۸۵
اللہ تعالیٰ کو لطیف و خبیر یقین کرنے سے انسان بدی سے رک جاتا ہے ۳۶۷
ستاری ۳۹۹
عاجز نوازی ۳۹۶
نکتہ نواز اور نکتہ گیر ۱۹۱
قدرتِ نمائی ۳۰۸
غزوہ احزاب کے موقع پر خدائی نصرت کا نظارہ ۴۰۲

تقرب الی اللہ

اللہ کو مقدم کرنے کی تلقین ۳۳۲
تقرب الی اللہ کے سامان ۴۳۷
اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کی شرط محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہے ۴۰۴
اللہ کے ذکر سے ملائکہ سے تعلقات بڑھتے ہیں ۴۱۹
اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا آخری مرحلہ ۲۰۸
اگر والدین خدا کے مقابلہ میں آئیں تو خدا کو مقدم کرو ۳۳۲

امامت امامت کی ضروری صفات ۳۰۸
امامت کی تین شرائط ۳۸۵
امام بننے کے تین طریقے ۳۸۶

امانت

امانت اپنے ماتحت اور رعایا کو بھی کہتے ہیں ۲۰۳

امتحان امتحان کے معنی محنت کا لینا ۲۳۷

اُمّت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میری اُمّت پانچ سو برس بھی نہ رہیگی؟ ۱۷۴
اُمّتِ محمدیہ میں ہمیشہ ایک گروہ سچی تعلیم کا متبع رہے گا ۲۲۸
اس میں ایسے بھی لوگ ہوں گے جو خدا سے الہام پاکر ہادی و امام بنیں گے ۳۸۵

اُمّہات المومنین رضی اللہ عنہن نیز دیکھئے اہل بیت
اَلطَّیِّبَات ۴۰۴
ان کا دل دنیوی مال و دولت کی خواہش کرنے سے پاک کر دیا گیا ۴۰۳
اللہ تعالیٰ کی طرف سے تقویٰ کی زندگی اختیار کرنے کے خصوصی احکام ۴۰۵
مدینہ آنے پر کھانے پینے اور رہائش کی تکلیف ۴۰۵
بی بی ماریہ پہلے عیسائی تھیں اور صفیہ یہودی اس قسم کے عقیدوں سے نبی کریم کی صحبت میں پاک ہوئیں ۴۰۹

انجیل نیز دیکھئے عنوان عیسائیت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایک بشارت ۱۵
ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کے متعلق مسیح علیہ السلام کی تمثیل ۱۴
موجودہ اناجیل نے بھی عیسائی عقائد کو ردّ کیا ہے ۲۴۱

انسان سراپا احتیاج ۲۲۷، ۵۸۵

انشراحِ صدر
حاصل کرنے کا طریق صرف دعا ہے ۳۷۴

انگریز ۵۰
علوم الٰہیات میں کمزور ہیں ۵۱

اہل بیت
قرآن کریم میں تین دفعہ آیا ہے اور تینوں جگہ اس سے مراد بیویاں ہیں ۴۰۹

ایمان
ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں کہ وہ جمیع صفاتِ کاملہ سے موصوف اور تمام بدیوں سے منزہ ہے ۵۴۵
صاحبِ ایمان بننے کے بعد جرأت آتی ہے ۹۷
سچے ایمان اور نیک عمل ایک دوسرے سے لازم و ملزوم ہیں ۵۲۲
ایمان کا پھل نیک اعمال ہیں ۵۶۲
ایمان کیلئے امتحان ضروری ہے ۳۲۹
مومن وہ ہے جو خوشحالی اور تنگ حالی میں خدا کی قضاء پر راضی رہے ۱۴۲
سلوک کی راہ میں مومن کے تمیں مدارج ۲۵۲
ایمان اور فضل ۵۲۲
ایمان، فضل اور نجات کی تمثیل ۵۴۴
ایمان کے ثریا پر جانے کی حقیقت ۵۷۱
مومن اور کافر کا فرق ۹۷
ایمان کو مشروط کرنے والے محروم رہ جاتے ہیں ۵۳۸

ب

بائیبل نیز دیکھئے تورات
بائیبل میں بہشت کا ذکر ۱۴
بیٹے کا لفظ وسیع معنی میں مستعمل ہے ۴۱

بائیکاٹ
بائیکاٹ کی تردید ۳۷۲

بُت پرستی
بُت پرستی کی جڑھ ۳۳۴
بُت پرستوں کا معاملہ خصوصیت سے موجبِ تعجب ہے ۵۲۸

بدظنی بدظنی کے معایب ۱۸۱
بدظنی کرنے کا انجام ۲۰۷
سوءِ ظن کرنے والا ہرگز نہیں مریگا جبتک خود اس بدی میں گرفتار نہ ہو ۱۸۰
سوءِ ظن کرنیوالے کا اثر اسکی اولاد پر بھی ہوتا ہے ۱۸۱
فرعون کی بدظنی نے اسے ہلاک کیا ۹۳

بدی ہر بدی کی ابتداء صغیرہ ہے اور انتہاء کبیرہ ۵۴۸
بدیوں کو دور کرنے کی تدابیر ۱۹۵
اسلامی تعلیم کی رو سے سب سے بڑے بدکار ۵۰۲

برہمو سماج ۳۶۸
بُت پرستی کے عقائد سے باز آنا ۱۵۴
خدا تعالیٰ میں ارسالِ رسل کی صفت نہیں مانتے ۵۵۰
منکرینِ نبوت ہیں ۴۳۶
تمام راستبازوں کو جھوٹا سمجھتے ہیں ۴۵۹
اسلام پر ظلم ۲۷۴
ایک برہمو کے اعتراض کا جواب ۴۹۶
لیکھرام کے واقعہ پر فتنہ کی آگ بھڑکانا ۱۳۰

بہشت نیز دیکھئے جنّت
بائیبل میں بہشت کا ذکر ۱۴

پ

پردہ بہت سی لباس پہننے والیاں ہیں پر خدا کے نزدیک ننگیاں ہیں ۲۳۲
بہت سی عورتوں سے بھی پردہ لازم ہے ۲۱۴، ۲۱۵
پردہ اور برقع ۲۱۳

پُل صراط پُل صراط کی حقیقت ۱۶۳

پیشگوئی
انبیاء قیاس سے پیشگوئیاں نہیں کرتے بلکہ اعلامِ الٰہی سے کرتے ہیں ۱۲۵
پیشگوئی کے پورا ہونے کی صورت کا علم اللہ کو ہی ہے ۵۲۹
قرآن مجید کی پیشگوئیوں کو پورا ہوتے ہوئے دیکھنے کی جلدی نہیں کرنی چاہیئے ۱۰۷
بادلوں کے ذریعہ نشان ظاہر ہونے کی پیشگوئی ۴۲۸
پیشگوئیوں کی بناء پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بعض اعتراضات ۲۴۲

<u>بائیبل کی پیشگوئیاں</u>
حضرت موسیٰ نے تین دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشگوئی کی ہے ۳۱۸
حضرت موسیٰ کی طرف سے اپنے مثیل کی پیشگوئی ۲۳۰
حضرت موسیٰ کی پیشگوئی "خداوند سینا سے آیا" کا پورا ہونا ۵۹۲
موسیٰ کے واقعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی پیشگوئی ۹۸
موسیٰ کی قوم کی طرح مسلمانوں کی بادشاہت کی پیشگوئی ۲۴۴
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت، جنگ بدر

اور قریش کی ہلاکت کے متعلق یسعیاہ نبی کی پیشگوئی ۴۲۵
اہلِ مکہ پر ایک سال بعد عذاب آنے کے متعلق یسعیاہ کی پیشگوئی ۹۱، ۱۱۳
یسعیاہ کی پیشگوئی تھی کہ مکہ پر عذاب آنحضرت کے وہاں سے جانے کے بعد آئے گا ۳۴۲
یسعیاہ نبی کی پیشگوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے ایک سال بعد قریش کے بہادر مارے جائیں گے ۳۰۰
حضرت ایوب کے واقعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفرِ ہجرت کی پیشگوئی ۴۹۱
یرمیاہ کی پیشگوئی کہ عرب قوم بُت پرستی کو چھوڑ دیگی ۴۴۰
انجیل میں مذکور نبی آخر الزمان کے متعلق حضرت عیسیٰ کی پیشگوئی ۵۹۲

قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں

متکبر حکومتوں کی تباہی کی پیشگوئی ۱۰۷
قیصر و کسریٰ کی سلطنتوں کی تباہی کی پیشگوئی ۳۰۳
توحید کے قیام اور دشمنوں کی تباہی کی پیشگوئی ۱۶۰
بُتوں کے بے مددگار ثابت ہونے کی پیشگوئی ۱۲۵
کفار کی لاشیں پرندے نوچیں گے ۲۲۰
کسی جنگ میں بادل برسنے اور فرشتوں کے اترنے کی پیشگوئی ۲۲۵
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ سے نکلنے کے بعد اہلِ مکہ پر عذاب آنے کی پیشگوئی ۱۹۴، ۳۰۰
اہلِ مکہ یَجْمَعُ بَیْنَنَا کی پیشگوئی کو سمجھ گئے تھے ۴۲۴
آنحضرت کا اہلِ مکہ کو فرمانا کہ یہ واقعہ (جنگ بدر) میرے ہجرت کے واقعہ کا ردیف ہوگا ۴۲۴
جنگ بدر کی پیشگوئی ۴۳۳
احزاب کے شکست یاب ہونے کی پیشگوئی ۴۲۷
غزوۂ احزاب میں مکی سورۃ ص کی پیشگوئی کا پورا ہونا ۳۹۵
جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ مِّنَ الْأَحْزَابِ میں ایک پیشگوئی (جو جنگِ احزاب میں پوری ہوئی) ۴۸۱
فتح مکہ کے متعلق پیشگوئی ۹۴
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ واپس لائے جانے کی بشارت ۳۲۷
ایک پیشگوئی کے مکہ میں پورا ہونے کی طرف اشارہ ۴۸۲
مکہ میں دوبارہ بُت پرستی نہ ہونے کی پیشگوئی ۴۴۲
حدیث "کیا میری اُمّت پانچ سو برس بھی نہ رہے گی" میں ایک پیشگوئی ہے ۱۶۴
مسلمانوں کے رزق میں کشائش کے متعلق پیشگوئی ۴۲۷
مسلمانوں کی فتوحات کے ذریعہ پیشگوئیوں کا پورا ہونا ۲۴۲
صحابہ کے حق میں پیشگوئی کا پورا ہونا ۲۲۴
ارضِ شام کی فتح کی پیشگوئی ۴۰۳
مسلمانوں کے ارضِ مقدس کا مالک ہونے کی پیشگوئی ۷۴
ایران کی فتح کی پیشگوئی ۴۵۲
فتح مکہ و فتح عراق کی پیشگوئی ۱۴۵
حضرت ام الیمن کے متعلق بشارت کہ وہ مسلمان فاتحین کے ساتھ سمندری سفر کریں گی ۳۷۲
مسلمانوں کی سمندر پار فتوحات کی پیشگوئی ۳۷۲
عرب کے مسلمانوں کے دُور دُور کے ممالک کے فاتح ہونے کی پیشگوئی ۲۷۵
قرآن کریم کی حفاظت کی پیشگوئی ۵۴۲
حضرت ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کی خلافت کی پیشگوئی ۲۲۳
مشرک اور ابن اللہ کہنے والوں کے مفتوح ہونے کی پیشگوئی ۲۳۶
یسوع پرستوں کے جزائر پر زلازل آنے کی پیشگوئی ۷۹
ایک خاص قوم کے ایک ہزار سال تک رہنے کے متعلق پیشگوئی ۱۰۵

ت

تابوت تابوت سے مراد دل ہیں ۵۸۹
تدبیر تقدیر کے مطابق تہیئہ اسباب کیا جائے ۲۳۷
تسخیر تسخیر کی حقیقت ۱۶۴
تصوف تصوف کی حقیقی تعریف ۲۱۸
صوفی کی تعریف ۲۱۹
سلوک کی راہ کے تین درجے ۴۵۲
صوفیاء کا ملامتی فرقہ ۳۶۸
ہر شام اپنا محاسبہ کرنے کی نصیحت ۳۴۵
حضرت یونس کے متعلق ایک نکتہ ۴۷۷
حضرت موسیٰ کے بارہ میں صوفیاء کا ایک نکتہ ۳۱۵
دعا کے متعلق صوفیاء کا ایک نکتہ ۱۸۰
صوفیاء کے نزدیک فرشتوں کے پروں سے مراد ۴۴۴
نعلین سے مراد بیوی بچے ۸۶
صوفیاء کے نکات ۲۶، ۹۵
ایک صوفیانہ نکتہ ۳۶۴
صوفیاء کا ایک ذوقی لطیفہ ۶۵
تعبیر نیز دیکھئے رویاء / خواب
بیٹے کو ذبح کرنے کی تعبیر ۴۷۲
تفاؤل مسئلہ کا حل ۴۵۹
تفسیر کتاب الٰہی کے مفسر کیلئے لازمی تعلیم ۲۶
غلط طریقِ تفسیر ۷۵
تقدیر
اسلام تقدیر کے مسئلے پر یقین دلاتا ہے ۲۳۹
مسئلہ تقدیر بڑی ہمت بڑھانے والا اور اعلیٰ مراتب پر پہنچانے والا ہے ۲۴۰
اس سوال کا جواب کہ جب اللہ نے انسان کے نیک و بد اعمال لکھ چھوڑے ہیں تو پھر انسان مجبور ہے ۲۴۰
قرآن کریم کی رُو سے تقدیر کی حقیقت ۲۳۸
تقدیر کی حقیقت اور حقانیت ۲۳۷
تقرب الی اللہ
سچے علوم پر کامل یقین اور انکے مطابق عمل تقرب الی اللہ کے سامان ہیں ۲۳۷

تقویٰ

تقویٰ اختیار کرو تا کہ علوم کے دروازے تم پر کھلیں ۵۳۱

سچا تقویٰ حاصل کرنے کیلئے دعا ہی ایک عمدہ راہ ہے ۵۰۶

سچا تقویٰ انسان حاصل نہیں کر سکتا جبتک نکاح سے لباس حاصل نہ کرے ۴۰۶

تقویٰ کی حقیقت ۱۶۸

تقویٰ کی اہمیت ۱۵۰

تقویٰ کے ایک معنی ۵۰۰

تقویٰ کی حد بندی ۱۳۸

متقی کے خصائص ۱۶۸

متقی کی صفات ۵۱۰

متقی کیلئے اللہ مکتفی ہوتا ہے اور اسی سے ولایت ملتی ہے ۵۶۲

کلام اللہ کیلئے معلم کا کام دیتا ہے ۳۲۷

تکبر

علم کا تکبر ترقی کی راہ میں روک بنتا ہے ۵۳۰

تکبر، کفر اور بد اعمالی کے سبب دلوں پر مہر لگتی ہے ۵۳۰

یہود کیلئے انکا علم پر تکبر انہیں اسلام پر ایمان لانے سے روک بنا ۵۳۱

انبیاء کی تکذیب کی بنیادی وجہ ۵۱۸

دولتمندی پر ناز و تکبر کرنیوالے راستبازوں کا ساتھ نہیں دیتے ۳۲۳

متکبر اپنی کبریائی کی حد کو نہیں پہنچتا اور کبھی کامیاب نہیں ہوتا ۵۲۹

مسلمانوں کے زوال کا ایک سبب ۳۰۷

تکلف

انبیاء کے قول و فعل میں تکلف اور بناوٹ نہیں ہوتی ۴۹۴

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیح موعود علیہ السلام میں تکلف و بناوٹ نام کو نہ تھی ۴۹۵

تمثیل

تمثیل سے بات خوب واضح ہوتی ہے مثنوی مولانا روم اسکی بہترین مثال ہے ۴۶۰

حضرت مسیح کے کلام میں آنحضرت کی بعثت کے متعلق ایک تمثیل ۵۹۲

تناسخ

تناسخ کا رد ۲۵۴، ۳۲۳

تناسخ کے رد میں ایک دلیل ۳۳۷

توحید

فاتح ابواب خیر ہے ۳۴

اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو توحید سکھانے کے طریق ۳۵۵

تمام انبیاء میں توحید پر اجماع ہے ۴۵۸

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد اور قرآن کریم کی تعلیم کا خاص منشاء توحید کا قیام ہے ۱۸۳

اگر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے الفاظ نہ ہوتے تو توحید کامل نہ ہوتی ۳۶۶

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عرب کے بعض موحد لوگ ۲۴۹

بت پرست اقوام کے عقائد میں رونما ہونے والی تبدیلی ۱۵۴

توفّی

حقیقت ۵۰۴

توکل

توکل کی حقیقت ۴۷۰

تہمت (اتہام)

اتہام کے نتائج ۲۰۹

ج

جبر و قدر نیز دیکھئے عنوان تقدیر ۲۴۰

جماعت احمدیہ

خدا پرست اور پابند کتاب و سنت جماعت ۲۴۹

یہ خدا ہی کا فضل ہے کہ تم ایک وحدت کے نیچے آ گئے ہو ۲۵۵

کس چیز نے تمہیں اس سردی میں یہاں جمع کر دیا اسی دست قدرت نے جو متقیوں کو اعزاز دینے والا ہاتھ ہے ۴۷۳

ہماری خوش قسمتی ۵۷۷

تم میں سے ہر فرد بشر اسکی قدرت نمائی کا ایک نمونہ ہے ۱۵۱

ہر فرد مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا نشان ہے ۱۶۱

ہماری جماعت کے لوگوں کی غلطی ۵۷۸

اس وقت ایک بارش ہوئی ہے طبائع حسب فطرت پھل لائیں گی ۔ در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس ۱۲۳

درس قرآن سننے والوں کیلئے خصوصی دعا ۵

جماعت کیلئے خصوصی نصائح

"ہمارے لئے تین چیزیں ہیں۔ قرآن۔ سنت اور حدیث" (مسیح موعود) ۴۲۵

اگر ہمارا چال چلن برا ہے تو ہم اول تو خدا کا گناہ کرتے ہیں۔ دوسرا اپنے امام پر الزام لگاتے ہیں کہ اسکے ہم نشینوں کے اعمال کیسے ہیں تو خود اسکے کیسے ہوں گے ۴۰۷

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں عصر کے بعد جماعت کو نصائح ۲۷۳

امام کے ہاتھ پر وعدہ "دین کو دنیا پر مقدم کروں گا" ۵۱۸

اپنے اس معاہدہ کو پیش نظر رکھو جو تم نے خدا تعالیٰ کے مرسل مسیح و مہدی کے ہاتھ پر کیا ہے ۵۸۹

اپنے تئیں قرآن مجید کے سچے متبع بناؤ ۴

سورۃ نور کے مضامین پر عمل کرنے کی طرف خاص توجہ کی ضرورت ۱۹۸

صرف محبت کام نہیں آتی بلکہ ہم میں ہو کر جہاد کریں اور اس کوشش کے مطابق اپنا عمل درآمد بھی رکھیں (مسیح موعود) ۳۴۶

ہماری اور ہمارے امام کی کامیابی ایک تبدیلی چاہتی ہے کہ قرآن شریف کو اپنا دستور العمل بناؤ ۳۲۹

میرا دل چاہتا ہے کہ تمہارے معاملات دنیوی بالکل صاف ہوں اور تم خدا کے حکم کی تعمیل میں چھوٹا معاملہ بھی ہو تو اسے لکھ لو ۴

تم بھی رشتہ داروں سے خاص پیار اور محبت کرو کہ خدا ذلت سے بچائے ۴۰۷

جماعت کو ایک نصیحت ۱۶۲

نیک گمانی سے کام لینے کی نصیحت ۴۰۶

کانگڑہ کا زلزلہ احمدیوں کو بھی اپنی حالت کی اصلاح کی طرف توجہ دلاتا ہے ۲۳۶

تفرقہ بازیوں سے بچنے کی نصیحت ۶۶

انگریزی پڑھنے والوں کی علت چھوڑ دو کہ دو بجے سوئے آٹھ بجے اٹھے ۲۵۱

جماعت کو نصیحت کہ وہ تفاسیر میں بیان شدہ قصوں میں مت پڑیں ۱۷۱

جب ظلم حد سے بڑھ جاتا ہے تو خدا تعالیٰ پکڑ لیتا ہے اس میں کسی فرعون کی خصوصیت نہیں بلکہ اگر کوئی مرزائی بھی ایسا ہوگا تو

وہ بھی پکڑا جائے گا ۹۹
مرکز میں رہنے والوں کیلئے نصائح ۴
مرکز کی خواتین کو دینداری کا نمونہ بننے کی تلقین ۴۰۶
حضرت اماں جان کیلئے دوسری عورتوں کے لئے نمونہ بننے کی تلقین ۴۰۵
مرکز میں آکر تسلی سے امام کی صحبت سے فائدہ اٹھانا چاہیئے ۲۹۹
خلافت کی قدر کرنے کی نصیحت ۶۷

جن
جنّات کی حقیقت ۲۸۵
جنّات سے مراد ۴۳۹
نصیبین کے یہودی ۵۷۹

جنّت
مومن بعد الموت معاً جنت میں داخل ہو کر ہے ۴۴۰
جنّت کا پاکیزہ ماحول ۲۱۱
جس جنّت میں آدم رہے وہ زمین پر تھی ۲۴۴
آدم کی جنّت سے مراد آرمینیا ۱۰۹
جنّاتِ عدن کے متعلق بائیبل کا بیان ۴۹۲
صحابہ کو دنیا میں ہی جنّت کا نمونہ دکھایا گیا ۴۵۲
جنّت سے مراد ارضِ مقدس ۷۴
صحیح مسلم میں عراق کو جنّت عدن کہا گیا ہے ۳۵
جنّتِ شام نبی آخر الزمان کے قبضہ میں آنے کی پیشگوئی تھی ۲۴۲
جنّت کی بشارت سے مراد فتح عراق ۱۴۵

جہاد
جہاد کی اجازت کا پس منظر ۱۵۵
جہاد کا منشاء یہ ہے کہ جنگیں موقوف ہوں ۵۸۰
مخالفین کے جنگی قیدیوں سے سلوک ۵۸۱
مامورِ زمانہ سے صرف محبت کافی نہیں بلکہ اسمیں ہو کر جہاد ضروری ہے ۳۳۶

جہنم
جہنم کی حقیقت ۵۱۰

جین مت
۳۷۰

ح

حج
حج کے منافع ۱۴۶

حجرِ اسود
عرب اسے یمین الرحمٰن کہتے تھے ۱۹

حدیث
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظر میں
حدیث کا مقام ۴۲۵
جو حدیث قرآن کے معارض ہو وہ قابلِ اعتبار نہیں ۴۲۵
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی حدیث غلط طور پر منسوب کرنا سب سے بڑا گناہ ہے ۵۰۲

اس جلد میں مذکور احادیث
اُتْرُكُوا التُّرْكَ ۴۴
(الحسنۃ) اَفْضَلُهَا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ ۳۰۴
اَلْاِحْسَانُ ۔ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ وَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ ۳۵۹
اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اُؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ ۳۸۸
اَسْلَمْتَ عَلٰى مَا اَسْلَفْتَ ۲۵۹
اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ اَنْ نُّنَزِّلَ النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ ۹۱، ۲۹۰
اِهْدِنِیْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ تَهْدِیْ مَنْ تَشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۵۰۶
اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ وَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ ۱۸۰
اِنَّ لَكَ بَيْتًا فِی الْجَنَّةِ وَاِنَّكَ لَذُوْ قَرْنَيْهَا ۳۵
بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ ۵۵۹
اَلتَّآئِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ ۲۰۱
جُبِلَتِ الْقُلُوْبُ عَلٰى حُبِّ مَنْ اَحْسَنَ اِلَيْهَا ۵۳۹
حُسْبَانٌ كَحُسْبَانِ الرَّحٰى فَلْكَتُهٗ كَفَلْكَةِ الْمِغْزَلَةِ ۱۲۴
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْيَانِیْ بَعْدَ مَا اَمَاتَنِیْ ۳۲۴
اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِیْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۴۸۸
عَبِيْدُكُمْ اِخْوَانُكُمْ ۲۱۶
عِشْ قَرْنًا ۳۵
فَاِنَّهٗ بَيْنَ قَرْنِ الشَّيْطَانِ ۳۷
اَلْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ كِلَاهُمَا فِی النَّارِ ۳۰۶
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ ۳۲۳
لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ اَعْنَاقَ بَعْضٍ ۳۰۶
مَنْ اَدَّبَهَا وَاَحْسَنَ تَادِيْبَهَا ۲۱۶
مَنْ رَاٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ ۱۰۵
مَنْ صَلّٰى صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا فَذٰلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِیْ لَهٗ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهٖ ۱۵۸
مَنْ يَّضْمَنُ لِیْ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنُ لَهُ الْجَنَّةَ ۲۷۱
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انسان اور اسکی آرزوؤں کے متعلق ایک شکل بنانا ۴۶۶
اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ کہنا چاہیئے ۲۳۳
اے ابنِ آدم! اگر تو میری طرف چل کر آئے تو میں دوڑ کر آؤں گا ۷۱
بیوی بچے نہ رکھنے والے لوگ قابلِ اعتبار نہیں ہوتے ۴۰۶
ایک بدکار کا پیاسے کتے کو پانی پلانے پر مغفرت پانا ۳۵۹
بدیاں کرتے ہوئے نہیں بلکہ نیکیاں کرتے ہوئے خوف کیا کرو ۱۹۱
سورۃ کہف کی ابتدائی اور آخری آیات کا پڑھنا فتنۂ دجال سے نجات کا موجب ہے ۵۲
طولِ اَمل اور ہموم و غموم سے پناہ مانگنے کا حکم ۴۶۶

حروفِ مقطّعات
حروفِ مقطّعات کو سمجھنے کا گُر ۲۷۵
دوسرے علوم میں مقطّعات کا استعمال ۲۷۶

حُسنِ ظن کامیابی کی شرط ہے ۳۸۴
حق حق پہچاننے کا معیار ۳۷۴
حکمت لقمان کو دی گئی حکمت ۳۶۲
حکومت
ہر شخص خود بدلہ لینے کا مجاز نہیں یہ حکام کے سپرد ہے ۱۴۳
حِلف الفضول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مظلوموں کی حمایت کیلئے انجمن
حِلف الفضول کا قیام ۵۸۴
حمد و شکر حصولِ علم کا ذریعہ ہے ۲۸۲

خ

خاتَم النّبیین معانی اور حقیقت ۴۱۵
خشیت خدا کے نزدیک عالم وہ ہے جو خشیۃ اللہ رکھے ۴۵۰
خوفِ الٰہی کے دو اصل ۱۹۰
خلافت
خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے ۲۲۵
خلیفہ دلائل اور آدمیوں کے انتخاب سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت سے بنیں گے ۲۳۰
جو خلیفہ بناتا ہے اللہ ہی بناتا ہے ۶۶، ۴۸۹
مَیں اس امر میں خود گواہ ہوں کہ خلافت خدا کے فضل سے ملتی ہے ۲۲۴
خلافت کا سلسلہ تا یومِ قیامت ہے ۴۹۸
دینِ اسلام کی حفاظت کیلئے خلافت کا وعدہ ۱۵۰، ۴۷۳
سلسلہ خلفائے محمدیہ سلسلہ خلفائے موسویہ کے مثیل ہیں ۲۳۰
اس اُمت میں خلیفہ ہونا قرآن شریف سے ثابت ہے ۲۲۶
خلفائے راشدین کی خلافت کی پیشگوئی ۲۲۳
تجارت کرنیوالوں میں سے خلفاء راشدین ہونے کا اشارہ ۲۲۰
خلفاء راشدین میں سے حضرت ابوبکر کے لئے بہت مشکلات تھے ۲۲۳
انصار میں خلافت نہ آنے اور مہاجرین میں خلافت کی پیشگوئی ۲۲۳
اس زمانہ میں وعدہ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ کا پورا ہونا ۲۲۵
چودہویں صدی کا خلیفہ خاتم الخلفاء ہوگا ۲۳۱
سچے خلیفہ کی صداقت کے نشان ۲۲۴
خلفاء کے گھر میں نور ۲۱۸
خلافت سے دلوں میں اطمینان پیدا ہوتا ہے ۵۸۹
اللہ تعالیٰ جن کو خلعتِ خلافت سے سرفراز فرماتا ہے ان کو ایک خاص رعب و دبدبہ بھی دیتا ہے ۴۸۴
انبیاء و خلفاء کو ریاست و حکومت کی تمنا نہیں ہوتی ۹۳
خلفاء کیلئے نصیحت ۴۸۵
منکرینِ خلافت کی علامات ۲۲۷
خلافت کا منکر بھی کفر کا ارتکاب کرتا ہے ۲۲۸
خلفاء اور ان کے متبعین کی عیب چینی جائز نہیں ۲۱۲
سچے خلفاء پر اعتراض ۱۷۹
تقیہ کرنیوالے مخالفینِ خلفاء ۲۲۲
خلفائے راشدین کا فریق ۱۹۶
خوارج متضاد عقائد ۱۱۰
ان کے نزدیک پچاس سال بعد مجدد آتا ہے ۱۱۵
خوش قسمتی خوش قسمت کون ہے ۵۳۹

د - ذ - ر - ز

دابۃ الارض طاعون کے جراثیم ۳۰۲
حضرت سلیمان کے جانشین کو دابۃ الارض کہا گیا ہے ۴۳۱
دجال دجال کی نشاندہی ۲
سورۃ کہف کی ابتدائی اور آخری آیات کا پڑھنا فتنۂ دجال سے نجات کا موجب ہے (حدیث) ۵۲
فتنۂ دجال سے بچنے کا طریق ۱
دُعا
حقیقت و اہمیت
دعا کی حقیقت ۵۱۷
دعا کی اہمیت ۵۷۲
انبیاء کی کامیابی کا سِرّ دعا ہے ۱۹۴
دُعا کا ہتھیار ۳۰۹، ۵۰۶
انبیاء کا ہتھیار ۱۸۷
صلوٰۃ کے معنی ۴۱۹
امام کی معرفت سے جو لوگ محروم ہیں وہ دراصل دعاؤں سے بے خبر ہیں ۲۹۸
دعاؤں سے ہی انشراحِ صدر حاصل ہوتا ہے ۳۷۴
ہمیشہ ایمان پر ثابت رہنے کی دعا کرتے رہنا چاہیئے ۳۷۴
دعا کا ہتھیار اختلاف دور کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے ۴۹۶
پاک دوست بھی دعاؤں سے میسر آتے ہیں ۴۸۷
دکھ سے نجات پاکر بھی دعا سے غافل نہیں ہونا چاہیئے ۱۸۶
بدیوں کو دور کرنے کی تدبیر ۱۹۵
قرآن کریم میں دُعا یَارَبِّ سے شروع ہوتی ہے یا اَللّٰھُمَّ سے ۲۵۹

اجابتِ دعا

صوفیاء کا ایک نکتہ
ہم دعا از تو اجابت ہم زِ تُو ۱۷۰
دعا ہی عملِ تسخیر ہے اسی سے کامیابی کی تمام راہیں کھلتی ہیں
شفاعت ایک قسم کی دُعا ہے اور دعا کیلئے یا دعاؤں کی قبولیت کیلئے گناہوں سے پاک ہونا ہرگز شرط نہیں ۵۶۷
لاکھوں آدمی جب مل کر دُعا کرتے ہیں تو ضرور مقبول ہوتی ہے ۱۴۷

مخصوص دعائیں

نوح علیہ السلام کی دُعا ۲۵۷
بناءِ کعبہ کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سات دعائیں ۱۴۶
حضرت موسیٰ کی دعا کے نتیجہ میں بنی اسرائیل چالیس سال جنگل میں سرگرداں رہے ۲۶۳
حضرت یونس کی دعا کے اسرار ۱۳۴
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا ۱۳۷
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے مکہ والوں سے قحط کا دور ہونا ۵۶۹
کسی گاؤں یا شہر میں داخل ہونے کی مسنون دعا ۳۱۳
کفر اور اس کے بدنتائج سے بچنے کی دُعا ۱۹۷

فائز المرام بننے کے واسطے دعا ۱۹۶
ہر خطبہ میں پڑھی جانے والی دعا ۲۶۹
ترقی علم کیلئے دعا ۲۸۳
نیند سے اٹھنے اور کروٹ بدلنے کی دعا
۲۲۳
امام ابن حزم نماز میں اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ
اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ
پڑھنا فرض سمجھتے تھے ۲۷۱
وضو کے بعد کی دعا اور اسکا فلسفہ ۲۷۶

دولت
سکھ کی زندگی دولت پر موقوف نہیں ۵۷۷

دہریت
فرقان کی دلیل دہریوں پر بھی حجت ہے ۴۳۶
ایک دہریہ سے گفتگو ۴۳۷

دین دین کی تکمیل کے چھ مدارج ۱۷۴
دین کے پہاڑ ۱۴۳

راستباز شناخت کا طریق ۵۷۶
راستباز کی پہچان ۱۸۶
راستباز کی پیاس سچائی سے کبھی نہیں بجھتی
۵۳۰
راستبازوں کا نام زندہ رہتا ہے اور مخالف
نابود ہو جاتے ہیں ۳۲۵
راستبازوں کی عداوت کبھی نیک نتیجہ نہیں
لاتی یہاں تک کہ انکی اولاد میں بھی نیک نتیجہ
نہیں نکلتا ۲۶۳

رحم جاذب رحم امور ۴۳۱

رزق رزق حلال عمل صالح کی کلید ہے ۱۸۸

رعب رعب بھی ایک الٰہی فضل ہوتا ہے ۱۰۲

روح قرآن کریم میں روح سے مراد ۵۱۵
اگر روح کے معنی کلام الٰہی ہیں تو روح
غیر مخلوق اور غیر مادی ہے۔ اور انسان کی
جسمانی روح مخلوق ہے ۵۲۴
جسم کی طرح روح بھی تغیر پذیر ہے

رؤیا ۹۷، ۵۰۵
خواب بھی وحی الٰہی اور امر الٰہی ہوتی ہے ۴۷۴
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رؤیا میں مکہ
سے ایک زمین کی طرف ہجرت کرتے دیکھنا
اور سمجھنا کہ وہ یمامہ یا ہجر ہے ۴۷۴
ہجرت کے چھٹے سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا رؤیا میں عمرہ فرمانا ۵۸۶

ریاء ریاء بھی شرک ہے ۳۶۶

زکوٰۃ زکوٰۃ کی حقیقت ۱۷۳
عورتوں کیلئے لازم ہے کہ وہ اپنے مال میں
سے خود زکوٰۃ دیں ۴۰۹

س ۔ ش

سائنس سائنس سے قرآن کو کوئی خطرہ نہیں
۵۴۲
علم طبقات الارض ۵۳۶
پتھروں اور درختوں کے جوڑے ہوتے ہیں
۴۶۲
مقناطیس کے فوائد ۵۲۹

سکھ سکھوں کے عہد کا اثر ۱۰۱
لیکھرام کے واقعہ پر مخالفت کی آگ بھڑکانا
۱۳۰
ہندوستان میں کروفر سے آئے اور پھر
کچھ بھی نہ رہے ۱۲۰

سوءِ ظن دیکھئے بدظنی

سورۃ
سورۃ الانبیاء کے مضامین ۱۱۶
سورۃ الحج کے مضامین کا خلاصہ ۱۷۰
سورۃ الحج میں مکہ، مدینہ اور عراق کی فتوحات کی
طرف اشارہ ہے ۱۴۵
سورۃ الحج میں تمام اقوام کو زلزلۃ الساعۃ
کا انذار ۱۳۸، ۱۴۰
سورۃ الحج کا منشاء ۱۴۲
سورۃ المومنون کے مضامین کا خلاصہ ۱۷۰
سورۃ المومنون میں عام مومنوں کو بشارت
دی گئی ہے ۲۲۵
سورۃ نور کے مضامین ۱۹۸
سورۃ النور میں خلفاء کی خصوصیات بیان
ہوئی ہیں ۲۳۵
سورۃ نور کے احکام پر عمل کرنے کی خاص
تاکید ۱۹۹
سورۃ الفرقان میں صحابہ کی تاریخ اور انکے
سچے حالات درج ہیں ۲۳۵
سورۃ الفرقان میں تمام مذاہب باطلہ کی
تردید کی گئی ہے ۲۳۹
سورۃ الشعراء کے مضامین کا خلاصہ ۲۵۷
سورۃ لقمان کے مضامین سورۃ بقرہ سے
ملتے ہیں ۳۵۹
سورۃ السجدہ کے مضامین ۳۷۶
سورۃ احزاب کے مضامین ۴۲۷
سورۃ یٰسٓ کا خلاصہ ۴۵۶

شرح صدر حقیقت ۸۹

شرک شرک کی حقیقت اور تردید ۳۶۴
شرک کی اقسام ۳۲۳
شرک فی الذات اور شرک فی الصفات ۶
آریہ، عیسائی اور مسلمانوں کا شرک
۳۶۵
شرک ظلم عظیم ہے ۳۶۳
ریاء بھی شرک ہے ۳۶۶
غیر اللہ کو سجدہ کرنیوالا مشرک ہے ۵۴۱
بغیر توبہ کے شرک معاف نہ ہوگا ۵۶۱
مدینہ میں مشرکوں کے دو گروہ اسلام کے
دشمن تھے ۱۴۱
مشرکین کی حیلہ سازیاں ۳۴۴

شریعت
جہاں پولیس ناکام ہوتی ہے وہاں شریعت
گناہوں سے روکتی ہے ۲۱۳
شریعت کے ہر حکم میں سہولت رکھی گئی ہے
۱۶۸

شعائر اللہ
جس سے اللہ کا شعور پیدا ہو ۱۴۸

شفاعت شفاعت کی حقیقت ۵۶۰
ایک قسم کی دعا ہے ۵۶۷
شفیع کی ضرورت، شرائط اور وجہ خصوصیت
۵۶۵
شفاعت صغریٰ و کبریٰ کی تعریف اور
ثبوت ۵۶۶
شفاعت کی پانچ اقسام ۵۰۵
اسلام میں بے اذن شفاعت ثابت نہیں
(جو درحقیقت فضل ہے) ۵۶۳

شکر
شکر کرنے سے نعمت بڑھتی ہے ۲۸۳، ۴۶۲

شہادت
اللہ تعالیٰ کی ہستی کے متعلق جملہ انبیاء کی
شہادت ۴۵۸

شہوت شہوت کے نقصانات ۲۷۱

شیطان
نبی کے الہامات میں شیطان دراندازی نہیں کر سکتا ۱۶۱
جنت الخلد میں شیاطین کو دخل نہیں ۲۴۴
شیطان کا ایک نام غرور ہے ۳۷۳

شیعہ
روافض ۲۲۵
اَعْلَمُ اَهْلِ الْاَرْضِ کی موجودگی کے قائل ہیں ۱۱۵
ان کے نزدیک امام صغیرہ، کبیرہ، عمد اور سہو سے معصوم ہوتا ہے ۱۱۰
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ صحابہ کو ظالم وغاصب قرار دینے کی بے ادبی ۲۸۹
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافتِ برحق کی گواہی ۲۳۹
تقیہ ۱۱۰
تقیہ کرنیوالے مخالفینِ خلفاء ۲۲۲
صحابہ کو منافق قرار دینے کا ردّ ۵۸۹
شیعہ کے عقائد کے خلاف ایک قوی دلیل ۴۲۰
اَلْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى کے معنی امام حسین اور فاطمہ سے محبت کرنے کے کرتے ہیں جو درست نہیں ۵۴۵
شیعوں پر حجت کہ قرآن کریم میں تین دفعہ اہلِ بیت آیا ہے اور تینوں دفعہ اس سے مراد بیویاں ہیں ۴۰۹
شیعوں کی کتاب تشیید المطاعن کے جواب میں ایک آیت ۲۱۱
مولا علی کہنے کا مفہوم ۱۱۳
متعہ کا استیصال ۲۱۵
فسق و فجور بڑھنے کا باعث ۲۰۹
مسلمانوں میں سے شیعہ مؤرخین اور عقیدۂ تقیہ ۴۸۹
مؤرخ جب شیعہ ہوتا ہے تو وہ سُنیوں کی خوب خبر لیتا ہے ۴۹۰

ص - ض

صابی
صابی عقائد اور مسلمانوں پر انکا اثر ۱۴۳

صبر
صبر کی حقیقت ۳۲۱، ۳۴۳
صبر امامت کی شرط ہے ۳۰۸

صحابہ رضی اللہ عنہم
صحابہ کے تین گروہ ۲۱۹
سورۃ الفرقان میں صحابہ کی تاریخ اور انکے سچے حالات بیان ہوئے ہیں ۲۳۵
خلافت ۹۹
انصار میں خلافت نہ ہونے کی پیشگوئی ۲۴۳
اصحاب الصُّفّہ ۲۱۹
صحبت کے نتیجہ میں اعلیٰ درجہ کے راستباز بنے ۴۵۹
احزاب کے حملہ آور ہونے پر صحابہ کے ایمان میں اضافہ ۳۹۸
کسی تاریخ سے ثابت نہیں ہوتا کہ کسی صحابی کی بیوی بدکار بنی ہو یا لڑائی میں کسی دشمن کے قبضہ میں گئی ہو ۴۹۲
کوئی صحابی عمداً تارک الصلوٰۃ نہیں تھا ۱۵۷
بے مثال اطاعت ۳۲۶
جان نثاری ۵۴۵
اسلام کی خاطر مظالم کا نشانہ بنے ۱۵۵
صلح حدیبیہ کی شرائط پر قلق ۵۸۶
خدا کے وعدوں پر ایمان لا کر انعامات خداوندی سے سرفراز ہوئے ۵۸۹
صحابہ کے حق میں ایک پیشگوئی کا پورا ہونا ۴۴۳
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات بتا کر صحابہ کو تسلی دیا جانا ۸۲
صحابہ کو دنیا میں جنت کا نمونہ دکھایا گیا ۴۵۲
بنو قریظہ اور بنو نضیر کی جائیدادوں کے وارث بنادئے گئے ۴۰۳
آنحضرت کے پوشیدہ سے پوشیدہ حالات کو بھی دریافت کیا تاکہ اسے اُسوہ بنا سکیں ۴۰۱
دابۃ الارض کے بارہ میں صحابہ کا قول ۴۰۲
حروفِ مقطعات کے معانی کے بارہ میں صحابہ کا اجماع ۲۷۶
حروفِ مقطعات کے متعلق صحابہ کی تفسیر ۲۷۵

صحبت
صحبت کا اثر ۱۵۲
صحبت کا خیالات پر اثر ۳۲۰
خلیفۃ اللہ کی پاک صحبت کے اثرات ۲۲۶
قرآنی علوم تقویٰ اور مامور من اللہ کی پاک صحبت میں رہ کر حاصل ہوتے ہیں ۱۰۸
صادقوں کی صحبت اور محبت سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے ۱۷۹
پاک دوست سچی دعاؤں سے میسر آتے ہیں ۴۸۷
حضرت سلیمان کے بیٹے رحبعام کے مصاحب بڑے کمینے تھے ان کے زیر اثر سلطنت کمزور ہوگئی ۴۸۷
جس مقام یا جس صحبت سے غفلت پیدا ہو اس کو فوراً چھوڑ دینا چاہیئے ۱۴۳

صداقت
صداقت کے انکار کی وجہ ۳۰۲

صدق
مومن کے صدق کی علامت ۲۷۷

صواب
صواب کیا ہے ۱۹۰

ضلالت
خدا کی طرف سے گمراہی یا فرد جرم انہی پر لگتا ہے جو ضلالت کی راہ عمداً اختیار کریں ۴۴۵

ط - ظ

طاعون ۱۱۶، ۱۱۷
طاعون کا کیڑا دابۃ الارض ہے ۳۰۲

طب ۱۱۹، ۱۵۳
بعض بیماریاں صرف ہاتھ دیکھنے سے معلوم ہو جاتی ہیں ۴۶۵
بوعلی سینا کی تشخیص کا ایک واقعہ ۳۳۵

طواف
حج کے موقعہ پر کعبہ کے گرد سات دفعہ طواف کی وجہ ۱۴۶

طولِ امل
حضرت رسول کریم نے طولِ امل اور ہموم وغموم سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے ۴۶۶

ظلم
دو سب سے بڑے ظالم مفتری اور نبی کا

منکر ۴۲۶

ع ۔ غ

عباد الرحمٰن علامات و خصائص ۲۵۵
عبادت عبادت کی حقیقت ۴۹۶
اللہ تعالیٰ نے اسلامی عبادات کو ساز و بربط سے پاک رکھا ہے ۲۳۹
جن انسانوں کی عبادت کی جاتی ہے وہ خود دکھیارے ہیں ۱۹۹
عبرانی عربی کے قریب ہے ۱۲۲
عبرت عبرت کا سبق ۵۴۷
وہی اہل نظر عبرت حاصل کرتے ہیں جن میں تذکرہ کا مادہ اور فہم و فراست ہو ۱۷۶
پاگل خانہ میں جاکر دل کی صحت کا تماشہ دیکھو ۱۹۲
عدل رحم کے باعث عدل اور جرائم کی سزا سے درگزر نہیں کرنا چاہئے ۳۹۷
عذاب اس دنیا میں اللہ کفر پر نہیں پکڑتا بلکہ شوخی پر پکڑتا ہے ۲۸۱
دنیا میں عذاب آنے کی وجہ ۳۸۴
عذاب کیلئے ایک وقت مقرر ہوتا ہے ۱۱۲
عذاب کی وجہ تسمیہ ۵۱۳
عذاب قبر کا ثبوت ۵۲۳
عرب عربوں کو زبان کی شستگی بخشی گئی تھی ۱۴۵
عربوں میں ہزار سے بڑھ کر گنتی نہیں ۴۹۹
دوستی کی ایک رسم ۷۱
عرب میں ناک کیلئے کوئی زیور نہیں ۲۴
ہندوؤں کی طرح متبنّٰی کو حقیقی بیٹے کی طرح سمجھتے تھے ۴۱۳
حجر اسود کو یمین الرحمٰن کہتے تھے ۱۹
غیر مہذب اور اکھڑ سوسائٹی ۴۱۲
ارد گرد کے علاقوں میں مشرکانہ مذاہب ۳۷۰
جہالت اور بت پرستی کی انتہاء ۴۶۱
جو کبھی نہ فاتح تھا نہ مفتوح ۱۴۵، ۳۸۶
اپنے مرکز کے لحاظ سے کبھی مفتوح نہیں ہوئے ۱۴۵
سارے عرب میں اسلام کا قیام ۵۴۳
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے
انقلاب ۳۸۶
کلمہ طیبہ سے ملک سے بت پرستی کا استیصال ۴۱۶
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ارتداد کی لہر ۲۲۳، ۲۲۹
عرب کے مسلمانوں کے دور دور کے ممالک فتح کرنے کی پیشگوئی ۳۷۵
عربی عربی زبان کے خصائص ۱۰۶
عربی اور عبری (عبرانی) دونوں زبانیں قریب قریب ہیں ۱۲۲
ضمیر مثل کی مثال ۲۶۴، ۴۴۶
عرش تجلی گاہ ۵۱۱
عصمت عصمت انبیاء و ائمہ کے بارہ میں مسلمانوں کے مختلف عقائد ۱۱۰
ائمہ کی عصمت کے بارہ میں شیعہ عقیدہ ۱۱۰
عیسائی انبیاء کو معصوم نہیں مانتے
عفو چار باتیں جن کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے ۱۰۰
علم

اہمیت

علم کی اہمیت ۱۰۸
ایک بے نظیر عزت بڑھانے والی نعمت الٰہی ہے ۲۸۳
ملائکہ میں بھی علم کے مدارج سے ہی ترقی ہے ۲۸۳
رَبِّ زِدْنِی عِلْمًا کی دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کرنے کا حکم ۲۸۳، ۵۲۰
علم کا تکبر ترقی کی راہ میں روک بنتا ہے ۵۲۰

علم کی غرض

علم کی اصل غرض ۴۵۰
خدا کے نزدیک عالم کا نشان ۴۵۰

ذرائع حصول

وحی اور علوم ایک وقت دنیا میں رائج ہوتے ہیں دوسرے وقت اٹھائے جاتے ہیں ۱۸۵
حواس خمسہ کے علاوہ علم کے حصول کے ذرائع ۷۸
علم حصول فرج، صحت، دماغ، استاد فرصت اور سب سے بڑھ کر فضل الٰہی پر موقوف ہے ۲۸۴
حصول علم کیلئے طریق ادب ۲۹
حصول علم کا دوسرا ذریعہ حمد و شکر ہے ۲۸۴
تقویٰ سچے علوم کے دروازے کھولنے کا موجب ہے ۵۳۱
مولویوں کے طریقۂ تعلیم میں نقص ۵۷۱

سچے علوم

جہاں بت پرستی ہوتی ہے وہاں الٰہیات کا علم بالکل نہیں ہوتا ۴۶۱
سچے علوم کا مخزن قرآن مجید ہے ۱۰۸
سچے علوم کے پھل ۳۴۷
سچے علم سے خشیت اللہ پیدا ہوتی ہے ۴۵۰
لدنّی علم خاص بندوں کو دیا جاتا ہے ۲۹

مختلف علوم

علم کی دو اقسام ۳۳۲
علم منطق الطیر ۲۸۴
علم حدیث میں اسناد کی اہمیت ۴۹۰
مسلمانوں اور عیسائیوں کے علم تاریخ میں فرق ۴۸۹
علم ہندسہ کی بنیاد فرضی باتوں پر ہے ۴۹۸
علم طبقات الارض ۵۳۶
تمام نر و مادہ کا علم دنیا کو نہیں ۴۶۲
عمل مسابقت فی الخیرات کے اصول ۱۹۰
نیک باتوں کے ساتھ نیک عمل بھی ضروری ہیں ۴۴۶، ۵۴۴
میرا ایمان ہے کہ جن احکام کا تبع خدا نے ہم کو بنایا ہے۔ ہم ضرور کر سکتے ہیں اور جن سے روکا ہے ان سے ہم رک سکتے ہیں ۴۰۵
عمل صالح نصیب ہونے کی کلید ۱۸۸
شیطان برے اعمال کو خوبصورت کرکے دکھاتا ہے اور نیک اعمال کو اللہ خوبصورت کرکے دکھاتا ہے ۲۷۷
(مرنے کے بعد) اعمال کے مطابق جسم و مکان ہوگا ۹۲
ہر عمل نتیجہ خیز ہے ۲۳۷
عورت پنجاب اور ہندوستان کی عورتوں کو شادی نکاح کے فرائض کا علم نہیں سکھایا جاتا ۲۵۳
عورتوں کیلئے نمونہ کی ضرورت ۴۰۶

عورتوں کیلئے لازم ہے کہ اپنے مال میں سے خود زکوٰۃ دیں ۴۰۹
اسلامی پردہ پر آریوں کے اعتراض کا جواب ۴۴۱

عیسائیت

تاریخ

گرجے اور عبادات ۴۳۹
عیسائیوں اور ان کے مشنریوں کی بد اخلاقی ۷۹
قدیم مذاہب کے معابد کو ڈھانا ۱۵۶
یروشلم کی بے حرمتی ۱۵۷
مدینہ میں عیسائیوں کا ایک گروہ اسلام کا دشمن تھا ۱۴۱
عیسائی مؤرخین کے خصائص ۴۸۹
اسلام پر ظلم ۲۷۴
لیکھرام کے واقعہ پر فتنہ کی آگ بھڑکانا ۱۲۰
مفتوح ہونے کی پیشگوئی ۲۳۶
یسوع پرستوں کے جزائر پر زلازل آنے کی پیشگوئی ۷۹

عقائد، اندرونی اختلافات

عقائد ۳۷۱
مسیحی تعلیم کی جڑھ انسانی قربانی ہے ۴۷۵
عیسائیوں کا شرک ۳۶۵
مسیح کی الوہیت کے رد میں ایک دلیل ۲۴۰، ۲۴۱
موروثی گناہ کا عقیدہ ۵۸۳
شریعت کو لعنت قرار دینا ۸۰
مسیح کے ملعون ہونے کا عقیدہ ۵۸۲
تمام انبیاء کے غیر معصوم ہونے کا عقیدہ ۷۹
کیتھولک فرقہ حضرت مریم کو تثلیث کا اقنوم سمجھتا تھا ۳۷۱، ۴۱۵
رومن کیتھولک اور پراٹسٹنٹس کی بائبلوں میں اختلاف ۱۲
یونی ٹیرین اور فری تھنکرز الوہیت مسیح کے عقیدہ سے بیزار ہیں ۱۵۵

اعتراضات کا جواب

اس اعتراض کا جواب کہ بائیبل میں بہشت کا ذکر نہیں ہے ۱۴
انجیل کے غیر محرف قرار دینے کے متعلق ایک مغالطہ کا جواب ۱۲
حضرت مریم کے اُخت ہارون ہونے پر اعتراض کا جواب ۶۴
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات ۱۱، ۱۸۴
مسئلہ تثلیث، کفارہ اور بت پرستی انسان کی فطرت میں ہرگز نہیں ۴۷۹
عیسائیوں سے ایک سوال ۴۶۸
عیسائیوں کو الزامی جواب ۴۱۱

غرور غرور اور تکبر کی مناہی ۳۶۸
غزوہ غزوۂ بدر اسلام کی کامیابی کا آغاز ہے ۴۳۵
غزوۂ خندق یا غزوۂ احزاب کے حالات ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۴، ۳۹۵
غضِ بصر میں تو اسی لئے برقع کا دشمن ہوں کیونکہ برقع والی آنکھ نیچی نہیں ہوتی ۲۱۳
غضب غضب کے پانچ علاج ۲۷۱
غفلت جزاء و سزا کا انکار بڑی غفلت کا موجب ہے ۲۹۹
غلامی اسلامی تعلیم ۵۸۱
غلاموں اور لونڈیوں کی تربیت اور تعلیم کے احکام ۲۱۶
غلاموں اور لونڈیوں کے نکاح کرنے کی ہدایت ۲۱۵
لونڈیوں سے خود بیاہ کرنا علی العموم شریعت کو پسند نہیں ۲۱۶
غیب غیب سے مراد ۴۵۳

ف

فتح اللہ تعالیٰ کا فضل شاملِ حال نہ ہو تو فتح کا حاصل ہونا ممکن نہیں ۱۸۶
فرقان فرقان کی حقیقت ۴۳۵
فرقان کی دلیل دہریوں پر حجت ہوتی ہے ۲۳۶
فطرت اسلام کے تمام احکام فطرت کے مطابق ہیں ۳۵۶
انسان کی فطرت ہے کہ وہ محسن کی فرمانبرداری کرتا ہے ۳۶۹
انسانی فطرت میں کپیسی ٹیشن ۱۸۹
بچے پر والدین کا اثر ۴۴۹
کامیابی میں تکبر اور ناکامی میں تنزل انسانی فطرت کا خلاصہ ہے ۱۳۸
مسئلہ تثلیث کفارہ اور بت پرستی انسان کی فطرت میں ہرگز نہیں ۴۷۹
جن قویٰ سے کام نہ لیا جائے وہ بیکار اور معطل ہو جاتے ہیں ۵۷۰
فقہ نابینا کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے ۴۴۳
زانی اور زانیہ کی سزا ۲۰۰
تہمت لگانے والے کی سزا ۲۰۲
لعان اور مسائل ۱، ۲۰۳
فلسفہ فلاسفر اور نبی میں فرق ۲۹۲
فلاسفر کہتے ہیں کہ اللہ کو صرف کلیات کا علم ہے ۵۴۳

ق۔ک۔گ

قبر قبر اس مکان کا نام ہے جہاں پر نفس بعد الحیات اپنے اعمال کے مطابق رہتا ہے ۹۳

قرآن کریم

ان کیلئے ہے جن میں احسان کا مادہ ہے ۲۵۹
پانی کی طرح قرآن کا اثر بھی مختلف طبائع پر مختلف ہوتا ہے ۴۴۹
تعلیم کا خاص منشاء ۱۸۳
تاریخ کی کتاب نہیں کہ واقعات کا مسلسل ذکر کرے ۹۳
قرآن کریم میں کیوں صرف چند نبیوں کے ناموں کا ذکر ہے ۴۴۸
حضرت موسیٰ کے بتکرار ذکر کی وجہ ۵۷۶
قرآنی پیشگوئیوں کو پورا ہوتے دیکھنے میں جلدی نہیں کرنی چاہیئے ۱۰۷
قرآن کریم میں ہر نبی کا قصہ آنحضرت کی صداقت کے ثبوت کیلئے بیان ہوا ہے ۱۲۸
قرآن کریم کی تفاسیر میں یہودیوں، عیسائیوں اور مجوسیوں نے قصے ڈال دئیے ہیں ۱۷۱
نبی کیلئے تین باتوں کا حکم ۱۰۷

فضائل

جامع کتاب ۴۱۰
کتاب مبین ۳۰۶
شعائر اللہ میں سے اعظم ہے ۱۴۸
نور۔ ہدایت۔ رحمت اور شفاء ہے اور
ہر قسم کے اختلافات مٹانے آیا ہے ۳۴۱
فرقان ہونے کی حقیقت ۴۳۵
قرآن کریم کا بلند مقام ۷۶
ہر دفعہ نئی شان میں ۱۰۷
کلام اللہ ہونے کا ایک بھاری ثبوت ۴۱۳
دنیا کی تمام صداقتیں قرآن مجید میں ہیں ۱۱۵
داؤد اور سلیمان علیہما السلام کو جو علم دیا گیا تھا
وہ قرآن کریم میں آگیا ہے ۲۸۲، ۲۸۳
تمام رسولوں کا مصدق اور تمام صداقتوں
کا جامع ۲۷۰
بے نظیر کتاب جسکی مسلمانوں میں بہت کم
عظمت رہ گئی ہے ۵۰۹
سچے علوم کا مخزن قرآن شریف ہے ۱۰۸
قرآن کے ذریعہ روحانی تعلیم دودھ کی مانند
الگ نکل آئی اور یہ کام دنیا کی کوئی طاقت
نہیں کر سکتی ۱۷۵
ہر زمانہ کے فلسفہ میں اپنے آپ کو راستباز
ثابت کرتا ہے ۵۶۶
ہزار ہا شبہات کے مقابلہ کیلئے کافی ہے ۳۴۱
قرآن کو ساری دنیا کا فلسفہ باطل نہیں
کر سکتا ۳۲۷
کوئی کتاب اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی اور کوئی
شخص اس کتاب کے فہم والے کا مقابلہ
نہیں کر سکتا ۱۳۳
دنیا کی تمام کتب سے اسکی شان الگ ہے
۲۷۷
ہر قسم کے ناپاک الزاموں سے پاک ہے
۴۱۴
انبیاء پر لگنے والے مطاعن کی تردید کرتا ہے
۲۹۱
الٰہی کتاب ہے کہ شریر اس کے سننے کو
بھی برداشت نہیں کر سکتا ۲۷۳
جس کے پڑھنے اور جس پر عمل کرنے سے
دنیا و آخرت میں سکھ اور آرام کی زندگی
ملتی ہے ۲۴۷
اس کتاب کا ایک رکوع انسان کو بادشاہ
سے بڑھ کر خوش قسمت بنا دیتا ہے ۷۶

اعجاز قرآن

اعجاز قرآنی ۷۶
قرآن کریم کا معجزہ ۴۳۵
قرآن مجید بھی ید بیضاء ہے ۳۱۷
خاص طرز بیان ۴۳۰

علمی نکات

اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ کے ایک خوبصورت
معنی ۱۹۳
زمین کی حرکت ۳۰۴
قرآن کو نہ ماننے والوں کی معیشت تنگ
ہونے کی حقیقت ۱۱۱
حروف مقطعات کی حقیقت ۳۷۶
حروف مقطعات کو سمجھنے کا گر ۲۷۵
رَبِّ ارْجِعُوْنِ میں علم معانی کا نکتہ ۱۹۵
اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ میں ضمیر عیسیٰ
کی بجائے قرآن کریم کی طرف پھرتی ہے ۵۵۷
قرآن کریم میں جہاں قف ہو وہاں ٹھہر کر
تأمل کرنا چاہیئے ۴۲۸
سورۃ الحج آیت ۱۹ پر سجدہ تلاوت کی
فرضیت ۱۴۴
آیت سجدہ پڑھ کر رکوع میں چلے جانا بھی
مِنْ وَجْہٍ سجدہ ہے (احناف) ۵۴۱
خط لکھنے کا نمونہ ۲۹۱

حفاظت

قرآن کریم کی حفاظت کی پیشگوئی ۵۴۲
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت بصورت
کتاب موجود تھا ۱

قرآن کریم پر عمل اور اسکے علم کا حصول

حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ (عمرؓ) ۳۳۱
ہماری اور ہمارے امام کی کامیابی ایک تبدیلی
چاہتی ہے کہ قرآن شریف کو اپنا دستور العمل
بناؤ ۳۳۹
حضرت مرزا غلام احمد ہی نے ہم کو حکم دیا کہ
قرآن پڑھو اور اس پر عمل کرو ۲۴۲
وعظ میں سب سے مقدم قرآن مجید ہے
۱۰۷
قرآن شریف کے پڑھنے اور سمجھ کر پڑھنے
اور عمل کے واسطے پڑھنے کی بہت ضرورت
ہے ۱۰۸
قرآنی علوم حاصل کرنے کے ذرائع ۴۲۶
قرآنی علوم تقویٰ اور مامور من اللہ کی صحبت
میں رہ کر حاصل ہوتے ہیں ۱۰۸
اسکی صداقتیں اور تعلیم حاصل کرنے کیلئے
محنت و مساعی کی ضرورت ہے ۴۲۶
قرآن کریم کو سمجھنے کا آسان طریق ۴۲۶
قرآن شریف کا علم صرف و نحو کے رٹنے پر
موقوف نہیں ۴۲۶
تین صفات کے حامل لوگ کتب الٰہیہ سے
متمتع نہیں ہوتے ۳۶۰

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کا قرآن سے عشق

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا قرآن سے عشق ۴۴۲
قرآن مجید پڑھتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح
الاولؓ کا بعض دعائیں پڑھنے کا التزام ۱۰۷
میں قرآن کو مخلوق نہیں مانتا (نور الدینؓ) ۱۱۷

قرآن کریم سے بے توجہگی

قرآن کریم کو مہجور چھوڑنا مسلمانوں کے تنزل
کی بنیادی وجہ ہے ۲۴۶، ۳۰۵
معجزات قرآنی کے منکر سرسید۔ لیکھرام اور
حافظ نذیر احمد ۳۴۱

قرآن کریم پر اعتراضات کے جواب

قرآن کریم کی زبان پر اعتراض اور اس کا جواب
۴۸۰
حروف مقطعات پر اعتراض کا جواب ۲۷۵
قرآن کریم پر ایک عیسائی کے اعتراض کا جواب
۵۱۶

قربانی

قربانی کی حقیقت و فلسفہ ۱۴۹، ۱۵۱، ۱۵۲
اصل الاصول ہے تمام ترقیات کا ۱۴۸
حضرت ابراہیم کے ذریعہ انسانی قربانی کا
قلع قمع ۴۲۵
انشراح سے قربانی کرنے والے کا اجر ضائع نہیں
ہوتا ۱۵۰
مسیح موعود علیہ السلام کو جو مقام ملا وہ ان
قربانیوں کا نتیجہ ہے جو آپ نے خدا تعالیٰ کے
حضور گزاریں ۱۵۱

قیامت

قیامت کے مختلف معانی ۱۶۴
بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ (حدیث)
۵۵۹

قیامت پر کامل یقین کی علامت ۷۵
" ابن مریم قیامت کی نشانی ہیں" کے عقیدہ کا رد ۵۵۸

کامیابی کامیابی کے حصول کی شرائط ۳۸۴

کائنات اسکی کوئی حرکت اور سکون عبث اور بے نتیجہ نہیں ۲۳۷

کشف موسیٰ کے عصاء کا سانپ نظر آنے کا واقعہ کشفی ہے ۸۸، ۳۶۶
دانیال نبی کا ایک مکاشفہ ۳۳
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کشف میں مغربی اقوام کی جاہ وحشمت دکھائی گئی ۳

کعبہ بناءِ کعبہ کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سات دعائیں ۱۴۶
سات دفعہ طواف کی وجہ ۱۴۶
قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونا تعظیمِ قبلہ کے خلاف ہے ۱۴۸

کفارہ نیز دیکھئے عیسائیت
تردید ۳۳۳

کہانت
کاہن اور شانِ انبیاء کی اتباع نہیں کرتے البتہ غیب کی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں ۴۶۹

گناہ جن گناہوں کو پولیس نہیں روک سکتی انہیں شریعت روکتی ہے ۲۱۳
گناہ کی تین اقسام ۵۶۱
ہر ایک تنزل اور معصیت گناہ کا نتیجہ ہے ۲۴۹

ل - م

لغو لغو کی حقیقت اور اس سے بچنے کی تلقین ۱۷۱

ماجوج نیز دیکھئے یاجوج - دجال
جرمن۔ فرانسیسی اور انگریز ماجوج ہیں ۴۴
ماجوج دراز گوش کی حقیقت ۱۸

مامور
ماموریت کا انتخاب ۵۵۳
ہر مامور کی بستی ام ہوتی ہے ۳۲۲
ہزار برس کے بعد ایسا انسان ضرور ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنے کلام سے ممتاز فرماتا ہے ۳۸۰
مامور کی بعثت سے پہلے زمانہ کی حالت ۲۵۷
تمام مامور ایک ہی قسم کے حالات اور واقعات رکھتے ہیں ۵۷۵
مامور کی جماعت کی تشکیل ۳۵۸
ماموریں و مرسلین کے ساتھ ابتداء میں معمولی اور غریب لوگ ہوا کرتے ہیں ۲۰۸
مامور الٰہی کو لوگوں کے سامنے ریاء نہیں ہوتا ۳۴۶
مامور من اللہ نہ تھکتا ہے نہ درماندہ ہوتا ہے ۱۸۳
صرف مامور من اللہ کے ساتھ ہو کر خدا کے غضب سے بچا سکتا ہے ۴۵۰
شناخت کا طریق ۳۸۶
مامور کی شناخت کیلئے دعا کی ضرورت ۵۰۶
حق طلبی کی نیت اور تقویٰ سے اگر دعائیں کی جائیں کہ الٰہی اس زمانہ میں تیرا کون مامور ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور رہنمائی کریگا ۲۹۸
شناخت کے نشان ۱۸۶، ۲۲۹، ۲۳۰
مامور من اللہ کی صداقت کی دلیل ۵۷۵
مامور کیلئے اللہ تعالیٰ کی قدرت نمائی ۲۲۹
تمام مامور و مرسل بے کس تھے اور الٰہی نصرت سے وہ کامران ہوئے ۵۲۳
اللہ تعالیٰ کے ماموریں و مرسلین ہمیشہ کامیاب ہوتے ہیں ۱۳۱

ماں باپ نیز دیکھئے والدین
باپ کا حق اول ہے ۵۶۸

مباحثہ مباحثہ کا اصول ۳۴۰
مباحثہ کے لئے تین ضروری امور ۳۷۰
مباحثہ کے آداب ۵۶۸
مباحثہ میں ایک رنگ پر نہ رہنے والا مجہول مذہب کا پیرو ہوتا ہے ۳۳۸
ایک دہریہ اور ایک آریہ سے مباحثہ ۳۳۷

مجاہدہ قرآنی حقائق حاصل کرنے کیلئے مجاہدہ کی ضرورت ہے ۳۴۶، ۳۴۷

مجدد ۸۳ سال ۴ ماہ بعد مجدد آتا ہے ۱۱۵

مجوس ۶۸
خالق ظلمت اور خالق نور دو خداؤں کا عقیدہ ۶
حضرت ابراہیم کا مقابلہ مجوس سے تھا ۵۴۴
حضرت ابراہیم کی عزت کرتے ہیں ۷۶
مجوس کو ملزم ٹھہرایا جانا ۳۳

محاسبہ ہر رات سوتے وقت اپنا محاسبہ کرنا چاہیئے ۳۴۵

مذہب سچا مذہب وہ ہے جس کا صرف وعدہ نہیں نقد ثبوت موجود ہو ۲۷۶
دنیا کے تمام مذاہب وسائل و وسائط کو ضروری تسلیم کرتے ہیں ۴۹۷
مخلوق پرست کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوتی ۴۶۸
سچے مذہب کو تلاش کرنا مشکل نہیں ۴۴۱
کسی مذہب کا نام اسکی الہامی کتاب نے نہیں رکھا سوائے اسلام کے ۱۶۹
دنیا کے تمام مذاہب سے اسلام کی رواداری ۱۵۶، ۱۵۷
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب ہی ابقائے مذہب تھا ۱۵۷
میجارٹی MAJORITY مذہب میں نہیں چلتی ۵۲۶
بدمذہب کی مثال ۳۳۷
اس زمانہ میں تشکیک کی وجہ سے مذہب سے دستبرداری پیدا ہو گئی ہے ۲۸۴

مسجد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے عیسائیوں کو مسجد میں گرجا کرنے کی اجازت دی ۹۴

مسلمان مسلمان کی تعریف ۱۵۸
مسلمان اور علم تاریخ ۴۸۹
جنگ احزاب کے موقعہ پر مسلمانوں اور کفار کی تعداد ۳۹۱، ۳۹۸
قربانی کے سلسلہ میں دیگر قوموں سے مابہ الامتیاز ۱۴۹
انصار کی بجائے مہاجرین میں خلافت ہونے کی پیشگوئی ۲۲۳
موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح مسلمانوں کی سرفرازی کی پیشگوئی ۲۲۴
فتح مندی کے طریق اور شرائط ۱۷۰
جیحون اور سیحون۔ گنگا و جمنا کی انہار اور قیصر و کسریٰ کے ممالک پر فتح حاصل ہونے سے پیشگوئیوں کا پورا ہونا ۲۴۲
مسلمانوں کو سورۃ نور کے احکام پر عمل کرنے کی خاص تاکید ۱۹۹
مسلمانوں کو (حصولِ علم کیلئے) زیادہ محنت

کرنی چاہیئے ۲۸۲
اہل اسلام کو کس حد تک عصیانِ الٰہی سے
بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے ۲۳۹
عصمتِ ائمہ کے بارہ میں مختلف نظریات
۱۱۰
حضرت ابراہیم کی عزت ۷۶
باوجود شدید فرقہ بندیوں کے صلوٰۃ کے
معنوں پر اتفاق ۱۱۴

تنزل اور ادبار

تنزل و ادبار کے اسباب ۴۵، ۴۴۶، ۳۴، ۵۲۸
مسلمانوں پر صابی عقائد کا اثر ۱۴۳
ہندوستان کے مسلمانوں پر ہندوؤں کا
معاشرتی اثر ۳۱۵، ۳۴۵
مسلمانوں کو ارسطو کی منطق اور فلسفہ نے
بہت نقصان پہنچایا ۳۴
شاہانِ اسلام کے گھر میں لونڈیوں کی اولاد
سے ہی سلطنتیں تباہ ہوئیں ۲۱۶
اس زمانہ میں بھی امراء ۔ علماء ۔ فقراء تینوں
مسلمان قوم کی حالت ایسی تھی تو خدا کا
فرستادہ آیا ۴۵۷
تنزل کی جڑ قرآن شریف پڑھنا پڑھانا چھوڑ
دینا ہے ۲۴۷، ۳۰۵، ۴۲۸، ۵۰۹
مسلمانوں کا شرک ۶، ۳۶۵
اولیاء اور پیروں کو عالم الغیب مانتے ہیں
۳۶۵
یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ پڑھنا ۶۸
پیروں کا گناہ پر دلیر کرنیوالا رویّہ ۳۳۲
مسلمانوں میں فضول بحثیں ۱۷۱
مسیح علیہ السلام کے متعلق غلط عقائد ۱۸۳
مہدی کے متعلق عقیدہ کہ بنی فاطمہ میں سے
ہی آسکتا ہے ۳۰۱
مسلمانوں کے زوال کا موجب انکا غلو اور
تکبر بھی ہے ۳۰۷
مسلمانوں میں کسل و کاہلی کا مرض آجکل بہت
بڑھ گیا ہے ۲۷۱
تنگ دلی ۹۴
باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت
کے آپس میں جنگ و جدال ۳۰۶

مسیح مسیح کی آمد کے بارہ میں بنی اسرائیل
اور اہل اسلام میں اختلاف ۳۰۱

مسیح موعود خاتم الخلفاء ۲۳۱

مشاورت مشورہ کی اہمیت ۵۴۸
ہر سعادت مند دانشور انسان کا قاعدہ ہے
کہ وہ اہم امور میں مشورہ لیتا ہے ۲۹۱

معاشرت تعلقات کو سدھارنے کی تلقین ۵۰۰
بیویوں سے حسنِ سلوک کی نصیحت ۳۵۳
شادی شدہ اولاد کا گھر علیحدہ ہو تو ساس
بہو کے جھگڑے ختم ہوجاتے ہیں ۴۳۳

معتزلہ ۱۴۳

معجزہ معجزات کی حقیقت ۱۵۲
قرآن کریم میں اس ناقص لفظ کی بجائے
آیت اور برہان کا لفظ استعمال ہوا ہے
۵۰۷
قرآن کریم کا ایک معجزہ ۴۳۵
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ ۴۴۱
معجزاتِ قرآنی کے تین منکر سرسید، لیکھرام
اور حافظ نذیر احمد ۳۴۱

معراج حضرت موسیٰ اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے معراج ۳۲

ملائکہ ملائکہ پر ایمان لانے کا فائدہ ۵۴۰
نیکی کی تحریک کیلئے ملائکہ بڑی نعمت ہیں ۵۳۹
آسمان اور آسمانی اجرام کیلئے بطور رُوح
کے ہیں ۴۹۸
ملائکہ میں بھی علم کے مدارج سے ہی ترقی ہے
۲۸۳
اُولی اَجْنِحَۃٍ سے مراد ۴۴۴
اللہ کے ذکر سے ملائکہ سے تعلقات
بڑھتے ہیں ۴۱۶
نزولِ ملائکہ سے پہلے دو باتیں ضروری ہیں
رَبُّنَا اللّٰہُ کا اقرار اور استقامت ۵۳۹
ملائکہ سے مراد مقدس لوگ ۴۳۸

منطق الطیر حقیقت اور اقسام ۲۸۴

موت روح کے تغیر اور سلبِ صفات کا نام
موت ہے ۹۷، ۵۰۵
دو دفعہ کی موت سے مراد ۵۱۴
تَوَفّی کی حقیقت ۵۰۴

مہدی مسلمانوں کا عقیدہ کہ مہدی بنی فاطمہ
میں سے ہوگا ۳۰۱
مہدی کے متعلق ایک غلط عقیدہ کا رد ۱۵۴

میانہ روی اقوال و افعال و خیالات میں
میانہ روی کی تعلیم ۳۶۹

میزان میزان صرف مادیات میں نہیں ۱۳۶

ن

نبوت نبی کے معنی ۶۸
فلاسفر اور نبی میں فرق ۴۹۲
شاہد انبیاء کی ذات ہوتی ہے ۳۸۵
اللہ تعالیٰ کے بارہ میں انبیاء کی شہادت
۴۵۸
انبیاء اور رسل پر جب وحی اترتی ہے تو
وحی کی حفاظت کے لئے ملائکہ کا نزول بھی
ساتھ ہوتا ہے ۱۶۱، ۲۸۰
سب نبیوں سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی نبوت کی خبر دینے کا عہد لیا گیا ۳۹۱
نبی کی بعثت کا وقت ۱۱۶
نبی کی بعثت سے نیک و بد اور نشیب و فراز
کی تمیز ہوجاتی ہے ۳۰۳
عصمتِ انبیاء کے متعلق اہل سنت کا عقیدہ
۱۱۰
عیسائی سوائے حضرت عیسیٰ کے تمام انبیاء
کو غیر معصوم سمجھتے ہیں ۷۹
نبی کی بعثت پر بلاؤں کے آنے کی حکمت
۴۵۹
قرآن کریم میں نبی کیلئے تین باتوں کا حکم ۱۰۷
نبی کے گھر میں داخل ہونے کے آداب ۴۱۹

ضرورتِ نبوت

نبی کی ضرورت ۴۵۷
عرب میں نبی کی ضرورت تھی ۴۴۰
بنی اسرائیل کا عقیدہ تھا کہ نبوت و الہام
صرف ان تک محدود ہے ۳۰۱
ایک دلیلِ نبوت ۲۲۷

صداقت

انبیاء کی صداقت کا ایک نشان نصرتِ الٰہی
۵۴۴
قرآن کریم میں ہر نبی کا قصہ آنحضرت اور
آپ کے پیروکاروں کی صداقت کے ثبوت
کیلئے ہوتا ہے ۱۲۸
نبی کو منہاجِ نبوت پر پرکھنا چاہیئے ۵۷۵

خصائص

انبیاء میں حواسِ خمسہ کے علاوہ بھی ایسے حواس پائے جاتے ہیں جو ہمیں دوسری دنیا کے حالات سے آگاہ کریں ۷۸
نورِ فراست ۲۸
نبی کی خواہش یہی ہوتی ہے کہ توحید پھیلے ۱۶۱
انبیاء خصوصیت سے ایک شخص کی بجائے عمومی طور پر نصیحت کرتے ہیں ۳۲۱
انبیاء اور خلفاء کو ریاست و حکومت کی تمنا نہیں ہوتی ۹۳
کسی نبی یا مامور کے دل میں یہ خواہش نہیں ہوتی کہ میں لوگوں کا حاکم بنوں ۴۹۳
انبیاء دوسروں کو آرام دیتے ہیں اور ضروری و مشکل کام خود کرتے ہیں ۲۷۹
نبی کے قول و فعل میں بناوٹ نہیں ہوتی ۴۹۴
انبیاء میں دعا کی احتیاج ۱۹۴
انبیاء کا ہتھیار دعا ہے ۱۸۷، ۲۶۹
انبیاء کی کامیابی کا بہتر دعا ہے ۱۹۴
انبیاء غیب کی کنجیاں اپنے ہاتھ میں نہیں رکھتے ۲۰۶
انبیاء قیاس سے پیشگوئیاں نہیں کرتے بلکہ وہ جو کہتے ہیں اعلامِ الٰہی سے کہتے ہیں ۱۲۵
انبیاء کا بھروسہ اپنے جتھے پر نہیں ہوتا ۳۴۳
انبیاء ہمیشہ حفظِ مراتب کا خیال رکھتے ہیں ۲۹۰
طریقِ انبیاء طریقِ ادب ہے ۳۲
انبیاء میں اولاد کی خواہش ۵۸
ملاتی بننے کا طریق انبیاء و رسل کے خلاف ہے ۳۶۸
انبیاء میں ہرگز عُجب نہیں ہوتا ۳۱۷
انبیاء کی احتیاط ۵۶۸
انبیاء کے ڈر کی حقیقت ۹۵
انبیاء کے متبعین غریب لوگ ہوتے ہیں ۲۶۹

تعلیم

تمام انبیاء میں توحید پر اجماع ۲۵۸
انبیاء کی تعلیم کا مغز ۱۷۷
تمام انبیاء کی تعلیم پاک تھی ۳۸۶
داماد کو بیٹی کے علاوہ مال و اسباب دینا انبیاء کا طریق نہیں ۳۱۴

مخالفت

صادق انبیاء پر اعتراض ۱۷۹
انبیاء کی مخالفت کا نتیجہ ۲۵۷

نجات

نجات شفاعت سے ہوگی یا حسنِ عمل سے ۵۶۱

نسیان نسیان کا روحانی علاج ۲۸

نشان آفاقی و انفسی نشانات سے مراد ۵۴۳
موسیٰ علیہ السلام کے ۹ نشانات ۲۸۱

نصرت اللہ تعالیٰ کی نصرت صرف انبیاء کو نہیں مومنین کو بھی ملتی ہے اور اسی دنیا میں ملتی ہے ۵۱۴

نعمت ظاہری و باطنی نعماء ۳۶۹
مختلف ممالک میں مختلف نعمتیں ۳۶۲

نفاق منافق کی علامات ۳۸۸
مدینہ میں منافقین کا گروہ ۱۳۱
غزوۂ احزاب کے موقعہ پر منافقین کا رویہ ۳۹۵، ۳۹۸
رئیس المنافقین عبد اللہ کا ارادہ ۴۲۲
وحی الٰہی کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نام بنام منافقین کو مدینہ سے نکال دیا ۴۲۳
منافقین کو سزا ملنے کی وجہ ان کے اپنے اعمال تھے ۵۴۶

نکاح سورۃ احزاب کی وہ آیات جو نکاح کے موقعہ پر پڑھنی مسنون ہیں ۴۲۴
نکاح کی غرض تقویٰ ہو ۴۲۵
نکاح کے معاملہ میں قولِ سدید کی تاکید ۴۲۴
سچا تقویٰ انسان حاصل نہیں کر سکتا جب تک نکاح سے لباس حاصل نہ کرلے ۴۷۶
گھر کے ملازم مردوں اور عورتوں کا نکاح کرنے کی تعلیم ۲۱۵
لونڈیوں سے نکاح علی العموم شریعت کو پسند نہیں ۲۱۶
بیوگان کا نکاح ۲۱۶

نماز نماز کی حقیقت ۲۷۶
علتِ غائی ۲۳۸
محافظت صلوٰۃ کے معنی ۱۴۳
نماز کی اہمیت ۱۵۸
نماز سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں ۱۴۹
رسول کریم نے ہر نمازی کو طولِ امل اور ہموم و غموم سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے ۴۶۶، ۶۸۶
مسلمان ہونے کا امتیازی نشان ۱۵۸
نماز میں سنوار کر پڑھنا نصرتِ الٰہی کو کھینچتا ہے ۱۵۷
جاذبِ رحم ۲۳۱
ظاہری پاکیزگی کا باطنی پاکیزگی پر اثر ۳۴۹
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی پہلی رکعت میں اکثر سورہ السجدہ پڑھا کرتے تھے ۳۷۶
اپنے محسن صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا نماز کا حصہ ہے ۲۷۶
مسنون دعاؤں کے بعد اپنی زبان میں بھی عرض معروض کرو ۵۳۹
نماز کو اوّل وقت میں پڑھنے کا استنباط ۱۰۰
نابینا کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے ۲۳۳

نیچری ۱۴۳

نیکی سابق بالخیرات کا درجہ ۴۵۲
خیرات کا اجر ۳۵۹
سب سے ادنیٰ نیکی راستے سے تکلیف دہ اشیاء ہٹانا ہے (حدیث) ۳۴

و - ھ

والدین ماں باپ سے حسنِ سلوک کی تاکید ۳۶۲، ۳۶۶
والدین کی فرماں برداری کی تاکید ۲۳۱
بڑے ہی بدقسمت ہیں وہ لوگ جن کے ماں باپ دنیا سے خوش ہو کر نہیں گئے ۵۷۸
اگر خدا کے مقابلہ پر آجائیں تو خدا کو مقدم کرو ۲۳۲

وحی وحی اور علوم ایک وقت دنیا میں رائج ہوتے ہیں دوسرے وقت اٹھائے جاتے ہیں ۱۷۵
سب سے اعلیٰ وحی وہ ہے جو فرشتوں کے ساتھ ہو ۴۲
جب کسی نبی یا رسول پر وحی اترتی ہے تو وحی کی حفاظت کیلئے فرشتے بھی ساتھ نازل ہوتے ہیں ۲۸۰

قرآن شریف اور حدیث صحیح مَا یُوحیٰ اِلَیْکَ میں شامل ہیں ۳۸۹
وحی کا پہل لانا ضروری ہے ۱۹۳

وعدہ
بعض مواعید کسی اور رنگ میں پورے ہوتے ہیں ۳۴۸
وعدہ اور وعید دونوں ٹل سکتے ہیں ۱۹۴

وعظ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے اندر ایک واعظ رکھا ہوا ہے ۳۸۶
وعظ میں سب سے مقدم قرآن مجید ہے ۱۰۷
وعظ میں قرآن وحدیث کو اوّلیت دینی چاہیئے ۱۴۱
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیویوں کو وعظ ۴۴
ایک نواب کے گھر میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کا وعظ ۴۰۹

وعید وعدہ اور وعید دونوں ٹل سکتے ہیں ۱۹۴

وفات مسیح حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے سرسید احمد خان وفات مسیح کے قائل تھے ۴۴۹

وقار عمل انبیاء کا نمونہ ۲۱۵

ولایت اولیاء کے تقرب کا ایک مقام مقام فلبرّت ہے ۱۲۱

ہجرت مہاجر کی تعریف ۱۶۲
ہجرت کے احکام ۱۳
مومن اگر ایمان بچانے کیلئے کوئی زمین چھوڑ دے تو اللہ اس کو بہتر سے بہتر بدلہ دے گا ۳۴۳
ہجرت الی اللہ ۳۳۴
موسیٰ کے واقعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی ہجرت کی خبر ۹۸
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت ۱۵ جولائی ۶۲۲ء کو ہوئی ۴۳۵
مہاجر کو رزق کی تلاش کیلئے محنت کرنی ضروری ہے ۳۴۴

ہندو مذہب مختلف فرقے ۳۷۰
زمین کا بیل کے سہارے قائم ہونے کا عقیدہ ۲۸۷
گئو رکھشا ۱۵۳
عربوں کی طرح متبنّٰی کو حقیقی بیٹے کی طرح سمجھے ۴۱۳
ہندو جہاں لڑکی دیں وہاں سے پانی بھی حرام سمجھتے ہیں ۳۱۵
بُت پرستی کے عقائد چھوڑتے جا رہے ہیں ۱۵۴

ی

یاجوج والیٔ رشیا ۴۳، ۴۴

یاجوج و ماجوج ۳۵، ۴۶، ۴۷
وجہ تسمیہ ۱۳۶
مسکن ۳۷
شمالی اقوام مراد ہیں ۴۲
ترکوں کی قوم میں سے ہیں ۴۳
مذہباً عیسائی ہیں ۵۴
لندن میں سب سے پرانا بت یاجوج و ماجوج کا ہے ۱۳۶
مکاشفہ یوحنا کے مطابق اسلامی ممالک پر ان کا خروج آنحضرت سے ایک ہزار سال بعد ہوگا ۴۴، ۵۰
دراز گوش ہونے سے مراد ۵۱
پہاڑ پھلانگنے سے مراد ۴۸

یقین کامل یقین کی علامت ۷۵

یونی ٹیرین مسیح کی خدائی سے انکار ۱۵۵

یہود ۶۸
غیر ممالک میں جاکر دوسری قوموں کی صحبت سے غلطیوں میں مبتلا ہو گئے تھے ۶
طرافیم کی پوجا ۴۱۵
خدا تعالیٰ کی رحمت عمومی کے قائل نہیں ۴۴۸
نصیبین کے یہود کو بھی جن کہا گیا ہے ۴۳۹
عیسیٰ علیہ السلام کا یہود کے ہاتھوں صلیب پر چڑھنا ۲۴۱
سورۃ بنی اسرائیل میں زیادہ تر یہود سے خطاب ہے اور انکی دو شدید تباہیوں کا ذکر کرکے مسلمانوں کو متنبہ کیا گیا ہے ۱
طیطوس رومی کے ہاتھوں تباہی ۵۵۸
مغضوبیت ۳۶۱
یہود کی ذلت عبرت انگیز واقعہ تھا ۲۳۶، ۴۴۱
مکہ میں بہت کم یہود تھے ۱۱۹
علم کا تکبر انکے انکار کا موجب ہوا ۵۳۱
ذوالقرنین کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار ۳۳
شرارت سے اسلامی تفاسیر میں غلط روایات داخل کرنا ۷۳
یہود کی شرارتیں اور انکا انجام ۴۰۵
مدینہ میں یہود کے تین گروہ اسلام کے دشمن تھے ۱۴۱
مدینہ اور خیبر کے یہود کی اسلام کے خلاف جنگ ۳۹۵
قریش کو بتانا کہ ان کا دین اسلام سے بہتر ہے ۳۹۳
خیبر کے یہودی سردار حُیَیّ بن اخطب کا جنگ احزاب میں لشکر لیکر شریک ہونا اور بنو قریظہ کو بھی آمادۂ شرکت کرنا ۳۹۴
غزوہ احزاب کے موقعہ پر مدینہ کے یہود کا کفار سے مل جانا ۳۹۱، ۳۹۳، ۳۹۶
حضرت ابراہیم کا نام عزت سے لیتے ہیں ۷۶
اسلام کی توحید سے متاثر ہو کر بت پرستی کی مخالفت کی ۴۱۶
ایک یہودی کی نیکی کا ثمر ۳۵۹

❁ ❁ ❁

اسماء

آ

آدم علیہ السلام ۱۰۹، ۱۷۱، ۱۸۵
۲۲۵، ۴۹۰

خلافت ۶۶، ۲۲۶
جس جنت میں آپ رہے وہ زمین پر تھا ۱۴۳
عیسائی انہیں گنہگار سمجھتے ہیں ۷۹
آدم کے گناہ کا ورثہ ۵۸۳
نسیان ۱۰۸
آدم سے مراد عظیم الشان انسان ۱۰۹
جو آدم کا بچہ ہے وہ طِیْن سے بنا ہے
۴۹۳

آذر ۲۶۵
آتش کدۂ آذر ۴۵۸

ا

ابراہام ۵۶۴
ابراہیم علیہ السلام ۳۲، ۶۴، ۶۹، ۱۳۰
۱۳۱، ۱۵۲، ۱۵۸، ۱۶۸، ۱۸۳، ۲۲۴
۲۲۵، ۳۸۳۔

مقام

ابراہیم کے معنی ۲۳۵
آپ بھی آدم تھے ۱۰۹
راستباز نبی ۶۷
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آپؑ سے مماثلت
۱۲۹
فرمانبرداری ۱۵۱
انشراحِ صدر سے بیٹے کی قربانی ۴۷۲
۴۷۳، ۴۷۵
قربانی کے نتیجہ میں انعامات ۱۵۰
اسمٰعیل کو ذبح کے لئے آمادگی کے وقت
آپکی عمر ۹۹ ننانوے برس تھی ۴۷۶
بناءِ کعبہ کے وقت کی سات دعائیں ۱۴۶
طریقِ ادب ۳۲
شُستہ بیانی اور ادب ۷۰
مرض کو اپنی طرف منسوب فرمایا اور شفاء کو
اللہ تعالیٰ کی طرف ۳۶۷
جب آپ نے فرمایا اِنِّیْ سَقِیْمٌ میری طبیعت
ناساز ہے تو سچ کہا ۴۷۱
بُت پرستی کے خلاف دلائل ۳۴۶
اہلِ عرب کا مورثِ اعلیٰ ۳۶۵
آپ کی اولاد کے متعلق تمثیل ۱۴
خدا تعالیٰ کی طرف سے نبی بیٹا اور نبی پوتا
عطاء کیا جانا ۷۰
دنیا میں تین بڑے مذاہب کے لوگ آپکی
تعظیم کرتے ہیں ۶۸، ۷۶، ۲۸۳، ۳۲۵
بڑھاپے میں والد کیلئے دعا کی اور آب
کیلئے دعا سے منع کئے گئے ۳۶۵

متفرق

نوحؑ کے اتباع میں سے تھے ۴۷۰
۹۹ ننانوے سال کی عمر میں آپ کے ہاں اسحٰق
پیدا ہوئے ۶۷
آپ اور شہر میں پکڑے گئے تھے ۱۴۷
مخالفین کا تدابیر میں ناکام ہونا ۵۱۴
دشمنوں کے مقابلہ میں نصرت الٰہی ۵۲۴
آپ پر آگ سرد کی گئی ۱۲۷، ۱۲۸
عراق سے شام کی طرف ہجرت ۷۰، ۳۴۳
آپ کے اَب سے مراد ۲۶۵
عیسائی آپ کے عیب بیان کرتے ہیں ۷۹

ابلیس ۹۳
كَانَ مِنْ خُزَّانِ الْجَنَّةِ (حدیث) ۲۳
اُبَی مکہ کے ۹ کے گروہ کا ممبر ۲۹۵
ابن ابی لیلیٰ آپ کی عدالت کا ایک واقعہ ۹۹
ابن تیمیہ شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ
آپکی تصنیف ردّ المنطقیین کا تذکرہ ۳۴
ابن جریر ۲۷۵
ابن حزم آپ نماز میں اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ
الْعَجْزِ وَالْكَسْلِ پڑھنا فرض سمجھتے تھے
۲۷۱
ابن حوقل صاحب المسالک والممالک ۴۹
ابن خلدون ۴۴
آپ کے مقدمہ میں سرزمینِ یاجوج و ماجوج
کی نشاندہی ۴۶
ابن رواحہ رضی اللہ عنہ ۳۹۴
ابن عباس عبداللہ رضی اللہ عنہ ۱۰
اَنْ تَمِيْدَ کے معنی بیان فرمانا ۱۲۳
اَلْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰى کے معنی ۵۴۵
ضَنْكٌ کے معنی ۱۱۴
ابن عربی محی الدین رحمۃ اللہ علیہ
قیامت کے معانی ۱۷۴
ایک علمی نکتہ ۵۶۸
ابن صیاد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابن صیاد
سے ملنا ۵۶۸
ابن مسعود نیز دیکھئے عبداللہ بن مسعود
حروف مقطعات کی تفسیر ۲۷۵
ابواسحاق ابراہیم الاصطخری الکرخی
مصنف مسالک الممالک ۴۹
ابوبصیر رضی اللہ عنہ
صلح حدیبیہ کی شرط کے مطابق آپ کو مدینہ
سے واپس کر دیا گیا ۵۹۰
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ۲۲۴

مقام

فضیلت ۱۳
قرآن کریم نے آپ کو صاحبِ فضیلت

قرار دیا ہے ۲۱۰
ہجرت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھی ۹۸، ۲۶۴
حیات و ممات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی معیت ۴۲۰
خلافت
آپ کی خلافت کی پیشگوئی ۲۲۳
آپ کو خدا نے خلیفہ بنایا تھا ۴۶
آپ کا انتخاب اسلام کی حقانیت کی دلیل ہے
۳۲۵
آپ کی خلافت کی مخالفت کی خبر ۲۲۳
مخالف حالات کے باوجود آپکی کامیابیاں ۴۹
حضرت علیؓ نے بھی آپ کی بیعت کر لی تھی
۲۲۵
زکوٰۃ کیلئے جنگ ۲۳۱
ابوجہل کے بیٹے کو سالارِ لشکر مقرر فرمانا
۴۳۸
ابوجہل ۶۷، ۹۹
مکہ کے نو کے گروہ کا ممبر ۲۹۵
اسکا بیٹا مسلمان ہو گیا اور حضرت ابوبکر
نے اسکو جرنیل بنا کر بھیجا ۴۳۸
ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
آپ اور آپکے اصحاب کا قول ہے کہ جس
جنت میں آدم رہے وہ زمین پر تھا ۲۴۳
قید و بند ۱۱۴
ابوسفیان
مکہ میں قحط کے ایام میں آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آنا ۵۶۸
غزوۂ احزاب میں قریش کا سالار ۳۹۴
ابوعمار وائلی
قریش کو جنگِ احزاب کیلئے اُکسانا ۳۹۳
ابوقحافہ رضی اللہ عنہ
والد حضرت ابوبکر ۲۲۵، ۲۲۶
ابولبابہ بن منذر
بنو قریظہ کے مطالبہ پر ان کے پاس مشورہ
دینے کیلئے جانا ۳۹۷
ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ
بخاری میں آپ سے مروی ایک حدیث ۴۷۴
احمد البیرونی صاحب آثار الباقیہ ۴۹
احمد بن حنبل امام رحمۃ اللہ علیہ

قید و بند ۱۱۴
احمد خان سید۔ سر
حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے
وفاتِ مسیح کے قائل تھے ۲۳۹
دھوکہ کھا کر معجزات کا انکار کر دیا ۱۱۸
ادریس علیہ السلام ۵۷
آپ کا دوسرا نام خنوک تھا ۷۳
اردن ۲۸۷
ارسطو اسکی غلط منطق اور فلسفہ ۳۴
اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ
باوجود فتنۂ ارتداد کے آپ کے لشکر کو
شام روانہ کیا گیا ۲۲۳، ۲۲۹
اسحاق علیہ السلام ۵، ۶۴، ۶۸، ۷۰،
۷۱، ۵۲۱
آپکی پیدائش کی بشارت ۴۷۶
اسفندیار ۳۶۱
اسماعیل علیہ السلام ۵۷، ۷۲، ۱۵۲
جب آپ جوان ہوئے تو ابراہیمؑ کو حکم ہوا
کہ ان کو قربانی میں دے دو ۴۷۲
خدا کے حکم پر راضی ہو کر ذبح ہونے کیلئے
لیٹ جانا ۱۵۱، ۴۷۵
اللہ تعالیٰ اور والد کی مثالی فرمانبرداری
اور اسکا اجر ۴۷۲
ذبح کے واقعہ کے وقت آپکی عمر
تیرہ برس تھی ۴۷۶
آپ کے ایک بیٹے کا نام قیدار ہے ۴۴۰
آپ کے متعلق ایک غلط روایت ۷۳
اصحاب الرجیع
عضل اور قارہ کا غدر اور مکاری ۳۹۴
اصحاب الرس
حضرت یوسفؑ کو کنوئیں میں ڈالنے والے لوگ
۲۴۸
اصحاب الصفہ رضی اللہ عنہم ۲۱۹
اصحاب کہف ۲۳
نشان دہی ۴
مقام کہف کی تعین جغرافیائی علامات ۷
افلاطون اسکی ایک غلطی ۵۷۸
السیوطی دیکھئے جلال الدین امام
الیاس علیہ السلام نیز دیکھئے ایلیا
آپ کے متعلق ایک غلط روایت ۷۳

الیصبات
حضرت مریم کی قریبی رشتہ دار ۶۴، ۶۵
اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بشارت
دی کہ مسلمان فاتحین کے ساتھ وہ بحری سفر کریں گی
۳۷۲
امیر الدین کمبل باف گجرات ۲۸۸
اُمیہ مکہ کے نو کے گروہ کا ممبر ۲۹۵
امیہ ابن الصلت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے پہلے
کے ایک موحد عرب ۲۴۹
اوریاہ ۱۶
ایڈورڈ ششم ۱۳۱
ایرانی (قوم) فتوحات ۵۳۰
ایلیا آپکی پیشگوئی میں نزول کے معنی ۵۷۷
ایوب علیہ السلام
آپ کا صبر اور ادب ۴۹۱
آپ کا قول "جو عورت کے شکم سے پیدا ہوا
وہ کیونکر صادق ٹھہرے" ۵۸۲
آپ کے قصہ میں اللہ نے آنحضرتؐ کو
ایک خطرناک سفر کی اطلاع دی ۴۹۰

ب ۔ پ ۔ ت ۔ ث

بریرہ رضی اللہ عنہا ۵۵، ۵۶
بلقیس
حضرت سلیمان کے پاس آنا ۳۹۴
بنو اسحاق ۳۲، ۴۱
بنو اُمیہ ۲۱، ۳۲۶
بنو بکر وائل
مسلمانوں کے حلیف خزاعہ قبیلے پر حملہ آور ہونا
۵۹۰
بنو عباس ۲۱
بنو قریظہ مدینہ کا یہودی قبیلہ
قریش مکہ اور دیگر عرب قبائل کو اُکسا کر
مدینہ پر حملہ آور کیا ۳۹۳
غزوۂ احزاب کے موقعہ پر عہد شکنی
اور غداری ۳۹۴، ۳۹۵
غزوۂ احزاب کے بعد مسلمانوں کی طرف
سے بنو قریظہ کا محاصرہ ۳۹۶

حضرت سعد بن معاذ کی ثالثی پر آمادگی
اور حضرت سعد کا فیصلہ ۳۹۷
انکے مقتولین کی تعداد اڑھائی سو سے
نو سو تک بیان کی جاتی ہے ۴۰۲
بنو قینقاع ۳۹۵، ۳۹۷
بنو کنانہ غزوہ احزاب میں ۳۹۴
بنو نضیر مدینہ کا یہودی قبیلہ ۳۹۷
یہود کے اس قبیلہ کی جلا وطنی کے بعد انہوں
نے قریش کو جنگ کی ترغیب دلائی ۳۹۳، ۳۹۵
جنگِ احزاب کے بانی مبانی ۴۰۳
غزوۂ احزاب میں شرکت ۳۹۴
عہد شکنی ۳۹۵
بنو ہاشم ۲۲۶، ۳۲۶
تین برس غلّہ کے حصول میں رکاوٹ ڈالی گئی
۱۵۵
بنی اسرائیل نیز دیکھئے بنو اسحاق۔ یہود۔ ۱۵
۱۶، ۱۸، ۹۱، ۹۲، ۲۸۸، ۵۱۷
فرعون بنی اسرائیل کو ذلیل سمجھتا تھا ۳۰۷
فرعون کیلئے اینٹیں تیار کرتے تھے ۵۲۱
حضرت داؤدؑ اور عیسیٰؑ کی زبان سے لعنتی
قرار پانا ۴۸۴
انعامات ۱۴
انکے عظیم الشان نبی موسیٰؑ نے اپنے مثیل
کے آنے کی گواہی دی ہے ۵۷۷
اللہ تعالیٰ نے انکو سب سے پہلے بادبانی جہاز
چلانے کا فن عطا کیا ۴۲۹، ۴۳۰
یہود کے نزدیک صرف بنی اسرائیل خدا کے
پیارے ہیں ۴۴۸
ان کا عقیدہ تھا کہ نبوت اور الہام صرف
ان تک محدود ہے ۳۰۱
دو اہم مسائل میں اسلام سے اختلاف ۳۰۱
فرعون کی گاؤ پرستی کا اثر ۱۰۱
بنی اسماعیل سے حقارت ۱۵
بنی اسماعیل ۱۵، ۳۲
بنی اسرائیل ان کو حقیر سمجھتے تھے ۱۵
انجیل کی ایک تمثیل ۱۴
باغِ نبوت کی سپردداری ۱۸
نبی آخر الزمان کی آمد ۳۰۱

بنی فاطمہ
مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ مہدی بنی فاطمہ
میں سے ہوگا ۳۰۱
بنی وائل
قریش کو جنگِ احزاب کیلئے اُکسانا ۳۹۳
بوعلی سینا ۳۲۶
تشخیصِ مرض کا ایک واقعہ ۳۳۵
پٹھان ہندوستان میں کرّوفر سے آئے
اور پھر کچھ بھی نہ رہے ۱۲۰
فتوحات ۵۳۰
پطرس اسکے بارہ میں مسیحؑ کی بشارت ۵۸۷
پولوس ۶۴، ۴۱۱، ۵۶۳
فضل اور گناہ ۵۶۵
پہلاد ۱۲۷
پیلاطوس مسیح کے جلد مرجانے پر تعجب ۱۷
یہود کے تحت کام کرنا ۴۴۱
پیلاطوس اور اس کی بیوی (مسیح کے)
مقدمہ میں قید ہوئے ۴
تاتاری فتوحات ۵۲۰
تارا / تارح
تورات کی رو سے حضرت ابراہیمؑ کے والد کا
نام ۲۶۶
تمش رشتی ۱۲۷، ۱۳۰
ترک وجہ تسمیہ ۴۳، ۴۴
ٹامس بارہم
رسالہ گائیڈ ٹو گلڈ ہال۔ لندن ۴۷
ثابت بن قرہ
مشہور صابی طبیب ۱۴۳
ثمود ۱۵۸، ۱۸۷، ۵۳۷

ج ۔ چ ۔ ح ۔ خ

جبرائیل علیہ السلام ۷۵، ۱۰۳
آپ کا تمثل آنحضرتؐ کے سامنے بھی آیا تھا
۶۲
دانیال نبی کو مکاشفہ کی تعبیر بتانا ۳۳
جرمن (قوم) ۴۳
جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ
آپ کی تصنیف تحریم المنطق کا تذکرہ ۳۴

جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ
مثنوی میں تمثیلات کا استعمال ۴۶۰
مسئلہ تقدیر ۲۴۰
جوج دیکھئے یاجوج و ماجوج ۴۶
چغمینی ماہر ہیئت ۴۶
حارث بن عامر
مکہ کے نو کے گروہ کا ممبر ۲۹۵
حذیفہ رضی اللہ عنہ ۳۲۶
حزقیل علیہ السلام ۴۴، ۵۰
حسین رضی اللہ عنہ
۷۶، ۱۱۳، ۱۵۵، ۵۲۴
دنیوی مصائب ۱۶۶
اَلْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى والی آیت جب نازل
ہوئی آپ پیدا نہیں ہوئے تھے ۵۴۵
معزز و مکرم ۵۲۵
آج آپ کے دشمن کی اولاد کا پتہ لگانا
مشکل ہے ۳۲۵
حمزہ رضی اللہ عنہ ۱۴۴
حوّا علیہا السلام ۱۷۱، ۲۴۳
حُیَی بن اخطب نضری
قریش کو جنگِ احزاب کیلئے اُکسانا
۳۹۳، ۳۹۵
بنو قریظہ کے رئیس کعب بن اسد کو
جنگِ احزاب میں شرکت پر آمادہ کرنا ۳۹۴
خدیجہ اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا ۱۱۰
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے تیسرے
خاوند تھے ۴۲۶
حضرت زید آپکی بہن کے غلام تھے ۴۱۰
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فکرمندی پر
آپ کا عقیدتمندانہ جواب ۴۰۶، ۴۰۷
حضرت عائشہؓ کا مرتبہ آپ سے کم نہیں ۲۰۵
خزاعہ
مسلمانوں کے حلیف خزاعہ پر بنو بکر وائل کا حملہ
۵۹۰
خزر (قوم) ۴۸
خسرو امیر ۴۱۹
خضر علیہ السلام ۳۲، ۳۴۵، ۴۹۰
فرشتے ہیں بشر نہیں ۲۸

خنوک
اور یس علیہ السلام کا نام ہے ۴۳
خوات رضی اللہ عنہ ۳۹۴
خورس میڈیا اور فارس کا حکمران ۳۹
شاہ فارس حکم الٰہی کا پابند تھا ۴۱
یہ کیقباد تھا اور یہی ذوالقرنین ہے ۴۲
خوریس
اسکے وزیر کا نام بھی ہامان تھا ۵۲۱

د - ذ

دانیال علیہ السلام ۱۸، ۲۶، ۴۰، ۵۱
آپ کا ایک مکاشفہ ۳۳
ذوالقرنین کے متعلق آپ کی رویا ۳۹
داؤد علیہ السلام ۱۰، ۹۴، ۱۳۲، ۲۷۹، ۴۲۹، ۴۸۲، ۵۲۱
خلافت ۶۶، ۲۲۶
ذَاالاَیدِ ۲۸۳
علم عطاء ہونا ۲۸۲، ۲۸۳
آپ کے انیس لڑکے تھے مگر علمی وارث
سلیمان ہوئے ۲۸۳، ۲۸۴
ہجرت ۳۱۳
آپ کے قلعہ کی فصیل سے حملہ آوروں کا
پھاند کر اندر آجانا ۴۸۴
آپ بہت گھبرائے کہ ملک میں اندرکشوں
کا غلبہ ہے ۴۸۵
آپ کی زبان سے بنی اسرائیل کا لعنتی قرار
پانا ۴۸۴
آپ پر تہمت کی حقیقت ۴۸۵
آپ نے زندہ آدمی تنوروں میں جلوا دئے
تھے ۴۹۸
دوانی
اے دوانیوں کے قافلو! پانی لیکر
پیاسے کا استقبال کرو (یسعیاہ) ۴۳۵
دیانند پنڈت بانی آریہ سماج
۴۷، ۴۸، ۲۸۷
ذوالقرنین ۳۹، ۴۰، ۴۶، ۴۷، ۱۳۶
شخصیت کی تعیین ۳۴
اس سے مراد میدیہ اور فارس کا حکمران
کیقباد ہے۔ ۳۴
سدِ ذوالقرنین ۴۳، ۴۴

حضرت علیؓ کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے ذوالقرنین قرار دیا ہے ۳۵
امام ہمام، مہدی آخرالزمان بھی
ذوالقرنین ہیں ۳۵

ر - ز

رام چندر جی سری ۴۶۸
خدا کے اوتار قرار دئے گئے ۴۱۵
دکھ کی زندگی ۱۶۶
ہنومان سے باتیں کرنا ۲۸۸
ربیعہ ۷۶
رچرڈ سانڈرس کیپٹن
گلڈ ہال لندن میں یاجوج و ماجوج کے بت
بنانے والا شخص ۴۸
رجبعام
حضرت سلیمانؑ کا فرزند اور نالائق جانشین ۴۸۷
رڈلے بشپ
پراٹسٹنٹ ہونے کے جرم میں زندہ جلایا گیا۔
۱۳۱
رستم ۳۶۱
رومی دیکھئے جلال الدین
زکریا علیہ السلام ۴۰، ۵۷، ۶۱، ۶۴، ۶۵
زلیخا ۲۸۸
زید رضی اللہ عنہ
حضرت خدیجہؓ کی بہن کے غلام تھے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو آزاد کرا کے
اپنے پاس رکھ لیا تھا ۴۱۰، ۴۱۲، ۴۱۳
زید بن عمرو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے
پہلے ایک توحید پرست عرب ۲۴۹
زینب ام المومنین رضی اللہ عنہا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کا
پس منظر ۴۱۲، ۴۱۳

س - ش

ساسانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت
ایران کی مجوسی سلطنت ۲۶
سامری
حضرت موسیٰؑ کے سامنے سامری کا جواب
۱۰۳
لامساس کی سزا ۱۰۴
ساؤل ۵۲۱
سبا ایک شخص کا نام جسکے نام پر یمن ہیں
شہر سبا بھی تھا ۴۳۲
سُدّی ۴۳
سُراقہ بن جعشم کسریٰ کے طلائی کڑے
پہنائے جانے کی بشارت ۱۴۵
سرسید احمد خان دیکھئے احمد خان سید
سعادت علی خان ۲۲۶
سعد ابن عبادہ رضی اللہ عنہ
سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ۳۹۴
بنو قریظہ کے متعلق فیصلہ ۳۹۷
سعدی مصلح الدین شیرازی ۳۵، ۱۴۴
سکندر اعظم بت پرست تھا ۳۸
پا پیادہ پراموں کے معبد کا حج ۱۵۶
اسکی دستبرد سے مکہ معظمہ محفوظ رہا تھا ۴۴
اس کو ذوالقرنین کا لقب دیا جانا درست نہیں
۳۷
سلام بن حقیق نضری
قریش کو جنگ احزاب کیلئے اکسانا ۳۹۳
سلام بن مشکم
حُیی کے ساتھ مکہ آکر مشرکین کو جنگ پر
آمادہ کرنا ۳۹۵
سلیمان علیہ السلام ۱۳۲
حضرت داؤد کے علم اور کمالاتِ روحانی میں
وارث ہوئے ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴
حدودِ سلطنت ۴۲۹
بادبانی جہازوں کے بیڑے ۴۳۰
آپ کے عہد میں سمندری تجارت ۱۳۳
ملکہ سبا کے ساتھ ادب سے پیش آنے
کی تاکید ۲۹۰
آپ کا سفر بادبانی جہازوں کے ذریعہ ہوتا تھا
۴۸۹
وادی النمل میں جانا ۲۸۶
آپ کا طائف تشریف لانا ۲۹۲
گھوڑوں کا معائنہ اور ایک غلط تفسیر کا رد
۴۸۷
ھُدھُد کی حقیقت ۲۸۸
آپ کے وقت کے جن ۲۸۵
انشاءاللہ نہ کہنے کا نتیجہ ۱۰

آپکی بیوی مومنہ مسلمان تھی ۲۹۴
ایک مشرک عورت کے عشق میں مبتلا ہونے
کے طعنہ سے بریّت ۲۹۱
آپکا جانشین ایسا شخص ہوا جس میں
دینداری کی روح نہ تھی ۴۸۷، ۴۸۸
آپ کے جانشین کو دابۃ الارض کہا گیا ہے
۴۳۱

سلیمان رضی اللہ عنہ
آپ کے مشورہ پر مدینہ کے گرد خندق
کھودی گئی ۳۹۳

سموئیل ۵۲۱

سید احمد خان۔ سر۔ نیز دیکھئے احمد خان سید
معجزات قرآنی کے منکر تھے ۳۴۱

شافعی امام رحمۃ اللہ علیہ
نسیان کا علاج ۲۸

شعرانی امام رحمۃ اللہ علیہ
بدظنی کرنے والوں کے خلاف ایک بزرگ
کی بددعا ۲۰۷

شمس الدین صوفی چشتی ۹۰

شیبہ ۷۶، ۱۴۴
مکہ کے نو کے گروہ کا ممبر ۲۹۵

شیکسپیئر ۳۵۳

ص۔ ض۔ ط۔ ظ

صالح علیہ السلام ۲۵۷، ۲۹۶

صفوان رضی اللہ عنہ
حضرت عائشہ کو دیکھ کر اناللہ پڑھنا ۲۰۶

صفیہ ام المومنین رضی اللہ عنہا ۴۲
آپ یہودی تھیں رسول اللہ کی صحبت میں
پاک ہو گئیں۔ ۴۰۹

ضحاک ۴۳

طیطوس رومی (TITUS)
اسکے ہاتھوں یہود کی تباہی ۵۵۸

ع ۔ غ

عاد ۲۵۷

عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا
۱۸۹، ۱۹۱
نکاح اور شادی کی عمر ۲۰۷
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں صرف
آپ کنواری تھیں ۲۱۶
آپ کا بلند مرتبہ ۲۰۵
آپ کے فرمانبردار ہونے کی دلیل ۴۰۸
آپ کو رزق کریم سے وافر حصہ ملا ۴۰۸
آپ کا ایمان افروز جواب ۴۰۴
آپ کھل کر بات کہہ دیتی تھیں ۴۰۸
باوجود ایک جنگ میں شرکت کے
جاہلیت الاولیٰ کی صورت نہیں تھی ۴۰۹
بعض لوگوں کی آپ پر بدظنی اور خدا تعالیٰ کی
طرف سے بریّت ۲۰۴
قرآن کریم میں آپکی بریّت کا خصوصی ذکر
۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۸
ایک روایت ۹۱

عباس رضی اللہ عنہ
آپ کے چار بیٹے تاتار۔ یورپ۔ افریقہ
اور عرب میں دفن ہوئے ۴۲۵

عبدالحی سید ۳۶

عبدالغنی شاہ مجدّدی ۱۹۸

عبدالقادر جیلانی سید مقبولیت ۶۸

عبدالقیوم
حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ کے ایک استاد
۸۸

عبدالکریم مولوی رضی اللہ عنہ ۹۱
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رویاء کے
متعلق سوال ۳۴۶

عبداللہ بن اُبی ابن سلول رئیس المنافقین
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حسد کی وجہ ۴۰۸
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ سے ذلیل
کرکے نکالنے کا ارادہ ۴۲۲

عبداللہ بن ام کلثوم رضی اللہ عنہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مدینہ
میں اپنا جانشین مقرر فرمایا تھا ۴۴۳

عبداللہ بن سبا حضرت عثمان کے عزل کا
فتنہ بھڑکانے والا ۱۰۴

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ
دیکھئے ابن عباس

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
گھر کی لپائی کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی آپ سے گفتگو ۴۲۶

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
آپ حروف مقطعات کو اسماء الٰہی کے اجزاء
قرار دیتے تھے ۳۷۶

عتبہ ۷۶، ۱۴۴
مکہ کے نو کے گروہ کا ممبر ۲۹۵

عثمان غنی امیر المومنین رضی اللہ عنہ
آپ کی خلافت کی پیشگوئی ۲۲۳
آپ کے وقت میں قبرص اور روڈس فتح ہوئے
۳۷۲
عبداللہ بن سبا کا آپ کے خلاف فتنہ بھڑکانا
۱۰۴
آپکے قتل سے حضرت علیؓ کا دامن پاک تھا ۱۰۲

عرب (قوم)
اسلام سے پہلے اور اسلام کے بعد ۲۵۳
عرب کی عورت اپنے حقوق طلب کرنے میں
ہوشیار ہوتی ہے ۳۵۴
ہندوستان میں کروفر سے آئے اور پھر
کچھ بھی نہ رہے ۱۲۰

عزرا نبی علیہ السلام ۳۷، ۴۱

عُزّیٰ ۴۵۸

عضل (قبیلہ)
اصحاب الرجیع سے غداری ۳۹۴

عقبہ مکہ کے نو کے گروہ کا ممبر ۲۹۵

علی بن ابی طالب امیر المومنین ۱۱۳، ۱۴۴
اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ
مِنْ مُوْسٰی (حدیث) ۱۰۲
آپکو بھی ذوالقرنین کہا گیا ہے ۳۵
آپکی خلافت کی پیشگوئی ۲۲۳
اسد اللہ الغالب ہو کر بھی ابوبکرؓ کی بیعت
کرنی پڑی ۲۲۵، ۲۲۹
صلح حدیبیہ کے موقعہ پر بسم اللہ اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مٹانے
سے ہچکچاہٹ ۵۸۶
حضرت عثمانؓ کے قتل سے آپ کا دامن
پاک تھا ۱۰۲
آپ سے سچے روحانی علوم دنیا میں پہنچے
۲۲۳
حروفِ مقطعات کی تفسیر ۲۷۵
آپ حروفِ مقطعات کو اسماء الٰہی کے
اجزاء قرار دیتے تھے ۶۰

میں نے بھی خود بلاواسطہ حضرت علیؓ سے قرآن کے بعض معارف سیکھے ہیں (ذوالفقار) ۲۲۳
نادِ علی ۱۱۴

عماد الدین اسماعیل سلطان
صاحب تقویم البلدان ۴۹

عماد الدین پادری ۱۵

عمر بن خطاب امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ ۲۲۴
خدا کے مرسل کو ماننے کا نتیجہ ۳۲۶
حیات و ممات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت ۴۲۰
صلح حدیبیہ کی بعض شرائط سے گھبرا رہے تھے ۵۸۶
آپ کے قول حَسْبُنَا كِتَابُ اللهِ کی تعریف ۳۴۱
آپکی خلافت کی پیشگوئی ۲۲۳
آپ کے عہد میں قیصر و کسریٰ کے خزانوں کا مدینہ آنا ۱۴
سراقہ کو کسریٰ کے طلائی کڑے پہنائے ۱۴۵
یروشلم کے گرجا میں نماز پڑھنے سے انکار اور اسکی وجہ ۱۵۷
حضرت عائشہؓ آپ کا مقابلہ قرآن کریم سے کرتی تھیں ۲۰۵

عوج بن عنق ۱۷۱

عیسیٰ بن مریم مسیح ناصری علیہ السلام ۱۵، ۵۲، ۱۲۴، ۱۲۹، ۵۷۱
ابن داؤد کیسے ہوئے ۶۴
بنی اسرائیل کے آخری پلوٹھے ۱۸
آپ کے دو بھائی یوسف اور یعقوب ۶۴
كَانَ فِي الْمَهْدِ کی حقیقت ۶۵
صلح کار کے معنی میں خدا کا بیٹا ۱۶
وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ میں ضمیر آپکی بجائے قرآن کریم کی طرف پھرتی ہے ۵۵۷
آپکے قیامت کی نشانی ہونے کا رد ۵۵۸
دکھوں بھری زندگی ۱۶۶
نہ قتل ہوئے اور نہ صلیب پر مرے ۱۷
آسمان پر جا کر رہنے کی نفی ۹۳
کفارہ ۴۶۱
پرندے بنانے کا رد ۱۶۷، ۵۷۴
فرمایا میں طین سے تجویز کرتا ہوں اگر تم میں طائر کی صفت ہو ۴۹۴
باغ کی تمثیل ۱۴
آپ کا قول "دولتمند خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا" ۲۶۹
پطرس کیلئے بشارت ۵۸۷
عیسائیوں کی نظر میں ملعون ٹھہرے ۵۸۴
آپکی زبان سے بنی اسرائیل کا لعنتی ہونا ۴۸۴
آپکے دشمنوں کا انجام ۵۲۴

الوہیت مسیح کا رد
عیسائی آپ کو کلمہ کہنے سے درجہ الوہیت دیتے ہیں ۱۹۵
عیسائیوں نے آپ کو خدائے مجسم بنا دیا ۴۱۵
عاجز اور خاکسار انسان کو خدا بنایا گیا ۳۴۴
مسلمانوں کا آپ کی ذات میں الوہی صفات ماننا ۱۸۳
آپکی الوہیت کے رد میں ایک دلیل ۲۴۱
باوجود الوہیت کے یہود سے ڈرتے رہے ۴۱۱

عُیَیْنہ بن حصین فزاری
غزوۂ احزاب میں بنو غطفان کا سپہ سالار ۳۹۴

غالب اسد اللہ خان ۲۹۹

غطفان قیس
یہود کا مدینہ پر حملہ کیلئے اکسانا ۳۹۳
غزوۂ احزاب میں کفار کی طرف سے شرکت ۳۹۵
غزوۂ احزاب میں یہودی لشکر کے مقدمۃ الجیش ۳۹۴

غلام احمد قادیانی مرزا مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام
سن ولادت بعد تحقیق ۱۸۳۵ء ہے ۳۶
آپکا ذوالقرنین ہونا اور آپکی مستحکم دیوار ۳۵
اکتیس مختلف کیلنڈروں کے مطابق آپ کی زندگی میں دو صدیوں کا پایا جانا ۳۵

مقام
اس زمانہ کا مُنعَم علیہ ۲۳۰
موعود انبیاء۔ جانشین خاتم الرسل و خاتم النبیین ۱۳۰
بروز محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۹۴
یہ ہمارا آقا غلام احمد ہے ۱۳۰
وحی الٰہی میں آپ کو ابراہیم کہا گیا ہے ۱۳۰
ہمارے مرشد و مولیٰ ۴۰۶
ہمارا امام ۱۳۱
خدا کا فرستادہ ۴۵۷
خدا کا نام لینے والا ایک شخص پیدا ہوا تو اسکے نفوس قدسیہ کے فیض سے تم یہاں بیٹھے ہو ۳۲۶
اس گاؤں میں بھی ایک شخص پر خدا کے فضل کی بارش ہوئی اور پھر باوجود سخت مخالفت کے ایک قوم خدا کے دین پر چلنے والی پیدا ہو گئی ۴۶۱
یہ خدا پرست جماعت یہ پابند کتاب و سنت مرزا کیلئے (مقتدا تھی) ۲۴۹
امام کی معرفت سے جو لوگ محروم ہیں وہ بھی دراصل دعاؤں سے بے خبر ہیں ۴۹۸
حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے آپ کے سامنے سوال کرنے میں کبھی پہل نہیں کی ۴۹

صداقت
صداقت کا ثبوت ۴۹۵
آپ کے وقت کا فرقان ۲۳۶
خدائی نصرت کا بیان ۵۲۵
آپ سے حضرت عیسیٰ والے معجزات دکھانے کا مطالبہ ۳۱۹
مخالفین کا رویہ ۱۸۳
لوگوں کے اعتراضات ۱۸۲
علماء کے اعتراض کا جواب ۲۲۷
آپ کو مجدد۔ مہدی۔ مسیح ماننے میں لوگوں کو دقت نہ ہوتی اگر وہ آپکو منہاج نبوت پر پرکھتے ۵۷۵
اس گاؤں میں ایک راستباز آیا اس نے حق پھیلانا چاہا مخالفوں نے روک ڈالی مگر وہ سب روکیں اٹھ گئیں ۱۶۱
کل قومیں آپکی دشمن ہو گئی ہیں۔ خدا کے بغیر کون انکی حفاظت کر سکتا ہے ۴۰۶

الہامات
كَمِثْلِكَ دُرٌّ لَا يُضَاعُ ۱۳۰
يَعْصِمُكَ اللهُ وَلَوْ لَمْ يَعْصِمْكَ النَّاسُ ۱۳۰
نَظَرْنَا اِلَيْكَ مُعَطَّرًا وَقُلْنَا يَا نَارُ كُوْنِيْ

بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ ۱۲۹
آگ سے ہمیں مت ڈراؤ۔ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے ۱۳۰

علمی نکات

آپ کو اللہ تعالیٰ نے خود ہی روحانی علوم پڑھائے ۲۹
سورۃ المومنون کی تفسیر ۱۸۰
دہریت کے خیالات پیدا ہونے پر ایک طالبعلم کو سیٹ بدلنے کی نصیحت ۳۲۰
آپ سے پہلے سید احمد خان وفاتِ مسیح کے قائل تھے ۲۴۹
آپ کے نزدیک حدیث کا مقام ۴۲۵
حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کا رؤیاء کے متعلق سوال ۳۶۶
آپ کے فرمودہ نکاتِ معرفت ۲۵۵، ۴۰۶

فرمودات

"میں ایک ایسے جنگل میں جانا چاہتا ہوں جسکی راہ میں لوہے کے کانٹے ہیں" ۴۰۶
صرف محبت کام نہیں آتی بلکہ ہم میں سے ہو کر جہاد کریں ۳۴۶
اسی راستباز نے ہمیں حکم دیا کہ قرآن پڑھو اور اس پر عمل کرو ۳۴۲

سیرت و اخلاق

یہ مبارک وجود نمونہ ہے اسے جو کچھ ملا ان قربانیوں کا نتیجہ ہے جو اس نے خدا کے حضور گزاریں ۱۵۱، ۴۲۳
اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ پر عمل کرتے ہوئے کوئی نفع اپنی ذات کیلئے مخصوص نہ کیا ۴۹۵
آپ میں تکلف و بناوٹ نام کو نہ تھی ۴۹۵
ہمارے حضرت صاحب بھی کئی مخلصین کو اَخی کر کے لکھتے ہیں ۷
حضرت مولوی عبدالکریم کے کھانے کے متعلق خصوصی تاکید ۹۱
فَجَزَاہُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ عَنِ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِیْنَ (نور الدین) ۳۵

ف ۔ ق

فارس (قوم) ۴۳
فاطمہ سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا ۵۴۵
تسبیح فاطمہ ۵۹

فرزند علی
فیروزپور کے فرزند علی کے پاس حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی صحیح بخاری ۵۶۸

فرعون ۳۱، ۹۱، ۹۲، ۹۷، ۹۹، ۲۳۵، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۳۴۴، ۵۱۷
حضرت موسیٰؑ کو فرعون کے ساتھ نرمی سے گفتگو کرنے کا حکم ۲۹۰
اس کی قوم گاؤ پرست تھی ۱۰۱
ہامان کو محل بنانے کا حکم ۵۲۰
فرعون کی بیوی کی سفارش ۳۱۰
بنی اسرائیل کے بیٹوں کو ملنے کی وجہ ۵۱۶
علو اور تکبر ۳۰۷
اسکی مشرک قوم اسکو دیوتا سمجھتی تھی ۳۱۸
فرعون کی چالاکی اور بدظنی ۹۳
موسیٰ علیہ السلام کے متعلق ریمارکس ۱۸۴
فراخ حوصلگی ۹۴
موسیٰ کو دکھ دینے کی وجہ سے ہلاک ہوا ۴۲۳
باوجود جبروت کے موسیٰ کے مقابلہ میں شکست کھاگیا ۳۰۸، ۵۲۴، ۵۵۶
آجکل اسکی اولاد کا پتہ لگانا مشکل ہے ۳۲۵

فضل بن یحیٰی برمکی ۴۸
قارون ۳۲، ۳۲۴، ۳۲۵
ذلت ۳۲۷
موسیٰ کو دکھ دینے کی وجہ سے ہلاک ہوا ۴۲۳

قارہ (قبیلہ)
اصحاب الرجیع سے غداری ۳۹۴

قاسم علی رافضی
استاد حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ ۱۶۲

قاضی خان مورخ
ہنستا بھی جاتا ہے اور تبرا بھی کرتا ہے ۴۹۰

قبطی ۳۲، ۳۱۱
قتادہ رضی اللہ عنہ ۴۳
قریش یسعیاہ کی طرف سے قریش کے سرداروں کی ہلاکت کی پیشگوئی ۴۳۵
خیبر کے یہود کا قریش کو مدینہ پر حملہ آور ہونے کیلئے اکسانا ۳۹۴
غزوۂ احزاب میں مدینہ پر حملہ آور ہونا ۳۹۴

قیدار اسماعیل بن ابراہیم کا بیٹا ۴۴۰
یعنی (قریش مکہ) کے بارہ میں یسعیاہ نبی کی پیشگوئی ۳۰۰، ۴۳۵
قریش مکہ پر آنحضرتؐ کی ہجرت سے ایک سال بعد عذاب آنے کے متعلق یسعیاہ کی پیشگوئی ۱۱۳

قیصر روم ۴۰۳، ۴۵۲
قیصرِ روم کی طرف سے عربوں میں رسوخ بڑھانے کی کوشش اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اسکاوٹ ۵۸۴
قیصر و کسریٰ کے خزائن ۲۴۲
سلطنت کی تباہی کی خبر ۳۰۳

ک ۔ گ

کارلائل ۳۹۷
کارینئیس (CORENIOS) ۴۷
کرامویل
آئرلینڈ کے شہر وڈسیڈا کے باشندوں کے قتل کا فیصلہ ۳۹۷

کرشن سری
خدا کا محب انسان جسے خدا بنایا گیا ۳۳۶
خدا کا اوتار تجویز کئے گئے ۴۱۵

کریمر آرچ بشپ
پراٹسٹنٹ ہونے کے جرم میں زندہ جلایا گیا ۱۲۷، ۱۳۱

کسریٰ ۴۰۳، ۴۵۲
قیصر و کسریٰ کے خزائن نبی آخرالزمان کے قبضہ میں آنے کی پیشگوئی تھی ۲۴۲
کسریٰ کے طلائی کڑے سراقہ بن جعشم کو پہنائے جانے کی بشارت ۱۴۵
سلطنت کی تباہی کی خبر ۳۰۳

کعب بن اسد قرظی رئیس بنو قریظہ
حُیَیّ بن اخطب کا اسے جنگ احزاب میں شرکت پر آمادہ کرنا ۳۹۴
مسلمانوں سے بدعہدی ۳۹۵
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو توریت کی پیشگوئیوں کے مطابق سچا نبی تسلیم کرنا ۳۹۷
مسلمانوں کی طرف سے محصور ہونے پر

قوم سے خطاب ۳۹۶
کنانہ بن ربیع بن ابی حقیق نضری
قریش کو جنگ احزاب کیلئے اکسانا ۳۹۳
غطفانیوں کو جنگِ احزاب میں شرکت پر
آمادہ کیا ۳۹۵
کنتی ہندو متھالوجی کا کردار ۲۸۷
کنعانی (قوم)
کنعانیوں میں جو فلسطین کے قدیم باشندے
تھے انسانی قربانی کا رواج تھا ۴۷۶
کورس دیکھئے خورس ۳۹
کوش ۴۳
کیانی موسیٰ کے وقت ایران کی مجوسی سلطنت
۲۶
کیقباد ۳۹، ۴۴، ۴۵
۵۳۵ ق م میں ایران و فارس کا بادشاہ
۳۴
اسکی سلطنت کی حدیں بلوچستان تک تھیں
۴۱
یہ خورس ہی تھا اور یہی ذوالقرنین ہے ۴۲
گاتھ برطانیہ میں آباد ہونا ۴۴، ۴۵
گومر ۴۳

ل

لات ۴۵۸
لطف اللہ لکھنوی
عیسائیوں کو الزامی جواب ۴۱۱
لقمان علیہ السلام ۴۹۰
حکمت جو آپ کو دی گئی ۳۶۲
عقائد کے ذکر کے بعد عمل کے متعلق وعظ ۳۶۸
بیٹے کو آپکی نصیحت کے دس احکام ۳۶۳
لوتھر اس نے لکھا ہے "بدکاری کر اور پیٹ
بھر کر کر۔ کیا مسیح تیرے لئے کفارہ نہیں ہوا"
۴۶۱
لوط علیہ السلام ۱۱۲، ۱۲۸، ۱۵۸، ۲۵۷، ۳۳۵
لوقا ۶۴
لیٹی بھر بشپ
پراٹسٹنٹ ہونے کے جرم میں آگ میں زندہ
جلایا گیا ۱۲۷، ۱۳۱
لیکھرام معجزات قرآنی کا منکر تھا ۳۴۱
اس کے قتل ہونے پر آریہ سماج، برہموؤں اور
سکھوں کی بھڑکائی ہوئی آگ ۱۳۰

جل کر کباب ہو گیا ۱۳۱

م

ماجوج بن یافث نیز دیکھئے یاجوج ۴۳
مادری ہندو متھالوجی کا کردار ۲۸۷
ماریہ ام المومنین رضی اللہ عنہا
آپ پہلے عیسائی تھیں رسول اللہ کی
صحبت میں پاک ہوئیں ۴۰۹
متی ۱۸
مجاہد ۱۶۲
مجوس مجوس کی دو سلطنتیں کیانی اور ساسانی
۲۶
مرقس ۱۶
مریم علیہا السلام ۵۲، ۶۱، ۱۳۵
موسیٰ و ہارون کی بہن نیز حضرت مسیح کی
والدہ کا نام بھی ہے ۵۲۱
اُختِ ہارون کی حقیقت ۶۳، ۶۴
بقول عیسائیوں کے آدم کے گناہ کے سبب
گنہگار ٹھہری ۵۸۳
آپ کو بعض عیسائی فرقے تثلیث کا اُقنوم
مانتے تھے ۳۷۱، ۴۱۵
محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم
۱۸، ۳۲، ۳۹، ۵۵، ۷۶، ۹۰
۱۸۵، ۱۹۰، ۳۶۰، ۵۲۴

مقام

خاتم کمالاتِ نبوت خاتم کمالِ انسانیت ۲۴۷
انبیاء میں آپ کا خصوصی شرف ۲۲۶
ختم نبوت کی صداقت پر دلیل ۳۸۶
خاتم النبیین ہونے کی حقیقت ۴۱۵
اَعلَم باللہ اور جامع کمالات نبوت و انسانیت ہیں
۱۰۸
نبی کریم اور رسول رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم
۵۴۶
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ساتھ اگر مُحَمَّدٌ
رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے الفاظ نہ ہوتے تو توحید کامل
نہ ہوتی ۳۴۶
مَا یُوْحیٰ اِلَیْکَ میں قرآن شریف اور حدیث
صحیح شامل ہیں ۳۸۹
خدا کا محبوب بننے کیلئے آپکی اتباع کی تاکید
۴۰۴

مومن آنحضرتؐ کے بلانے کو اولادوں کے بلانے
جیسا نہ سمجھیں ۲۳۴
شفیع ۷۹
شافع ہونے کے دلائل ۵۶۰
نبی اُمّی ۱۱۵
نور اور بشر کی بحث ۵۵۱، ۵۵۲
آپ کا پاک نام ابراہیم بھی تھا ۴۷۱

مقصدِ بعثت

ظلمت روحانی و تمدنی کے وقت لوگوں کو
تاریکی سے نور کی طرف لائے ۳۷۰
آپ کے ذریعہ انقلابِ عظیم ۵۸۷
آپ کا مذہب بھی القائے مذہب تھا ۱۸۷
آپ کی بعثت کا مقصد کفر کی حد بندی ہے ۱۵۴
بعثت کی اصل غرض ۱۸۳
توحید کی حفاظت ۴۱۵
شرک کے سب سے بڑے دشمن ۳۶۴
عرب جیسے ملک سے بت پرستی کا استیصال
فرمایا ۴۴۰
اپنے اقرباء کو تبلیغ ۲۷۳

صداقت

آپ کی نبوت کی شناخت کے ذرائع ۱۷۷
آپ کی صداقت کے دلائل
۴۰۷، ۴۴۲، ۴۵۶، ۴۵۹، ۵۷۷
کعب بن اسد رئیس بنو قریظہ کا آپ کو
تورات کی پیشگوئیوں کے مطابق سچا نبی
تسلیم کرنا ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۷
آپ کی وفات پر ابوبکرؓ کا انتخاب اسلام
کی حقانیت کی دلیل ہے ۳۲۵
آپ کے مجنون نہ ہونے کی دلیل ۴۴۰
نصرتِ الٰہی ۴۷۳
ہر نبی کا قصہ آپؐ اور آپؐ کے پیروکاروں
کی صداقت اور حقیقت کے ثبوت کے لئے
ہوتا ہے ۱۲۸
آپ کی دعا سے مکہ والوں سے قحط کا
دور ہونا ۵۶۹
آپ کا فرقان جنگ بدر کا دن تھا ۲۳۵
آپ کے مخالفین کی تباہی کا انذار ۱۷۰
مخالف حالات کے باوجود کامیابی ۲۲۹
آپ کا ایک عظیم معجزہ ۴۴۱

آپکی چند گھنٹے کی صحبت بھی آدمی کو راستباز بنا دیتی تھی ۴۵۹
حفاظت ۱۳۰
صادق و امین ہونے کا ایک ثبوت ۴۱۳
عَزَّزْنَا بِثَالِثٍ کے مصداق ۴۵۸
اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت ۵۲۳، ۵۲۵، ۵۲۵
آپ کے لئے الٰہی نصرت کا آنا لازم ہے ۱۴۲
قربانیوں کے نتیجہ میں الٰہی نصرت کا مورد بنے ۱۵۱

پیشگوئیوں کے مصداق

سب نبیوں سے آپ کی نبوت کی خبر دینے اور آپ کے ظہور کی پیشگوئی کرنے کا عہد لیا گیا ۳۹۱
دانیال نبی کے کشف میں آپ کے ظہور کی پیشگوئی ۳۳
آپ کی ہجرت کے ایک سال بعد اہل مکہ پر عذاب آنے کے متعلق یسعیاہ کی پیشگوئی ۱۱۳
اہل مکہ پر عذاب کے وقت آپ کے ان میں موجود نہ ہونے کی پیشگوئی ۱۹۴
موسیٰ کے واقعہ میں آپ کی ہجرت کی خبر ۲۴۳
حضرت ایوب کے واقعہ میں آپ کے سفر ہجرت کی پیشگوئی ۴۹۱
انجیل میں آپ کے متعلق بشارت ۱۵
مکاشفات یوحنا کے مطابق آپ سے ایک ہزار سال بعد یاجوج و ماجوج اسلامی سرزمین پر قبضہ کریں گے ۵۰

مماثلت

آدم کا قصہ بیان کر کے آپ کو اللہ تعالیٰ کی نصیحت ۱۰۸
حضرت ابراہیم سے مماثلت ۱۲۹
مثیل موسیٰ ۷۱، ۲۳۰، ۳۰۶، ۳۲۷، ۳۸۵، ۵۷۶
موسیٰ کے حالات بتا کر آپ کو تسلی دیا جانا ۸۲
موسیٰ کے واقعہ میں آپ کی ہجرت کی خبر ۹۸
آپ کو بتا دیا گیا تھا کہ آپ کو جنگیں کرنی پڑیں گی ۸۶
موسیٰ کے مقابلہ میں صبر ۳۲
آپ کے بیان اور موسیٰ کے بیان میں فرق ۲۶۴
زکریا اور مریم کے واقعات بتا کر آپ کو اللہ تسلی دیتا ہے ۶۱

سیرت

اُسوۂ حسنہ ۴۰۰
کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْآنُ ۲۰۵
حضرت خدیجہ کی نظر میں آپ کا مقام ۲۰۷
حلف الفضول کا قیام اور مظلوموں کی حمایت ۵۸۴
ہمت و استقلال ۵۸۴
شجاعت ۳۲۸
فراخ حوصلگی ۹۴
جنگ احزاب کے موقعہ پر دشمن سے رواداری کا سلوک ۳۹۴، ۳۹۵
فتح مکہ کے موقعہ پر عام معافی ۵۹۱
امن دوست تھے ۳۰۶
سیاست اور دانائی ۳۹۶
دلداری کا ایک انداز ۴۱۰
نجران کے عیسائیوں کو مسجد نبوی میں عبادت کرنے کی دعوت ۱۵۷
آپ اپنے واسطے مال جمع کرنا اور مال و دولت سے دل لگانا گناہ سمجھتے تھے ۴۰۳
قرآن کریم میں آپ کے اخلاص کا ذکر ۷۱
خدا تعالیٰ کے حضور عاجزی ۱۹۴
"مجھے کیا علم تھا کہ ملاء اعلیٰ میں میرے متعلق کیا مباحثات ہو رہے ہیں۔" ۴۹۳
اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت پر شکر ۲۴۶
نیند سے اُٹھتے ہوئے اور کروٹ بدلتے بھی شکریہ ادا کرتے ہوئے دعا پڑھتے تھے ۳۲۳
آپ کے خطوط مختصر نویسی، جامع و مانع کلام اور عمدہ طرز تحریر کے حامل ہیں ۲۹۱
آپ کو حکم دیا گیا کہ اعلان کریں کہ میں متکلفین میں سے نہیں ہوں ۴۹۵
صحابہؓ کے ساتھ مل کر اپنے ہاتھ سے کام کرنا ۲۷۹، ۳۱۵
اُمت پر آپ کا ایک احسان ۳۶۶

تاریخ

آپ حضرت ابراہیم کی اولاد سے تھے ۱۵۰، ۴۷۳
آپ حضرت خدیجہ کے تیسرے خاوند تھے ۲۱۶
آپ سے پہلے عرب کے بعض موحد لوگ ۲۴۹
ہجرت ۳۱۳
مدینہ کی طرف ہجرت ۱۵ جولائی ۶۲۲ء کو ہوئی ۳۶، ۴۲۵
مدینہ سے آٹھ برس بعد وطن آئے اور دس برس بعد اسے فتح کیا ۳۱۴
ماہ رمضان میں عید کے قریب ضحیٰ کے وقت مکہ فتح فرمایا ۹۴
دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ مکہ پر حملہ ۵۹۰
غزوۂ احزاب کی ایک رات حضور کا آواز دینا کہ کوئی جا کر کفار کے لشکروں کا پتہ لگائے ۳۹۲
یہود کے حالات معلوم کرنے کے لئے آدمی روانہ فرمانا ۳۹۶
آپ کے وقت مجوس کی ساسانی حکومت تھی ۲۶
قیصر روم کے اثر و نفوذ کو روکنے کی کامیاب کوشش ۵۸۴
ابن صیاد سے ملنا ۵۶۸

مخالفت

بعض پیشگوئیوں کی بناء پر آپ پر اعتراضات ۲۴۲
آپ کے متعلق ایک عیسائی کے اعتراض کا جواب ۴۱۱
آپ سے عبداللہ بن اُبی ابن سلول کے حسد کی وجہ ۹۸
آپ کو پکڑ کر لانے والے کیلئے اونٹوں کا انعام مقرر تھا ۹۹
آپ کے خلاف نو عمائدین مکہ کی شرارتیں ۲۹۵
دعویٰ نبوت کے بعد آپ کے خلاف جوش اٹھا ۱۱۰

اہلِ مکہ کا آپ کو اور آپ کے صحابہ کو عمرہ
سے روکنا ۱۵۹
عرب کے قدیم باشندے اور یہود آپ کے
مخالف تھے ۵۵۴
آپ کے خلاف مخالفین کا جنگ کی آگ بھڑکانا
۱۲۹
آپ سے موسیٰ کے معجزات کا مطالبہ ۳۱۹
عیسائیوں کا آپ سے تعصب اور نفار ۸۰، ۷

کشوف، رؤیا، بشارات

آپ پر اصحابِ کہف اور مغربی اقوام کی آئندہ
ترقیات کا بذریعہ کشف ظاہر ہونا ۸، ۳
مدینہ کے متعلق آپ کی ایک رؤیا ۳۱۶
ایک رؤیا کی بناء پر پندرہ سو صحابہ کے
ساتھ عمرہ کیلئے مکہ روانہ ہونا اور صلح حدیبیہ
کا واقعہ ۵۸۶
صحابہ کو دنیا کا حکمران بننے کی بشارت ۳۲۶
سُراقہ کو کسریٰ کے طلائی کڑے
پہنائے جانے کی بشارت دینا ۱۴۵
ایک نوجوان کے متعلق آپ کی پیشگوئی اور
اسکا پورا ہونا ۳۵

فرمودات

آپ کی ایک دعا ۱۳۷
آپ کا لطیف ارشاد ۵۷۵
انسان اور اسکی آرزوؤں کے متعلق ایک
شکل بنانا ۴۶۶
اُمت کو حفظِ مراتب کی تلقین ۲۹۰
اَلْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی کی حقیقت ۵۴۵
اُمہات المومنین کو دنیوی زیب و زینت
اور مال و اسباب کی خواہش نہ کرنے کی تلقین
۴۰۳
حضرت زینب اور زید کے معاملہ میں پریشان
ہونے کی وجہ ۴۱۳
حضرت جبرئیل سے ایک سوال ۷۵
احسان کی تعریف ۲۵۹
آپ جمعہ کے دن نماز فجر کی پہلی رکعت میں
اکثر سورۃ السجدہ پڑھا کرتے تھے ۴۷۶
آپ نے متواتر روزے رکھنے اور ساری
رات جاگنے سے منع فرمایا ہے ۳۲۴
سب سے افضل اور سب سے ادنیٰ نیکی

کے بارہ میں آپ کا فرمان ۲۰۴
بدر کی جنگ میں کفارِ مکہ کی لاشوں پر آپ کا
فرمان ۳۰۰
آپ کی لائی ہوئی زندہ ۱۳۳
آپ کے استغفار کی حقیقت ۵۸۲
اس بات کا رد کہ حضور کی زبان پر تِلْکَ
الْغَرَانِیْقُ الْعُلٰی وَاِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ
لَتُرْتَجٰی کے کلمات جاری ہوئے تھے ۱۶۰
غیب جاننے سے انکار ۳۶۵

متفرق

آپ کے لئے اللہ تعالیٰ کی ہدایت ۱۰۷
آپ کی خواہش کے بغیر آپ کو قرآن عطا کیا گیا
۲۷۸
باوجود عالم ہونے کے آپ کو رَبِّ زِدْنِیْ
عِلْمًا کی دعا کرنے کا حکم ۱۰۸، ۲۸۳، ۵۳۰
آپ نے یہود و نصاریٰ کو بتایا کہ آپ کو اللہ
نے الہامی کتابوں کا مفسر بنایا ہے ۳۰۱
آپ کیلئے باعثِ فخر امر ۳۳۸
آپ کی تسکین کیلئے اللہ تعالیٰ کا فرمان ۴۸۲
آپ کے صحابہ کی بے مثال اطاعت ۳۳۶
صحابہ کی آپ سے سواریوں کیلئے درخواست ۶۳
آپ کے ساتھ تین قسم کے لوگ ۱۸۲
ہمارے نبی کریم بھی دنیا سے جلدی چل دئے
آپ کی وفات کے بعد مسلمان بھی فتنہ میں پڑے
۱۰۰
قرآن کریم کو مہجور چھوڑنے کے بارہ میں
خدا تعالیٰ کے حضور شکایت ۲۴۶
آپ کے ڈر کی حقیقت ۹۵
حضرت صفیہ کا اپنی سوکنوں کے متعلق شکوہ
۶۴

محمد اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ
آپ کا ایک قول ۲۱۳

محی الدین ابن عربی نیز دیکھئے ابن عربی
فتوحاتِ مکیہ میں لکھتے ہیں کہ ایک عمارت
کے کتبہ سے معلوم ہوا کہ تیس لاکھ سال
قبل بنائی گئی تھی ۳۴۹

معاویہ ۱۴۴
عبداللہ بن سبا کو قید کرنا ۱۰۴

مغل ہندوستان میں کرو فر سے آئے اور
پھر کچھ بھی نہ رہے ۱۲۰

منوچی ۴۸، ۱۲۷، ۱۲۸

موسیٰ علیہ السلام ۴۸، ۶۴، ۶۷، ۸۵
۸۷، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۱۰۰، ۱۰۲، ۱۲۹
۱۵۸، ۳۰۶، ۳۱۹، ۳۲۴، ۳۲۷
۳۷۸، ۴۱۱، ۴۵۸، ۴۷۶، ۵۱۷، ۵۲۰
۵۲۱، ۵۷۹

تاریخی واقعات

وجہ تسمیہ ۸۶
آپ کے وقت مجوس کی کیانی سلطنت تھی ۳۶
آپ کی والدہ آپکی طرف سے فارغ یعنی مطمئن
ہو گئی ۳۱۰
آپ کی والدہ کا الہام پر عمل ۳۰۹
آپ کو فرعون کی بیٹی نے پالا تھا ۳۰۹
شادی کی شرط ۳۱۴
یوشع کے ساتھ سفر ۲۶
آپ کا قد؟ ۱۷۱
آپکی حقیقی بہن بھی آپ پر الزام لگانے والوں
میں شامل تھی۔ اسے جذام ہو گیا ۴۲۳
سامری کا جواب ۱۰۳
حضرت خضر کے سامنے تین سوالات کا جواب
خود انکی زندگی کے حالات میں ملتا ہے ۳۱

مقام

اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر افضال ۲۷۹
سرفرازی ۲۲۴
بتکرار قرآن میں ذکر ہونے کی وجہ ۵۷۶
آپ کا معراج ۲۷، ۳۲
آپ کا ایک کشف ۳۱۶
آگ کی تجلی ۸۴، ۸۶
آگ اور سانپ دکھائے جانے سے مراد ۲۸۰
آپ کے ذریعہ گائے پرستی کا اثر دور کیا
جانا ۱۰۱

سیرت

شاہانہ مزاج ۲۹
بادشاہ کے گھر میں تربیت اس لئے دی
کہ اللہ انہیں حکومت دینا چاہتا تھا ۳۱۰
مجاہدات ۸۸
اخلاص ۷۱
اللہ تعالیٰ کا فضل ایسے لوگوں کے شاملِ حال
رہتا ہے جو حضرت موسیٰ سی طبیعت رکھتے
ہوں ۳۱۵

آپکو پیغمبری آپکی خواہش کے بغیر دی گئی
۲۵۹، ۲۷۸
نبی یا حکمران بننے کے خواہشمند نہ تھے
۹۴، ۴۹۳
آپکے چوکس ہونے کی دلیل ۳۱۲
آپ نے فرعون کے احسان کا اقرار کیا تھا
۲۶۰
اللہ تعالیٰ نے آپکو فرعون سے نرمی سے
گفتگو کرنے کا حکم دیا ۲۹۰
فرعون کے مقابلہ میں اکیلے کھڑے ہو گئے
۲۶۳

نشانات

آپ کے معجزات ۲۶۱
آپ کے نو نشانات ۲۸۱
آپ کا نواں وہ واقعہ تھا جس میں فرعون اور اسکا
لشکر غرق ہوا اور آپ اور آپ کی جماعت
بچ گئی ۲۳۵
آپکی دعا کے نتیجہ میں بنی اسرائیل چالیس سال
سرگرداں رہے ۲۶۳

مثیلِ موسیٰ

اپنے مثیل کی پیشگوئی فرمانا ۲۳۰، ۵۷۷
آپ نے تین دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی پیشگوئی کی ہے ۳۱۸
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ سے مشابہت
۷۱
چونکہ نبی کریم کو مثیلِ موسیٰ فرمایا اسلئے حضرت
موسیٰ کا ذکر قرآن مجید میں بہت آیا ۳۰۶
آپ کے واقعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی ہجرت کی خبر ۹۸
فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَائِهِ کی حقیقت
۲۸۵
آپ نے اِنَّ مَعِيَ رَبِّي فرمایا اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۳۶۴

نصرت الٰہی

نصرت الٰہی ۵۳۵
دشمنوں سے حفاظت اور پھر مظفر و منصور
ہونے کا ذکر ۸۲
فرعون کے مقابلہ میں آپ کی تائید ۳۰۸
فرعون کی شرارتوں سے حفاظت ۵۲۴

آپ اور آپکی جماعت کی نجات
۲۶۵

مخالفت اور مخالفین کا انجام

فرعون کی نظر میں آپ کا مقام ۵۵۶، ۵۵۷
فرعون کی آپ پر بدظنی ۹۳
فرعون کی طرف سے آپ پر اعتراضات ۱۸۴
آپ کے منکرین کے انکار کے دو سبب
۲۸۲
عیسائی آپ کے عیب بیان کرتے ہیں ۷۹
آپ کے دشمنوں کا انجام ۵۲۴

مینس
موسیٰ سے مقابلہ ۵۷۱

میری ملکہ ۱۳۱

ن

نانک گرو
ان کے چیلوں نے آپ کو اوتار بنا لیا ۴۱۵

نذیر احمد حافظ
معجزات قرآنی کے منکر تھے ۲۴۱

نصرت جہاں بیگم حرم حضرت مسیح موعود علیہ السلام
آپ کی ماں حضرت خدیجہ کا ذکر خیر ۴۰۶
خدا کا منشاء ان کیلئے بھی وہی ہے جو
رسول اللہ کی بیویوں کیلئے تھا ۴۰۵

نضر بن حارث
ایک قصہ گو کافر سردار ۳۶۰
مکہ کے نو کے گروہ کا ممبر ۲۹۵
موجودہ زمانہ کے ناول نویس نضر بن حارث
کے روحانی شاگرد ہیں ۳۶۱

نعمت خان مؤرخ
جس کا نمک کھایا ہے اسی کو گالیاں دی ہیں
۴۹۰

نبوکد نضر شاہ بابل ۴۰

نمرود ۷۶
بے نام و نشان رہ گیا ۵۱۴
آج اسکی اولاد کا پتہ لگانا مشکل ہے ۳۲۵

نملہ (قوم) ۲۸۷

نوح علیہ السلام ۷۳، ۱۵۸، ۱۷۱
۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۷
آپ کا وطن دجلہ و فرات کا علاقہ تھا ۳۶۸
آپ کی قوم یورپ، امریکہ کی طرح
خوشحال تھی ۳۶۸
آپکی قوم عالی شان مکان اور سٹیچوز بناتی تھی
۲۷۰
حضرت نوح کی عمر نو سو پچاس سال ہونے
میں کوئی استبعاد نہیں ۳۳۳
ابراہیم آپ کے اتباع میں سے تھے ۴۷۰
آپ بھی آدم تھے ۱۰۹
پہلا انسان ہے جو غفلت کے زمانہ میں لوگوں
کو آگاہ اور بیدار کرنے آیا تھا ۱۷۶
آپکی تعلیم کا خلاصہ ۱۷۸، ۱۷۹
نوح کے واقعات میں اسباق ۱۷۶، ۱۷۷
آپکی تکذیب اور آپکی دعا ۲۵۷
دشمنوں کے مقابلہ پر نصرت الٰہی اور حفاظت ۱۸۴، ۵۴۴
عیسائی آپکے عیوب بیان کرتے ہیں ۷۹

نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل

مسیح موعود علیہ السلام سے عقیدت

مسیح موعود علیہ السلام سے عقیدت و
محبت کا اظہار ۴۰۶
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے
من جانب اللہ ہونے پر حق الیقین ۱۳۰
میں اس مقام پر پہنچ گیا ہوں کہ میرے
سامنے اب کسی نشان یا اعجاز کی ضرورت
میرے ماننے کیلئے نہیں رہی ۱۸۴
حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے یہ
نکتہ سنا کہ صرف محبت کافی نہیں بلکہ ہم میں
ہو کر جہاد بھی کریں ۳۴۶
لَا تَسْئَلْنِيْ کے فقرہ سے فیضیابی اور
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ادب ۲۹
خدا کا منشاء ان (حضور کی حرم) کیلئے بھی
وہی ہے جو رسول اللہ کی بیویوں کیلئے تھا
۴۰۶
اس دور کے ناعاقبت اندیش مخالفین کے
رویہ پر تعجب ۱۸۴، ۱۸۵

قرآن سے محبت و عقیدت

قرآن کریم سے متعلق اعتقاد ۷۶
قرآن کریم کو ہر دفعہ نئی شان میں پاتا ہوں ۱۰۷
قرآن کریم سنانے کا جوش اور عشق ۵
مجھے قرآن کے برابر پیاری کوئی کتاب نہیں
ملی اس سے بڑھ کر کوئی کتاب پسند نہیں ۳۴۲

مجھے قرآن اس قدر محبوب ہے کہ میں بار بار اسکا تذکرہ کرتا اور اس کا پیارا نام لیتا اپنی غذا سمجھتا ہوں ۲۴۷

میں اپنے تجربہ کی بناء پر کہتا ہوں کہ قرآن شریف سے بڑھ کر راحت بخش کوئی کتاب نہیں ۲۴۷

تفہیم قرآن

تفہیم قرآن میں اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ۱۷۱

اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن کریم کے مشکل مقامات کی تفہیم ۱۳۵

مجھ سے خدا نے وعدہ کیا ہے کہ میں تمہیں دشمن کے مقابلہ پر اس (قرآن) کے معنی سمجھاؤں گا ۱۴۳

تفسیر کے بارہ میں شرح صدر اور یقین کامل ۴۴

میں نے بھی خود بلاواسطہ حضرت علیؓ سے قرآن کے بعض معارف سیکھے ہیں ۲۲۳

میں قرآن مجید کو مخلوق نہیں مانتا ۱۱۷

میں نے بجائے خود قرآنی قصص سے بہت فائدہ اٹھایا ہے ۱۷۶

میرے نزدیک سورۃ الحج مدنی ہے ۱۴۱

سورۃ الحج آیت ۱۹ سجدہ تلاوت کی فرضیت (میرے نزدیک بھی ایسا ہی ہے) ۴۴

میں ان معنوں کی جرأت نہیں کرسکتا (یعنی مسبحین کے معنی تیرنے والے) ۴۷۸

'یوم' کے بارہ میں آپ کا اعتقاد ۵۳۶

تخلیق میں تدریج کے متعلق ایک عزیز کو جواب ۵۲۷

قرآن کریم پر ایک شخص کے اعتراض کا جواب ۷۶

کئی مدرسے قرآن کے میرے دیکھتے دیکھتے بند ہوگئے ۳۰۵

دعا پر یقین

قرآن مجید پڑھتے ہوئے ایک دعا کا التزام ۱۷

اس دعا (کسی شہر میں داخل ہونے کی مسنون دعا) کو میں نے خوب آزمایا میں ہمیشہ اس کے ذریعہ لوگوں کی نظروں میں محبوب بنا ہوں ۳۱۲

میں کبھی کسی اختلافی مسئلہ سے نہیں گھبرایا کہ میرے پاس دعا کا ہتھیار ہے ۵۰۶

دشمنوں کی ہلاکت کیلئے دعا کا تجربہ ۱۱۳

إِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ أَن تَرْجُمُونِ یہ دعا میری مجرب ہے ۵۶۹

میں نے بڑے بڑے گھمسان کے مباحثات میں جہاں میں تن تنہا تھا اور ہزاروں مخالف ہی مخالف اس عُذْتُ بِرَبِّي کے جلوے دیکھے ہیں ۵۱۸

خلافت اور جماعت

مجھے اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنایا ہے ۶۶

اگر خلیفہ بننا بہت کتابوں کے پڑھ لینے پر ہوتا تو چاہیئے تھا کہ میں ہوتا..... مگر میں تو ایک آدمی پر بھی اپنا اثر ڈال نہیں سکتا ۴۲۶

میں اس امر میں خود گواہ ہوں کہ خلافت خدا کے فضل سے ملتی ہے ۲۲۴

جماعت کو مرکز میں آکر تسلی سے رہنے کی تلقین ۲۹۹

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں عصر کے بعد جماعت کو نصائح ۲۶۳

جماعت کے اندر تفرقہ بازی کرنے والوں کو نصیحت ۶۶

کثرت سے آنے والے خطوط لوگوں کے رجحانات پر اطلاع ۱۸۱

سیرت

میرا ایمان ۵۴۵

اللہ تعالیٰ کا شکر ۲۴۶

خدا کے فضل پر امید ۵۸

خاکساری کا اظہار ۴۷

تکلف سے پرہیز ۵۷

ریاست، دولت و حکومت کا خیال بھی نہیں گزرا ۹۴

میں کبھی گھبرایا نہیں کہ فلاں شخص کو کیوں ہمارا خیال نہیں ۲۵۵

خدا تعالیٰ کی طرف سے انشراح ۴۴

اپنے علم پر یقین ۳۳

صحابہ و تابعین کا ادب ۵۷

حضرت عثمان کے قتل سے حضرت علی کے بری ہونے کا یقین ۱۰۲

حضرت خدیجہ سے خصوصی محبت کا اظہار ۴۰۶

آپ کے نزدیک حضرت عائشہ کا مرتبہ ۲۰۵

کتابیں جمع کرنے اور پڑھنے کا شوق ۵۳۱

یاجوج و ماجوج کے بارہ میں اردو میں تحقیق شائع کرنے والے پہلے انسان ۴۷

مباحثہ کے متعلق آپکا طریق ۵۶۸

مسلمانوں کے ادبار و فلاکت پر خدا تعالیٰ کے حضور رجوع ۱۶۵

والدہ کی وفات کی خبر سن کر اپنی صحیح بخاری وقف فرمانا ۵۷۸

میں نے خود کئی بیاہ کئے ہیں ہر بیاہ میں مجھے آرام ملا ۳۵۳

بڑھاپے میں اولاد کا عطا ہونا ۵۸

اپنی ایک چھوٹی بچی کا ذکر ۴۰۶

آپکے ایک پیر شاہ عبدالغنی کا فرمان کہ ہندوستان کے لوگ سورۃ نور پر عمل نہیں کرتے ۱۹۸

فارسی کے استاد قاسم علی رافضی کا ذکر ۱۴۲

دنیا میں سکھی رہنے کیلئے ایک استاد کی نصیحت ۲۵۵

خواب میں طاعون کو ہاتھی اور آدمی کی شکل میں دیکھنا ۳۲

ایک واقعہ ۲۰۱

ایک نواب کے گھر میں وعظ ۴۰۹

ایک عیسائی سے گفتگو ۴۶۱

نکات معرفت

میں یقین کرتا ہوں کہ خدا نے جو حکم دیئے ہیں انکو ہم کرسکتے ہیں اور اس کے موانعات سے ہم رک سکتے ہیں ۴۰۵

میرا تو اعتقاد ہے کہ ان (دنیا کے ہادیوں) کو کوئی نہیں گن سکتا ۸۰

وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ کے ذوقی معنی ۳۳۸

ایک فقیر سے سوال اور اسکا عارفانہ جواب ۱۲۰

ایک نکتہ ۳۰

میرے نزدیک ولداد سے کچھ لینا جائز ہے ۳۱۵

مُردوں کو ثواب پہنچنے کے متعلق آپکا عقیدہ ۵۷۸

آپکے نزدیک إِذَا جَاءَ الِاحْتِمَالُ بَطَلَ الِاسْتِدْلَالُ کے معنی ۹۶

نوفل بن عبداللہ
کفار کی طرف سے حملہ آور ہوا اور خندق میں
گر کر مرگیا ٢٩٤

و ۔ ھ

وکیع امام شافعی کے استاد ٢٨
ولید ١٤٤
مکہ کے ٹولے کے گروہ کا ممبر ٢٩٥
ولیم میور اپنی کتاب "لائف آف محمد" میں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بیان ٤١٢
ہاجرہ علیہا السلام آپ شاہزادی تھیں ٣٨٣
ہارون علیہ السلام ٦٤، ٨٩، ٩٤، ١٠٢،
٤٥٨، ٤٧٦، ٥١٧
حضرت مریم کو اخت ہارون کہنے کا مطلب
٦٣
ہارون الرشید خلیفہ عباسی ٢٨٥
وادیٔ نمل میں آپکی خدمت میں سونے کے
ذرات پر مشتمل تھیلی کا دیا جانا ٢٨٦
ہامان ٩١، ٣١٨
فرعون کا افسر تعمیرات تھا اور بنی اسرائیل
سے اینٹیں بنانے کا کام لیتا تھا ٥٢١
فرعون کی طرف سے ایک محل بنانے کا حکم
٥٢٠
ایک عیسائی کے اس اعتراض کا جواب
کہ ہامان تو موسیٰ سے ڈیڑھ سو سال بعد
ہوا ہے ٥٢١
ہاؤ (HOW) پادری ١٥
ہرقل ٥٢

ہنوعالی ٢٨٨
ہود ٥٧، ٢٥٧
ہوذہ بن قیس وائلی
قریش کو جنگ احزاب کیلئے اکسانا ٣٩٣
ہومر ٢٥٣

ی

یاجوج وماجوج
دراز گوش ہونے کی حقیقت ٥٣
یافث ٤٣
یثرون (یعقوب) ٥٨٣
یحییٰ علیہ السلام ٦٥
نام میں اشارہ ٥٩
یرمیاہ
اپنی قوم کو شرک پر ملامت ٣٨٦
آپکی پیشگوئی کہ عرب بت پرستی چھوڑ دیں گے
٤٤٠
یریحو ہارون کیساتھ یریحو کا معاملہ ١٠٢
یزید ٧٦، ١١٤، ٥٨٣
اسکا کوئی نام لیوا نہیں ٥٢٤
اسکی اولاد کا پتہ لگانا مشکل ہے ٢٢٥
یسعیاہ علیہ السلام
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت، جنگ بدر
اور قریش کی ہلاکت کی پیشگوئی ٤٣٥
قیدار (قریش مکہ) پر عذاب آنے کے متعلق
آپ کی پیشگوئی ٣٠٠
مکہ کے متعلق پیشگوئی ٦١
یعقوب علیہ السلام ٧٠، ٧١، ٥٨٣
شادی کیلئے سسرال کی خدمت کرنی پڑی ٣٦٤

یعقوب بن یوسف نجار حضرت عیسیٰ کے بھائی
٦٤، ٥٢١
یمرس موسیٰ سے مقابلہ ٥٢١
یوحنا علیہ السلام نیز دیکھئے یحییٰ
آپکی بعثت سے ایلیاہ کے نزول کی پیشگوئی
کا پورا ہونا ٥٧٧
یوحنا عارف مکاشفات یوحنا ٥٠
یوسف علیہ السلام ٦٤، ٣٨٨، ٥٤٩
محسن ٣١٠
آپ کے بھائیوں کی ایک غلطی ١٠
آپ کو کنویں میں ڈالنے والے لوگ
اصحاب الرس ہیں ٢٤٨
آپکے بھائیوں کی شرمندگی ٢٣٠
بے یار و مددگار تھے الٰہی نصرت سے
کامران ہوئے ٥١٣
یوسف نجار ٤١١
یوسف آرمیتیا مسیح کا حامی تھا ١٧
مسیح کو بچانے میں بڑا حصہ لیا تھا ٤
یوسف حضرت عیسیٰ کے بھائی ٦٤
یوشع بن نون ١٨، ٢٧
موسیٰ کے ساتھ سفر ٢٦٠
یونس علیہ السلام
نینوا کی طرف بعثت ٤٧٧
آپ کی دعا کے اسرار ١٣٤
تفاسیر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مچھلی نے
ان کی ایڑی کو منہ میں لیا تھا ٤٧٧
یوئیل بن روئن ٤٣

مقامات

ا

آذربائیجان
۳۷، ۴۳، ۴۴، ۴۹

آرمینیا
۳۷، ۴۳، ۴۴، ۴۹
آدم کی جنت ۱۰۹

آرمیتیا
انگلستان کے جنوب مغربی گوشہ میں ایک مقام۔ ۴

آریہ ورت
آریہ لوگ صرف آریہ ورت کو خدا کی جلوہ گاہ مانتے ہیں۔ ۴۴۸
یہاں کے حکماء اور عوام نے سری کرشن اور رام چندر جی کو خدا کا اوتار قرار دیا ۴۱۵
ہندوؤں کے مختلف فرقے اور شرک کی انتہاء ۳۷۰

آئرلینڈ
کراموِیل کا ورڈھیڈا شہر کے باشندوں کے متعلق قتل کا فیصلہ ۲۹۷

اُحد ۲۹۴
جنگِ احزاب میں غطفان کا لشکر اُحد کے پاس اُترا تھا ۲۹۴
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے ایک شخص کا مارا جانا ۲۲۸

ادوم
ادوم کی سرزمین بحرِ قلزم کے کنارے ہے ۴۳۰

ارضِ مقدس
مسلمانوں کے مالک ہونے کی پیشگوئی ۴۷

اَسود بحیرہ ۳۹

افریقہ ۱۲۳، ۴۲۱
حضرت عباس کا ایک بیٹا افریقہ میں دفن ہے۔ ۳۷۵

امرتسر (بھارت) ۴۲، ۴۸

امریکہ ۶۸
حضرت ابراہیمؑ کی عزت ۲۸۳
حضرت مسیح کی خدائی نیست و نابود ہو رہی ہے۔ ۱۵۵
غیرتِ دینی مفقود ہے ۱۱۶
دولت مندی ۲۶۹

انگلستان نیز دیکھئے لندن ۴۴، ۴۵۸
یاجوج و ماجوج سے تعلق ۴۷
یہاں کے جنوب مغربی گوشہ میں کہف واقع ہے ۴

اُور
جس شہر میں حضرت ابراہیمؑ پکڑے گئے۔
اس کا نام ۱۲۷
وجہ تسمیہ ۱۲۷

اوفیر ۴۳۰

ایران نیز دیکھئے فارس
۲۰، ۳۴، ۳۷، ۳۹، ۳۸۶
آتش پرستی اور خالقِ شر و خالقِ خیر خداؤں کی پرستش ۳۷۰
ایران فتح ہونے کی پیشگوئی ۴۵۲
ایرانی ہندوستان میں گرو فر سے آئے اور پھر کچھ بھی نہ رہے ۱۲۰

ایشیا
وسطِ ایشیا میں یاجوج و ماجوج کا زور ۱۳۶

ایلام ۳۴

ایلوت
خلیج فارس کے ساحل پر ایک شہر ۴۳۰

ب ۔ پ ۔ ت ۔ ٹ

باب الابواب ایک شہر کا نام ۴۸
باختر ۴۳
بارہ در بند ۴۴
بحرِ خزر ۳۴، ۴۸
بحرِ روم ۱۲۳
حضرت سلیمانؑ کا بحری بیڑا ۴۳۰
بحرِ طبرستان ۴۸
بحرِ قلزم ۴۳۰
بحرِ ہند حضرت سلیمانؑ کا بحری بیڑا ۴۳۰
بحیرہ اسود (BLACK SEA) ۳۹
بحیرہ قلزم ۱۳۳
بحیرہ مردار (DEAD SEA) ۳۳۶
بخارا ۳۷، ۴۳، ۴۴
بدخشاں ۴۲

بدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرقان جنگِ بدر کا دن تھا۔ ۲۳۵
عمائدینِ مکہ کی ہلاکت ۱۶۲
جنگِ بدر میں آٹھ بڑے آدمی ہلاک ہوئے تھے۔ ۲۳۵
جنگِ بدر میں مسلمانوں کی فتح کے ساتھ ہی رومیوں کو شام میں فتح حاصل ہوئی ۳۲۸

برازیل ۴۹

برطانیہ نیز دیکھئے انگلستان
گاتھ قوم کا آباد ہونا ۴۷

برق وادی النمل کے قریب ایک مقام
۲۸۵، ۲۸۶

برقہ نمد قوم کے چشموں میں سے ایک چشمہ
۲۸۷

بصرہ عبداللہ بن سبا کی آمد ۱۰۴

بغداد صابی مذہب ۱۴۳
بلوچستان خورس کا یہاں آنا ۴۱
بلیک سی (BLACK SEA)
نیز دیکھئے بحیرہ اسود ۳۹
پٹرامول (یونان)
یہاں کا ایک عظیم مندر ہے جہاں سکندر اعظم
پاپیادہ حج کرنے آیا تھا۔ ۱۵۶، ۱۵۷
پلوتا ۴۴
پنجاب
یونانی فاتحین کی آمد ۱۴۵
عورتوں کی قابلِ رحم حالت ۳۵۳
پنڈدادن خان کیڑیانوال گلی ۲۸۶
پورٹ بلیئر جنگی قیدیوں سے آباد ہے ۵۸۱
پیرس ۴۹
تاتار حضرت عباسؓ کا ایک بیٹا یہاں دفن ہے
۳۷۵
تبت ۴۲، ۱۶۵
ترسیس ۵۰، ۴۳۰
تیما تیما کی سرزمین کے باشندو! (یسعیاہ)
۴۳۵
ٹوبالسک نیز دیکھئے طوبال ۴۴، ۱۳۶

ج - چ - ح - خ

جاپان ۴۵۸
جرمنی ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۹، ۵۰
یہاں کے لوگ علوم الٰہیات میں کمزور ہیں ۵۱
جمنا (دریا) ۲۴۲
جموں ایک شخص کا حکمت کی تعریف دریافت
کرنا ۳۶۲
جے پور انسانی قربانی کی یاد میں ہر روز بکرا
ذبح کیا جاتا ہے۔ ۴۷۵
جیحون (دریا) ۳۵، ۴۳، ۲۴۲، ۴۹۲
چین ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵۸
دیوارِ چین ۳۷، ۴۴، ۴۸، ۴۹
حبشہ ۱۴۳
حدیبیہ ۴۵۹، ۵۲۵
صلح حدیبیہ ۵۸۶
حراء (غار) ۳۱۸، ۳۱۹
حنین غزوۂ حنین ۱۵۵
حیرام ۴۳۰

ختل ۴۸
خرطوم ۲۶
خزر بحیرہ ۳۴، ۴۸
خلیج فارس ۱۳۳
حضرت سلیمانؑ کا بحری بیڑا ۴۳۰
خیبر ۶۴
خیبر کے یہود کا قریش کو مدینہ پر حملہ آور ہونے
کیلئے اکسانا۔ ۳۹۳
کنانہ کی طرف سے غطفانیوں کو خیبر کی نصف
آمدنی کا وعدہ ۳۹۵
یہاں کے یہودی سردار حیی بن اخطب کا
بنوقریظہ کے سردار کو جنگِ احزاب میں
شرکت پر آمادہ کرنا ۳۹۴
غزوہ احزاب میں اہلِ خیبر کا مشرکین کیساتھ
مل کر حملہ آور ہونا۔ ۳۹۴، ۳۹۵
خیبر کی فتح ۵۸۹

د - ڈ - ر - ز

دجلہ ۳۵، ۲۶۸، ۴۹۲
دربند ایران کے شمال میں ایک مقام
۴۲، ۴۴، ۴۶
دوان ۵۰
ڈنمارک ۴۵
یہاں کے لوگ علوم الٰہیات میں کمزور ہیں۔
۵۱
ڈیڈ سی (DEAD SEA) ۳۳۶
ڈینیوب (دریا) ۳۹
رام پور ۴۵۰
ایک شخص کا واقعہ ۱۴۲
رشیا ۴۳، ۴۴
روس ۴۳، ۴۶، ۵۰
علوم الٰہیات میں کمزور ہیں ۵۱
روڈس حضرت عثمانؓ کے عہد میں فتح ہوا
۲۶۲
روم ۲۶
رومی قوم بت پرست تھی ۶
کہف روم سے دور ہے ۷
عرب کو فتح نہ کر سکا ۱۴۵
روم بحیرہ ۱۲۳

س - ش

سانبھر (جھیل) ہندوستان ۴۹
سان فرانسسکو زلزلہ ۳۳۶
سائبیریا ۴۱، ۴۳
سباء یمن کا ایک شہر ۵۰، ۴۳۲
ملکۂ سباء ۲۸۹
سپین پُرشوکت اسلامی دور ۱۵۷
سدِ سباء ۴۸
سدِ ذوالقرنین ۴۹
سدِ مارب ۴۸
سدِ یاجوج و ماجوج ۴۸، ۴۹
سقیفہ بنی ساعدہ ۶۶
سلع (جبل) ۳۹۴
سمالی لینڈ ۱۳۳
سمرقند ۴۴
سنار خرطوم کے قریب ایک مقام ۲۶
سوباس کیقباد کا آباد کردہ گاؤں ۴۵
سویڈن ۴۵
سیحون (دریا) ۳۵، ۲۴۲، ۴۹۲
سیریا (شام) انسانی قربانی کا رواج ۴۷۵
سینا خداوند سینا سے آیا ۵۹۲
سینٹ پیری زلزلہ ۳۳۶
شام ۳۹، ۵۷، ۱۳۳، ۴۲۱
حضرت ابراہیمؑ کی شام کی طرف ہجرت ۷۰
داؤدؑ کی سلطنت کا حصہ ۴۸۳
شام کی قوم کو انذار ۱۹۰
کہف شام سے دور ہے ۷
اَدْنَی الْاَرْض سے مراد شام ۳۴۸
جنتِ شام نبی آخرالزمان کے قبضہ میں
آنے کی پیشگوئی تھی ۲۴۲
فتح کی پیشگوئی ۴۰۳
مسلمانوں کو شام کا وارث بنایا گیا ۳۰۸
اسامہؓ کے لشکر کی شام کو روانگی ۲۲۹
عبداللہ بن سبا کی آمد ۱۰۴
شاہ پور پاکستان
جانوروں کے نام پر بعض قومیں ۲۸۶
شعیر "اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا" ۵۹۲

ص۔ص۔ط۔ظ

صفا ۳۸۳
صومالیہ ۱۳۳
طائف ۲۸۷، ۵۵۴
حضرت سلیمانؑ طائف میں تھے جب ملکہ سبا کا واقعہ پیش آیا ۲۹۲
یہاں ایک نالے کی ریت سے سونا نکلتا ہے ۲۸۵
کفار کا خیال تھا کہ قرآن مکہ یا طائف کے کسی بڑے شخص پر نازل ہوتا ۵۵۳
طبرستان بحر ۴۸
طوبال (طوبل۔ ڑبالسک) ۴۳
طور ۱۰۰
کوہ طور پر حضرت موسیٰؑ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشگوئی ۳۱۸

ع۔غ۔ف۔ق

عراق ۵۷
صحیح مسلم میں اس ملک کو جنت عدن کہا گیا ہے ۲۵
فتح عراق کی بشارت ۱۴۵
عراق کی قوم کو انذار ۱۶۰
عراق عرب اور عراق عجم مسلمانوں کو ملے ۲۰
عبداللہ بن عمر کی گورنری ۳۲۶
عرب ۳۷۲، ۴۳۵
عرب کے لوگ مامور من اللہ اور مکالمہ الٰہی سے بالکل ناواقف تھے۔ ۳۷۷
عصیون جبر خلیج فارس کی ایک بندرگاہ ۴۳۰
فاران "فاران کے پہاڑ سے جلوہ گر ہوا" ۲۴۱، ۵۹۴
فارس ۲۶، ۳۳، ۳۴، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۲، ۴۸، ۴۹، ۱۳۶
اہل فارس میں خندق کھودنے کا دستور تھا ۳۹۳
فرات ۳۵، ۲۹۸، ۴۹۲
فرانس ۴۳، ۴۴، ۴۶، ۴۸، ۴۹، ۵۰
فلسطین یہاں کے قدیم کنعانیوں میں انسانی قربانی کا رواج تھا۔ ۴۷۵، ۴۷۶

حضرت داؤدؑ کے ماتحت تھا ۴۸۳
پُرشوکت اسلامی سلطنت ۱۵۷
فیروزپور (بھارت) ۵۷۸
قادیان دارالامان ۴۶۱، ۴۷۳
یہاں خدا کا نام لینے والا ایک شخص پیدا ہوا جس کے نفوس قدسیہ کے فیض سے تم یہاں بیٹھے ہو۔ ۳۲۶
ایک راستباز کی آمد ۱۶۱
تخت گاہ خلافت ۱۵۰
قبرص حضرت عثمانؓ کے عہد میں فتح ہوا ۳۷۲
قبق ایک پہاڑ ۴۸
قبہ دربند کے قریب ایک بستی ۴۲
قسطنطنیہ (ترکی) ۳۶
قلزم بحیرہ ۱۳۳
قوقایا ایک پہاڑ ۴۶

ک۔گ

کابل (افغانستان) ۴۳، ۳۷
حافظ قرآن محصول سے مستثنیٰ تھے ۲۴۷
کانگڑہ زلزلہ ۳۳۶
ولوئی کانگڑہ کا زلزلہ مسیح موعود کے لئے فرقان ہے ۳۳۶
کربلا ۱۱۴
امام حسینؓ کی شہادت ۵۲۳
کشمیر ۳۷، ۴۲، ۶۵
مسیح علیہ السلام کے ذکر میں ربوۃ سے مراد کشمیر ۱۸۸
صدائق العشائق میں کشمیر کا تذکرہ ۳۶
کنعان ۲۱، ۶۵
بنی اسرائیل کو عطاء کیا جانا ۱۴
کوفہ عبداللہ بن سبا کی آمد ۱۰۴
کوسہ حضرت ابراہیمؑ کوسہ میں رہتے تھے ۶۷
کیسپین (بحیرہ) ۳۸
گلڈ ہال (لندن) ۴۷
گنگا ۱۶۵، ۲۴۲
گوندل بار (پاکستان)
جانوروں کے نام پر قومیں ۲۸۷

ل

لاسہ (تبت) ۱۶۵
لاہور (پاکستان) ۴۲، ۴۸
لداخ ۱۵۳
لکھنؤ ۳۸
لندن ۴۹
قدیم نام (TROYVACIAT) تھا ۴۷
آبادی ۵۳
یاجوج و ماجوج کا بت ۴۴، ۴۷، ۱۳۶
لنکا (سری لنکا) ۲۸۸

م

ماد نیز دیکھئے مید ۳۳، ۳۹، ۴۰
ماسکو ۴۳، ۴۴
مالیر کوٹلہ (بھارت) ۲۸۷
مجتمع السیال
مدینہ کے باہر برساتی نالوں کا سنگم ۳۹۴
مجمع البحرین
نیل ازرق اور نیل ابیض کا سنگم۔ ۲۶
مَدین ۳۱، ۱۵۸، ۳۱۸
مدینہ منورہ ۵۰، ۹۸، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۷۴، ۴۸۱، ۴۹۱
مدینہ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک رؤیا ۳۱۶
حضورؐ کی تشریف آوری اور منافقین کا ظہور ۵۴۶
یہاں تشریف لانے پر آنحضرتؐ کی ازواج کی مشکلات ۴۰۵
عبداللہ ابن ام مکتومؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر حاضری میں مدینہ میں امیر مقرر ہوئے تھے۔ ۴۴۳
مدینہ میں سات قسم کے دشمن تھے ۱۴۱
غزوہ احزاب کے موقعہ پر دس ہزار عرب مشرکین اور یہود کا حملہ ۳۹۱، ۳۹۳، ۳۹۸
رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبَی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارادہ ۴۲۲
سعد بن معاذ کے فیصلہ کے مطابق بنو قریظہ کے مردوں کا قتل ۳۹۷
ابوبکرؓ اور عمرؓ اگر منافقین میں سے ہوتے تو مدینہ سے نکالے جاتے۔ ۴۲۰
حضرت عمرؓ کے عہد میں قیصر و کسریٰ کے خزانوں کا آنا ۱۴، ۴۰۳
عبداللہ بن سبا کا قید ہونا ۱۰۴
مَرو ۴۳
مَروَہ (حجاز) ۳۸۳

مسکو (ماسکو) ۴۶، ۱۳۶

مصر ۲۰، ۲۶، ۴۹، ۶۲، ۶۵، ۲۵۸، ۵۵۶

مصر کی قوم کو انذار ۱۴۰

فراعنۂ مصر عرب کو فتح نہ کر سکے ۱۴۵

موسیٰ علیہ السلام کا مصر جاتے ہوئے راستہ میں آگ دیکھنا ۸۴

تاریخ شہادت نہیں دیتی کہ بنی اسرائیل مصر کے مالک ہوئے ۲۶۳

حضرت مریم کی واپسی ۶۳

فتح ۵۴۳

عبداللہ بن سبا کی آمد ۱۰۴

بدظنی کرنے والوں کا انجام ۲۰۷

مکہ معظمہ ۱۹، ۵۰، ۹۸، ۱۴۱، ۱۶۵، ۳۱۸، ۳۴۰، ۴۹۱، ۵۴۶، ۵۵۴

مکہ کا ایک نام ام القریٰ ہے۔ ۳۲۱-۳۲۲

سکندر کی دستبرد سے محفوظ نہ تھا ۳۴

کہاں امید ہو سکتی تھی کہ یہاں نبی پیدا ہوگا ۶۱

کفار کا خیال تھا کہ قرآن طائف یا مکہ کے کسی بڑے شخص پر نازل ہوتا ۵۵۳

مکہ میں بھی تو سرکش سردار تھے ۲۹۵

مکہ معظمہ میں صحابہؓ پر مظالم ۱۵۵

مکہ میں قحط ۵۶۸

مکہ کے متعلق یسعیاہ کی پیشگوئی ۶۱

مکہ میں ایک پیشگوئی کے پورا ہونے کا اشارہ ۴۸۲

اہل مکہ یَجْمَعُ بَیْنَنَا کی پیشگوئی کو خوب سمجھ گئے تھے ۴۳۴

مشرکین مکہ کو خطاب کہ بت تمہارے کام نہیں آئیں گے (بدر کے دن) ۴۳۳

بت مشرکان مکہ کو کچھ مدد نہ دے سکے ۴۴۹

مکہ میں بنو نضیر اور خیبر کے یہود کا آکر اہل مکہ کو مدینہ پر حملہ کیلئے آمادہ کرنا ۳۹۵

اہل مکہ کی طرف سے معاہدہ حدیبیہ از سر نو کرنے کی درخواست ۵۹۰

اہل مکہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کو عمرہ سے روکنا ۱۵۹

آنحضرتؐ کی مکہ سے ہجرت کی رؤیاء ۴۷۴

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ واپس لانے جانے کی بشارت ۳۲۷

آنحضرتؐ کے مکہ سے جانے کے بعد وہاں عذاب آنے کی پیشگوئی تھی ۱۹۴، ۳۲۰-۳۲۲

فتح مکہ کی بشارت ۱۴۵

فتح ۵۴۳

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رمضان میں عید کے قریب ضحیٰ کے وقت مکہ کو فتح فرمایا ۹۴

عمائدین مکہ کی بدر میں ہلاکت ۱۶۲

عمائدین مکہ کی مشکیں کسی گئیں اسی دنیا میں۔ ۲۴۲

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آمادۂ بغاوت ۲۲۳

مکہ میں دوبارہ بت پرستی نہ ہونے کی پیشگوئی ۴۴۲

اس اعتراض کا جواب کہ مسلمان مکہ معظمہ کی پرستش کرتے ہیں ۴۹۹

مکہ کے ایک بزرگ کا ذکر ۱۴۷

موصل ۴۸

میڈ ۳۴، ۳۷، ۳۸، ۴۲، ۴۸، ۴۹، ۱۳۶

ن

نارمنڈی ۴۴

ناروے ۴۵

نجد اہل نجد غزوۂ احزاب میں ۳۹۴

نجران یہاں کے عیسائیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبویؐ میں عبادت کرنے کی اجازت دی ۹۴، ۱۵۷

نصیبین یہاں کے یہود کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنا ۵۷۹

یہاں کے یہود کو بھی جن کہا گیا ہے ۴۳۹

نیل ۱۶۱

نیل ازرق اور نیل ابیض ۳۶

نینوا حضرت یونسؑ کی بعثت ۴۷۷

و - ھ

ولوالنخل طائف اور یمن کے درمیان واقع ایک وادی ۲۸۵، ۲۸۶

ورڈھیڈا (آئرلینڈ)

سب باشندوں کے قتل کے متعلق کرامویل کا فیصلہ ۳۹۷

وزیرآباد (پاکستان) ۴۲۶

ہجر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک رؤیاء سے اجتہاد کہ ہجر کی طرف ہجرت ہوگی ۴۷۴

ہرات (افغانستان) ۴۳، ۴۴

ہردوار (بھارت) ۱۶۵

ہمدان ۴۸

ہندوستان ۴۹، ۱۳۳، ۲۸۸، ۳۷۲، ۴۳۱

شرک کی انتہاء ۳۷۰

رنگ کی خلاف تہذیب پوجا ۴۱۵

مشرک ہونے کی وجہ سے بادشاہ کو بھی دیوتا سمجھتے ہیں ۳۱۸

انسانی قربانی کا رواج ۴۷۵

عورتوں کی بے قدری ۳۱۴

بت پرست اقوام بت پرستی چھوڑ رہی ہیں ۱۵۴

ریاستوں میں سونے کے کنگن عزت کا نشان ہیں ۵۵۷

پہلی صدی ہجری میں عربوں کا دَور ۱۵۷

مختلف قوموں کی آمد اور پھر فنا ہو جانا ۱۲۰

بارہ مسلمان ریاستوں کی تباہی ۵۴۸

باوجود ایک ہزار سال حکومت کرنے کے مسلمانوں نے یہاں کے معابد نہیں مٹائے ۱۵۷

مسلمان ہندوؤں سے متاثر ہیں ۳۴۵

بادشاہوں میں السلام علیکم کہنے کا رواج نہ ہونے کے نتائج ۲۳۳

عورتوں کو شادی و نکاح کے فرائض کا علم نہیں سکھایا جاتا ۳۵۳

یہاں کے مسلمان سورۃ نور کے احکام پر عمل نہیں کرتے (شاہ عبدالغنی) ۱۹۸

ساس بہو کی لڑائی اور اس کا حل ۲۳۳

ی

یروشلم ۱۸، ۵۰، ۴۴۸، ۴۵۸

تباہی کا سبب ۳۶

یروشلم میں بیت ایل ۱۶۵

بائیبل کی پیشگوئی میں مذکور تاکستان ۱۵، ۱۶

بشپ کی درخواست کے باوجود حضرت عمرؓ کا گرجے میں نماز پڑھنے سے انکار ۱۵۷

عیسائیوں کی طرف سے بے حرمتی ۱۵۷

یمامہ آنحضرتؐ کا اجتہاد تھا کہ ہجرت یمامہ کی طرف ہوگی ۴۷۴

یمن ۱۳۳، ۲۸۷
ملکہ سبا کا علاقہ ۲۸۹
یمن سے آنے والے قاصد کو بھی "طرف"
کہتے ہیں ۲۹۳
عبداللہ بن سبا یمن کا یہودی تھا ۱۰۴
یورال (دریا) ۳۷، ۴۳، ۴۴، ۴۹
یورپ ۲۰، ۴۶، ۵۰، ۶۸، ۱۳۳، ۴۸۹
حضرت عباس رضؓ کا ایک بیٹا یورپ میں دفن
ہے ۳۷۵
حضرت ابراہیمؑ کی عزت ۲۸۳
قوتہائے قدرت کی تسخیر اور استفادہ ۱۶۴
دولت مندی ۲۶۹
بُت پرستی ۴۶۱
غیرتِ دینی مفقود ہے ۱۱۶
فسق و فجور بڑھنے کا باعث ۲۰۹
مسیح کی خدائی نیست و نابود ہو رہی ہے
۱۵۵
یونان ۳۴
یونانی باڈگرلہ کا پنجاب تک آنا ۱۴۵

●●●

لُغت

ا

اَبَدًا ۲
اَبَقَ ۴۷۷
اَثَاثًا ۷۸
اَثَارَ ۳۴۹
اَثْلٌ ۴۲۲
اَجَّ ۴۶
اَخٌ ۹۴
اِذًا ۷۹
اَدْحَضَ يُدْحِضُ ۲۵
اَدْرَكَ ۲۹۹
اَزْوَاجٌ ۴۷۰
اَسَاطِير ۱۹۳
اِسْتَهْزَءَ يَسْتَهْزِءُ ۴۶۰
اِسْتَوٰى ۸۳
اُسْجُدُوا ۲۳
اِشْمَأَزَّتْ ۵۰۵
اَضَلَّ ۴۶۵
اَعَادَ يُعِيْدُ ۲۹۹
اَكِنَّةٌ ۲۵
اِلٰهٌ ۱۹۳
اَلْحَدَ يُلْحِدُ ۵۴۲
اِمْرًا ۳۰
اُمِّيٌّ ۳۲۱
اِنْتَبَذَتْ ۶۱
اِنْطَلَقَ ۴۸۰
اِنْفَلَقَ ۳۶۴
اَوْحٰى ۶۰
اَوْلٰى ۳۹۰
اَهْل ۲۷۸
اَلْاَيْكَةُ ۲۷۲
اَلْاَيْمَن ۷۲

ب ـ ت ـ ث

بَحْرٌ ۹۸
بُرُوجٌ ۲۵۰
بِضْعٌ ۳۴۸
بَعْل ۴۷۷
بَيْعٌ ۱۵۶
تَاوِيْلٌ ۳۱
تَحْمِلُ حَمَلَ ۹۳
تَذْبِيْرٌ ۴۷۰
تُزَاوِرُ (زَاوَرَ) ۷
تَذْكِرَةٌ ۸۳
تَسْوِيْل (سَوَّلَ يُسَوِّلُ) ۱۰۳
تَعْقِلُوْن (عَقَلَ يَعْقِلُ) ۵۴۸
تُكَلِّمُ (كَلَّمَ) ۲۰۲
تَمِيْدُ ۱۲۳، ۳۶۱
اَلتَّنُّوْرُ ۱۸۶
تَؤُزُّ ۷۸
ثَانِيَ عِطْفِهٖ ۱۴۱
ثُبُوْرًا ۲۴۲
ثُمَّ ۳۷۸

ج ـ ح ـ خ

جَأَرَ يَجْأَرُ ۱۹۲
جَانٌّ ۲۸۰
جَبَّارٌ ۹۰
جِبَالٌ (جبل) ۲۱، ۱۳۲، ۴۲۹
جَدَل ۲۴
جُرُزٌ ۳، ۳۸۷
جُنْدٌ ۴۸۱
حٰذِرُوْنَ ۲۹۳
حَبَرَ يَحْبُرُ ۳۴۹
حِجْرًا مَحْجُوْرًا ۲۴۵
حُسْنٌ ۴۱۸
حُقُبٌ ۲۶
حُكْمٌ ۳۶۸
اَلْحِكْمَةُ ۳۹۴
اَلْحَكِيْمُ ۳۵۹
حَمَلَ يَحْمِلُ ۴۲۶
حَنِثَ يَحْنَثُ ۴۹۴
اَلْحَيَوٰنُ ۳۴۵
خَاشِعُوْنَ ۱۷۰، ۱۷۱
خَتَّارٌ ۳۷۳
خَرَقَ (يَخْرُقُ) ۳۰
خَشَعَتْ (خَشَعَ يَخْشَعُ) ۱۰۶
خَضَعَ يَخْضَعُ ۴۰۸
خَفِيَ ۸۷
خَفِيًّا ۵۷
خُلْد ۱۲۴
خَلْفٌ ۷۴
خِلْفَةٌ ۲۵۱
خَلَقَ ۱۷۴
خَوَّلْنَاهُ ۵۰۷

ر ـ ز

رَتْقٌ ۱۲۲
رَجْمٌ ۴۹
رُشْدٌ ۱۲۶
رَجَا يَرْجُو ۳۳۱
رُقُوْد ۷
اَلرَّقِيْمُ ۳
رِكْزًا ۸۱

رَهِقَ يَرْهَقُ ۳۱
الرُّوْحُ ۳۸۰ - ۵۱۵
رَيْبٌ ۳۷۷
رِيْعٌ ۲۷۰
زُرْقًا ۱۰۵
زَكِيَّةً ۳۰

س - ش

سَاجِرٌ ۲۶۲
سَاهَمَ (يُسَاهِمُ) ۴۷۷
سَبَبٌ ۳۷
سَبَحَ يَسْبَحُ ۱۳۳
سَخَّرَ ۳۶۹
سِرٌّ ۸۳
سِرَاجٌ ۲۵۰
سَرِيًّا ۴۲
سَطَا يَسْطُوْ ۱۹۷
سُكَارٰى ۱۳۹
سُلَالَةٌ ۱۷۳
سُلْطَانٌ ۵۳۶
اَلسَّلْوٰى ۹۹
سَمَآءٌ ۱۲۲
سَمِيًّا ۷۵
سَوَّلَ (يُسَوِّلُ) ۱۰۳
سَوِيًّا ۶۹
سَيْلُ الْعَرِمِ ۴۳۲
شَرْقِيًّا ۶۱
شَطَطًا ۵
شَقِيًّا ۵۸
شَكُوْرٌ ۴۳۳
شَيْطَانٌ ۱۳۳، ۴۶۵

ص - ض

صَبَرَ (يَصْبِرُ) ۳۲۱
صَرَّفَ (يُصَرِّفُ) ۲۴
صَلَبَ (يَصْلُبُ) ۱۷
صَلٰوةٌ ۴۱۹
صَلَوٰتٌ ۱۵۶
صَوَامِعُ ۱۵۶
صَيَاصِيْ ۴۰۲
اَلصَّيْحَةُ ۱۸۸
اَلضَّالُّ ۳۹۰
ضِغْثٌ ۴۹۱
ضَلَّ يَضِلُّ ۵۱۹
ضَنْكٌ ۱۱۲

ط

طَرَفٌ ۲۹۳
طَغٰى ۱۰۰
طِفْلٌ (اَطْفَالٌ) ۱۴۰
طٰهٰ ۸۲
طَيْرٌ ۲۸۵، ۴۸۳
طَيَّرَ ۲۹۵
طِيْنٌ ۴۹۳

ع - غ

عِتِيًّا ۵۹، ۷۷
عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ۲۷۲
اَلْعَرِمُ ۴۳۲
اَلْعِزَّةُ ۵۶۹
اَلْعَشِيُّ ۵۳۶
عَنَتْ (عَنَا يَعْنُوْ) ۱۰۶
عِوَجًا ۱
غَرَامٌ ۲۵۲
غُرَفٌ ۴۴۳
غُرُوْرٌ ۳۷۳
غَسَّاقٌ ۴۹۲
غُلَامٌ ۳۰، ۵۸
غَوٰى ۱۱۱
غَيٌّ ۷۴

ف - ق

فَاحِشَةٌ ۴۰۸
فَتْقٌ ۱۴۲
فَتَنَ (يَفْتِنُ) ۹۰
اَلْفِتْيَةُ ۴
فَجْوَةٌ ۷
فَرَطَ (يَفْرُطُ) ۵۰۸
اَلْفُرْقَانُ ۱۲۶
فَرِيًّا ۶۳
فَصْلُ الْخِطَابِ ۴۸۳
فَقِيْرٌ ۳۱
فَوَاقٌ ۴۸۳
قُبُلًا ۲۴
قَرَارًا ۵۲۷
قَرْنٌ ۳۴، ۳۵
قَوَامٌ ۲۵۲
قِيَمًا ۲

ک

كَالِحُوْنَ ۱۹۵
اَلْكِتٰبُ ۱، ۲۲
كَفُوْرٌ ۳۷۳، ۴۳۲
كَلَأَ يَكْلَأُ ۱۲۵
كَهْفٌ ۳

ل - م - ن

لِزَامًا ۱۱۳
لَعِبٌ ۳۴۵
لَهْوٌ ۳۴۵
مَأْتِيًّا ۷۳
اَلْمُبِيْنُ ۲۵۶
مُتَطَهِّرٌ ۲۹۶
مَثَانِيْ ۵۰۱
اَلْمُجْرِمُ ۲۲، ۲۶۸، ۳۶۳
مُحْدَثٌ ۱۱۷، ۲۵۸
مِحْرَابٌ ۶۰
اَلْمُرْجِفُ ۴۲۰
مُسَخَّرٌ ۲۷۰
مَسْحُوْرٌ ۲۴۳
مِسْكِيْنٌ ۳۱
مُشْفِقِيْنَ ۲۲
مَشِيْدٌ ۱۵۹
مَصَانِعُ ۲۷۰
مَفَاتِحُ ۴۲۳، ۴۲۴
مَقْتًا ۴۵۳
مَقْضِيًّا ۶۲
اَلْمَنُّ ۹۹
مَنْسَكٌ ۱۹۵
مُوْسٰى ۸۹
مَوْئِلًا ۲۵
مُهَانٌ ۲۵۳
نَادٰى (يُنَادِيْ) ۲۵۹
نَافِلَةٌ ۱۳۲
نَبَأٌ ۵
نَجِيًّا ۶۲

نَسَفَ يَنْسِفُ	۱۰۵	وَعَدَ يَعِدُ	۳۹۸	يَسْطُوْن (سَطَا يَسْطُوْ)	۱۶۷
نُطْفَةٌ	۱۴۰	وَقَعَ الْقَوْلُ عَلٰى	۳۰۳	يُضِلُّ (ضَلَّ)	۵۱۹
ھ - و		وَهَنَ يَهِنُ	۵۸	يَكْلَأُ (كَلَأَ)	۱۲۵
		ی		يُعِيْدُ (اَعَادَ)	۲۹۹
هَبَاءٌ	۲۴۵	يَجْأَرُ (جَأَرَ)	۱۹۲	يَقْطِيْنٌ	۴۷۸
هَدًّا	۷۹	يُحْبَرُوْنَ (حَبَرَ يَحْبُرُ)	۳۴۹	يُلْحِدُوْنَ	۵۴۲
هَضِيْمٌ	۲۷۰	يَدٌ	۴۸۳	يَوْمٌ	۳۷۸
هَوْنٌ	۲۵۱	يَرْجُوْ	۳۳۱	يَوْمُ التَّنَادِ	۵۱۹
اَلْوَاوُ	۵۸۳	يُزْهِقُ (اَزْهَقَ يُزْهِقُ)	۳۱		
وَدْقٌ	۲۲۱	يَسْتَهْزِءُوْن (اِسْتَهْزَءَ)	۴۶۰		
وَزِيْرٌ	۲۴۸				

●●●